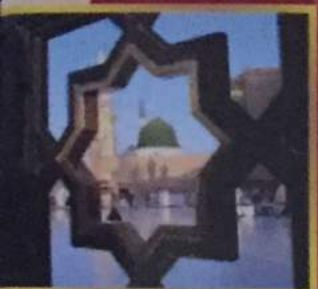


بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً ط

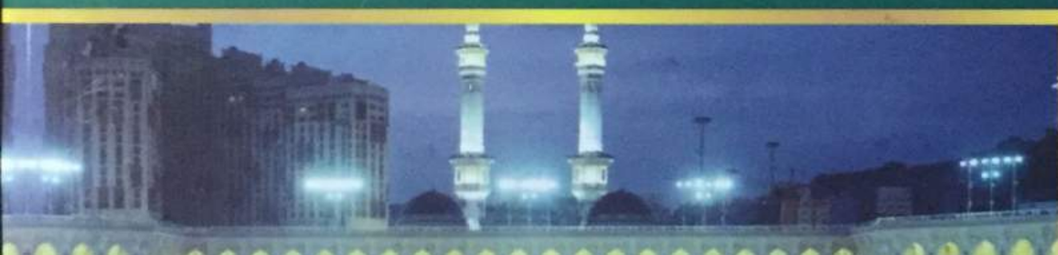
اور اللہ تعالیٰ کے لیے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج واجب ہے جن کو بیت اللہ تک جانے کے راستہ کی استطاعت ہو

(حج اور عمرہ کے قدیم اور جدید مسائل پر مشتمل جامع اور مدلل کتاب)



رفیق المناسک
مع
الفضائل و الرقائق

حج اور عمرہ کے مسائل اور فضائل اور حکایات کے بیان میں ہر شخص کے لیے اپنے ساتھ رکھنے کے لائق کتاب



مرتب

مفتی محمد رفیق الحسنی

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم

گلستان جوہر، بلاک ۱۵، کراچی

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ط

اور اللہ تعالیٰ کے لیے ان لوگوں پر بیت اللہ کا حج واجب ہے جن کو بیت اللہ تک جانے کے راستہ کی استطاعت ہو

(حج اور عُمرہ کے قدیم اور جدید مسائل پر مُشتمل جامع اور مُدلّل کتاب)

رفیق المناسک

مع

اَلفضَائل والرّقائق

حج اور عُمرہ کے مسائل اور فضائل اور حکایات کے بیان میں ہر شخص کے لیے
اپنے ساتھ رکھنے کے لائق کتاب

مرتّبہ

مُفتی مُحمّد رفیق الحسنی

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم

گلستان جوہر بلاک ۱۵، کراچی

نام کتاب : رفیق المناسک (حصہ اوّل)
تالیف : مفتی محمد رفیق حسنی (فون:0300-9244269)
اشاعت : جون 2011ء
اشاعت دوم : مارچ 2017ء
تعداد : 500
صفحات : 664
قیمت : 600
کمپوزنگ : این ڈی لاکھو (0345-2576532)
طباعت : حافظ عابد پرنٹرز (0300-3340980)
ناشر : جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم گلستانِ جوہر۔کراچی

کتاب ملنے کے پتے

- جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر، کراچی۔
  0300/0321-9244269, 021-34619190
- جامع مسجد مبارک سی ویو، ڈیفنس، کراچی۔فون: 021-35842591
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی اور لاہور۔
  فون: 021-32212011۔042-37247350

مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی، کراچی۔021-34926110,34910584

- **Sohail Rafique:** 33 Southlea Road,Manchister,U.K. Ph. 0044-7791688357
- **Dr. Amir:** House No. 181 Styal Raod, Post Code SK-83-TX, Cheadle Cheshire, Manchister, U.K. Ph. 0044-7904122231

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

فہرست

رقت انگیز واقعات

مدینہ منورہ کے فضائل

حج کے مسائل

مواقیت کا بیان

احرام کا بیان

طواف کے مسائل

سعی کے مسائل

منیٰ میں جانے اور رہنے کے مسائل

عرفات میں وقوف کا بیان

مزدلفہ میں وقوف کے مسائل

ذبح کے مسائل

حلق یاقصر کے مسائل

رمی کے احکام

حجِ قران کا بیان

حج قران اور تمتع کی قربانی کے مسائل

دو حجوں یا دو عمروں کو جمع کرنے کا بیان

موجودہ دور کے چیلنج مسائل

عمرہ کا طریقہ قدم بہ قدم

معلومات اور مسائلِ حج

حج کا طریقہ

جماع (جنسی عمل) کے احکام

جنایات کا ذکر

احصار کے مسائل

حج کے فوات کے احکام

❀❀❀❀

الانتساب

یہ کتاب ''رفیق المناسک'' حصہ اول سیّد العلماء والصلحاء قطب الاقطاب سیّدی و مرشدی الشیخ عبدالقادر الگیلانی ادام اللہ تعالیٰ قدمہ المبارک علی رقبتی و عینی ورأسی کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل میری اس کتاب کو قبولیتِ عامہ عطا فرمائے اور لوگوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ع گر قبول افتد زہے عزو شرف

خاک پائے غوث الوریٰ مظہرِ جمالِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

فقیر محمد رفیق حسنی عفی عنہ اللہ تعالیٰ الکریم الغنی

الاستبشار

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں محترم مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب کے مدرسہ ''جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر، بلاک ۱۵، کراچی'' میں زیرِ تعلیم ہوں۔ محترم مفتی صاحب ہر اتوار کو اپنے مدرسہ میں آیتِ کریمہ کے ختم کا اہتمام فرماتے ہیں اور ساتھ ہی کسی نہ کسی علمی نقطہ پر درس بھی دیتے ہیں۔ 31 اکتوبر 2010ء کو، چونکہ ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہونے والا تھا۔ آپ نے حج کے موضوع پر بیان فرمایا۔ گاہے بگاہے ہم طالب علموں کو اپنی تصیف کی ہوئی کتب بھی مرحمت فرماتے ہیں، آج بھی انہوں نے از راہِ شفقت ہماری معلّمہ محترمہ روبینہ مصطفائی کے ذریعہ ہمیں اپنی دو کتب ''رفیق الحرم المکی'' اور ''رفیق الحرم المدنی'' عنایت فرمائیں۔ دونوں کتب لیتے وقت میں نے اپنی معلمہ محترمہ روبینہ صاحبہ سے عرض کیا کہ یہ کتب تو پہلے سے میرے پاس ہوں گی کیونکہ مجھے ان کے نام یاد ہیں اور ٹائیٹل بھی یاد ہیں، تو وہ بڑی حیران ہوئیں اور کہنے لگیں یہ تو بالکل نئی کتب ہیں اور آج ہی آئی ہیں اور مفتی صاحب نے دی ہیں۔ میں خود بھی تعجب میں پڑ گئی کہ پھر مجھے یاد آیا کہ چند ماہ قبل میں نے ایک خواب دیکھا، جو میں نے کسی سے بیان نہیں کیا تھا۔

خواب یہ تھا کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجھ پر کچھ اس طرح کرم ہوا کہ میں مکہ شریف میناروں کے پاس مسجد الحرام کے پاس کھڑی ہوں اور بہت خوش ہوں کہ میں بھی آج یہاں تک پہنچی ہوں پھر خواب کا منظر بدلتا ہے اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کمرہ میں تشریف فرما ہیں۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے آرہے ہیں۔ میں بھی ان میں شامل ہوئی۔ نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک میز پر چند

کتابیں رکھی ہوئی ہیں جن میں مفتی رفیق الحسنی صاحب کی یہ دو کتب بھی موجود ہیں۔ آپ ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے یہ دو کتب مجھے عنایت فرماتے ہیں۔

سیّدہ نورالعین

طالبہ درجہ خاصہ

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر، بلاک ۱۵، کراچی

ذی الحج ۱۴۳۱ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۰ء

گذارش:

مجھے یہ خواب ہمارے مدرسہ کی معلمہ محترمہ روبینہ مصطفائی نے بیان کیا تو مجھے نہایت مسرت حاصل ہوئی اور حوصلہ ملا۔ عزیزہ سیّدہ نورالعین نہایت نیک سیرت طالبہ ہیں۔ معلوم ہوا کثرت سے درود شریف پڑھتی ہیں، روزانہ تقریباً پانچ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ویسے بھی انہیں آل رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اس خواب سے مجھے حوصلہ ملا کہ میری محنت اور مشقت رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

چونکہ اس واقعہ کے ظاہر ہونے سے پہلے ''رفیق الحرم المکی'' اور ''رفیق الحرم المدنی'' شائع ہو چکی تھیں، اس لئے یہ خط ''رفیق المناسک'' میں شائع کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ اور جملہ معلمات اور طالبات کو علمِ نافع عطا فرمائے۔

خاکِ پائے اہلِ ایمان

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

وجہ تالیف

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیَامًا لِلنَّاسِ وَ مَثَابَۃً لِلْعَالَمِیْنَ وَ اَمْنًا لِزَائِرِیْہِ مِنَ الْحُجَّاجِ وَالْمُعْتَمِرِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ دَعَا لِاُمَّتِہٖ بِالْعَرَفَاتِ وَالْمُزْدَلَفَۃِ فَاَجَابَ رَبُّہٗ بِمَغْفِرَۃِ جَمِیْعِ ذُنُوْبِ اُمَّتِہٖ وَضَمِنَ التَّبِعَاتِ وَحُقُوْقَ الْعِبَادِ بِکَرَمِہٖ وَ رَحْمَتِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ الَّذِیْنَ اَذْھَبَ مِنْھُمُ الرِّجْسَ وَ طَھَّرَھُمْ تَطْھِیْرًا بِحُرْمَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ عَلٰی اَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَ مَنِ اتَّبَعَھُمْ بِاِحْسَانٍ بِوَسِیْلَتِہٖ ﷺ۔

امابعد۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور جان دو عالم رسول اللہ ﷺ کی کرم نوازی سے مجھے ۱۹۸۴ء اور پھر ۱۹۸۶ء پھر ۶۔۲۰۰۵ء میں حج کی سعادت حاصل ہوئی ۱۹۸۴ء میں حج کے اخراجات اپنی جیب سے اور کچھ دوستوں کی اعانت سے ادا کئے اور ۱۹۸۶ء میں صدر پاکستان ضیاء الحق مرحوم اور وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو مرحوم کی حکومت کی پالیسی کے مطابق بطور رہبر حج حجاج کرام کی جمع کرائی گئی رقوم سے اخراجات ادا کئے گئے مرحوم و مغفور حافظ محمد تقی شہید میلاد النبی ﷺ صوبہ سندھ مذہبی امور کے وزیر تھے انہوں نے صوبہ سندھ سے چالیس کے قریب علماء کے نام میرے ساتھ رہبر حجاج کے لئے مرکزی حکومت سے منظور کرائے تھے چنانچہ اس حج میں بطور رہبر حج کراچی سے میرے ساتھ مولانا غلام دستگیر افغانی اور مولانا غلام نبی فخری اور مولانا غلام محمد سیالوی اور مولانا

قمر الدین سیالوی وغیر ہم نے حج ادا کیا۔ اور ۶۔۲۰۰۵ء میں کاروان حراء کے سر پرست محترم جناب منور اور الیاس صاحب نے حج کے اخراجات برداشت کئے اس حج میں میرے ساتھ صوفی سلیم حیدر صاحب، چوہدری محمد اشرف کی جانب سے ان کی والدہ کے حج بدل کے طور پر شریک سفر تھے جناب صوفی رحمت علی صاحب اور خواجہ اشرف صاحب ہمارے ساتھ تھے بحمدہ تعالیٰ اسی سال دوبارہ حج اکبر کی سعادت حاصل ہوئی ۲۰۰۶ء میں دو حج ہو گئے ایک حج ۹/ جنوری ۲۰۰۶ء بروز پیر ادا کیا اور دوسرا حج ۲۹/ دسمبر ۲۰۰۶ء ادا کیا ۲۹/ دسمبر بروز جمعہ کے حج میں میرے ہمراہ بھائی محمد شریف صاحب اور فہیم صدیقی طارق روڈ اور جناب فیصل ندیم اور فیصل کی والدہ محترمہ اور صوفی رحمت علی صاحب شریک سفر تھے تفصیل میری سالانہ ڈائری میں لکھی ہوئی ہے حج اکبر کے اخراجات جناب منور نے اپنی کمپنی کاروانِ حراء سے ادا کئے۔ پھر ۲۰۰۷ء میں جناب سیٹھ سمیع اور سیٹھ احمد نے اپنی ہمشیرہ کے حج بدل کے لئے میرے پیسے کاروان حراء والوں کو جمع کرائے مگر کاروان حراء والے میرا ویزانہ لگوا سکے میرے گناہ چوتھے حج کے اس مبارک سفر میں رکاوٹ بن گئے شاید گنبد خضراء سے اجازت نہ مل سکی پھر اگلے سال ۲۰۰۸ء میں جانے کا ارادہ کر لیا اور رقم کاروان حراء والوں کے پاس جمع رہی مگر سال کے درمیان عزیزم سہیل اور ان کی اہلیہ کے پروگرام کے مطابق عمرۃ پر جانے کی سعادت حاصل ہوئی عزیزم سہیل اور ان کی اہلیہ نے لندن سے فون کیا کہ ہم پاکستان آکر واپسی پر امی اور ابو کے ساتھ عمرۃ کرنا چاہتے ہیں اور امی اور ابو کے جملہ اخراجات ہم ادا کریں گے چنانچہ وہ پاکستان آگئے قبل ازیں میرا ٹکٹ بذریعہ قرعہ اندازی کاروان حراء والے دے چکے تھے لہٰذا سہیل کے ٹکٹ پر عزیزم محمد اویس کو تیار کیا ہمارے ساتھ عزیزم حمید الحسن کی اہلیہ بھانجی نسیم اور بھانجی زینب بنت

عثمان اور دیگر رشتہ دار تیار ہو گئے ہمارا ویزا لگ گیا مورخہ ۲۳ر اپریل ۲۰۰۸ء ہم عمرہ کے لئے روانہ ہو گئے اور مورخہ ۹ر مئی ۲۰۰۸ء کو واپس کراچی پہنچے اتفاق سے سہیل اور ان کی اہلیہ کا ٹرانزٹ ویزا نہ لگ سکا وہ واپس لندن چلے گئے ابھی واپس پہنچے ہی تھے کہ میرے لیے زندگی کے عظیم امتحانات اور کردہ خطاؤں کی سزا شروع ہو گئی مورخہ ۱۰ر مئی ۲۰۰۸ء عصر کی نماز کے بعد ہارٹ اٹیک کی تکلیف شروع ہوئی تقریباً تین شریانیں بند تھیں ٹیسٹ کے بعد فیصلہ ہوا کہ انجو پلاسٹی کرالی جائے انجو پلاسٹی کے اخراجات کے لئے سمیع صاحب نے حج کے لئے جمع شدہ رقم کے استعمال کرنے کی اجازت دے دی جس کی وجہ سے انجیو پلاسٹی کے بعد ۲۰۰۸ء میں حج پر نہ جا سکا پھر ۲۰۰۹ء اپریل میں انجو پلاسٹی فعل ہو گئی ۱۶ر اپریل ۲۰۰۹ء کو بائی پاس آپریشن کرانا پڑا مگر آج ۲۰۱۰ء کے آخر تک دوبارہ عمرۃ اور حج کے لئے نہ جا سکا۔

- دوسرے آپریشن کے چند ماہ بعد اسباق پڑھانا شروع کر دیئے تھے اسی دوران کاروان حراء کے سرپرست جناب منور صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ عمرۃ اور حج والوں کے لئے پاکٹ سائز دعاؤں کا کتابچہ ہونا چاہئے یہ لوگوں کی طلب ہے۔ چنانچہ میں نے ارادہ کر لیا رفیق الحرم المکی کے نام سے سفر اور طواف اور سعی کے دوران ماثورہ دعائیں اور مکہ مکرمہ سے الوداع کی ماثورہ دعائیں جمع کیں پھر مذکورہ دعائیں ترجمہ کے ساتھ شائع کر دیں۔ نیز سرور دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب کے حوالہ سے بھی رفیق الحرم المدنی کے نام سے ایک پاکٹ سائز کتابچہ شائع کر دیا پھر خیال آیا منٰی، عرفات اور مزدلفہ میں لوگوں کو ماثورہ دعاؤں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے چنانچہ منٰی اور عرفات اور مزدلفہ میں پڑھی جانے والی دعائیں اور وظائف جمع کئے اسی دوران خیال آیا کہ سب وظائف اور اوراد

اور مسائل حج و عمرۃ اور فضائل مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور بعض واقعات پر مشتمل جامع کتاب شائع کی جائے اور اس کتاب میں مکہ مکرمہ میں پڑھی جانے والی دعائیں اور مدینہ منورہ جانے کے آداب بھی شامل کر کے "رفیق المناسک" کے نام سے نئی کتاب شائع کر دی جائے۔ چنانچہ میں نے لکھنا شروع کر دیا اور ارادہ کیا اس جامع کتاب کا نام "رفیق المناسک" رکھا جائے گا جو لباب المناسک سے ماخوذ ہو گی انشاءاللہ یہ کتاب دو حصوں میں جلد شائع ہو گی۔ چونکہ کتاب کے صفحات زیادہ ہو گئے تھے اس لئے کتاب رفیق المناسک دو حصوں میں شائع کر دی۔ حصہ اول فضائل اور واقعات اور مسائل پر مشتمل ہے اور حصہ دوم دعاؤں پر مشتمل ہے۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

- کتاب میں ذکر کردہ فضائل اور مسائل اور اکثر ماثورہ دعائیں کتب حج لباب المناسک مع ارشاد الساری اور ہدایۃ السالک اور البحر العمیق وغیرہا سے لی گئی ہیں۔

حجۃ الوداع

خطبہ حجۃ الوداع

کتاب کی ابتداء حجۃ الوداع کے خطبات سے کر رہا ہوں تاکہ آپ ﷺ کے خطبات کی برکات صاحب کتاب اور قارئین کتاب کو حاصل ہوں۔ سرور دو عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے ایام نو اور دس اور گیارہ ذی الحج کے دنوں میں جو خطبات ارشاد فرمائے، مختلف کتابوں بخاری اور مسلم اور دیگر احادیث کی کتابوں میں مختلف روایتوں کے ساتھ مروی ہیں۔ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے "بدایہ ونہایہ" میں اور محمد ابن یوسف شامی متوفی ۹۴۳ھ نے سبل الہدٰی میں اور امام ابوالبقاء محمد ابن احمد ابن محمد ابن الضیاء المکی الحنفی متوفی ۸۵۴ھ نے اپنے کتاب "البحر العمیق فی مناسک الحج والمعتمر الی بیت اللہ العتیق" میں جمع کر دیئے ہیں۔ ہم نے زیر نظر کتاب "رفیق المناسک" میں "سبل الہدٰی والرشاد" سے نو اور دس اور گیارہ ذی الحج کے خطبات ابتداء میں نقل کر دیئے ہیں۔ تینوں خطبات کی عبارتیں ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت رکھتی ہیں۔ اور حجۃ الوداع کی باقی تفصیل زیادہ تر "البحر العمیق" سے نقل کی گئی ہے۔

السنن الکبریٰ میں مروی ہے جب عرفہ کے دن سورج کا زوال ہوا آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی پر پالان رکھنے کا حکم فرمایا اور آپ سوار ہو کر وادی کے اندر تشریف لائے اور لوگوں کو اونٹنی پر سوار ہونے کی حالت میں خطبہ دیا، ایک روایت میں ہے سرخ اونٹ پر اور پالان کی رکابوں میں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، ایک روایت میں ہے منبر پر خطبہ دیا۔ شاید یہ خطبے دوسرے دنوں کے ہوں گے۔ عرفہ کے دن اونٹنی پر خطبہ نماز ظہر سے پہلے ارشاد فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی پھر فرمایا:

1. أَيُّهَا النَّاسُ: إِنَّ دِمَائَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ إِلَى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، وَ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، وَقَدْ بَلَّغْتُ، فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَانَةٌ فَلْيَرُدُّهَا لِمَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا، أَلَا إِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ تَحْتَ قَدَمَيَّ، وَ إِنَّ أَوَّلَ دِمَائِكُمْ أَضَعُ، وَ فِي رِوَايَةٍ: وَ إِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ رَبِيْعَةَ، وَ فِي رِوَايَةٍ : دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَكَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ۔ فَهُوَ أَوَّلُ مَا أَبْدأُ بِهِ مِنْ دِمَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَإِنَّ كُلَّ رِبًا مَوْضُوعٌ، وَلَكُمْ رُؤُوْسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ قَضَى اللهُ أَنَّهُ لَا رِبَا، وَإِنَّ أَوَّلَ رِبًا أَضَعُ رِبَا الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ۔

2. أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا النَّسِيئُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ، يُضِلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهُ عَاماً، وَ يُحَرِّمُوْنَهُ عَاماً، لِيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللهُ وَ يُحَرِّمُوْا مَا أَحَلَّ اللهُ، وَإِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهراً، (وَفِي رِوَايَةٍ) إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ، ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَةٌ: ذِي الْقَعْدَةِ وَ ذِي الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ، وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَ شَعْبَانَ۔

3. أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ: اتَّقُوْا اللهَ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْراً، فَإِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ لَا يَمْلِكْنَ لِأَنْفُسِهِنَّ شَيْئاً وَ إِنَّكُمْ إِنَّمَا أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانَةِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ۔ (وَفِي رِوَايَةٍ) بِكِتَابِ اللهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ حَقٌّ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقٌّ، لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَداً تَكْرَهُوْنَهُ، وَعَلَيْهِنَّ أَلَّا يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ، فَإِنْ فَعَلْنَ فَإِنَّ اللهَ قَدْ أَذِنَ

لَكُمْ أَنْ تَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَ تَضْرِبُوهُنَّ ضَرْباً غَيْرَ مُبَرِّحٍ. فَإِنِ انْتَهَيْنَ فَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔

4. فَاعْقِلُوا أَيُّهَا النَّاسُ قَوْلِي. فَإِنِّي قَدْ بَلَّغْتُ. وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِي أَبَداً. إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ. أَمْرَيْنِ، (وَفِي رِوَايَةٍ) أَمْراً بَيِّناً كِتَابَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ سُنَّةَ نَبِيِّهِ ﷺ۔

5. أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا قَوْلِي وَاعْقِلُوهُ. تَعلَمُنَّ أَنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ أَخٌ لِمُسْلِمٍ، وَأَنَّ الْمُسْلِمِينَ إِخْوَةٌ، فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِنْ أَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طِيبِ نَفْسٍ، فَلَا تَظْلِمُنَّ أَنْفُسَكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ الْقُلُوبَ لَا تَغِلُّ عَلَى ثَلَاثٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمُنَاصَحَةُ أُولِي الْأَمْرِ، وَعَلَى لُزُومِ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَمَنْ تَكُنِ الدُّنْيَا نِيَّتَهُ يَجْعَلُ اللهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَيُشَتِّتُ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَلَا يَأْتِيهِ مِنْهَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهُ، وَمَنْ تَكُنِ الْآخِرَةُ نِيَّتَهُ يَجْعَلُ اللهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَيَكْفِيهِ ضَيْعَتَهُ، وَتَأْتِيهِ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ، فَرَحِمَ اللهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي حَتَّى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ، فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ وَلَيْسَ بِفَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، أَرِقَّاءُكُمْ أَرِقَّاءُكُمْ أَطْعِمُوهُمْ مِمَّا تَأْكُلُونَ، وَاكْسُوهُمْ مِمَّا تَلْبِسُونَ، فَإِنْ جَاءَ بِذَنْبٍ لَا تُرِيدُونَ أَنْ تَغْفِرُوهُ فَبِيعُوا عِبَادَ اللهِ، وَلَا تُعَذِّبُوهُمْ. أُوصِيكُمْ بِالْجَارِ۔ حَتَّى أَكْثَرَ۔ فَقُلْنَا إِنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ۔

6. أَيُّهَا النَّاسُ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَدَّى لِكُلِّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، وَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ، وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ تَوَلَّى غَيْرَ مَوَالِيهِ ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفاً وَلَا عَدْلاً، اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ، وَالنِّحْلَةُ مَرْدُودَةٌ، وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ

وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ۔

7. أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ أَهْلَ الشِّرْكِ وَالْأَوْثَانِ كَانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنْ هَا هُنَا عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ حَتّٰى تَكُوْنَ الشَّمْسُ عَلٰى رُؤُوْسِ الْجِبَالِ مِثْلَ عَمَائِمِ الرِّجَالِ عَلٰى رُؤُوْسِهَا. هَدْيُنَا مُخَالِفُ هَدْيِهِمْ. وَكَانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ عَلٰى رُؤُوْسِ الْجِبَالِ مِثْلَ عَمَائِمِ الرِّجَالِ عَلٰى رُؤُوْسِهَا ـ وَيَقُوْلُوْنَ: أَشْرِقْ ثَبِيْرُ كَيْمَا نُغِيْرُ فَأَخَّرَ اللّٰهُ هٰذِهٖ وَقَدَّمَ هٰذِهٖ. يَعْنِيْ: قَدَّمَ الْمُزْدَلِفَةَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَأَخَّرَ عَرَفَةَ إِلٰى أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ، وَ إِنَّا لَا نَدْفَعُ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ، وَ نَدْفَعُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ حَتّٰى تَطْلَعَ الشَّمْسُ، وَهَدْيُنَا مُخَالِفٌ لِهَدْيِ الْأَوْثَانِ وَالشِّرْكِ۔

8. وَأَنْتُمْ تُسْأَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ؟۔ قَالُوْا: نَشْهَدُ أَنَّكَ بَلَّغْتَ، وَ أَدَّيْتَ، وَنَصَحْتَ، فَقَالَ بِأُصْبَعِهٖ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَاءِ وَ يَنْكُتُهَا عَلَى النَّاسِ "اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ. اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

(سبل الہدی والرشاد)

1. ترجمہ: اے لوگو! تمہاری جانیں اور تمہارے مال ایک دوسرے پر حرام ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب کی ملاقات کرو۔ جیسا کہ تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینہ میں تمہارے اس دن کی حرمت ہے اور بے شک تم اپنے رب کی ملاقات کروگے پس وہ تم سے تمہارے اعمال سے سوال کرے گا پس بے شک میں نے پہنچادیا پس وہ شخص جس کے پاس امانت ہے وہ امانت اس کو واپس کردے جس نے وہ امانت رکھی تھی۔ خبردار جاہلیت اور کفر کا ہر امر میرے قدموں کے نیچے روند دیا گیا ہے اور بے شک تمہارے پہلے خونوں سے جو میں معاف کرتا ہوں ایک روایت میں ہے اور بے شک پہلا خون جو معاف کرتا ہوں اپنے خونوں سے وہ

ربیعۃ کا خون ہے اور ایک روایت میں ہے ابن ربیعۃ ابن الحارث ابن عبد المطلب کا دم ہے وہ بنی سعد ابن ابی بکر میں دودھ پیتا تھا پس اس کو ہذیل نے قتل کر دیا تھا پس وہ پہلا خون ہے جس کے ساتھ میں ابتداء کر رہا ہوں جاہلیت کے دور کے خونوں کا اور تمام سود ترک کر دیئے گئے ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اصل رأس المال ہیں نہ ظلم کرو گے نہ ظلم کئے جاؤ گے اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے کوئی ربا نہیں ہے اور پہلا ربا جو میں چھوڑتا ہوں وہ عباس ابن عبد المطلب کا ربا ہے پس وہ سارا چھوڑ دیا گیا ہے۔

2. اما بعد اے لوگو! مہینوں اور سالوں میں تاخیر کرنا کفر میں زیادتی ہے اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اس کے ساتھ ان لوگوں کو جو کافر ہیں ایک سال اس کو حلال کرتے ہیں اور ایک سال اس کو حرام کرتے ہیں تاکہ موافقت کریں اس گنتی کی جو اللہ تعالیٰ نے (مہینے) حرام کئے پس حلال کرتے ہیں ان مہینوں کو جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اور حرام کرتے ہیں ان کو جن کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا (توبہ: ۳۷) پس زمانہ اپنی ہیت پر لوٹ آیا ہے اس ہیت پر جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا سال بارہ ماہ ہے اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی گنتی بارہ ماہ ہے ان میں چار حرمت والے ہیں تین اکٹھے ہیں ذی القعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے

3. اما بعد اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور عورتوں کے ساتھ اچھائی کرو اس لیے کہ عورتیں تمہارے پاس مقید ہیں اپنے نفسوں کی مالک نہیں ہیں اور بے شک تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امانت سے لیا ہوا ہے اور ان کی شرم گاہوں کو تم نے حلال کیا ہے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کے ساتھ اور ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ تمہارے لیے ان پر حق ہے اور کے لیے تمہارے اوپر حق ہے تمہارے لیے

ان پر واجب ہے کہ تمہارا افراش دوسروں سے کسی ایک کو استعمال نہ کرنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور ان پر واجب ہے کہ کھلی برائی نہ کریں پس اگر کریں پس بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ ان کے بستر گاہوں میں الگ کردو اور ان کو مارو زخمی کرنے والی ضرب نہ ہو پس اگر وہ باز آجائیں پس تمہارے اوپر ہے ان کا رزق اور ان کا لباس عرف اور احسان کے ساتھ۔

4. اے لوگو! میری بات سمجھو پس بے شک میں نے پہنچادیا(جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا) پس میں نے تمہارے پاس وہ چیز چھوڑی اگر تم نے اس کو مضبوطی سے پکڑا وہ دو (۲) امر ہیں ایک روایت میں وہ واضح اور روشن امر ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنّت۔

5. اے لوگو! میرا قول سنو اور اس کو سمجھو اور جانو ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور بے شک سب مسلمان بھائی ہیں پس کسی آدمی کے لیے اس کے بھائی کے حق سے کوئی چیز حلال نہیں ہے مگر وہ جو اس کو اس نے خوشی سے دیا اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو اور جانو بے شک دل تین چیزوں پر بخل اور تنگی نہ کریں اللہ عزوجل کے لیے عمل کا اخلاص اور اولی الامر کے ساتھ مخلص ہونا اور ناصح ہونا اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہنا اور اسے لازم پکڑنا کیونکہ جماعت کی دعوت ماورا پر محیط ہوتی ہے وہ شخص جس کی نیت دنیا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی احتیاجی اس کی آنکھوں کے درمیان کر دیتا ہے اور اس کے سامان کو اس پر ٹکڑوں میں متفرق کر دیتا ہے اور اسے دنیا سے کچھ نہیں ملتا مگر وہ جو لکھا ہوتا ہے اور جس شخص کے لیے آخرت کی نیت ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غنا ڈال دیتا ہے اس کا سامان اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور اس کے پاس دنیا ذلیل ہو کر آئے گی پس رحمت نازل فرمائے اللہ تعالیٰ اس آدمی پر جس نے میرا قول سنا حتّٰی کہ اپنے غیر کو پہنچایا

بہت سے لوگ فقہ اٹھانے والے ہوتے ہیں اور فقیہہ نہیں ہوتے اور بہت لوگ فقہ کو اس آدمی کی طرف اٹھاتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہہ ہوتا ہے تمہارے غلام تمہارے پابند ہیں انہیں وہ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور انہیں وہ لباس دو جو تم پہنتے ہو اگر تمہارا غلام غلطی کرے تم نہیں چاہتے کہ اسے معاف کریں تو اس کو بیچ دو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اور ان کو عذاب نہ دو میں تمہیں پڑوسی کے لیے نصیحت کرتا ہوں حتّٰی کہ آپ ﷺ نے یہ ارشاد کثرت سے دہرایا پس ہم نے کہا آپ ﷺ پڑوسی کو عنقریب وارث بنادیں گے۔

6. اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کا حق ادا کر دیا ہے یعنی بیان کر دیا ہے اور وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے اور اولاد نکاح والے کے لیے ہو گی اور زانی کے لیے پتھر ہے اس کے لیے ولد نہیں ہے جس شخص نے اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنے ولد ہونے کا دعویٰ اور نسبت کی یا کسی غلام نے غیر مولیٰ کی طرف غلام ہونے کا دعویٰ کیا پس اس پر اللہ تعالیٰ کی اور ملائکہ کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس سے فرض اور نفلی عبادتیں قبول نہیں فرمائے گا۔ عاریۃً لی گئی چیز واپس کی جائے اور دودھ کے لیے لیا گیا جانور واپس رد کیا جائے گا اور دین ادا کیا جائے گا اور کفیل پر تاوان ادا کرنا واجب ہے۔

7. اما بعد۔ بے شک اہل شرک اور بتوں کی عبادت کرنے والے یہاں سے سورج کے غروب کے قریب واپس لوٹتے تھے حتّٰی کہ سورج کی روشنی پہاڑوں پر ایسی ہوتی تھی جیسے مردوں کے سروں پر پگڑیاں ہوتی ہیں ہمارا عمل ان کے عمل کے خلاف ہے اور وہ مشعر حرام (مزدلفہ) سے واپس ہوتے تھے سورج کے طلوع ہونے کے قریب کہ سورج پہاڑوں کے سروں پر طلوع کرے جیسے مردوں کے سروں پر پگڑیاں ہوتی ہیں اور کہتے تھے جبل ثبیر روشن ہو جائے تاکہ ہم واپس

جائیں پس مؤخر کیا اللہ تعالی نے اس کو اور مقدم کیا اس کو یعنی مزدلفہ کو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے کر دیا اور عرفہ کو سورج کے غروب ہونے تک مؤخر کر دیا بے شک ہم عرفہ سے واپس نہیں لوٹیں گے حتّٰی کہ سورج غروب ہو جائے اور مزدلفہ سے واپس لوٹیں گے حتّٰی کہ سورج طلوع ہو ہمارا عمل اہل شرک اور اوثان کے مخالف ہو گا۔

8. تم لوگوں سے میرے متعلق پوچھا جائے گا پس تم کیا کہو گے صحابہ کرامؓ نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پہنچا دیا اور ادا کر دیا اور آپ نے نصیحت اور اخلاص کیا پھر شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے اشارہ فرماتے ہوئے اور لوگوں پر اس انگلی کو جھکاتے ہوئے عرض کیا یا اللہ تو گواہ ہو جا یا اللہ تو گواہ ہو جا یا اللہ تو گواہ ہو جا۔ تین مرتبہ۔

دوسرا خطبہ منٰی میں۔ دس ذی الحج کو۔

مکہ مکرمہ جانے سے پہلے یا واپسی پر (عموماً آپ ﷺ یہ خطبہ پڑھتے تھے):

1. حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ. أَلَا إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ. اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ. ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَ ذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ، وَ رَجَبُ مُضَرِ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادٰى وَ شَعْبَانَ أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ: أَلَيْسَ

هَذَا يَوْمُ النَّحْرِ؟ قُلْنَا: بَلٰى. قَالَ: أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ: أَلَيْسَ ذُوْالْحِجَّةِ؟ قُلْنَا: بَلٰى. قَالَ: فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ قُلْنَا: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ: أَلَيْسَ الْبَلْدَةُ؟ قُلْنَا: بَلٰى. قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ. وَ أَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هَذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ. أَلَا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّاراً يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ. فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبْلَغُهٗ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قُلْنَا: نَعَمْ؟ قَالَ: اَللّٰهُمَّ فَاشْهَدْ۔

2. فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ: أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟ قَالُوْا يَوْمٌ حَرَامٌ. قَالَ: فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟ قَالُوْا بَلَدٌ حَرَامٌ. قَالَ: فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟ قَالُوْا: شَهْرٌ حَرَامٌ. قَالَ: فَإِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ. وَ أَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هَذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هَذَا ۔ فَأَعَادَهَا مِرَاراً. ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟

3. أَلَا أَيُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهٗ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوْا شَهْرُنَا هَذَا. قَالَ: أَلَا أَيُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهٗ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوْا: بَلَدُنَا هَذَا. قَالَ: أَلَا أَيُّ يَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهٗ أَعْظَمُ حُرْمَةً؟ قَالُوْا: يَوْمُنَا هَذَا. قَالَ: فَإِنَّ: اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى قَدْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ. وَأَعْرَاضَكُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هَذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هَذَا. أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثاً؟ كُلُّ ذٰلِكَ يُجِيْبُوْنَهٗ إِلَّا نَعَمْ قَالَ: وَيْحَكُمْ أَوَ قَالَ: وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔ (سبل الہدی والرشاد)

1. ترجمہ: آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثناء فرمائی۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے استغفار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفسوں کے شر سے اور اپنے برے اعمال سے پناہ اور امان چاہتے ہیں وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا اس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد (ﷺ) اس کے عبد مطیع اور اس کے رسول ہیں اما بعد خبر دار زمانہ اپنی اصلی حالت پر آگیا ہے اس دن کی ہیت پر جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور سال کے بارہ ماہ ہیں ان میں سے چار حرمت والے ہیں تین ملے ہوئے ہیں ذی القعدہ اور ذی الحج اور محرم اور رجب مضر جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے کیا جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جانتا ہے پھر خاموش ہو گئے حتّٰی کہ ہم نے گمان کیا اس دن کا نام اس دن کے غیر کے ساتھ رکھیں گے پھر فرمایا کہ کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے پھر خاموش ہو گئے حتّٰی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس مہینہ کا کوئی اور دوسرا نام رکھیں گے کیا یہ ذی الحج نہیں ہے ہم نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے پھر خاموش ہو گئے حتّٰی کہ ہم نے گمان کیا اس شہر کا کوئی دوسرا نام رکھیں گے پھر فرمایا کیا یہ بلد حرام (مکہ) نہیں ہے ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا بے شک تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر حرام اور حرمت والی ہیں جس

طرح تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر تمہارے اس مہینہ میں ہے اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے پس وہ تمہارے اعمال سے سوال کرے گا خبر دار میرے بعد دوبارہ کافر نہ ہو جانا یہ کہ تمہارا بعض دوسرے بعض کی گردنیں مارنا شروع کردے خبر دار ضرور یہاں حاضر شخص یہاں سے غائب کو یہ باتیں پہنچائے شاید وہ بعض جن کو یہ باتیں پہنچیں زیادہ حفاظت کرنے والے ہوں اس بعض سے جس نے یہ باتیں سنیں پھر فرمایا خبر دار کیا میں نے پہنچادیا؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں۔ عرض کیا یا اللہ گواہ ہو جا۔

2. پس فرمایا اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟ انہوں نے عرض کیا حرمت والا دن پھر فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے کہا بلد حرام پھر فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ حرمت والا مہینہ ہے ارشاد فرمایا تمہارے خون اور تمہارے مال تمہاری عزتیں ایک دوسرے کے لیے حرمت والے ہیں جیسے یہ تمہارا یہ دن تمہارے اس شہر میں اس مہینہ میں حرمت والا ہے اس کلام کا بار بار اعادہ فرمایا پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور عرض کیا یا اللہ کیا میں نے پہنچادیا یا اللہ کیا میں نے پہنچادیا۔

3. خبر دار تم کون سا مہینہ زیادہ حرمت والا جانتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یہی مہینہ۔ فرمایا تم کون سا شہر زیادہ حرمت والا جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہمارا یہی شہر۔ فرمایا تم کون سا دن زیادہ حرمت والا جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یہی دن فرمایا بے شک اللہ تبارک تعالیٰ نے تمہارے اوپر تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں حرام کردی ہیں مگر حق کے ساتھ تمہارے اس دن تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینہ کی حرمت کی طرح پھر تین مرتبہ فرمایا خبر دار کیا میں نے پہنچادیا ہر مرتبہ صحابہ جواب دیتے تھے جی ہاں آپ نے

پہنچادیا۔ افسوس ہو تمہارے لیے میرے بعد کافر نہ ہوجانا یہ کہ بعض بعض کی گردنیں کاٹے۔

تیسرا خطبہ گیارہ ذی الحج کو جمرہ عقبہ کے قریب

1. وَأَثْنٰى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ، أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا وَ إِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَسْوَدَ عَلٰى أَحْمَرَ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلٰى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔ قَالَ: فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ فَسَكَتُوْا، فَقَالَ: هٰذَا شَهْرٌ حَرَامٌ، أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ فَسَكَتُوْا، فَقَالَ: بَلَدٌ حَرَامٌ، : أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ فَسَكَتُوْا، قَالَ: يَوْمٌ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ حَرَّمَ دِمَاءَكُمْ وَ أَمْوَالَكُمْ۔ وَ أَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ شَهْرِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا، إِلٰى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالَ: اَلنَّاسُ نَعَمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ، أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ أَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا إِلٰى مَنِ ائْتَمَنَهٗ عَلَيْهَا، أَلَا وَإِنَّ كُلَّ رِبًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَإِنَّ أَوَّلَ دِمَائِكُمْ أَضَعُ دَمُ إِيَاسِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ، كَانَ مُسْتَرْضَعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ فَاشْهَدْ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، أَلَا إِنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، ثُمَّ قَالَ: اسْمَعُوْا مِنِّيْ تَعِيْشُوْا أَلَا لَا تَظْلِمُوْا، أَلَا لَا تَظْلِمُوْا، أَلَا لَا تَظْلِمُوْا إِنَّهٗ لَا يَحِلُّ مَالُ

امْرَیءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِنْهُ.

2. ثُمَّ قَالَ أَیُّهَا النَّاسُ: "إِنَّمَا النَّسِیْئُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ یُضِلُّ بِهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا یُحِلُّونَهُ عَاماً وَیُحَرِّمُونَه عَاماً لِیُوَاطِئُوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ" (التوبة/٣٧) أَلَا إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ. ثُمَّ قَرَأَ "إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِی کِتَابِ اللّٰه یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ والأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ. ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلا تَظْلِمُوا فِیهِنّ أَنْفُسَکُم" (التوبة/٣٦) ثَلَاثٌ مُتَوَالِیَاتٌ: ذُوالْقَعْدَةِ وَ ذُوْ الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمِ. وَ رَجَبُ الَّذِیْ یُدْعٰی شَهْرُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَ شَعْبَانَ. وَالشَّهْرُ تِسْعَةٌ وَ عِشْرُوْنَ اَوْ ثَلَاثُوْنَ. أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالَ النَّاسُ: نَعَمْ. فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ.

3. ثُمَّ قَالَ: أَیُّهَا النَّاسُ، إِنَّ لِلنِّسَاءِ عَلَیْکُمْ حَقًّا، وَ إِنَّ لَکُمْ عَلَیْهِنَّ حَقًّا. فَعَلَیْهِنَّ أَنْ لَا یُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ أَحَداً، وَلَا یُدْخِلْنَ بُیُوْتَکُمْ أَحَداً تَکْرَهُوْنَهُ إِلَّا بِإِذْنِکُمْ. فَإِنْ فَعَلْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَدْ أَذِنَ لَکُمْ أَنْ تَهْجُرُوْهُنَّ بِالْمَضَاجِعِ، وَأَنْ تَضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ. فَإِنِ انْتَهَیْنَ وَ أَطَعْنَکُمْ، فَلَهُنَّ رِزْقُهُنَّ وَ کِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ إِنَّمَا النِّسَاءُ عِنْدَکُمْ عَوَانٌ لَا یَمْلِکْنَ لِأَنْفُسِهِنَّ شَیْئًا، وَإِنَّمَا أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانَةِ اللّٰهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِکَلِمَةِ اللّٰهِ. فَاتَّقُوْا اللّٰهَ فِی النِّسَاءِ. وَاسْتَوْصُوْا بِهِنَّ خَیْرًا. أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالَ النَّاسُ: نَعَمْ. قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ.

4. ثُمَّ قَالَ: أَیُّهَا النَّاسُ إِنَّ الشَّیْطَانَ قَدْ یَئِسَ. أَنْ یُعْبَدَ بِأَرْضِکُمْ هٰذِهٖ، وَلٰکِنَّهُ قَدْ رَضِیَ أَنْ یُطَاعَ فِیْمَا سِوٰی ذٰلِكَ مِمَّا تَحْقِرُوْنَهُ. فَقَدْ رَضِیَ بِهٖ. إِنَّ الْمُسْلِمَ أَخُوْ الْمُسْلِمِ. إِنَّمَا الْمُسْلِمُوْنَ إِخْوَةٌ. وَلَا یَحِلُّ لِامْرِیءٍ مُسْلِمٍ

دَمُ أَخِيهِ وَلَا مَالُهُ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ، إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَإِذَا قَالُوهَا عَصِمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ، لَا تَظْلِمُوا أَنْفُسَكُمْ. لَا تَرْجِعُوا بَعْدِيْ كُفَّاراً. يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، إِنِّيْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوا كِتَابَ اللهِ تَعَالَى، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالَ النَّاسُ: نَعَمْ. قَالَ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

(سبل الہدی والرشاد)

1. تیسرے خطبہ کا ترجمہ: آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ثناء فرمائی جس کا وہ مستحق ہے پھر فرمایا اما بعد اے لوگو! خبر دار تمہارا ربّ ایک ہے اور خبر دار تمہارا باپ ایک ہے خبر دار عربی کے لیے عجمی پر فضیلت نہیں ہے اور نہ عجمی کے لیے عربی پر اور نہ کالے کے لیے گورے پر اور نہ گورے کے لیے کالے پر مگر تقویٰ کے ساتھ بے شک تم سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ تقویٰ والا ہے خبر ادر کیا میں نے پہنچادیا صحابہ کرام نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ نے پہنچادیا آپ ﷺ نے فرمایا پس حاضر غائب کو پہنچائے بہت پہنچائے گئے سامع سے زیادہ بات کو یاد رکھنے والے ہوتے ہیں پھر فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے صحابہ کرام خاموش رہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ یہ کون سا شہر ہے صحابہ کرام خاموش رہے آپ نے فرمایا یہ حرمت والا شہر ہے فرمایا یہ کون سا دن ہے صحابہ کرام خاموش رہے آپ نے فرمایا یہ حرمت والا دن ہے پھر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادیا ہے تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اس مہینہ کی اس شہر میں اس دن میں حرمت کی طرح یہاں تک کہ تم اپنے ربّ سے ملاقات کرو خبر دار کیا میں نے پہنچادیا صحابہ کرام نے کہا ہاں فرمایا اے اللہ گواہ ہو جا۔ پھر فرمایا عنقریب تم اپنے رب سے ملاقات کروگے وہ تم سے تمہارے

اعمال پوچھے گا خبر دار کیا میں نے پہنچادیا لوگوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ ہو جا خبر دار اور بے شک جس کے پاس امانت ہو پس وہ ادا کردے اس شخص کو جس کی وہ امانت ہے خبر دار۔ اور بے شک سارے جاہلیت کے ربا ترک کردیئے گئے ہیں اور خبر دار جاہلیت کے سارے خون ترک کردیئے گئے ہیں اور بے شک تمہارے خونوں کا پہلا خون میں ترک کرتا ہوں وہ خون ایاس ابن ربیعہ ابن الحارث کا ہے وہ سعد بنی لیث میں دودھ پینے والے تھے اس کو ہذیل نے قتل کیا خبر دار کیا میں نے پہنچادیا صحابہ کرام نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا اے اللہ گواہ ہو جا پس ضرور شاہد غائب کو پہنچائے خبر دار ہر مسلم حرام کیا گیا ہے دوسرے مسلم پر مجھ سے قبول کرو زندگی گذارو خبر دار تم ظلم نہ کرو خبر دار تم ظلم نہ کرو خبر دار تم ظلم نہ کرو خبر دار کسی مسلم مرد کا مال حلال نہیں ہے مگر اس کے نفس کی خوشی کے ساتھ۔

2. پھر فرمایا اے لوگو! مہینوں میں نسیہ اور تاخیر کفر میں ایک اور زیادتی ہے اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اس کے ساتھ ان لوگوں کو جو کافر ہیں حلال کرتے ہیں اس کو ایک سال اور حرام کرتے ہیں اس کو دوسرے سال تاکہ موافقت کریں اس گنتی کی جو اللہ تعالیٰ نے حرام کئے۔ خبر دار بے شک زمانہ اپنی اصلی حالت پر آگیا اس دن کی طرح جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا پھر آپ نے تلاوت فرمائی بے شک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ماہ ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس دن سے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ان میں چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے ان مہینوں میں اپنے نفس پر ظلم نہ کرو تین مہینے متصل ہیں ذوالقعدہ اور ذوالحج اور محرم اور رجب جسے مضر کا مہینہ پکارا جاتا ہے وہ جو جمادی اور شعبان کے درمیان ہے اور مہینہ انیتس دن کا ہوتا ہے یا تیس دن کا خبر دار کیا

میں نے پہنچادیا لوگوں نے کہا جی ہاں پھر آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ ہو جا۔

3. پھر ارشاد فرمایا اے لوگو! بے شک تمہارے اوپر عورتوں کا حق ہے اور بے شک تمہارے لیے عورتوں پر حق ہے پس ان پر فرض ہے کہ تمہارے فراش اور عزت کسی ایک کو استعمال نہ کرنے دیں اور تمہارے گھروں میں کسی کو داخل نہ ہونے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو مگر تمہارے اذن کے ساتھ پس اگر ایسا کریں اللہ تعالٰی نے تمہیں اذن دیا ہے ان کو اپنی آرام کی جگہوں میں الگ کردو اور ان کو مارو ایسی ضرب سے کہ وہ زخمی نہ کرے اگر وہ باز آجائیں اور تمہاری اطاعت کریں پس ان کے لیے تمہارے اوپر ان کا رزق اور ان کا لباس واجب ہے عزت اور احسان کے ساتھ۔ بے شک عورتیں تمہارے پاس پابندی میں ہیں اپنے نفسوں کے لیے کسی چیز کی مالک نہیں ہیں بے شک تم نے انہیں پکڑا ہے اللہ تعالٰی کی امانت کے ساتھ اور ان کی شرمگاہیں تم نے حلال کیں ہیں اللہ تعالٰی کے کلمہ کے ساتھ پس عورتوں کے حقوق میں اللہ تعالٰی سے ڈرو اور ان کے ساتھ خیر کی وصیت کرو۔ خبردار کیا میں نے پہنچادیا لوگوں نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ ہو جا۔

4. پھر فرمایا اے لوگو! بے شک شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری اس زمین میں اس کی عبادت کی جائے مگر شیطان خوش ہے اس بات پر کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کے ماسوان باتوں میں جو تم اس کو حقیر سمجھتے ہو بے شک وہ اس کے ساتھ راضی ہے۔ بے شک ایک مسلم دوسرے کا بھائی ہے اور بے شک سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں اپنے بھائی کا خون اور مال مگر اس کی جانب سے خوشی سے اور بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں قتال کروں حتّی کہ کہا جائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جب یہ کلمہ کہہ دیں انہوں نے اپنے خونوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کر لیا مگر حق کی وجہ سے اور ان کا

حساب اللہ تعالیٰ پر ہے اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں کاٹے بے شک میں نے تمہارے پاس چھوڑی ہے وہ چیز کہ اگر تم نے اس کو پکڑے رکھا تو ہر گز گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے خبر دار کیا میں نے پہنچا دیا لوگوں نے عرض کیا جی ہاں (یارسول اللہ آپ نے ہر وہ چیز پہنچا دی جو آپ پر نازل کی گئی) آپ نے عرض کی یا اللہ گواہ ہو جا (سب لوگو فرض ادا کرنے کا اقرار کر رہے ہیں)۔

نوٹ: تینوں خطبات مختلف دنوں کے خطابات ہیں ان میں اکثر روایات کو جمع کر دیا گیا ہے ہو سکتا ہے بعض روایات اور احکام کا ذکر رہ گیا ہو۔ نیز انہیں خطبات کو حجۃ الوداع کا خطبہ کہا جاتا ہے۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجۃ الوداع ادا کرنے کی تفصیل

البحر العمیق کے مصنف نے الحافظ ابو محمد ابن حزم کی تالیف بنام حجۃ الوداع سے جو تفاصیل ذکر کی ہیں، ہم نے وہی اکثر روایات البحر العمیق سے اور کچھ روایتیں بدایہ ونہایہ اور سبل الہدی سے حجۃ الوداع کے سلسلہ میں جمع کی ہیں۔ البحر العمیق کے مصنف فرماتے ہیں حجۃ الوداع کے سلسلہ میں سب سے اکمل حدیث حضرت جابر بن عبداللہؓ کی طویل اور عظیم حدیث ہے۔ اس حدیث سے زیادہ تامّ اور مکمل حدیث حجۃ الوداع کے سلسلہ میں نہیں ملتی۔ اور یہ حدیث امام مسلم نے مسلم شریف میں روایت کی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں علماء نے حدیث جابر سے کثیر مسائل کا استخراج کیا ہے۔ ابو بکر ابن منذر نے ایک سو پچاس سے زیادہ قسم کے متخرجہ مسائل ذکر کئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں اس سے زیادہ کا استخراج بھی ہو سکتا ہے۔ ہم قارئین کے لئے شروع میں حضرت جابرؓ کی حدیث کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں، اگر عربی عبارت مطلوب ہو تو مسلم شریف اور مشکوۃ شریف اور البحر العمیق وغیرہا میں ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

• امام جعفر صادقؒ بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین نے فرمایا ہم حضرت جابر ابن عبداللہ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے ہمارے وفد میں موجود ہر شخص کے متعلق دریافت فرمایا کہ یہ کون ہے؟ حتی کہ پوچھتے پوچھتے مجھ محمد باقر تک پہنچے میں نے عرض کیا میں محمد ابن علی زین العابدین ابن الحسین ہوں، حضرت جابر نے اپنا ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھایا اور میرے گریبان کے اوپر کے بٹن کھولے پھر نیچے والے بٹن کھولے پھر اپنا ہاتھ

میرے سینہ پر دونوں پستانوں کے درمیان رکھا، میں اس وقت نوجوان تھا حضرت جابر نے فرمایا، ''مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ أَخِيْ'' اے میرے بھائی کے بیٹے مرحبا، آپ جو چاہیں سوال کریں۔ میں نے آپ سے سوال کیا (حضرت جابر اس وقت نابینا ہو چکے تھے) مگر نماز کا وقت ہو گیا تھا آپ ایک کپڑے میں لپٹ کر نماز کے لئے کھڑے ہوئے، کپڑا اتنا چھوٹا تھا جب اس کے کنارے کندھے پر ڈالتے تھے وہ واپس نیچے آجاتے تھے، حالانکہ آپ کی بڑی چادر آپ کے پہلو میں لکڑی پر لٹک رہی تھی۔ آپ نے ہمیں نماز پڑھائی میں نے عرض کیا، آپ مجھے سرور دو عالم رسول اللہ ﷺ کے حج کے متعلق خبر دیں۔ آپ نے ہاتھ سے نو (۹) انگلیوں کو بند کر کے اشارہ فرمایا، بے شک رسول اللہ ﷺ نے نو سال تک حج ادا نہیں فرمایا، ہجرت کے دسویں (۱۰) سال لوگوں میں اعلان فرمایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ حج پر جانے والے ہیں، پس مدینہ منورہ میں بہت زیادہ لوگ جمع ہو گئے ہر شخص چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرے اور آپ کے عمل جیسا عمل کرے۔ پس ہم آپ کے ساتھ نکلے حتّٰی کہ ہم ذوالحلیفہ پہنچے۔ وہاں حضرت اسماء بنت عمیس کے بطن سے محمد ابن ابی بکر کی ولادت ہوئی۔ حضرت اسماء نے سرکار مدینہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آدمی بھیجا کہ اب کیا کروں؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا غسل کر لے اور خون کی جگہ کپڑا باندھ لے اور احرام باندھ لے۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی، پھر قصواءٍ اونٹنی پر سوار ہوئے حتّٰی کہ جب اونٹنی میدان (بیداء) میں پہنچی میں نے دیکھا آپ ﷺ کے آگے حد نگاہ تک سوار اور پیدل لوگ چل رہے تھے۔ آپ کے دائیں بھی اتنے لوگ تھے اور بائیں اور پیچھے بھی حد نگاہ تک لوگ تھے۔ اور سرور دو عالم رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے آپ پر ہی قرآن نازل ہوتا تھا قرآن کی تاویل اور مفہوم آپ ہی جانتے

تھے آپ جو بھی عمل کرتے تھے ہم اسی طرح عمل کرتے تھے آپ نے اللہ کی توحید کے ساتھ احرام باندھا اور آپ نے پڑھا "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ. لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ. اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ." اور لوگوں نے اس طرح احرام باندھا جس طرح آج باندھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے کسی احرام باندھنے والے پر کسی چیز کا رد نہ فرمایا اور (سرور کائنات فخر موجودات) رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ کو لازم پکڑا۔ (حضرت) جابر نے فرمایا ہم نہیں نیت کرتے تھے مگر حج کی اور ہم عمرہ کرنا (اشہر حج) میں نہیں جانتے تھے حتّٰی کہ جب ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ پہنچے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حجر اسود کا استلام فرمایا اور تین چکروں میں رمل فرمایا اور چار میں حسب عادت آہستہ چلے۔ پھر مقام ابراہیم کی طرف آگے بڑھے، آپ ﷺ نے یہ آیت "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى" (البقرۃ۔۱۲۵) پڑھی آپ ﷺ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ شریف کے درمیان کرلیا۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں مجھے ایسا لگتا ہے مجھے میرے والد امام محمد باقر نے اسی طرح روایت کیا کہ آپ ﷺ نے دو رکعت نفل پہلی رکعت میں قل یا یہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد تلاوت فرمائی۔ پھر رکن (حجر اسود) کی طرف واپس آئے اور استلام فرمایا پھر صفا کی طرف دروازے سے نکلے۔ جب جبل صفا کے قریب ہوئے آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ" (البقرۃ۔ ۱۵۸) اور فرمایا ہم اس جگہ سے سعی کی ابتداء کرتے ہیں جس جگہ سے اللہ وحدہ نے ابتداء فرمائی یعنی پھر صفاء سے سعی شروع فرمائی پھر جبل صفاء پر چڑھتے گئے حتّٰی کہ وہاں سے بیت اللہ کو دیکھا تو کعبہ کی طرف منہ فرمالیا اللہ تعالیٰ کی توحید یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کا تکرار

فرمایا پھر آپ نے پڑھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ. لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ. لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَ ھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ. اس کے درمیان میں دعاء فرمائی اس کلام کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا پھر مروہ کی طرف اُترے حتّٰی کہ جب آپ کے قدم وادی کے اندر پہنچے تو آپ ہلکے ہلکے دوڑے حتّٰی کہ جب آپ چڑھائی چڑھنے لگے تو چلنا شروع کر دیا حتّٰی کہ مروہ پر تشریف لائے پس (جانِ دو عالم) رسول اللہ ﷺ نے جبل مروہ پر اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا حتّٰی کہ جب مروہ کے لئے آخری چکر تھا آپ نے فرمایا اگر مجھے پہلے اس امر کا علم ہوتا جو بعد میں علم ہوا تو میں ہدی (قربانی) نہ لاتا اور اس کو عمرہ بنا دیتا پس تم میں سے وہ شخص جس کے ساتھ ہدی نہیں ہے وہ (حلق کر کے) حلال ہو جائے (یعنی حج کے احرام کو فسخ کر دے اور عمرہ بنا دے) سراقہ ابن مالک ابن جعشم کھڑے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ یہ اشہر حج میں عمرۃ کا جائز ہونا ہمارے اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے۔ پس آپ سرور دو عالم ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرما کر دو مرتبہ فرمایا 'دَخَلَتِ الْعُمْرَۃُ فِی الْحَجِّ' عمرہ حج کے مہینوں میں داخل ہو گیا صرف اس سال کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

• یمن سے (جناب سرور عالم) رسول اللہ ﷺ کے لئے حضرت علیؓ قربانی کے اونٹ لے کر آئے انہوں نے (سیدۃ) فاطمہؓ کو احرام سے خارج پایا (سیدۃ) فاطمہؓ نے رنگدار لباس پہنا ہوا تھا اور سرمہ لگایا ہوا تھا (حضرت) علیؓ نے اس کو اچھا نہ سمجھا (سیدۃ) فاطمہؓ نے کہا بے شک میرے والد نے مجھے احرام ترک کر دینے کا امر فرمایا ہے (حضرت) علیؓ عراق میں بیان کیا کرتے تھے میں (جناب) رسول اللہ ﷺ کی طرف (سیدۃ) فاطمہؓ پر غصہ کی حالت میں پہنچا اس وجہ سے جو

(سیدۃ) فاطمہؓ نے کیا تھا اس امر کا پوچھنے کے لئے جو مجھے سیدۃ فاطمہؓ نے ذکر کیا تھا میں نے آپ ﷺ کو خبر دی کہ میں نے (سیدۃ) فاطمہؓ پر احرام ترک کرنے کا انکار کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ سچ کہتی ہیں، وہ سچ کہتی ہیں، تو نے (اے علی) حج کے احرام کے وقت کیا کہا تھا (حضرت) علی نے جواب دیا، میں نے کہا تھا۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُھِلُّ لِمَا اَھَلَّ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ''۔ (بے شک میں نے احرام باندھا اس چیز کا جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔) آپ ﷺ نے فرمایا تیرے ساتھ ہدی ہے تم حلال نہ ہونا۔ حضرت جابر نے کہا قربانی کے اونٹ جو حضرت علی یمن سے لائے تھے اور خود سرور دو عالم ﷺ بھی لائے، ان کی کل تعداد ایک سو (۱۰۰) تھی۔ حضرت جابر نے بیان کیا پس سارے لوگ حلال ہو گئے اور انہوں نے قصر کرالیا مگر نبی کریم ﷺ اور وہ لوگ جو قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے۔

جب ترویہ (آٹھ) کا دن ہوا لوگ منیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور حج کا احرام باندھا (سرور مدینہ) رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوئے اور منیٰ میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور فجر کی نماز پڑھی پھر تھوڑی دیر ٹھہرے حتّٰی کہ سورج طلوع ہو گیا آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے بالوں سے بُنی ہوئی چادر کا خیمہ وادی نمرہ میں لگا دیا جائے پس رسول اللہ ﷺ منیٰ سے عرفات کے لئے چلے۔ قریش کو شک نہیں تھا مگر وہ یہ سمجھتے تھے آپ ﷺ راستہ میں مشعر حرام کے پاس ٹھہریں گے جیسا کہ جاہلیہ میں قریش کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ بغیر وقوف مشعر حرام سے گذر کر عرفہ میں تشریف لے آئے آپ نے وادی نمرہ کے اندر خیمہ میں نزول فرمایا جو آپ کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ آپ اس خیمہ میں اترے جب زوال ہوا آپ ﷺ نے قصواء اونٹنی کے لئے حکم دیا اس پر پالان رکھا جائے سوار ہو کر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی کے اندر آئے اور خطبہ دیا۔ (ابتداء میں یوم عرفہ کا خطبہ ذکر کر دیا گیا ہے)

- یہ پہلا خطبہ تھا جسے طویل اور عظیم خطبہ کہا جاتا ہے پھر عظیم خطبہ دس ذی الحجہ کو دیا پھر گیارہ ذی الحجہ کو عظیم خطبہ دیا، تینوں کے مجموعہ کو خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔
- خطبہ کے بعد اذان دی گئی پھر اقامت کہی گئی حضرت جابر فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز (دو رکعت) ادا فرمائی پھر دوبارہ اقامت کہی گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز دو رکعت ادا فرمائی (یعنی جماعت کے ساتھ) آپ نے ظہر اور عصر کی نماز کے فرضوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے حتّٰی کہ آپ وقوف کی جگہ واپس تشریف لائے اور اپنی قصواء اونٹنی کا پیٹ صخرات (پتھروں) کی طرف کر دیا اور جبل المشاۃ کو سامنے رکھا اور قبلہ کی طرف منہ کر لیا پس وہاں غروبِ آفتاب تک ٹھہرے رہے اور دعائیں فرماتے رہے۔ (حدیث کا بقیہ حصّہ دعاؤں کے بعد)

عرفات کی بعض دعائیں:

عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے ترک روزہ افضل ہے تاکہ دعائیں رغبت کے ساتھ اور تکاسل کے بغیر مانگی جائیں بلکہ آپ نے عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

- زوال سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک سینے تک دونوں ہاتھ اُٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ سے دعاء کرتے رہے اور التجائیں اور تضرع کرتے رہے جس طرح مسکین کھانا مانگتا ہے۔ اور صحابہ کرام کو عرفہ کے دن سب دعاؤں سے بہتر دعاء کی خبر دی۔ وہ یہ ہے:

- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ O
- ان دعاؤں میں سے جو آپ نے عرفات میں یوم عرفہ کے دن دعائیں مانگیں بعض یہ ہیں:
- اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ تَقُوْلُ وَ خَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَ اِلَيْكَ مَآبِيْ وَلَكَ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَّاتِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَجِيْئُ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ. • اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَ تَرٰى مَكَانِيْ وَ تَعْلَمُ سِرِّيْ وَ عَلَانِيَتِيْ وَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ اَمْرِيْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ اِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَ فَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَ ذَلَّ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ لَكَ اَنْفُهٗ. اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا وَ كُنْ بِيْ رَؤُوْفًا رَحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ. • لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَ فِيْ صَدْرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا. اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَشَتَّاتِ الْاَمْرِ وَ فِتْنَةِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَمِنْ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ. (بیہقی)
- حضرت عباس ابن مرداس روایت کرتے ہیں عرفہ کی شام جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کی مغفرت اور رحمت کے لئے دعاء مانگی اور بہت دیر تک مانگتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی میں نے آپ کی امت کو اپنے حقوق معاف کردیئے ہیں مگر حقوق العباد اور بعض کا بعض پر ظلم کرنا معاف نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا' یَا رَبِّ اِنَّكَ قَادِرٌ عَلٰی اَنْ تُثِیْبَ هٰذَا خَیْرًا مِنْ مَظْلِمَةٍ وَ تَغْفِرَ لِهٰذَا الظَّالِمِ فَلَمْ یُجِبْهُ تِلْكَ الْعَشِیَّةَ. (بدایہ ونہایہ)

(اے اللہ تو قادر ہے اس بات پر کہ مظلوم کو اس کے حق سے بہتر عطا فرمادے اور اس کے ظالم کو معاف فرمادے) مگر اللہ تعالیٰ نے عرفہ کی شام اس کا جواب نہیں دیا۔ جب مزدلفہ کی صبح ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی دعاء کا اعادہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جواب دیا "قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ" بے شک میں نے ان کے لئے مغفرت کردی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا، بعض صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے ایسے وقت میں تبسم فرمایا جس میں آپ تبسم نہیں فرمایا کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے تبسم کیا کیونکہ جب ابلیس کو علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعاء میری امت کے حق میں قبول فرمالی ہے وہ ویل اور ثبور کی آواز لگاکر بھاگا جارہاہے اور اپنے سر میں مٹی ڈال رہاہے۔ (بدایہ ونہایہ)

(حدیث کا بقیہ حصہ) اور جب زردی کچھ کم ہوئی حتّٰی کہ سورج غروب ہو گیا آپ سوار ہوئے اور آپ نے اپنے پیچھے اُسامہ کو بٹھالیا۔ عرفات سے واپس لوٹتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قصواء اونٹنی کی رسی (مہار) اتنی کھینچی ہوئی تھی حتّٰی کہ اونٹنی کا سر پالان کی اگلی کرسی کے ساتھ لگ رہا تھا اور آپ نے اپنے مبارک دائیں ہاتھ سے لوگوں کو آہستہ چلنے کا اشارہ فرمایا، اور فرمایا، اَلسَّكِیْنَةَ اَلسَّكِیْنَةَ۔ آہستہ آہستہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ پر چڑھنے لگتے تو اونٹنی کی رسی ڈھیلی کردیتے تھے حتّٰی کہ پہاڑ پر چڑھ جاتے تھے حتّٰی کہ مزدلفہ پہنچ گئے پس آپ نے

ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز ادا فرمائی اور فرضوں کے درمیان سنتیں اور نفل نہیں پڑھے پھر آپ ﷺ (مزدلفہ میں) لیٹ گئے حتّٰی کہ صبح صادق ہو گئی آپ نے فجر کی نماز اندھیرے میں اس وقت جب صبح صادق ظاہر ہو گئی ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی پھر قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے حتّٰی کہ مشعر حرام (پہاڑ) کے پاس تشریف لائے قبلہ کی طرف منہ فرمایا اور دعاء فرمائی اور تہلیل اور تکبیر اور توحید کے کلمات پڑھتے رہے اور ٹھہرے رہے حتّٰی کہ بالکل روشنی پھیل گئی پھر سورج کے طلوع ہونے سے پہلے منٰی کی طرف چل پڑے اور فضل ابن عباس کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور فضل ابن عباس نہایت حسین بالوں والے سفید رنگ اور پُر کشش چہرہ والے آدمی تھے جب سرور دو عالم ﷺ واپس آرہے تھے آپ کے قریب سے عورتیں گذریں (حضرت) فضل ابن عباس نے ان کی طرف دیکھنا شروع کر دیا آپ ﷺ نے حضرت فضل ابن عباس کے چہرہ پر ہاتھ رکھ دیا پس فضل نے دوسری طرف اپنا چہرہ پھیر لیا اور دیکھنے لگے پھر رسول اللہ ﷺ نے فضل کے چہرہ کو اپنے ہاتھ سے دوسری طرف پھیر دیا حتّٰی کہ آپ وادی محسر کے اندر پہنچے آپ ﷺ نے اونٹنی کو تھوڑا تیز چلایا وادی محسر سے درمیانہ راستہ چلے جو جمرۃ کبرٰی پر جانکلتا ہے حتّٰی کہ آپ اس جمرۃ پر آئے جو درخت کے قریب ہے آپ ﷺ نے اس جمرہ کو سات کنکریاں ماریں ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر پڑھتے تھے چھوٹی چھوٹی کنکریاں وادی کے بطن سے مارتے تھے پھر آپ ﷺ قربان گاہ تشریف لائے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے تریسٹھ (٦٣) اونٹ ذبح فرمائے پھر حضرت علی کو (چھری دی) باقی اونٹوں کو انہوں نے ذبح کیا آپ نے علی کو اپنی قربانیوں میں شریک فرمایا پھر حکم فرمایا ہر جانور سے تھوڑا تھوڑا گوشت لایا جائے پس گوشت ہانڈی میں پکایا گیا پس

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت علی نے گوشت کھایا اور شوربا پیا پھر آپ ﷺ بیت اللہ کی طرف سوار ہوئے مکہ میں ظہر کی نماز ادا فرمائی پھر آپ بنی عبد المطلب کے پاس آئے وہ لوگوں کو آب زم زم پلا رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا پانی نکالو اے بنی عبد المطلب اگر لوگوں کا تم پر بھیڑ کر دینے کا خوف نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ پانی نکالتا بنی عبد المطلب نے آپ کو پانی کا برتن بھر کر دیا آپ ﷺ نے وہ پانی نوش فرمایا صلوۃ و سلام ہو آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر۔ (حضرت جابر کی حدیث کا ترجمہ خطبہ کے سوا نقل کر دیا ہے۔)

اس کے بعد ہم آپ کے مکمل حج کے سفر مدینہ منورہ سے روانہ ہونے اور مدینہ منورہ واپس آنے کی تفصیل ذکر کرتے ہیں۔ (البحر العمیق)

• محب الدین الطبری نے اپنی تصنیف ''صفوۃ القریٰ فی صفۃ حجۃ المصطفیٰ ﷺ'' میں ذکر کیا کہ سرکار دو عالم رسول اللہ ﷺ نے نو سال تک توقف فرمایا اور حج نہ فرمایا اور حج کا فرض ہونا سن چھ ہجری یا پانچ ہجری یا نو ہجری نازل ہوا، مستند پہلی روایت ہے۔ مکہ مکرمہ میں بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد حج کے فرض ہونے سے پہلے آپ ﷺ حج کرتے رہتے تھے۔ ٦ھ میں عمرۃ کے لئے نکلے اور ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جب حدیبیہ پہنچے مشرکین نے آپ کو روک دیا اور پھر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ اگلے سال دوبارہ عمرہ کے لئے آئیں گے اور تین رات اور دن کے لئے مشرکین مکہ مکرمہ کو ان کے لئے خالی کر دیں گے اور پہاڑوں پر چلے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے احرام کھول دیا اور ستر اونٹ ذبح فرمائے جو کہ اپنے ساتھ لائے تھے اور مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے جب دوسرا سال شروع ہوا ذی القعدہ میں آپ ﷺ نے عمرہ کے لئے احرام باندھا اور مکہ مکرمہ تشریف لائے تین دن تک قیام فرمایا اور عمرہ سے فارغ ہوئے حضرت عثمان بن عفان کے ذریعہ

آپنے مکہ کے مشرکین کو پیغام بھیجا کہ اگر تم چاہو میں مزید تین دن یہاں قیام کروں اور میں اپنی منکوحہ زوجہ سیدۃ میمونہؓ کی رخصتی پر آپ لوگوں کے لئے ولیمہ کروں عمرہ ادا کرنے سے پہلے آپ ﷺ نے سیّدہ میمونہؓ ہلالیہ کے ساتھ نکاح فرما لیا تھا اور دخول نہیں فرمایا تھا مشرکین نے کہا ہمیں آپ کے ولیمہ کی ضرورت نہیں ہے آپ مکہ مکرمہ سے حسب وعدہ نکل جائیں آپ ﷺ تیرہ ذیقعدہ کی شام کو مکہ مکرمہ سے نکلے حتّٰی کہ مقام سرف پر تشریف لائے یہ مقام سرف مکہ مکرمہ سے تیرہ میل کے فاصلہ پر ہے سرف میں آپ نے تین دن قیام فرمایا اور سیدہ میمونہ کو گھر لائے اور ان کے ساتھ شادی فرمائی پھر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

- جب ہجرت کا آٹھواں سال تھا اور مکہ کے مشرکین نے معاہدہ توڑ دیا تھا آپ ﷺ رمضان المبارک میں مکہ کے لئے نکلے اور مکہ مکرمہ کو فتح کیا۔ مکہ مکرمہ کی فتح جنگ کی وجہ سے تھی یا مصالحت کے ساتھ تھی، علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے اور مکہ مکرمہ چودہ دن قیام فرمایا پھر حنین کے لئے روانہ ہوئے اور حنین کو فتح کیا پھر طائف کے لئے روانہ ہوئے اور طائف میں ایک ماہ تک قیام فرمایا پھر اہل دجنا یا دحنا کی استدعا پر دجنا تشریف لائے پھر قرن المنازل کی طرف لوٹے پھر نخلہ تشریف لائے حتّٰی کہ جعرانہ تشریف لائے لوگ وہاں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور جعرانہ سے آپ ﷺ نے احرام باندھا اور مکہ میں عمرہ ادا فرمایا جب کہ ذیقعدہ سے بارہ راتیں باقی رہتی تھیں رات کو عمرہ سے فارغ ہوئے پھر جعرانہ واپس تشریف لائے اور صبح فرمائی جیسا کہ وہاں رات کا قیام کرنے والا ہوتا ہے اور صبح کے بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے اور اسی سال حج کے لئے امیر عتاب اُسید کو مقرر فرمایا عتاب ابن اُسید نے اس سال حج افراد ادا کیا جیسا کہ عرب کیا کرتے تھے۔

• پھر ۹ھ میں حضرت ابو بکرؓ کو امیر بنا کر حج کے لئے بھیجا انہوں نے لوگوں کو حج افراد کرایا اور ابو بکرؓ کے پیچھے حضرت علیؓ کو بھیجا تا کہ وہ حج کے موقع پر سورۂ براۃ لوگوں کو سنائیں۔

• جب ۱۰ھ آپہنچا آپ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کرایا کہ رسول اللہ ﷺ حج پر جانے والے ہیں اعلان کے بعد مدینہ منورہ میں بہت لوگ جمع ہو گئے ہر شخص چاہتا تھا کہ آپ کے ساتھ حج کرے کیونکہ ہجرت کے بعد آپ کا یہ پہلا حج تھا۔

• ابن حزم نے ذکر کیا حج کے لئے روانگی کے دنوں میں ایک بیماری وباء کی شکل میں پھیل گئی اللہ تعالیٰ نے اس حج میں شریک ہونے سے جس آدمی کو روکنا چاہا بیمار کر کے روک لیا جناب سرور دو عالم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا رمضان المبارک میں عمرہ حج کے برابر ہے یعنی حجۃ الوداع کے برابر ہے۔ (ابن حزم۔ ص: ۱۱۵)

• امام مسلم نے ذکر فرمایا یہ ارشاد مبارک ام سنان انصاریہ کے لئے تھا آپ ﷺ نے اسے فرمایا کس چیز نے تجھے منع کیا تھا کہ تو ہمارے ساتھ حج کرتی؟ اس نے عرض کیا ہماری دو اونٹنیاں تھیں ایک اونٹنی پر میرے بچوں کے والد اور اس کے بیٹے نے حج کیا اور ایک اونٹنی ہمارے لئے چھوڑی جس پر ہم پانی وغیرہ لے آتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب رمضان آئے عمرہ کرنا عمرۃ رمضان میں حج کے یا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے آپ نے یہی ارشاد مبارک متعدد عورتوں کو جو آپ کے ساتھ حج پر نہیں جا سکی تھیں، کو ارشاد فرمایا۔ (القری لقاصد ام القری۔ ص: ۶۱۱)

• پھر آپ مکہ کے لئے روانہ ہوئے اور درخت والا راستہ اختیار فرمایا آپ ﷺ شجرۃ کے راستہ مدینہ منورہ سے نکلتے تھے اور معرس کے راستہ سے داخل ہوتے تھے۔

• آج ۱۴۳۲ھ ہے اور یہ راستے ختم ہو چکے ہیں آج بڑے بڑے روڈ رواں دواں ہیں۔

• ابن حزم کی روایت کے مطابق آپ ذی قعدۃ کی چوبیس کو سن ۱۰ھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے ابھی ذی قعدہ کے چھ دن باقی تھے آپ نے مدینہ منورہ میں خمیس کے دن ظہر کی نماز چار رکعت ادا فرمائی اور عصر کی نماز ذی الحلیفہ میں پڑھی اور جمعہ کی رات ذی الحلیفہ میں بغیر احرام قیام فرمایا۔ ابن کثیر فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہفتہ کے دن مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے (واللہ تعالیٰ اعلم)

• محب طبری نے فرمایا آپ نے رات کو ذوالحلیفہ میں بغیر احرام کے قیام فرمایا تاکہ لوگ جمع ہو جائیں اور آپ نے اپنے احباب سے فرمایا آج رات میرے ربّ کی جانب سے آنے والا آیا اس نے کہا اس وادی مبارک میں نماز پڑھو اور لوگوں سے کہو عمرہ حج کے مہینوں میں ہو سکتا ہے۔ (جاہلیت کے دور سے حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ممنوع چلا آرہا تھا)

• آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی رات ساری ازواج مطہرات کو مباشرت کا شرف بخشا اور آخر میں غسل فرمایا اور ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز پڑھی اور سیدۃ عائشہؓ نے اپنے ہاتھ سے آپ علیہ السلام کو ذریرۃ اور خوشبو جس میں مشک مکس تھا لگایا حتّٰی کہ خوشبو اور مشک کی چمک آپ کی مانگ میں احرام کے تین دن بعد تک نظر آتی رہی آپ نے خوشبو کو نہیں دھویا۔

• ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے میں آپ کو خوشبو لگاتی تھی آپ ہر بیوی پر مباشرت کے لئے چکر لگاتے تھے پھر صبح آپ نے احرام باندھا اور خوشبو نظر آرہی تھی۔

• روایات میں غسل جنابت کے بعد احرام کے لئے دوسرے غسل کرنے کا

ذکر نہیں ملتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قربانی کے اونٹ کو نعلین کا قلادہ پہنایا اور اونٹ کی دائیں جانب زخم بطور علامت لگایا اور اپنے مبارک ہاتھ سے اس کا خون بہایا۔

• پھر آپ نے سِلا ہوا لباس اُتار کر دو چادریں تہبند اور اوپر کی چادر زیب تن فرمائی اور اس کے بعد ذی الحلیفہ کی مسجد میں دو رکعت نفل ادا فرمائے۔ جب دو رکعتوں سے فارغ ہوئے نیت فرمائی اور بلند آواز کے ساتھ تلبیہ پڑھا اور حج کا احرام باندھا اور لوگوں کو سنایا ان لوگوں میں حضرت عبداللہ ابن عباس بھی تھے پھر اونٹنی پر سوار ہوئے جب آپ کی اونٹنی سوار ہونے کے بعد اٹھی پھر آپ نے نیت فرمائی اور تلبیہ پڑھا یہاں دوسرے لوگوں نے آپ کی آواز سنی اسی طرح جب آپ اونچی جگہ چڑھنے لگتے تھے تو بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے تھے۔ (البحر بحوالہ ابن حزم)

فائدہ: چونکہ ایک لاکھ سے زائد لوگ تھے اس لئے بعض لوگوں نے دو رکعت کے بعد احرام کے لئے تلبیہ کا پڑھنا سنا اور بعض نے اونٹنی کے اُٹھ جانے کے بعد تلبیہ کی آواز سنی اور بعض نے روانہ ہونے کے بعد اونچائی چڑھنے پر آواز سنی ہر سامع نے خیال کیا کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ابھی احرام باندھا ہے اسی وجہ سے احرام کے وقت اور کیفیت میں کہ اونٹ پر یا زمین پر احرام باندھا روایات مختلف ہو گئیں۔ (محمد رفیق حسنی)

• ابن حزم کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احرام حج قران عمرہ اور حج دونوں کے لئے تھا اور آپ کبھی دونوں کے لئے تلبیہ پڑھتے تھے اور کبھی صرف حج کے لئے اور کبھی صرف عمرہ کے لئے تلبیہ پڑھتے تھے اسی وجہ سے بعض علماء نے کہا کہ آپ کا حج، حج افراد تھا اور ایک روایت میں ہے آپ کا احرام حج تمتع یعنی پہلے عمرہ پھر حج کے لئے تھا۔ بعض علماء نے حج تمتع اور قران کی روایات میں تطبیق دی ہے کہ آپ

ﷺ نے اصحاب کرامؓ کو حج تمتع کا امر فرمایا اگرچہ آپ نے حج قران کا احرام باندھا تھا اس لئے حج تمتع کی نسبت بھی آپ کی طرف کر دی گئی۔ یا پھر آپ نے حج کے لئے جس طرح تلبیہ پڑھا اسی طرح کبھی صرف عمرۃ کا بھی تلبیہ میں ذکر کیا راوی نے سمجھا کہ آپ کا حج تمتع تھا۔ (ابن حزم)

• ابن حزم نے کہا یہ ظہر کی نماز سے تھوڑا پہلے تھا پھر آپ نے ظہر کی نماز بیداء میدان میں ادا فرمائی مگر امام مسلم نے روایت کیا آپ ﷺ نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی پھر اونٹنی منگوائی اور اس کو اشعار کیا اور قلادہ پہنایا اور پھر اونٹنی پر سوار ہوئے جب بیداء میدان پہنچے تو آپ نے احرام باندھا۔

• ابوذر ہروی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے پرانے پلان پر جس پر پرانا کپڑا ڈالا گیا تھا جس کی قیمت چار درہم ہو گی بیٹھ کر احرام باندھا اور دعاء فرمائی 'اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا لَا رِیَاءَ فِیْهِ وَلَا سُمْعَةَ'۔ (دار قطنی)

• آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا جس شخص کا ارادہ ہو کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے وہ ایسا کر لے اور جس شخص کا ارادہ ہو کہ وہ صرف حج کا احرام باندھے وہ ایسا کر لے اور جس شخص کا ارادہ ہو کہ صرف عمرہ کا احرام باندھے وہ ایسا کر لے۔ (بحوالہ مسلم شریف)

• آپ کے ساتھ کثیر جماعتیں تھی جن کی تعداد ان کا خالق اور رازق عزوجلّ ہی جانتا ہے۔ ذوالحلیفہ میں حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے محمد ابن ابی بکر کی ولادت ہوئی حضرت ابو بکرؓ سرور دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس کی خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسماء غسل کر لے اور کنگھا کرے اور پھر حج کا احرام باندھے اور سب وہ کام کرے جو حاجی کرتا ہے مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

• جناب سرور دو جہاں ﷺ نے توحید کے ساتھ احرام باندھا 'لَبَّیْكَ

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ۔ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ' پڑھا۔

- لوگوں نے اسی طرح اپنے اپنے حساب سے حج اور عمرہ کا احرام باندھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کسی شخص کا کوئی کلمہ وغیرہ ردّ نہیں فرمایا۔ ایک روایت میں تلبیہ میں یہ الفاظ بھی تھے 'لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْحَقِّ لَبَّیْکَ'۔
- آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کیا اپنے اصحاب سے کہیں وہ بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں۔
- حضرت جابرؓ نے کہا میں نے حد نگاہ تک آگے سوار اور پیدل چلنے والے لوگ دیکھے اور آپ کے دائیں اور بائیں اور پیچھے اسی طرح حد نگاہ تک لوگ دیکھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے درمیان تھے آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا آپ ہی اس کا مفہوم جانتے تھے آپ نے جو عمل کیا ہم نے بھی وہ عمل کیا ہماری عورتوں اور بچوں نے حج کیا ہم عورتوں کو تلبیہ پڑھاتے تھے اور بچوں کی جانب سے رمی کرتے تھے۔
- آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب مقام روحاء میں پہنچے اچانک حمار وحشی ظاہر ہوا لوگوں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اُسے چھوڑ دو عنقریب اس کا صاحب اس کے پاس آئے گا بھضری نام کا آدمی حمار وحشی کا صاحب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوا اس نے عرض کیا یارسول اللہ اس حمار وحشی کے لئے آپ کو اجازت ہے آپ جو چاہیں کریں جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابو بکر صدیقؓ کو حکم دیا اور انہوں نے اس حمار وحشی کا (گوشت) ہم سفر رفقاء میں تقسیم کر دیا پھر چلتے رہے حتّٰی کہ جب مقام عرج اور رویثہ کے درمیان مقام اثابۃ میں پہنچے وہاں ایک ہرن سائے میں بیٹھا ہوا تھا جس کو ایک تیر لگا ہوا تھا راوی کا گمان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ اس زخمی ہرن کے پاس رُک جائے

تاکہ کوئی آدمی اس ہرن کو نہ چھیڑے حتّٰی کہ سب اس سے آگے گذر جائیں۔

• (حضرت) اسماءؓ بیان کرتی ہیں (حضرت) ابو بکرؓ نے مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ سے عرض کیا میرے پاس ایک بوجھ اُٹھانے والا اونٹ ہے ہم اپنا زاد سفر اور راشن اس پر لادیں گے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے آپ ﷺ نے حکم دیا آٹے اور ستّو کے لئے اسے ابو بکر صدیقؓ کے اونٹ پر لادا گیا ابو بکرؓ نے اپنے غلام بنام عقبہ سے کہا اس سامان والے اونٹ پر تم سوار ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ چلو حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں جب غلام مقام اثابہ میں پہنچا اس نے اونٹ کو بٹھایا اور اونٹ سے اُتر کر رات کے آخری حصہ میں ستانے لگا اس پر نیند غالب آگئی اونٹ رسی کھینچ کر وادی میں اُتر گیا غلام بیدار ہوا تو اونٹ نہیں تھا اسے تلاش کرنے کے لئے نکلا مگر جدھر اونٹ کے جانے کا اسے گمان تھا ادھر اونٹ نہ ملا وہ آواز بھی دیتا رہا مگر کہیں سے جواب نہ آیا اور ابو بکرؓ اپنی بیٹیوں کے ساتھ اس غلام کے انتظار میں بیٹھے رہے تاکہ وہ آجائے غلام پہنچا مگر اس کے ساتھ اونٹ نہیں تھا ابو بکرؓ نے کہا تیرا اونٹ کہاں ہے اس نے کہا گذشتہ رات اونٹ گم ہو گیا حضرت ابو بکرؓ نے کہا ایک ہی اونٹ تیرے سے گم ہو گیا تیرے لئے افسوس ہے اگر صرف میرا معاملہ ہوتا تو کام آسان تھا مگر یہاں جناب رسول اللہ کا سامان اور راشن بھی ساتھ ہے حضرت ابو بکرؓ نے غلام کو عصاء کے ساتھ مارنا شروع کر دیا اور جناب رسول اللہ ﷺ تبسم فرماتے رہے اور فرمایا "اُنْظُرُوْا اِلَی هٰذَا الْمُحْرِمِ مَا تَصْنَعُ"۔اس محرم کو دیکھو کیا کر رہا ہے۔(البحر بحوالہ بیہقی)

• ابن حبان نے ذکر کیا کہ سرور دو عالم ﷺ نے اونٹنی پر حج فرمایا آپ کا زاد سفر اپنے اونٹ پر تھا جب آپ ﷺ (آل فضالہ المسلمین) جگہ کا نام ہے پہنچے تو آپ کا سامان والا اونٹ گم ہو گیا صحابہ کرامؓ آپ کے لئے حیس (کھانے کی ایک قسم) کا

بڑا پیالہ برتن بھر کر لائے حتّٰی کہ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے رکھا آپ ﷺ نے فرمایا ابو بکر آؤ بے شک اللہ نے (غدا طیب) صبح کا اچھا کھانا بھیج دیا ہے اور ابو بکر غلام پر غصہ کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر غصہ ٹھنڈا کرو اس لئے یہ امر نہ تیری قدرت میں ہے اور نہ ہماری قدرت میں ہے غلام اس پر حریص تھا کہ اونٹ گم نہ ہو مگر اس کے برعکس جو ہو گیا سو ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ اور آپ کے اہل خانہ اور ابو بکر نے اور جو لوگ ابو بکر کے ساتھ تھے کھانا کھایا حتّٰی کہ سیر ہو گئے اس کے بعد صفوان ابن معطل جو کہ قافلہ کے پیچھے پیچھے چلنے پر مامور تھا پہنچ گیا گم شدہ اونٹ اس کے ساتھ تھا اور سامان اونٹ کے اوپر تھا۔ صفوان نے پہنچ کر اونٹ سرکار دو عالم ﷺ کی رہائش گاہ کے دروازے پر بٹھایا نبی کریم ﷺ نے ابو بکر کو فرمایا دیکھو کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی ابو بکر کھڑے ہوئے سامان چیک کیا اور دیکھا، عرض کیا سب کچھ موجود ہے مگر ایک پیالہ نہیں ہے جس میں ہم پانی پیا کرتے تھے فوراً غلام بولا پیالہ میرے پاس ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے صفوان سے کہا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے امانت ادا فرمائی۔

- اسی دوران حضرت سعد ابن عبادۃ اور ان کا بیٹا قیس بار بردار اونٹنی کو کھینچتے ہوئے حاضر ہوئے جس پر کھانے پینے کا سامان تھا انہوں نے سرور دو عالم ﷺ کو اپنی رہائش گاہ کے دروازے پر کھڑا ہوا پایا جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا اونٹ واپس دلا دیا تھا۔ (حضرت) سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں صبح خبر پہنچی کہ آپ کی راشن اُٹھانے والی اونٹنی گم ہو گئی ہے یہ اونٹ پر موجود سامان آپ کے لئے ہے قبول فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا ہماری اونٹنی مل گئی ہے تم اپنی اونٹنی واپس لے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر برکت فرمائے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے اباثابت یہ تیرے لئے کافی نہیں ہے جب ہم مدینہ آئے آپ ہماری ضیافت کرتے

رہے۔ حضرت سعد نے عرض کیا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا احسان ہے اللہ تعالیٰ کی قسم وہ ہمارا مال جو آپ لے لیتے ہیں ہمیں زیادہ اچھا لگتا ہے جو باقی رہ جاتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے ابا ثابت تم نے سچ کہا اور تجھے خوشخبری ہو تو نے فلاح پالی کیونکہ اخلاف (اولاد) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اخلاف سے صالح خلف کا احسان فرمائے وہ احسان فرماتا ہے بے شک تجھے اللہ تعالیٰ نے صالح خلف (یعنی بیٹا قیس) عطا فرمایا ہے پھر سعد نے عرض کیا الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا ہے۔

- پھر سرور دو عالم ﷺ وہاں سے روانہ ہو گئے بدھ کے دن سقیا پہنچے رات کو قیام کیا اور صبح ابواء میں فرمائی آپ کے لئے صعب ابن جثامۃ نے زندہ حمار وحشی ہدیہ کیا آپ ﷺ نے واپس کر دیا اور فرمایا ہم احرام میں ہیں اس لئے واپس کر دیا اگر محرم کو حمار وحشی (شکار) ہدیہ کیا جائے محرم قبول نہ کرے۔
- حضرت ابو قتادہ جو کہ احرام میں نہیں تھے انہوں نے حمار وحشی کا شکار کیا اور ذبح کیا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا کسی نے ابو قتادہ کو شکار کرنے کا کہا تھا یا اشارہ کیا تھا لوگوں نے کہا نہیں آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس کا گوشت کھانے کی اجازت دی اور خود بھی تناول فرمایا۔ (البحر بحوالہ بخاری و مسلم)
- ابن حزم کے قول کے مطابق آپ ﷺ نے مدینہ منورہ سے روانگی سے ٹھیک چھ دن بعد اور ساتویں دن (خمیس) کی رات ذی الحج کا چاند دیکھا اور یکم ذی الحج سن ۱۰ھ خمیس کے دن تھی۔
- مسند امام احمد میں ہے جب آپ ﷺ وادی عسفان سے گذرے آپ ﷺ نے فرمایا اس وادی میں میرے پاس ہود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام گذرے وہ نوجوان سرخ اونٹوں پر سوار ہیں اونٹوں کی مہاریں کھجور کی کھال سے بنی ہوئی ہیں

اور ان کا تہبند عباء ہے اور ان کی چادریں چیتے کی کھال کی ہیں تلبیہ پڑھتے ہوئے بیت اللہ کا حج کرنے جا رہے تھے۔

- جب جان دو عالم رسول اللہ ﷺ مقام سرف پہنچے سیدہ عائشہ کو حیض شروع ہو گیا سیدہ عائشہؓ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور ایک روایت میں ہے حج کا احرام باندھا تھا حضرت عائشہ کے خیمہ میں سرور دو عالم ﷺ داخل ہوئے آپ رو رہی تھیں آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ''مَا يُبْكِيكِ'' کیوں روتی ہو؟ شاید تجھے حیض شروع ہو گیا۔ سیدہ عائشہؓ نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بنات آدم پر لکھ دیا ہے ہر وہ کام کرتی رہو جو حاجی کرتا ہے مگر طواف اس وقت تک نہیں کرنا جب تک حیض سے طہارت حاصل نہ ہو۔

وہ روایت جس میں وارد ہے کہ سیدہ عائشہؓ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا منقول ہے آپ ﷺ نے فرمایا ''اغتسلی ثم اَھلی بالحج '' (البحر بحوالہ مسلم) غسل کر لو یعنی عمرہ کا احرام ترک کر دو پھر ترویہ کے دن حج کا احرام باندھ لو۔

- آپ نے اپنے صحابہ سے مقام سرف میں فرمایا جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے وہ پسند کرتا ہے کہ اس حج کے احرام کو عمرہ کا بنا دے تو ایسا کر سکتا ہے اور جس شخص کے ساتھ ہدی (قربانی) موجود ہے وہ حلال نہ ہو۔
- ایک روایت میں ہے کہ حج کے احرام کے فسخ کا حکم مکہ مکرمہ میں دیا تھا اور انہیں فرمایا ' حِلُّوا مِنْ اِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' تم اپنے احراموں سے بیت اللہ کے طواف اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر کے حلال ہو جاؤ۔ یعنی حج کے احرام کو فسخ کر دو اور حلال ہو کر قیام کرو حتّٰی کہ جب یوم ترویہ (آٹھ ذی الحج) ہو گا حج کا احرام باندھنا اور اس احرام کو حج تمتع میں بدل دو۔

صحابہ کرام نے عرض کیا ہم اس کو حج تمتع کیسے کریں جب کہ ہم نے حج کے لئے احرام باندھا تھا آپ نے فرمایا میں نے جو حکم دیا ہے وہی کرو اگر میں نے ہدی (قربانی) کا جانور نہ لایا ہوتا تو میں اسی طرح کرتا جس طرح میں نے حکم دیا ہے لیکن میری طرح کا محرم حلال نہیں ہوگا حتّٰی کہ قربانی کا جانور ذبح کیا جائے۔

(البحر بحوالہ بخاری)

• ایک روایت میں ہے حلال ہو جاؤ اور اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت کرو راوی کہتا ہے ہم نے عرض کیا ہمارے اور عرفہ کے درمیان باقی صرف پانچ راتیں ہی تو ہیں آپ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ حلال ہو کر اپنی بیویوں کے ساتھ جنسی عمل کرلو ہم عرفہ پہنچیں گے ہمارے آلہ تناسل سے منی کے قطرے گر رہے ہوں گے پس سرور دو عالم ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمایا "لَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّیْ اَتْقَاکُمْ لِلّٰہِ وَ اَصْدَقُکُمْ وَ اَبَرُّکُمْ" الخ بے شک تم جانتے ہو میں تم سے اللہ تعالٰی کے لئے زیادہ تقویٰ والا ہوں اور تم سے زیادہ صادق اور نیکیاں کرنے والا ہوں اگر میرے ساتھ ہدی (قربانی) کا جانور نہ ہوتا میں احرام سے حلال ہو جاتا جس طرح تم حلال ہو گے اگر مجھے اس امر کا علم پہلے ہوتا جو بعد میں ہوا میں ہدی نہ لاتا لہٰذا حلال ہو جاؤ۔ راوی کہتا ہے ہم صحابہ حلال ہو گئے اور ہم نے کہا "سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا" ہم نے قبول کیا اور اطاعت کی۔ حضرت سراقہ ابن جعشم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ہمارے اس سال کے لئے حکم ہے یا ہمیشہ کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ کے لئے۔ آپ ﷺ نے احرام کے فسخ کرنے کے حکم کا بار بار ذکر کیا کیونکہ بعض صحابہ کرام ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے یا تاکید کے لئے تکرار فرمایا۔ کفر کے دور میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا نہایت برا سمجھا جاتا۔

• قریب جب سرور دو عالم ﷺ حرم کی حدود میں پہنچے تو مکہ مکرمہ سے باہر

وادی ذی طوی میں اُترے ابن حزم کے قول کے مطابق اتوار کی رات تھی جب کہ ذی الحج کی چار تاریخ تھی۔ کیونکہ ذی الحج کی پہلی خمیس کا دن تھا اور اتوار ذی الحج کا چوتھا دن تھا آپ ذی الحج کے چوتھے دن حرم میں داخل ہوئے۔

- آپ ﷺ جب بھی مکہ میں تشریف لاتے وادی ذی طوی میں رات گذارتے حتّٰی کہ صبح ہو جاتی پھر غسل فرماتے پھر دن کو مکہ میں داخل ہوتے اور صبح کی نماز ریت کے بلند ٹیلوں پر ادا فرماتے اس طرح کہ آپ کا مصلی سیاہ ٹیلوں کے نیچے ہوتا جو کہ ٹیلوں سے دس ہاتھ دور ہوتا۔

- آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں دن کو کداء ثنیہ العلیا جو کہ بطاء کے ساتھ ہے اتوار کی صبح داخل ہوئے بنی عبد المطلب کے چھوٹے بچوں نے آپ کا استقبال کیا آپ ﷺ نے ایک بچے کو اپنے آگے اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ بیت اللہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

- بیت اللہ کے پاس آئے حجر اسود کا استلام کیا پھر دائیں چلے اور سات چکروں سے طواف مکمل فرمایا تین چکروں میں رمل فرمایا اور چار میں آرام سے چلے اور ابن حزم نے ذکر کیا آپ نے ہر چکر میں رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام فرمایا اور دوسرے دو رکنوں کا استلام نہیں فرمایا۔

- ابن عمرؓ نے بیان کیا آپ ﷺ حجر اسود کا استلام فرماتے تھے اور اسے بوسہ دیتے تھے۔ یعلی ابن امیہ نے کہا سبز چادر میں اضطباع فرما کر طواف فرمایا اور رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان دعاء فرماتے تھے 'رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنیا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نفل ادا فرمائے اور یہ آیت پڑھی ' وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔(البقرة۔ ۱۲۵)' دو رکعتوں میں قل یا یھا الکافرون اور قل ھو اللہ

احل تلاوت فرمائی اور مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان کر لیا۔ پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور حجر اسود کا استلام فرمایا اور حجر اسود اور دروازہ کے درمیان (ملتزم) پر کھڑے ہوئے اپنا سینہ مبارک اور چہرہ مبارک اور کلائیاں اور ہتھیلیاں دیوار پر رکھ دیں اور ہاتھوں کو اوپر پھیلا دیا جتنا پھیلایا جا سکتا تھا اسی حالت میں دعاء فرمائی۔

• پھر مسجد کے دروازے سے نکل کر صفا پر تشریف لائے جب صفا کے قریب آئے تو آپ نے پڑھا ' إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰه۔ (البقرۃ۔ ۱۵۸)' اور فرمایا میں شروع کرتا ہوں اس سے جس سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا لہٰذا سعی صفا سے شروع فرمائی جبل صفا پر چڑھ گئے حتّٰی کہ بیت اللہ نظر آنے لگا بیت اللہ کی طرف منہ کرکے ہاتھ اُٹھائے جب کہ انصار اور مہاجرین نیچے کھڑے تھے اللہ تعالیٰ کی توحید ذکر فرمائی اور تکبیر کہی اور فرمایا ' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ أَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ '۔ پھر دعاء فرمائی اور تین مرتبہ اسی طرح کیا پھر صفا سے مروۃ کے لئے روانہ ہوئے حتّٰی کہ جب وادی کے اندر پہنچے آپ نے رمل فرمایا یعنی آپ ہلکے ہلکے دوڑے، بعض روایات میں ہے آپ نے سعی فرمائی حتّٰی کہ آپ کا تہبند سعی کی شدت سے گھوم رہا تھا اور فرما رہے تھے دوڑو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر سعی واجب کی ہے پھر پہاڑ پر چڑھنے لگے تو آہستہ چلے حتّٰی کہ مروہ پر چڑھ کر اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا۔ (البحر بحوالہ دار قطنی)

• روایت ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع میں اونٹنی پر طواف اور سعی ادا کی تاکہ آپ کو لوگ دیکھیں اور متوجہ ہوں اور سوال کریں کیونکہ لوگوں نے آپ کو گھیرا ہوا تھا یا شاید سعی میں جب لوگ زیادہ ہو گئے آپ سوار ہو گئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے

آگے چلنے والے لوگوں کو اپنے آگے سے نہیں ہٹاتے تھے۔ (سنن کبریٰ بحوالہ البحر)

- حضرت قدامہ نے کہا میں نے سرور دو عالم ﷺ کو اونٹ پر سعی کرتے دیکھا آپ کے ہاں ''لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَيْكَ اِلَيْكَ'' نہ مارنا تھا اور دھکیلنا تھا اور نہ ہٹو ہٹو ادھر ادھر ہو جاؤ (بغوی) اور سواری پر جو طواف فرمایا وہ طواف زیارت تھا، جو کہ دس کو فرمایا۔
- جب مروۃ پر آخری چکر تھا آپ نے فرمایا جو مجھے بعد میں علم ہوا اگر پہلے ہوتا تو میں ہدی (قربانی کا جانور) نہ لاتا اور اس کو میں عمرہ کر لیتا وہ شخص جس کے ساتھ ہدی نہیں ہے حلال ہو جائے اور اس کو عمرہ بنا لے اس پر سراقہ ابن جعشم کھڑا ہوا اور عرض کیا یہ صرف ہمارے لئے اس سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے ؟آپ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ کے لئے۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ میں ڈالیں اور اشارہ فرمایا عمرہ حج میں داخل ہو گیا دو مرتبہ فرمایا پھر فرمایا نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔
- جس طرح پہلے گذر چکا ہے کہ یہ اعلان مکہ میں داخل ہونے کے وقت بھی فرمایا تھا گویا آپ نے اس اعلان کو بار بار دہرایا۔ (البحر)
- ابن حزم نے کہا ابو بکر اور عمر اور طلحہ اور زبیر اور اہل قربت لوگوں میں سے کچھ لوگ ہدی ساتھ لائے تھے اور امہات المؤمنین اپنے ساتھ ہدی نہیں لائی تھیں وہ حلال ہو گئیں اور امہات المؤمنین نے حج قران کا احرام باندھا تھا حج کا احرام فسخ کر دیا مگر سیدہ عائشہؓ حیض کی وجہ سے حلال نہ ہوئیں، صحیح یہ ہے کہ آپ حلال ہو گئیں تھیں آپ کا احرام عمرۃ کا یا حج کا تھا آپ نے عمرۃ کا احرام ترک کر دیا تھا یا حج کا احرام فسخ کر دیا تھا پھر آٹھ کو حج کا احرام باندھا تھا اور تنعیم سے چودہ کی رات عمرۃ قضاء کیا تھا۔ (محمد رفیق حسنی)

• حضرت علیؓ یمن سے سرورِ دو عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قربانی کے اونٹ لائے تھے آپ نے حضرت فاطمہ کو ان لوگوں میں پایا جو حلال ہو چکے تھے اور آپ نے رنگدار لباس پہنا ہوا تھا اور آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا حضرت علیؓ نے اچھا نہ سمجھا اور اس کی وجہ پوچھی حضرت فاطمہ نے جواب دیا مجھے میرے باپ نے اس کا حکم فرمایا ہے راوی کہتے ہیں حضرت علیؓ عراق میں کہا کرتے تھے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا جب کہ میں فاطمہ پر غصہ میں تھا اس عمل کی وجہ سے جو اس نے کیا ہوا تھا اس کی تصدیق کے لئے جو مجھے حضرت فاطمہ نے ذکر کیا تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے حضرت فاطمہ پر انکار کیا تو انہوں نے کہا مجھے میرے باپ نے اس کا امر فرمایا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ سچ کہتی ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تو نے احرام کے وقت کیا کہا تھا حضرت علی نے عرض کیا، میں نے کہا تھا۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُھِلُّ بِمَا اَھَلَّ بِہٖ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ''۔ اے اللہ میں اس چیز کے احرام کی نیت کرتا ہوں جس چیز کا تیرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام باندھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تیرے ساتھ ہدی ہے تو حلال نہ ہونا۔ راوی کہتے ہیں قربانی کے اونٹ جو یمن سے حضرت علی لائے تھے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے، ان کی کل تعداد ایک سو تھی۔

• ابن اسحاق کی روایت میں ہے حضرت علی جب اپنے سفر کی خبر سے فارغ ہو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا جاؤ بیت اللہ کا طواف کرو اور جیسے تیرے اصحاب حلال ہو گئے ہیں تم حلال ہو جاؤ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے احرام اس طرح کا باندھا جس طرح آپ نے باندھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حلال ہو جاؤ جیسے دوسرے لوگ حلال ہو گئے ہیں پھر حضرت علی

نے پہلے جواب کو دہرایا آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے ساتھ ہدی ہے؟ حضرت علی نے کہا نہیں پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو اپنے ہدی میں شریک فرمالیا اور حضرت علی سرور دو عالم ﷺ کے ساتھ احرام پر قائم رہے حتّٰی کہ حج سے فارغ ہوئے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی جانب سے قربانی فرمائی۔

• ابن اسحاق نے ایک روایت یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ حضرت علیؓ جب یمن سے واپس آئے مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے آپ نے سرور دو عالم ﷺ کے ساتھ ملاقات کے لئے جلدی کی آپ کے ساتھ جو لوگ تھے ان پر ایک صحابی کو امیر مقرر فرمایا اور آپ مکہ کے لئے روانہ ہو گئے اس امیر نے حضرت علی کے بعد ہر آدمی کو ایک ایک جوڑا کپڑوں کا پہنایا ان کپڑوں سے جو کپڑے حضرت علی کے پاس تھے جب یمن کا لشکر مکہ کے قریب پہنچا حضرت علی ان کی ملاقات کے لئے مکہ مکرمہ سے باہر نکلے دیکھا تو ہر شخص نے نئے کپڑوں کا لباس پہنا ہوا ہے حضرت علی نے امیر سے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو یہ کیا ہے تو نے لوگوں کو نئے لباس پہنائے تاکہ جب مکہ میں داخل ہوں لوگوں میں حسین لگیں تیرے لئے ہلاکت ہو یہ کام آپ نے اس سے پہلے کر لیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ پہنچتے۔ پھر حضرت علی نے سب لوگوں سے نئے لباس اُتروالئے اور پہلے سے موجود کپڑوں کے ساتھ رکھ دیا جب یمنی وفد جناب سید الانبیاء ﷺ کے پاس پہنچا انہوں نے حضرت علی کی شکایت کی آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو علی کی شکایت نہ کریں اللہ تعالیٰ کی قسم علی اللہ تعالیٰ کی ذات میں نہایت خشیت والا آدمی ہے۔

(البحر بحوالہ سیرت نبویہ ابن ہشام)

• حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جب (یمن) سے حاضر ہوئے جان دو عالم ﷺ

نے دریافت فرمایا تو نے کس طرح احرام باندھا انہوں نے عرض کیا میں نے احرام کی نیت میں کہا میں احرام باندھتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اچھا کیا طواف اور سعی کر کے حلال ہو جاؤ ابو موسیٰ حلال ہو گئے اور سارے لوگ قصر کرا کے حلال ہو گئے مگر نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھ وہ لوگ جن کے ساتھ قربانی کے جانور موجود تھے۔ (البحر بحوالہ مسلم)

• پھر (عمرۃ کے بعد) نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں جیجون کے قریب اونچائی کی جانب رہائش فرمائی اور یہی جگہ حج کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ہے پھر آپ کعبہ کے قریب عرفہ کے دن تک نہیں آئے۔

• ملا نے اپنی سیرت کی کتاب میں لکھا ہے حضرت ام ہانی بنت ابو طالب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ مکہ مکرمہ کے اندر گھروں میں رہنا پسند نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے انکار فرمایا اور ابطح میں رہے کسی گھر میں تشریف نہ لے گئے جیجون اور ابطح قریب قریب ہیں۔

• حضرت سعد ابن ابی وقاص ؓ شدید بیمار تھے حج کے بعد سرور دو عالم ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے حضرت سعد رونے لگے آپ ﷺ نے فرمایا کیوں روتے ہو (مَا يُبْكِيكَ) حضرت سعد نے عرض کیا ''قَدْ خَشِيتُ اَنْ اَمُوْتَ بِالْاَرْضِ الَّتِي هَاجَرْتُ مِنْهَا كَمَا مَاتَ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ'' میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اس زمین پر موت آجائے جس سے میں نے ہجرت کی ہے جس طرح سعد ابن خولہ یہاں فوت ہوئے۔ آپ ﷺ نے دعاء فرمائی ''اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا'' اے اللہ سعد کو شفاء عطا فرما تین مرتبہ دعا فرمائی پھر حضرت سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیماری اس حد تک پہنچ گئی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور میں مالدار آدمی ہوں میرا وارث کوئی نہیں مگر ایک بیٹی ہے کیا میں اپنے مال سے دو

تہائی صدقہ کر دوں ؟آپ ﷺ نے فرمایا نہیں پھر سعد نے عرض کیا آدھا مال ؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم تیسرا حصہ صدقہ کرو اور تیسرا حصہ کثیر ہے۔ بے شک اے سعد اگر تو اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ کر جائے گا یہ بہتر ہے کہ ان کو فقیر چھوڑ کر جائے تیرے وارث لوگوں سے مانگتے پھریں اور تو نہیں خرچ کرے گا کوئی چیز مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تو اللہ تجھے اس کا اجر عطا فرمائے گا حتّٰی کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں دے گا۔

- حضرت سعد نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں اپنے اصحاب کے پیچھے مکہ میں رہ جاؤں گا ؟آپ ﷺ نے فرایا اے سعد تو پیچھے نہیں رہے گا مگر جو بھی عمل کرے گا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہے گا اس عمل کے ساتھ تیرا درجہ بلند ہو جائے گا پھر فرمایا "لَعَلَّكَ تَخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيَضُرُّ بِكَ آخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِمْضِ اَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ" امید ہے تو زندہ رہے گا تجھ سے کچھ لوگ اور قومیں نفع اُٹھائیں گی اور کچھ قوموں کو تجھ سے ضرر پہنچے گا۔اے اللہ میرے اصحاب کے لئے ہجرت کو جاری رکھ اور انہیں واپس اپنے قدموں پر نہ لوٹا۔ مگر افسوس کہ سعد ابن خولہ مکہ میں فوت ہو گئے۔راوی کہتا ہے سرور دو عالم ﷺ نے سعد ابن خولہ کی موت پر افسوس کا اظہار کیا اور ایک آدمی کو حضرت سعد ابن وقاص کے لئے پیچھے چھوڑا اور فرمایا 'اِنْ مَاتَ بِمَكَّةَ فَلَا تَدْفِنْهُ بِهَا يَكْرَهُ اَنْ يَمُوْتَ الرَّجُلُ فِي الْاَرْضِ الَّتِيْ هَاجَرَ مِنْهَا' (سبل الہدیٰ۔ ص: ۸/۴۵۸)اگر سعد فوت ہو جائیں انہیں مکہ میں دفن نہ کرنا یہ ناپسند کرتا ہے کہ فوت ہو آدمی اس زمین میں جس سے اُس نے ہجرت کی ہے۔

(البحر بحوالہ بخاری فی الوصایا)

- ابن حزم نے کہا جناب رسول اللہ ﷺ اتوار اور پیر اور منگل اور بدھ اور

خمیس کی رات تک مکہ مکرمہ کے مذکورہ میدان میں رہائش پذیر رہے اور یوم ترویہ سے پہلے سات تاریخ کو آپ نے مناسک حج پر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں مناسک حج بیان فرمائے اور دوسرے دن صبح منٰی کے لئے روانہ ہونے کا حکم فرمایا آپ نے فرمایا جو شخص ظہر کی نماز منٰی میں پڑھ لینے کی استطاعت رکھتا ہے وہ ایسا کرے پھر ترویہ کے دن آپ ﷺ منٰی کے لئے روانہ ہوگئے اور ہر وہ شخص جو عمرہ کر کے حلال ہوگیا تھا اس نے وادی ابطح سے حج کے لئے احرام باندھا۔ اور آپ ﷺ ضحوۃ النہار یعنی صبح زوال سے پہلے اور ایک روایت میں زوال کے بعد بیت اللہ کا طواف فرما کر اونٹنی پر سوار ہو کر منٰی کے لئے روانہ ہوگئے آپ ﷺ کے ایک جانب حضرت بلالؓ نے بانس کے اوپر کپڑا لگا کر آپ پر سایہ کیا ہوا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے دوبارہ طواف نہیں کیا اور منٰی کے لئے روانہ ہوگئے۔

- آپ ﷺ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں منٰی میں پڑھیں اور ۹ر کی رات منٰی میں رہے اور پھر وہاں صبح کی نماز پڑھی پھر تھوڑی دیر توقف فرمایا حتّٰی کہ سورج طلوع ہوگیا اور نمرہ وادی میں خیمہ لگانے کا حکم دیا اور روانہ ہوگئے راستہ میں جاہلیت کے دور کی طرح قریش کی طرح مشعر حرام کے قریب نہ رُکے بلکہ چلتے رہے اور مشعر حرام کو کراس کرتے ہوئے وادی نمرہ میں نصب کئے گئے خیمہ میں جا کر اُترے اور آپ کے اصحاب بھی وہیں اُترے آپ ﷺ نے کسی تلبیہ پڑھنے والے یا تکبیر والے کو تلبیہ اور تکبیر پڑھنے سے نہیں روکا۔

(البحر السنن البیہقی)

- امام بیہقی نے ذکر کیا ہے جب آپ نے صبح کی نماز ادا فرمائی صحابہ کرام کو فرمایا اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو پھر آپ نے تکبیر تشریق "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ" پڑھی اور آپ یہ تکبیر تشریق عرفہ کی صبح

سے ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز تک پڑھتے رہے۔

- جب سورج کا زوال ہوا آپ ﷺ قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر وادی کے اندر تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ دیا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔

(ہم نے یہ خطبہ حجۃ الوداع ابتداء میں ذکر کر دیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔)

- آپ ﷺ نے خطبہ مکمل فرمایا اس کے بعد آپ نے (حضرت) بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا انہوں نے ظہر کی اذان دی پھر اقامت پڑھی آپ ﷺ نے ظہر کی نماز (دو رکعت) قصر ادا فرمائی۔ پھر بلال نے اقامت کہی آپ ﷺ نے عصر کی دو رکعت نماز پڑھی دونوں نمازوں کے درمیان سنت یا نفل نہیں پڑھے آپ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز کو (ظہر کے وقت) میں جمع فرمایا دونوں نمازوں کے لئے ایک اذان دی گئی اور ہر نماز کے لئے الگ الگ اقامت کہی گئی پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے حتّٰی کہ وقوف کی جگہ تشریف لائے آپ نے اپنی اونٹنی قصواء کا پیٹ (صخرات) پتھروں کی طرف کر لیا اور جبل المشاۃ اپنے آگے کر لیا اور قبلہ کی طرف چہرہ کر لیا اور وقوف کی جگہ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی 'اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا' (المائدہ۔۳) آپ ٹھہرے رہے حتّٰی کہ عرفہ کے دن کا سورج غروب ہو گیا اور زردی کم ہوئی آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دعاء فرمائی پھر مزدلفہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ حضرت اسامہ آپ کا ردیف (پیچھے سوار) تھا حضرت اُسامہ نے بیان کیا آپ کی اونٹنی اِدھر اُدھر مڑنے لگی آپ نے ایک ہاتھ سے اُس کی مہار پکڑی ہوئی تھی مگر دوسرے ہاتھ کو بلند کئے ہوئے دعاء فرماتے رہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ''عرفہ کے دن افضل دعاء اور افضل اس کا جو میں نے کہا اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کہا وہ 'لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

شَیْءٍ قَدِیْرٌ'۔ (البحر بحوالہ ترمذی)

• حضرت علی نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عرفہ کے دن اکثر دعاء یہ تھی 'اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِیْ یَقُوْلُ وَ خَیْرًا مِمَّا نَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَكَ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ وَ اِلَیْكَ مَاٰبِیْ وَلَكَ تُرَاثِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَّاتِ الْاَمْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیْحُ'(البحر)

• امام بیہقی نے ذکر کیا بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اکثر انبیاء اور میری دعاء عرفہ کے دن یہ ہے کہ میں کہوں 'لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر. اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَ فِیْ صَدْرِیْ نُوْرًا وَفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا. اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِوَشَتَّاتِ الْاَمْرِ وَ فِتْنَةِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّیَاحُ وَمِنْ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ'

(البحر بحوالہ بیہقی)

• آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے تو اس جگہ وقوف کیا مگر عرفہ سارا موقف ہے۔ ابن اسحاق نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہذا سے اشارہ اس جبل کی طرف تھا جس پر آپ کا وقوف تھا اور عرفہ سارا موقف ہے۔

• آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی عُرنہ کے اندر وقوف سے منع فرمایا اور وہاں عرفات میں حجاج میں سے ایک حاجی اپنے اونٹنی سے گر گیا اس کی گردن ٹوٹ گئی وہیں اسی وقت فوت ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور احرام کے دو کپڑوں میں کفن دو اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے چہرہ اور سر کو نہ

چھپاؤ کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنی قبر سے تلبیہ پڑھتے ہوئے مبعوث ہوگا۔

• آپ کی طرف (حضرت) ام الفضل یا حضرت میمونہ نے دودھ بھیجا آپ ﷺ نے لوگوں کے سامنے دودھ نوش فرمایا جب کہ آپ اونٹ پر سوار تھے سب کو علم ہو گیا کہ آپ روزہ سے نہیں تھے اہل نجد سے کچھ لوگوں نے حج کی کیفیت پوچھی؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم فرمایا کہ منادی ندادے کہ عرفہ کے دن اور مزدلفہ کی رات صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے جس شخص نے عرفات کا (وقوف) پالیا پس اس نے حج پالیا اور منٰی کے ایام تین ہیں مگر جو شخص دودنوں میں جلدی کرے اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص مؤخر کرے اس پر کوئی گناہ نہیں پھر آپ ﷺ واپس روانہ ہوئے اور اسامہ آپ کے پیچھے ردیف تھا آپ نے اونٹنی کی مہار کو سخت کھینچے رکھا حتٰی کہ اونٹنی کا سر پالان کی کرسی کے ساتھ لگ رہا تھا اور آپ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرما رہے تھے اے لوگو آہستہ آہستہ چلو جب کوئی پہاڑ راستہ میں آتا تھا آپ اونٹنی کی رسی ڈھیلی فرمادیتے حتٰی کہ اونٹنی پہاڑ پر چڑھ جاتی آپ ﷺ آہستہ چلتے رہے مگر جب راستہ کھلا پاتے تیز چلتے آپ ﷺ نے اپنے پیچھے اونٹوں کو مارنا اور ڈانٹ ڈپٹ کی آواز سنی آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو تمہارے لئے آہستہ چلنا لازم ہے نیکی تیز دوڑنے میں نہیں ہے۔

• ابوذرؓ نے ابوسدید ابن مجیر سے اور انہوں نے اپنے خال سے روایت کیا کہ میں نے عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان آپ ﷺ سے ملاقات کی آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑی اور عرض کیا یارسول اللہ کون سا عمل مجھے جنت کے قریب کرے گا اور جہنم سے دور کردے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم تو نے مختصر سوال کیا ہے مگر میں طویل جواب دوں گا۔ فرض نمازیں ادا کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور بیت اللہ کا حج کر اور وہ چیز جو تجھے پسند ہے کہ لوگ تیرے ساتھ کریں تو وہی چیز لوگوں کے

ساتھ کر اور جو چیز تو ناپسند کرتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ کریں اس چیز سے اجتناب کر اور اونٹنی کی مہار چھوڑ دے۔

• آپ ﷺ مزدلفہ کے نزدیک الٹی جانب وادی شعب میں جسے سبز وادی کہا جاتا ہے اونٹنی سے اترے پیشاب فرمایا اور وضو فرمایا مگر خفیف وضو فرمایا مکمل نہ فرمایا (حضرت) اسامہ نے عرض کیا (یارسول اللہ) آپ یہاں نماز پڑھیں گے آپ ﷺ نے فرمایا نماز آگے پڑھیں گے ہفتہ ذی الحج کی دسویں رات مزدلفہ کے لئے اونٹنی پر سوار ہوئے مزدلفہ اُتر کر آپ نے مکمل وضو فرمایا پھر نماز کے لئے اقامت کہی گئی اور آپ نے مغرب کی تین رکعت پڑھیں ہر شخص نے اپنی اپنی رہائش کی جگہ اونٹ کو بٹھایا پھر عشاء کے لئے اقامت کہی گئی پس عشاء کے لئے دو رکعت فرض ادا فرمائے اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا۔

• حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمائیں مگر عبداللہ ابن عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے اذان اور اقامت کے ساتھ مغرب کی نماز ادا فرمائی اور پھر فرمایا الصلوٰۃ اور عشاء کی نماز ادا کی اور حضرت عبداللہ نے فرمایا اس طرح ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ ﷺ مزدلفہ میں لیٹ گئے حتّٰی کہ فجر صادق طلوع ہوگئی پھر صبح کی نماز یقیناً صبح ہو جانے کے بعد تاریکی میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی۔

• اسی جگہ عروۃ ابن مضر طائی حاضر ہوا عرض کیا یارسول اللہ میں جبل طی سے آیا ہوں میں نے اونٹنی کو عاجز پایا اور میں نے اپنے نفس کو مشقت میں ڈالا اللہ کی قسم میں نے کوئی جبل (پہاڑ) نہیں چھوڑا مگر اس پر وقوف کیا پس کیا میرا حج ادا ہوگیا؟ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص ہماری اس نماز میں حاضر ہوا اور

ہمارے ساتھ وقوف کیا حتّٰی کہ ہم روانہ ہوں اور بے شک اس سے پہلے اس نے رات یا دن میں وقوف کیا تھا اس کا حج تام ہو گیا اور اس نے مشقت پوری کر دی اور جس شخص نے امام اور لوگوں کے ساتھ وقوف نہیں پایا اس نے حج نہیں پایا۔

(البحر بحوالہ حجۃ الوداع)

● مزدلفہ کی رات سیدۃ سودۃؓ نے جو کہ بھاری جسم والی تھیں اور سیدۃ ام حبیبہؓ نے (صبح صادق سے پہلے) رات کو مزدلفہ سے روانہ ہو جانے کی اجازت مانگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان دونوں کو اور سیدۃ ام سلمہؓ کو مزدلفہ سے رات کو چلے جانے کی اجازت دے دی ام المؤمنین سیدۃ عائشہ تمنا کیا کرتی تھیں کہ کاش میں نے بھی اذن لے لیا ہوتا اور رات کو مزدلفہ سے نکل جاتی (البحر حجۃ الوداع۔ ص: ۱۸۲)

● سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سامان اور اپنے اہل وعیال میں سے کمزور لوگوں کو مزدلفہ سے رات کے وقت بھیج دیا ان میں حضرت عبداللہ ابن عباس بھی تھے اور انہیں فرمایا جب تک سورج طلوع نہ ہو جمرۃ عقبہ کو کنکریاں نہ مارنا (آپ نے بنی عبدالمطلب کے بچوں کو جمرات کی طرف پہلے روانہ کر دیا اور بنی عبدالمطلب کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی رانوں کو تھپکی دیتے تھے اور فرماتے تھے اے بیٹو جمرۃ عقبہ کو طلوع آفتاب تک کنکریاں نہ مارنا) اور یہ سب کچھ سب کے لئے مزدلفہ میں وقوف کے وقت تھا اور آپ نے انہیں مزدلفہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرایا آپ کی رہائش کے لئے وہ دن حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دن تھا۔

● بخاری شریف میں ہے حضرت اسماءؓ کا غلام عبداللہ کہتا ہے حضرت اسماء مزدلفہ میں اُتریں نماز پڑھتی رہیں پھر فرمایا اے بیٹے دیکھو چاند غروب ہو گیا ہے میں نے کہا نہیں پھر آپ نماز پڑھتی رہیں پھر پوچھا تو میں نے عرض کیا ہاں چاند غروب ہو گیا ہے آپ نے فرمایا پھر چلو ہم منٰی کے لئے چلے گئے آپ نے جمرۃ عقبہ

کو کنکریاں ماریں اور واپس آکر رہائش گاہ پر صبح کی نماز پڑھی میں نے عرض کیا اے سیّدہ ہم نے تاریکی میں رمی کی ہے آپ نے فرمایا بیٹے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کے لئے اجازت دی ہے۔(بدایہ و نہایہ)ابن کثیر روایات میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں ہو سکتا ہے بنی عبد المطلب کے نوجوان کو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے جمرہ کو رمی سے منع فرمایا ہو اور عورتوں کو رخصت دی ہو (بدایہ و نہایہ) زیادہ صحیح یہی ہے۔

- پھر آپ صبح کی نماز کے بعد قصواء اونٹنی پر سوار ہوئے حتٰی کہ جبل قزح پر آئے یہی قزح مشعر حرام ہے اور فرمایا یہ جمع (مزدلفہ) کا قزح (پہاڑ ہے)اور مزدلفہ سارا وقوف کی جگہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ مبارک قبلہ کی طرف کیا دعاء فرمائی اللہ تعالیٰ کے لئے تکبیر اور تہلیل اور توحید کے کلمات ادا فرماتے رہے حتٰی کہ بالکل سفیدی ہوگئی پھر سورج کے طلوع ہونے سے پہلے منٰی کے لئے روانہ ہوگئے اور اپنے پیچھے اب فضل ابن عباس کو سوار کر لیا فضل ابن عباس خوبصورت بالوں والے سفید پر کشش چہرہ والے نوجوان تھے ابن حزم نے ذکر کیا اب اسامہ ابن زید قریش میں سے آگے آگے چلنے والے لوگوں کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے وہاں سے عورتیں گذریں (حضرت) فضل ابن عباس انہیں دیکھنے شروع ہوگئے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضل کے چہرہ پر ہاتھ رکھا تو فضل نے دوسری طرف چہرہ پھیر کر عورتوں کو دیکھنا شروع کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فضل کے چہرہ کی دوسری جانب ہاتھ گھمایا تو فضل نے دوسری جانب چہرہ گھمالیا۔(البحر بحوالہ مسلم شریف)
- قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے آپ سے سوال کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ کے فریضہ (حج)(اس کے بندوں پر) نے میرے والد کو پایا جب وہ نہایت بوڑھے ہو گئے وہ سواری پر بیٹھ کر حج کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے کیا میں ان کی جانب سے

حج کروں ؟آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) اور فضل اس عورت کی طرف دیکھتا تھا اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھتی تھی پھر فخر دوعالم رسول اللہ ﷺ نے فضل کی گردن پکڑ کر دوسری طرف موڑ دی آپ ﷺ سے حضرت عباس نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے (فضل) اپنے ابن عم کی گردن کیوں مروڑی ؟آپ ﷺ نے جواب دیا میں نے نوجوان مرد اور نوجوان عورت کو (ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے) دیکھا اور میں نے ان پر شیطان سے امن اور بے خوفی نہیں پائی۔

(البحر بحوالہ بخاری و مسلم)

• ایک آدمی نے سوال کیا یارسول اللہ میری ماں نہایت بوڑھی طویل العمر ہے اگر میں اس کو اونٹ پر سوار کروں وہ خود کو نہیں سنبھال سکتی اور اگر میں اس کو باندھ دوں مجھے خوف ہے کہ میں اسے قتل کردوں ؟ پس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تو بتا اگر تیری ماں پر قرض ہوتا کیا تو ادا کرتا؟ اس نے عرض کیا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا پس تو اپنی ماں کی جانب سے حج کر۔ (البحر بحوالہ نسائی)

• حضرت بلال ابن رباح کو سرور دوعالم ﷺ نے فرمایا اے بلال لوگوں کو خاموش کراؤ (لوگ خاموش ہوگئے) آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مزدلفہ میں تمہارے اوپر کرم فرمایا ہے ہر محسن کے لئے ایک مسیئی اور گنہگار آدمی ہدیہ کردیا ہے یعنی بخش دیا ہے اور تمہارے محسن کو ہر وہ چیز عطا فرمائی ہے جس کا اس نے سوال کیا ہے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ روانہ ہوجاؤ۔

• مزدلفہ کی رات کی صبح آپ لوگوں کو منیٰ کے لئے آہستہ چلنے کا حکم فرماتے تھے جب کہ آپ اپنی اونٹنی کو روک روک کر چلارہے تھے جب وادی محسر میں داخل ہوئے یہ وادی محسر نہ منیٰ کا حصہ ہے اور نہ مزدلفہ کا بلکہ منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان برزخ اور واسطہ ہے اور وادی عرنہ عرفات اور مشعر حرام کے درمیان

برزخ ہے تا اس کا حصہ ہے اور نہ اس کا اور منیٰ حرم کا حصہ ہے اور یہ مشعر ہے اور اور وادی محسر حرم سے ہے لیکن مشعر نہیں اور مزدلفہ مشعر اور حرم ہے اور وادی عرنہ مشعر نہیں ہے حل سے ہے اور عرفہ (عرفات) حل ہے اور مشعر بھی ہے۔
(سبل الہدیٰ)

- مزدلفہ میں آپ نے فرمایا جمرات کو کنکریاں مارنے کے لئے کنکریاں اُٹھالو آپ ﷺ نے فضل کو کنکریاں اُٹھانے کا حکم دیا اس نے آپ کو کنکریاں اُٹھا کر دیں آپ نے اپنے ہاتھ میں گٹھلی (کے برابر) کنکریاں لے کر فرمایا ایسی کنکریاں ہونی چاہئیں دو مرتبہ فرمایا پھر فرمایا دین میں غلو کرنے سے اجتناب کرو پہلے لوگ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئے یعنی آپ نے اپنے ہاتھ مبارک سے کنکریوں کے سائز کا اشارہ فرمایا اور بڑی کنکریاں مارنے سے اجتناب کا حکم دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی کو وادی محسر (جس میں اصحاب فیل پر عذاب آیا تھا) میں تیز چلایا حتیٰ کہ جب وادی سے نکلے تو فضل ابن عباس کو اپنے پیچھے دوبارہ بٹھایا۔
(البحر بحوالہ مسلم حدیث ۱۲۸۲ فی الحج)

- مزدلفہ سے فضل کو اپنے ساتھ بٹھایا تھا لیکن وادی محسر میں کنکریاں اُٹھانے کے لئے اونٹنی کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے فضل کو اتار دیا تھا پھر اسے سوار کر لیا۔ (البحر)

- آپ ﷺ نے وادی کے اندر سے جمرۃ عقبہ کو کنکریاں ماریں جب کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے آپ کے لئے نہ لوگوں کو مارا جاتا تھا نہ ہٹایا جاتا تھا اور نہ ادھر اُدھر ہو جاؤ وغیرہ کہا جاتا تھا آپ کے ساتھ بلال اور اسامہ چل رہے تھے ایک نے اونٹنی کی رسی تھامی ہوئی تھی اور دوسرے نے کپڑے سے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا تاکہ سورج کی گرمی آپ کو نہ پہنچے اور اس وقت فرمایا "خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِیْ هٰذِهٖ" (البحر بحوالہ مسلم فی الحج ۱۲۹۷_۱۲۹۸)

- ترجمہ: حج کے احکام مجھ سے سیکھ لو میں نہیں جانتا شاید اس حج کے بعد میں حج کروں گا۔
- آپ ﷺ بار بار تلبیہ پڑھ رہے تھے حتّٰی کہ جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں اس وقت تلبیہ منقطع کر دیا۔ البتہ تکبیر آپ پھر بھی کہتے رہے۔ (البحر)
- حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ نے جمرۂ عقبہ کی رمی فرمائی بیت اللہ کو اپنے بائیں کیا اور منٰی کو اپنے دائیں کیا اور فرمایا یہ وہ مقام ہے جہاں سے اس رسول ﷺ نے رمی فرمائی جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی۔ (البحر بحوالہ مسلم حدیث ۱۱۲۹۶) ایک روایت میں ہے کہ ابن مسعودؓ نے قبلہ کی طرف چہرہ مبارک کیا ہوا تھا اور جمرۂ دائیں بھوئیں کے سامنے تھا پھر ابن مسعود نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں انہوں نے یہاں سے رمی فرمائی جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی یعنی رسول اکرم ﷺ۔
- شاید حضرت عبداللہ ابن مسعود نے دو مرتبہ رمی فرمائی ایک مرتبہ کمال سنت کے مطابق اور دوسری مرتبہ اس سے کم مرتبہ کے مطابق۔ (البحر)
- آپ نے جمرۂ عقبہ کے بعد وہاں وقوف نہیں فرمایا منٰی واپس تشریف لائے اور خطبہ دیا۔ پھر آپ ﷺ قربانی کی جگہ تشریف لائے اور تریسٹھ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے پھر چھری حضرت علیؓ کو دی بقیہ اونٹ انہوں نے ذبح فرمائے اور حضرت علی کو قربانی میں شریک کیا اور ہر جانور سے گوشت کا ایک ٹکڑا لانے اور پکانے کا حکم دیا پھر آپ ﷺ اور علی نے یخنۃ گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ (البحر)
- آپ ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں قربانی کی ہے مگر منٰی سارا قربان گاہ ہے اور مکہ مکرمہ کی ساری گلیاں اور راستے قربانی کی جگہ ہیں۔ (البحر)
- حضرت ابن عباس سے روایت ہے آپ نے اس جگہ قربانی فرمائی جس جگہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قربانی فرمائی تھی۔ اور یہ وہ جگہ ہے جہاں خلفاء اربعہ نے قربانی فرمائی۔

• آپ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ قربانی کا گوشت تقسیم کر دیں اور جانوروں کی جل اور رسیاں تقسیم کر دیں اور گوشت بنانے والے کو قربانیوں سے بطور اجرت کچھ نہ دیا جائے حضرت علی نے عرض کیا ان کو ہم اپنی طرف سے دے دیں گے۔ (البحر بحوالہ بخاری)

• سرور دو عالم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی جانب سے گائے قربان فرمائی ایک روایت میں ہے آل محمد کی طرف سے گائے قربان کی گئی۔

• اور سیدہ عائشہ کی جانب سے ایک گائے قربان فرمائی اور ایک روایت میں ہے ان ازواج مطہرات کی جانب سے گائے قربانی فرمائی جنہوں نے عمرہ کیا تھا۔ (البحر بحوالہ حجۃ الوداع۔ ۱۹۴) ازواج سے مراد سیدۃ عائشہؓ کے علاوہ ازواج ہیں اور عمرۃ سے مراد ان خواتین کا عمرۃ ہے جو عمرۃ کر کے حلال ہو گئیں تھیں مگر سیدۃ عائشہؓ عمرۃ نہیں کر سکی تھیں آپ کو حیض آگیا تھا لیکن حلال ہو گئیں تھیں اس لئے حضرت عائشہؓ کی جانب سے آپ ﷺ نے علیحدہ ایک گائے ذبح فرمائی (جس کو دم رفض کہا جاتا ہے) (البحر)

• ابن حزم نے ذکر کیا کہ آپ ﷺ نے اسی دن دو سفید دنبے بھی ذبح فرمائے اور بخاری میں ہے مدینہ میں دو دنبے ذبح فرمائے مگر اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ آپ نے دونوں جگہ دنبے ذبح فرمائے ہوں (مگر مختلف سالوں میں) اور یہ اونٹوں کے علاوہ قربانی تھی۔ (البحر)

• آپ ﷺ نے حکم فرمایا لوگ قربانی کے بڑے جانور میں اکٹھے ہو جائیں لوگوں نے اونٹ اور گائے سات سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کئے اس کے بعد

آپ نے اپنا سر مقدس حلق کرایا حلاق (معمر ابن عبداللہ) کو بلایا سر مقدس کے دائیں جانب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ادھر سے شروع کرو مسلمان جمع ہو گئے آپ کے بال مبارک طلب کرتے تھے حلاق (معمر ابن عبداللہ) آپ کے سر پر استرا لے کر کھڑا تھا سرور دو عالم ﷺ نے معمر ابن عبداللہ کے چہرہ کی طرف دیکھا اور فرمایا اے معمر اللہ تعالیٰ کے رسول نے اپنے کان کی اوپر آپ کو قدرت دے دی ہے اور تیرے ہاتھ استرا ہے معمر نے عرض کیا لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم یا رسول اللہ یہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے اور اس کا احسان ہے جب آپ فارغ ہوئے اپنے مبارک بال ان لوگوں میں تقسیم فرمائے جو آپ کے قریب کھڑے تھے پھر آپ نے سر مقدس کی بائیں جانب کی طرف حلاق کو اشارہ فرمایا اور حلاق نے حلق کیا پھر فرمایا یہاں ابو طلحہ نہیں پھر اس کو استرا دیا اس نے حلق کیا ابن سعد نے کہا ابو طلحہ نے آپ کے سر مبارک کا حلق کیا اور موچھوں کے بال لئے اور رخسار مبارک سے بال لئے اور ناخن اُتارے آپ نے فرمایا بال اور ناخن دفن کر دیئے جائیں (شاید تقسیم سے بچ جانے والوں کے لئے حکم فرمایا)۔

(سبل الہدیٰ)

● آپ ﷺ کا سر مبارک کا حلق کرنے والے حلاق حضرت معمر ابن عبداللہ اور حضرت ابو طلحہ انصاری تھے دائیں جانب سے شروع کس نے کیا اس میں مختلف روایات ہیں بخاری اور مسلم اور دیگر کتب احادیث میں تین قسم کی روایات ملتی ہیں ایک روایت میں ہے آپ نے ابو طلحہ انصاری سے فرمایا بائیں جانب کے بال اور ناخن لوگوں میں تقسیم کر دیں اور دائیں جانب کے بال خود تقسیم فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (سبل الہدیٰ)

● حضرت خالد بن ولید نے آپ ﷺ کی پیشانی کے بال طلب کئے آپ نے

اپنی پیشانی کے بال مبارک حضرت خالد کو دے دیئے انہوں نے اپنی ٹوپی کے اگلے حصہ میں سی کر محفوظ کر لئے (فَلَا یَلْقَی جَمْعاً اِلَّا فَضَّہ) خالد پھر کسی لشکر کفار کے ساتھ نہیں جمع ہوئے تھے مگر اس کو توڑ دیتے تھے۔ (سبل الہدیٰ)

- ایک روایت میں ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے بال ام سلیم کو دے دیئے مگر ایسا ہو سکتا ہے کہ ابو طلحہ کو دیئے ہوں اور انہوں نے اپنی بیوی ام سلیم کو دے دیئے ہوں۔ (سبل الہدیٰ)
- اکثر صحابہ نے حلق کرایا اور بعض صحابہ کرام نے قصر کرایا سرور دو جہاں ﷺ نے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ" یا فرمایا "رَحِمَ اللّٰہُ الْمُحَلِّقِیْنَ" صحابہ نے عرض کیا "لِلْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" آپ نے فرمایا "رَحِمَ اللّٰہُ الْمُحَلِّقِیْنَ" پھر صحابہ نے عرض کیا "لِلْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" آپ نے فرمایا "رَحِمَ اللّٰہُ الْمُحَلِّقِیْنَ" پھر صحابہ نے عرض کیا "لِلْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" آپ نے فرمایا "وَالْمُقَصِّرِیْنَ" ایک روایت میں چوتھی مرتبہ فرمایا "وَالْمُقَصِّرِیْنَ"۔
- ابن سعد نے کہا حلق کے بعد آپ نے خوشبو استعمال فرمائی اور قمیص مبارک پہنی۔ (سبل الہدیٰ)
- آپ نے صحابہ کرام کو فرمایا کہ جب تم نے (جمرۃ عقبہ) کی رمی کر لی ہے اور قربانی کے جانور ذبح کر دیئے ہیں تمہارے لئے ہر شئ حلال ہے مگر عورتیں اور تمہارے لئے کپڑے اور خوشبو حلال ہے۔ (البحر بحوالہ بیہقی)
- آپ ﷺ نے جمرات کے درمیان وقوف فرمایا اور لوگوں سے فرمایا "ھٰذَا یَوْمُ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ" اور آپ بار بار کہتے تھے "اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ" اور لوگوں کو وداع کیا اس وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔
- آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب ایام سے عظیم دن یوم النحر

ہے پھر یوم القر دو(گیارہ ذی الحج) ہے۔

• ایک روایت میں ہے پانچ یا چھ اونٹ خود آپ کے قریب آ گئے اور آپ نے ذبح فرمائے یعنی اونٹ خود آپ کے قریب ہو تے تھے جس کو چاہیں پہلے ذبح کریں جب آپ نے اونٹ ذبح کر دیئے فرمایا جو شخص چاہے گوشت کاٹ لے۔

• ہو سکتا ہے یہ پانچ یا چھ اونٹ انہی تریسٹھ اونٹوں سے ہوں جن کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ (البحر)

• آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم خطبہ میں فرمایا اے لوگوں یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یوم حرام، پھر آپ نے ارشاد فرمایا یہ کون سا بلد ہے؟ لوگوں نے کہا البلد الحرام، آپ نے پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا شہر حرام پھر آپ نے فرمایا بے شک تمہارے مال اور عزتیں ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس شہر میں اس مہینہ میں ہے آپ نے بار بار اس کا اعادہ کیا پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا "اَللّٰهُمَّ بَلَّغْتُ" اے اللہ میں نے توحید اور رسالت کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

• حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا اس اللہ تعالیٰ کی قسم جس کی قدرت میں میری جان ہے بے شک یہ آپ کی امت کے لئے وصیت ہے حاضر اور حاضر غائب کو پہنچائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کافر نہ بن جانا یہ کہ تمہارا بعض بعض کو قتل کرے (یعنی کافر سمجھ کر)۔ (البحر بحوالہ بخاری)

• ابن عمر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر خطبہ دیا اور اس خطبہ میں یہ تھا اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا فرما دیا اور کفر کی ساری جماعتوں کو اکیلے شکست دے دی ہے پھر فرمایا "كُلُّ مَأْثُرَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ دَمٍ أَوْ مَالٍ تُذْكَرُ وَتُدْعَى تَحْتَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ إِلَّا السِّدَانَةُ الْبَيْتِ وَسِقَايَةُ الْحَاجِّ أَلَا إِنَّ قَتْلَ الْخَطَأِ شِبْهُ

اَلْعَمَدِ مَا کَانَ بِالسَّوْطِ وَالْعَصَا مِأَتُ اِبِلٍ مِنْهَا اَرْبَعُوْنَ اَوْلَادُهَا فِی بُطُوْنِهَا''۔

• ترجمہ: جاہلیت اور کفر کے زمانہ کی ہر رسم خون اور مال میں سے جسے ذکر کیا جاتا ہے یا پکارا جاتا ہے میرے ان دو قدموں کے نیچے روند دی گئی ہے مگر بیت اللہ کی نگرانی اور حاجیوں کا پانی پلانا خبردار قتل خطاء عمداً قتل کے مشابہ ہے جو عصا اور ڈنڈے سے ہو اس میں ایک سو اونٹ دیت ہے ان میں چالیس اونٹنیاں وہ ہیں جن کے پیٹ میں اولاد ہو۔ (البحر)

• سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (منٰی میں خطبہ سے پہلے) لوگوں کو اپنی اپنی جگہ بٹھایا قبلہ سے دائیں اشارہ کرتے ہوئے فرمایا مہاجر یہاں بیٹھیں اور بائیں اشارہ کرتے ہوئے فرمایا انصار یہاں بیٹھیں پھر باقی لوگ ان کے ارد گرد بیٹھ جائیں۔ (ابن حزم۔ حجۃ الوداع) خطبہ عربی عبارت اور ترجمہ کے ساتھ پہلے گذر چکا ہے۔

• ایک روایت میں ہے آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا آپ کے لئے منٰی میں ایک کمرہ بنالیں جس کے سایہ میں آپ آرام کیا کریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ''مِنٰی مَنَاخُ مَنْ سَبَقَ'' منٰی ہر اس شخص کے لئے بیٹھنے کی جگہ ہے جو پہلے آئے۔

• آپ نے جب منٰی میں وقوف فرمایا ہوا تھا آپ کے پاس لوگ حاضر ہوتے تھے اور سوال کرتے تھے ایک آدمی آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے علم نہیں تھا میں نے ذبح سے پہلے حلق کر لیا آپ نے فرمایا ذبح کر اور حرج نہیں ہے پھر دوسرا آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے علم نہیں تھا میں نے رمی سے پہلے قربانی کرلی ہے آپ نے فرمایا رمی کر اور کوئی حرج نہیں ہے پس آپ سے نہیں سوال کیا گیا کسی شے سے کہ اسے مقدم کیا گیا یا مؤخر کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کرلو کوئی حرج

نہیں۔ (البحر بحوالہ مسلم اور بخاری)

• احناف کے نزدیک رمی اور ذبح اور حلق میں ترتیب واجب ہے اور بلا عذر خلاف ترتیب میں دَم واجب ہوتا ہے اور احناف اس حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نفس عمل ادا ہو گیا خلاف ترتیب ہونے سے عمل مرتفع اور کالعدم نہیں ہوا اور حج کی ادائیگی ہو گئی۔ (رفیق الحسنیٰ)

• اس امر میں روایات کا اختلاف ہے کہ منیٰ میں آپ نے جو خطبہ دیا وہ یوم النحر دس ذی الحج طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ جانے سے پہلے تھا یا واپسی پر تھا۔ سبل الہدیٰ کے مصنف محمد ابن یوسف الصالحیؒ شامی فرماتے ہیں صاحب الہدیٰ نے یقین سے کہا کہ بیت اللہ کی طرف جانے سے پہلے خطبہ تھا اور صحیح یہ ہے حضرت ابو بکرۃ اونٹنی کی گردن کے نیچے کھڑے تھے اونٹنی جگالی کر رہی تھی اور اس کی رالیں ابو بکرۃ کے دو کندھوں کے درمیان گر رہی تھیں آپ نے عضباء ناقہ پر خطبہ دیا حمد اور ثناء کے بعد آپ نے فرمایا "اَلَا اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ. السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٍ. ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَةِ وَ ذُو الْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ. وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِىْ بَيْنَ جُمَادٰى وَ شَعْبَانَ"۔

• ترجمہ: خبردار زمانہ اسی طرح واپس آگیا ہے جس طرح آسمان اور زمین کے پیدا کرنے کے دن تھا سال کے بارہ ماہ ہیں ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں تین ملے ہوئے مہینے ہیں ذی قعدہ اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب جو جمادی ثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔

• پھر فرمایا "اَتَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قُلْنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ فَقَالَ اَلَيْسَ هٰذَا يَوْمُ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى

قَالَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟ قُلْنَا اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَ ذُوالْحَجَّةِ؟ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟ قُلْنَا اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَ الْبَلْدَةُ؟ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ. وَ اَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَیَسْأَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ. اَلَا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّاراً یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یُبْلَغُهٗ اَنْ یَکُوْنَ اَوْعٰی لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ فَاشْهَدْ۔ (رواہ الامام احمد والشیخان)"۔

• ترجمہ: کیا جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے۔ آپ خاموش ہو گئے حتّٰی کہ ہم نے سمجھا اس دن کا آپ کوئی دوسرا نام رکھیں گے پھر فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے آپ خاموش ہو گئے حتّٰی کہ ہم نے سمجھا کہ اس کا نام دوسرا رکھیں گے آپ نے فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا یہ کون سا بلدۃ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے؟ آپ خاموش ہو گئے حتّٰی کہ ہم نے گمان کیا آپ اس کا دوسرا نام رکھیں گے آپ نے فرمایا کیا یہ بلدۃ یعنی بلدۃ الحرام نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا بے شک تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے کے لئے حرام ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس شہر میں اس مہینہ میں ہے تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کرو گے وہ تم سے تمہارے اعمال سے سوال کرے گا خبردار میرے بعد کفار نہ ہو جانا کہ تمہارا بعض تمہارے بعض کی گردنیں کاٹے خبردار

ضرور حاضر غائب کو پہنچائے شاید یہ بعض وہ جن کو یہ باتیں پہنچیں وہ زیادہ یاد رکھنے والے ہوں اُن سے جو سُن رہے ہیں پھر فرمایا خبردار کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ ہم نے کہا جی ہاں آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ ہو جا۔ (امام احمد اور بخاری اور مسلم نے اس کو روایت کیا۔) (سبل الہدیٰ۔ ص: ۴۷۶۔ جلد: ۸، مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

- صاحب کتاب سبل الہدیٰ کا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ دس ذی الحج کو جوں ہی جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہوئے بغیر توقف وہاں منٰی میں خطبہ دیا اور پھر قربان گاہ تشریف لا کر قربانیاں فرمائیں جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ اور پھر حلق فرمایا اور پھر بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے جیسا کہ تفصیل گذر چکی ہے۔ (محمد رفیق حسنی)
- بعض روایات میں ہے ایک سائل نے کہا میں نے رمی سے پہلے طواف زیارت کر لیا آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں دوسرے نے کہا میں نے شام کے بعد رمی کی ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔
- دار قطنی اور ابو ذر نے اپنی کتاب منسک میں ذکر کیا ایک شخص نے کہا میں طواف زیارت کی سعی پہلے کر لی ہے اور کسی چیز کو مقدم کیا اور کسی شے کو مؤخر کیا آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (محب طبری نے فرمایا یہاں سعی سے مراد طواف قدوم کے بعد سعی ہے جو کہ طواف زیارت کے لئے سعی کے قائم مقام ہوتی ہے) یہ سب باتیں منٰی میں تھیں مگر وقت کا تعین اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔
- پھر آپ ﷺ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے پہلے سیدہ عائشہ نے آپ کو ذریرۃ خوشبو کے ساتھ خوشبو لگائی ہفتہ کا دن تھا حضرت جابر کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے ظہر کی نماز مکہ مکرمہ جا کر ادا فرمائی۔ (البحر بحوالہ مسلم)
- سیدنا ابن عمر کی روایت میں ہے کہ آپ نے طواف زیارت کیا اور منٰی واپس تشریف لا کر ظہر کی نماز منٰی میں ادا فرمائی۔

• روایات میں اختلاف ہے کہ آپ ﷺ نے ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھی یا منیٰ میں پڑھی۔ راجح یہ ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں ادا فرمائی۔ (سبل الہدیٰ) یہ ابن حزم کا قول ہے۔

• جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ کے لئے سوار ہوئے آپ نے اپنے ساتھ حضرت معاویہ ابن سفیان کو سوار کیا مکہ مکرمہ پہنچ کر آپ نے اونٹ پر طواف زیارت ادا کیا تاکہ لوگ آپ کو طواف کرتے دیکھ کر مناسک حج سیکھیں اور آپ نے عصا ر چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کیا طواف زیارت کے بعد آپ نے دو رکعت نفل ادا فرمائے اور پھر آب زم زم پر تشریف لائے لوگوں کو پانی پلایا جا رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اے بنی عبد المطلب اگر تمہارے اوپر اژدہام ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں اُتر کر تمہارے ساتھ لوگوں کو پانی پلاتا ایک روایت میں ہے پھر آپ نے پانی کا ایک ڈول نکالا پانی پی کر اس پانی میں کلی فرمائی اور اس پانی کو دوبارہ زم زم کے پانی میں ڈال دیا (تاکہ قیامت تک آنے والے لوگ آپ کے پس خوردہ پانی سے برکت حاصل کرتے رہیں) (محمد رفیق حسنی)

• بخاری شریف میں ہے جناب رسول اللہ ﷺ آب زم زم کے پینے کے مقام (سقایہ) پر تشریف لائے پانی طلب فرمایا حضرت عباس نے کہا اے فضل اپنی ماں کی طرف جاؤ اور جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے گھر سے پانی لاؤ آپ نے فرمایا تم (اے چچا) مجھے یہی پانی پلاؤ حضرت عباس نے عرض کیا اس پانی میں لوگ ہاتھ ڈالتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہی پانی پلاؤ (جو لوگ پی رہے ہیں) پھر آپ نے پانی پیا۔ (سبل الہدیٰ) ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا "اَفَلَا اَتَبَرَّكُ بِاَكُفِّ الْمُسْلِمِيْنَ فَشَرِبَ مِنْهُ" پس میں مسلمانوں کی ہتھیلیوں سے تبرک حاصل کیوں نہ کروں پس آپ نے پانی پیا۔ اور ایک روایت میں ہے پہلے آپ کو نبیذ

پیش کیا گیا آپ نے نوش فرمایا اور بقیہ اسامہ ابن زید کو دیا اور فرمایا تم نے اچھا کیا ایسا کیا کرو پھر زم زم پر آئے اور پانی طلب فرمایا اور نوش فرمایا۔ (البحر العمیق۔ ص: ۱۹۸۲)

- پھر آپ ﷺ منیٰ واپس تشریف لائے اور ایام تشریق یعنی تیرہ ذی الحج تک منیٰ میں رہے۔ طواف زیارت کے بعد سعی کا ذکر نہیں ہے ہو سکتا ہے طواف قدوم کے بعد آپ نے سعی فرمالی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور حضرت صفیہؓ نے اسی دن طواف کیا حضرت صفیہؓ کو طواف زیارت کے بعد حیض شروع ہو گیا۔ اور حضرت عائشہؓ حیض کی وجہ سے عمرۃ نہ کر سکی تھیں۔ آج صرف حج کا طواف اور سعی ادا فرمائی۔
- منیٰ میں دوسرے دن یعنی گیارہ کو زوال کے بعد جمرات کو کنکریاں ماریں اور پھر نماز پڑھی اور تیسرے دن بارہ اور چوتھے دن تیرہ کو زوال کے بعد کنکریاں ماریں اور نماز پڑھی تیرہ منگل کی شام کو آپ ﷺ مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہو گئے اور رات وادی محصب یا ابطح میں گذاری اور رات سحری کے وقت طواف وداع کر لیا اس میں آپ نے رمل نہیں فرمایا۔ (سبل الہدی)
- اسی رات کو آپ ﷺ کو حضرت صفیہؓ نے خبر دی کہ وہ حیض سے ہیں آپ نے فرمایا "اَحَابِسَتُنَا هِيَ" کیا یہ ہمیں روکنے والی ہے؟ آپ کو عرض کیا گیا انہوں نے طواف زیارت کر لیا تھا آپ نے فرمایا پھر نکل چلو۔
- اسی رات سیدۃ عائشہؓ نے عرض کیا مجھے عمرۃ کرنا ہے باقی لوگ عمرۃ اور حج کے ساتھ واپس جائیں گے اور میں صرف حج کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے فرمایا حج کا طواف اور سعی تیرے لئے حج اور عمرۃ دونوں کے لئے کافی ہے مگر سیدۃ عائشہؓ نے نہ مانا اور عرض کیا وہ عمرۃ الگ سے ضرور کریں گی آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن ابن ابی بکر کو حکم دیا کہ وہ اپنی ہمشیرہ کو تنعیم سے عمرہ کرائے سیدۃ عائشہؓ رات ہی کو عمرہ

کر کے فارغ ہو گئیں اور وادی محصب واپس آگئیں آپ نے پوچھا فَرَغْتُمَا؟ کیا تم فارغ ہو گئے؟ سیدۃ عائشہؓ نے عرض کیا ہاں۔

• منیٰ کے ایام میں گیارہ ذی الحج کو یوم الرؤوس بھی کہتے ہیں کیونکہ حجاج پہلے دن جانوروں کے سر محفوظ کر لیتے تھے اور دوسرے دن پکا کر کھاتے تھے بعض روایات میں ہے اسی دن آپ پر سورہ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی آپ نے اس سورۃ سے سمجھا کہ اب وداع ہونے والا ہے آپ نے حکم دیا اونٹنی تیار کی گئی اور قصواء اونٹنی پر سوار ہو کر جمرۃ عقبہ کے پاس تشریف لائے اور خطبہ دیا۔

• خطبہ کے متعلق روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عرفہ کے دن خطبہ دیا پھر منیٰ میں یوم النحر دس ذی الحج کو خطبہ دیا پھر گیارہ ذی الحج کو خطبہ دیا۔ مگر تینوں خطبات میں تقریباً ایک جیسے کلمات مذکور ہیں۔ تینوں خطبات ابتداء میں ہم نے ذکر کر دیئے ہیں اور تینوں کو خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اور چوتھا خطبہ اٹھارہ ذی الحج ۱۰ھ کے دن غدیر خم پر دیا جس کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(محمد رفیق حسنی)

• منیٰ کے ایام میں حضرت عباس زم زم پلانے کی ذمہ داری کی وجہ سے مکہ مکرمہ جا کر رہے اور راتیں گذارنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی اور اونٹوں کے چرواہوں نے منیٰ کی حدود سے باہر راتیں گذارنے کی اجازت چاہی آپ نے انہیں بھی اجازت دے دی اور آپ نے انہیں اجازت دی کہ یوم النحر دس کو جمرہ عقبہ کی رمی کر لیں اور پھر دونوں کی رمی اکٹھے آخری دن کر لیں اور ایک دن کی رمی مؤخر کر لیں۔ (سبل الہدیٰ) اور ایک روایت میں ہے رات کو رمی کرنے کی بھی اجازت دی۔

• آپ ﷺ نے تین دن گیارہ اور بارہ اور تیرہ ذی الحج کو تینوں جمرات کی رمی

پیدل اور زوال کے بعد فرمائی گیارہ کو پہلے جمرہ اولیٰ کی جو مسجد خیف کے قریب ہے رمی فرمائی ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر فرماتے تھے اس کے بعد جمرۃ وسطیٰ کے قریب آئے اور قبلہ کی طرف منہ کرکے ہاتھوں کو بلند کرکے طویل دعاء فرمائی جس کا وقت تقریباً سورۃ بقرۃ کی تلاوت کے برابر تھا پھر جمرۃ وسطیٰ پر آئے اس کی رمی اسی طرح فرمائی اور بائیں طرف اُترے اور پہلی دعاء کی طرح قبلہ رو ہو کر طویل دعاء فرمائی پھر تیسرے جمرۃ پر تشریف لائے اُسے سات کنکریاں وادی کے اندر سے ماریں پھر آپ اپنی رہائش پر تشریف لے گئے جمرہ عقبہ کے بعد آپ نے دعاء نہیں فرمائی۔ آپ ﷺ کی ازواج رات کو رمی کرتی تھیں۔

(سبل الہدیٰ۔ ص: ۸/۴۸۰)

- امام احمد نے ذکر فرمایا یوم النحر دس کے دن آپ نے اونٹ پر رمی فرمائی اور باقی دنوں میں جانے اور واپس آنے اور کنکریاں مارنے کے وقت پیدل چلتے تھے۔
- طواف زیارت کے بعد منیٰ کے ایام میں ابن سعد کی روایت کے مطابق آپ نے منادی (حضرت عبداللہ ابن حذافہ سہمی یا کعب ابن مالک) کے ذریعہ اعلان فرمایا کہ یہ ایام جماع اور اور اکلُ اور شُرب اور ذکر اللہ کے ایام ہیں۔
- آپ ﷺ تیرہ کی شام وادی محصب میں پہنچے اور چودہ کی صبح کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا فرمائی جیسا کہ شیخین نے روایت کیا سیدۃ ام سلمہؓ نے ذکر فرمایا میں نے سرور دوعالم ﷺ کو بیمار ہونے کی شکایت کی آپ نے فرمایا جب میں صبح کی نماز قائم کروں تم اونٹ پر طواف کر لینا جب کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں حضرت ام سلمہؓ نے ایسے ہی کیا حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں میں نے طواف کیا اور سرور دوعالم ﷺ نماز میں سورۃ والطور وکتاب مسطور پڑھ رہے تھے۔ (سبل الہدیٰ)
- پھر آپ وادی محصب میں واپس آئے اور حکم دیا کہ مدینہ منورہ کے لئے روانہ

ہو جائیں آپ ﷺ کا مکہ مکرمہ میں قیام دس دن رہا آپ ﷺ ذی الحج کی چار تاریخ اتوار کے دن مکہ میں داخل ہوئے تھے اور آپ کا آخری دن مکہ میں تیرہ ذی الحج منگل کے دن تھا اور چودہ کی صبح بدھ کے دن مکہ مکرمہ سے نکل گئے۔

• فائدہ۔ آپ ﷺ اپنے ساتھ آب زم زم مدینہ کے لئے لے گئے حضرت عروۃ ابن زبیر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ زم زم کا پانی مدینہ لے جاتی تھیں اور فرماتی تھیں سرور دو عالم ﷺ بھی زم زم کا پانی لے آتے تھے۔

(بدایہ ونہایہ بحوالہ بخاری۔ ص:۱۶۶ر جلد: ۴)

• حضرت عبداللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں آپ ﷺ جب کسی غزوہ سے یا عمرۃ یا حج سے واپس ہونے لگتے آپ تین مرتبہ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ دعاء پڑھتے 'لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ'

• واپسی پر جب آپ روحا پہنچے کچھ سوار لوگوں سے ملاقات ہو گئی آپ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا مسلمان، انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ایک عورت نے فوراً اپنے بچے کے بازو سے پکڑا اسے اپنے لپیٹے ہوئے گدے سے نکالا اور عرض کیا کیا اس بچے کے لئے حج ہے آپ نے فرمایا ہاں اور تیرے لئے اجر ہے (البحر بحوالہ مسلم) اہل علم فرماتے ہیں ایسا سوال تین عورتوں نے مختلف جگہوں پر کیا تھا۔ (البحر)

مکہ اور مدینہ کے درمیان چوتھا خطبہ:

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جحفہ کے قریب غدیر خم (خم کا تالاب) ایک جگہ ہے آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت اور بعض صحابہ کرام

کی جانب سے حضرت علی پر اعتراض کا دفاع فرمایا جب کہ بعض صحابہ کرام نے حضرت علی کے بعض فیصلوں کو انصاف کے خلاف اور بخل اور تیضیق پر محمول کیا تھا اور اس کی شکایت سرور دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کی تھی تو آپ نے حضرت علی کا دفاع فرماتے ہوئے بیان فرمایا حضرت علی کے فیصلے انصاف کے عین مطابق ہیں۔

- یزید بن طلحہ ابن یزید ابن رکانہ بیان کرتے ہیں حضرت علی یمن سے واپسی پر جب مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے آپ سرور دو عالم ﷺ سے اپنے وفد سے پہلے جلدی ملنا چاہتے تھے آپ نے وفد پر ایک آدمی کو اپنا نائب بنایا اور آپ مکہ کے لئے جلدی روانہ ہو گئے۔ نائب امیر نے ان کپڑوں سے جو حضرت علی لا رہے تھے وفد میں موجود ہر آدمی کو ایک ایک جوڑا کپڑوں کا دے دیا جب وفد مکہ کے قریب پہنچا حضرت علی مکہ سے باہر وفد کو ملنے کے لئے آئے دیکھا تو سب نے جدید لباس پہنے ہوئے ہیں حضرت علی کو غصہ آیا نائب امیر سے فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہو یہ تو نے کیا کیا تو نے سب کو نئے کپڑے پہنا دیئے تاکہ زینت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں جمع لوگوں کے پاس آئیں ان سے کپڑے واپس لے لو اس سے پہلے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوں سب سے کپڑے واپس لے لئے چنانچہ لوگوں نے اس پر حضرت علی کی جناب رسول اللہ ﷺ کو شکایت کی۔

(بدایہ ونہایہ۔ ص: ۱۶۷ / جلد: ۴)

- حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے لوگوں نے (حضرت) علی کی شکایت کی جناب رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا "یَاَیُّهَا النَّاسُ لَا تَشْکُوْا عَلِیًّا فَوَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَاَخْشَنُ فِیْ ذَاتِ اللّٰهِ اَوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مِنْ اَنْ یُّشْکٰی" (مسند امام احمد) (ترجمہ) لوگو علی کی شکایت نہ کرو پس اللہ تعالیٰ کی قسم علی اللہ

تعالیٰ کی ذات یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہایت خشیت والے ہیں اس امر سے کہ ان کی شکایت کی جائے۔

• حضرت بریدۃ کہتے ہیں میں علی کے ساتھ یمن میں جہاد میں شریک تھا آپ کی جانب سے میں نے سختی اور جفا دیکھی جب میں (سرور دو عالم) رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا میں نے علی کا ذکر کیا اور ان کی تنقیص کی میں نے دیکھا سرور دو عالم ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا آپ نے فرمایا "یَا بُرَیْدَۃُ اَلَسْتُ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ؟" (اے بریدہ کیا میں مومنوں کے نفسوں سے زیادہ اقرب نہیں اور ولی نہیں ہوں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ" (رواہ النسائی) جس شخص کا میں مولیٰ اور ولی ہوں پس علی اس کا مولیٰ اور ولی ہے۔

• حضرت زید ابن ارقم بیان کرتے ہیں جب سرکار مدینہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس لوٹے اور غدیر خم پر اُترے آپ نے درختوں کے نیچے جگہ صاف کرنے کا حکم دیا پھر آپ نے فرمایا گویا مجھے بلایا گیا ہے اور میں نے پسند کیا ہے "اِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْهِمَا فَاِنَّهُمَا لَا یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَی الْحَوْضِ" (بے شک میں نے تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑیں ہیں کتاب اللہ اور اپنی عترت اہل بیت پس خیال کرنا میرے بعد ان دونوں کے لئے تم کس طرح پیش آتے ہو بیشک یہ دونوں جدا نہیں ہوں گے حتّٰی کہ دونوں حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے) پھر فرمایا "اَللّٰہُ مَوْلَایَ وَاَنَا وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ" (اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا ولی ہوں) پھر (حضرت) علی کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَهٰذَا وَلِیُّهٗ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ" (جس شخص کا میں مولا ہوں پس یہ اس کا ولی

ہے اے اللہ جو شخص ان سے محبت کرے تو ان سے محبت فرما اور جو شخص ان سے عداوت کرے تو ان سے عداوت فرما۔) (اس حدیث کے راوی ابوالطفیل کہتے ہیں) میں نے حضرت زید ابن ارقم سے کہا کیا آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے؟ آپ نے جواب دیا اس جگہ کوئی شخص ایسا نہیں تھا مگر اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا۔ (بدایہ ونہایہ)

- بعض روایات میں "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَ عَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ" کے الفاظ مذکور ہیں۔ یعنی آخر میں دعاء ہے جو شخص ان کی مدد کرے تو ان کی مدد فرما اور جو شخص ان کو رسوا کرنا چاہے تو ان کو رسوا فرما۔
- ایک روایت میں ہے "اَحَبِّ مَنْ اَحَبَّہٗ وَاَبْغِضْ مَنْ اَبْغَضَہٗ" (تو اس آدمی سے محبت کر جو علی سے محبت کرے اور تو اسے ناپسند فرما جو علی کو ناپسند کرے۔)
- الحاصل اس روایت کو علماء نے قبول کیا ہے اور اس روایت سے لوگوں کے ذہن میں جو حضرت علی پر اعتراضات تھے وہ دور ہو گئے کوفہ کی مسجد میں حضرت علی بار بار اس واقعہ اور حدیث کا ذکر فرماتے تھے۔ اور لوگوں کو اعتماد میں لیتے تھے علماء کرام کا اتفاق ہے کہ اس حدیث میں حضرت علی کے ساتھ محبت رکھنے کی ترغیب دی گئی مگر اس میں خلافت بلا فصل کا کوئی اعلان نہیں تھا اسی لئے جب خلافت کے مسئلہ پر سقیفہ بنی سعد میں بحث ہو رہی تھی حضرت علی نے خلافت کے استحقاق میں یہ حدیث پیش نہیں کی بلکہ آپ نے ساری زندگی اور امامین حسن اور حسین اور اس کے بعد ائمہ سادات نے اس حدیث سے حضرت علی کے لئے خلافت پر کبھی استدلال نہیں کیا کیونکہ اس حدیث کا مفہوم اظہر من الشمس ہے کہ یہاں محبت اور ولایت مراد ہے کہ جس شخص کا میں محبوب ہوں اور اس کے نفس

سے بھی زیادہ محبوب ہوں اور جس شخص کا میں ولی ہوں اس کا علی بھی ولی اور محبوب ہے دعاء میں ''وَالِ مَنْ وَالَاہُ'' اور ''اَحِبَّ مَنْ اَحَبَّہٗ'' کے لفظوں کا اضافہ اس معنی پر دلیل اور قرینہ ہے۔ (محمد رفیق حسنی)

• ابن حبان نے ذکر کیا جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ واپس تشریف لائے آپ نے ذوالحلیفہ میں رات بسر فرمائی صبح کی نماز وادی کے اندر پڑھی اور مدینہ کے لئے روانہ ہوئے جب مدینہ منورہ کو دیکھا آپ نے تین مرتبہ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہا اور ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ''۔ پڑھا پھر مدینہ منورہ داخل ہو گئے۔ (البحر)

• آپ نے ذوالحلیفہ میں مسجد موس کی جگہ اُترے لوگوں کو رات کے وقت گھر جانے سے منع فرمایا مگر دو آدمی مدینہ منورہ رات کو اپنے گھر چلے گئے انہوں نے گھر جا کر ایسا منظر دیکھا جو وہ پسند نہیں کرتے تھے۔ (سبل الہدیٰ)

• ابو سعید نے کہا واپسی پر آپ ﷺ بارہ ربیع الاول تک مدینہ منورہ میں رہے اور بارہ ربیع الاول کو آپ کا وصال ہو گیا ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''۔

• مکہ مکرمہ کے خروج سے اور آپ کے وصال تک اسی راتیں گذری تھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (البحر العمیق)

• ابو سعید کا اسی راتیں کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ چودہ ذی الحج سن ۱۰ھ مکہ سے روانہ ہوئے اور غالباً اکیس ذی الحج کو واپس مدینہ منورہ تشریف لائے پھر محرم اور صفر اور بارہ ربیع الاول کے کل چورانوے دن بنتے ہیں لہٰذا یہ کہا جائے مدینہ منورہ میں دخول اور آپ کی وفات کے درمیان اسی راتیں تھیں۔

(محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

نہایت مخلصہ عزیزۃ معلّمہ کے مشورہ سے اپنی کتاب میں حجۃ الوداع کا خطبہ اور حجۃ الوداع میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حج کی کیفیت لکھنے اور شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ قبول اور مشورہ دینے والے اور لکھنے اور پڑھنے والوں کی اللہ آخرت اچھی کرے۔ پہلے خیال میں نہیں آیا تھا جب میں نے حج کے فضائل اور مسائل شائع کرنے کا معلمات اور طالبات کے سامنے ذکر کیا تو ایک معلمہ نے مشورہ دیا آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حج کی تفصیلات بھی لکھ دیں۔ اس لئے شکریہ ادا کیا۔

محمد رفیق الحسنی عفی عنہ

۲۹؍صفر سن ۱۴۳۲ھ

مطابق ۳؍فروری سن ۲۰۱۱ء

حج اور عمرہ اور ان کے ملحقات کے فضائل

- ..... رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت
- ..... والدین یا کسی میت کی جانب سے حج بدل کرنا
- ..... حطیم اور ملتزم پر دعا کی فضیلت
- ..... آبِ زم زم کے فضائل
- ..... صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی فضیلت
- ..... دسویں ذی الحجہ کی رات کی فضیلت
- ..... حج اور عمرہ کے بعد فوت ہو جانے کی فضیلت

حج اور عمرہ اوران کے ملحقات کے فضائل

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

1. وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ كُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ ۝ لِّیَشۡهَدُوۡا مَنٰفِعَ لَهُمۡ ۔

ترجمہ: (اے ابراہیم علیہ السلام) اور حج کے لیے لوگوں میں آواز دو۔ آئیں گے تیرے پاس پیدل اور لاغر اونٹنیوں پر، جو آئیں گی دور دور کے راستوں سے تاکہ پائیں اپنے لیے منافع۔ (حج:۲۷)

• منافع کی تفسیر میں مجاہد بیان کرتے ہیں: دنیااور آخرۃ کے منافع مراد ہیں کہ "غُفِرَ لَهُمۡ وَ رَبِّ الۡكَعۡبَةِ" رب کعبہ کی قسم ان کے لیے مغفرت کردی گئی۔ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابلیس ملعون کے لیے نہایت سرکش شیاطین میں ان کو ابلیس کہتا ہے تم حجاج اور مجاہدین کو لازم پکڑو اور ان کو راستوں اور منافع سے بھٹکاؤ۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت حسن بصری اور حضرت سعید ابن جبیر نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ابلیس نے کہا تھا میں لوگوں کے مستقیم راستوں پر بیٹھوں گا، اس سے مراد حج کے راستے ہیں۔ وہ لوگوں کو حج سے روکتا ہے۔ (ہدایۃ السالک)

2. وَ عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ: سُئِلَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الۡعَمَلِ اَفۡضَلُ؟ قَالَ: اِیۡمَانٌ بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ۔ قِیۡلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: اَلۡجِهَادُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ۔ قِیۡلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبۡرُوۡرٌ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیۡهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ سرور دوعالم ﷺ سے سوال کیا گیا: کونسا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی اور اس کے رسول

کے ساتھ ایمان لانا۔ پھر عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے رراستے میں جہاد۔ پھر عرض کیا گیا: اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا حج مبرور۔

• مبرور کی تفسیر میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ حج مبرور وہ ہوتا ہے جس کے ادا کرتے وقت کوئی گناہ شامل نہ ہو۔ بعض علماء نے فرمایا مبرور وہ حج ہوتا ہے جو مقبول ہو مگر اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ بعض نے کہا جس میں ریاء اور سمعۃ اور رفث اور فسق نہ ہو۔ حضرت حسن بصری نے کہا حج مبرور وہ ہے جس کے بعد دنیا سے بے رغبتی ہو جائے اور آخرۃ میں رغبت ہو جائے۔ (ہدایۃ السالک)

• حضرت ابوالشعثاء نے فرمایا: نماز اور روزہ میں بدنی مشقت ہوتی ہے اور صدقہ میں مالی مشقت ہوتی ہے اور حج میں دونوں مشقتیں ہوتی ہیں لہٰذا میرے نزدیک سب عبادتوں سے افضل حج ہے۔ امام مالک سے پوچھا گیا آپ کے نزدیک حج افضل ہے یا جہاد؟ آپ نے فرمایا: حج فرض اقدامی جہاد سے افضل ہے اور دفاعی جہاد حج سے افضل ہے۔ (ہدایۃ السالک)

3. وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفَثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ. متفق علیه واللفظ للبخاری.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا جس شخص نے اللہ کے لئے حج کیا اور حج میں رفث اور فسق نہیں کیا وہ اپنے گھر واپس گناہوں سے صاف ہو کر ایسے لوٹا جیسے بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔

• حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں رفث سے مراد زنا ہے۔ بعض علماء نے کہا رفث سے مراد جھوٹ و غیبت اور زنا کی باتیں کرنا اور فسوق سے مراد جملہ

معاصی ہیں اور قرآن مجید میں جدال سے مراد وہ جھگڑا یا مزاح ہے جس کی وجہ سے دوسرا آدمی ناراض ہو جائے اس میں کسی کو گالی دینا وغیرہ داخل ہے۔

4. و عن ابی ہریرۃ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ۔ متفق علیہ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک ان گناہوں کے لئے کفارہ ہے جو دونوں عمروں کے درمیان ہوئے اور حج مبرور کی جزا نہیں مگر جنت یعنی حج مبرور میں صرف بعض گناہ معاف نہیں ہوتے بلکہ سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے جنت میں دخول ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہ سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ہم عورتیں آپ کے ساتھ کافروں کے خلاف جہاد نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم عورتوں کے لیے احسن جہاد اور اجمل جہاد حج ہے یعنی حج مبرور۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے حج نہیں چھوڑا جب سے میں نے آپ ﷺ سے یہ بات سنی ہے۔ (ہدایۃ السالک)

5. وَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: لَمَّا جَعَلَ اللهُ الْاِسْلَامَ فِيْ قَلْبِيْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: اُبْسُطْ يَدَكَ لِاُبَايِعَكَ۔ قَالَ: فَبَسَطَ، فَقَبَضْتُ يَدِيْ۔ فَقَالَ: مَا لَكَ يَا عَمْرُو؟ قَالَ: قُلْتُ: اَشْتَرِطُ۔ قَالَ: تَشْتَرِطُ مَاذَا؟ قُلْتُ: اَنْ يُغْفَرَ لِيْ۔ قَالَ: اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهٗ، وَ اَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا قَبْلَهَا، وَ اَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهٗ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ (ہدایۃ السالک)

ترجمہ: حضرت عمرو ابن عاص بیان کرتے ہیں جب اللہ تعالی نے اسلام کی صداقت میرے دل میں اتاری میں جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا پس میں نے عرض کیا: آپ ہاتھ مبارک آگے فرمائیں تاکہ میں آپ کی بیعت

کروں۔ عمرو کہتے ہیں آپ ﷺ نے ہاتھ آگے بڑھایا مگر میں نے اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا ہوا اے عمرو؟ عمرو کہتے ہیں میں نے عرض کیا: میری ایک شرط ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کونسی شرط ہے؟ عمرو کہتے ہیں میں نے عرض کیا شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: کیا تو نہیں جانتا بے شک اسلام اپنے سے پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے اور بے شک ہجرۃ اپنے سے پہلے گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور حج پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

6. وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْحَجَّةُ الْمَبْرُوْرَةُ تُكَفِّرُ خَطَایَا سَنَةً۔ (اَخْرَجَهُ اَبُوْ حَاتِمُ بْنُ حِبَّانِ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا حج مبرور ایک سال کی خطاؤں کا کفارہ ہوتا ہے۔

تنبیہ: حضرت عمرو کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے حج مبرور سارے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حج ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے ان حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے مگر حقیقت میں تعارض نہیں ہے کیونکہ حضرت عمرو کی حدیث سے آدمی کا پہلا حج مراد ہو سکتا ہے کہ اس سے سابقہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگرچہ بیس سال کے گناہ ہوں اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث سے دوسری مرتبہ حج مراد ہو سکتا ہے وہ ایک سال کے بعد ہو تو وہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ (ہدایۃ السالک)

- نیز اکثر سے اقل کی نفی نہیں ہوتی اس لیے دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور بعض علماء نے کہا سال کی قید ابوہریرہ کی طرف سے ہے۔

7. وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: تَابِعُوْا بَیْنَ الْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ

فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ. وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةُ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود بیان کرتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا حج اور عمرہ دونوں ایک دوسرے کے بعد کریں بے شک حج اور عمرہ فقر اور گناہوں کی نفی کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی سے کھوٹ کی آمیزش کی نفی کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ ایک روایت میں ہے حج اور عمرہ کی متابعت عمر اور رزق میں زیادتی کر دیتی ہے۔

8. وَ رَوٰى سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لِلسَّائِلِ عَنْ مَشَاعِرِ الْحَجِّ: وَ اَمَّا طَوَافُكَ فَاِنَّكَ تَطُوْفُ وَ لَا ذَنْبَ لَكَ، وَ يَأْتِيْكَ مَلَكٌ حَتّٰى يَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْكَ فَيَقُوْلُ: اِعْمَلْ لِمَا بَقِيَ فَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا مَضٰى. (طبرانی)

ترجمہ: سعید ابن منصور سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشاعر حج سے سائل کے جواب میں فرمایا اور لیکن تیرا طواف پس بے شک تو طواف کرے گا اور تیرا کوئی گناہ نہیں ہوگا پس تیرے پاس فرشتہ آئے گا حتی کہ اپنا ہاتھ تیرے کندھوں کے درمیان رکھ کر کہے گا آئندہ کے لیے عمل کر بے شک گزشتہ زمانہ کے تیرے گناہ بخش دیے گئے ہیں۔

9. وَ رَوَى ابْنُ حِبَّانٍ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اِنَّ الْحَاجَّ اِذَا قَضٰى آخِرَ طَوَافٍ بِالْبَيْتِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ.

ترجمہ: ابن حبان کی مروی طویل حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک حاجی جب طواف بیت اللہ کا آخری چکر ادا کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے ولادت کے دن پیدا ہوتا ہے۔ (ہدایۃ السالک)

10. وَعَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ قَالَ: اِنَّ الْحَاجَّ یَشْفَعُ فِیْ اَرْبَعِ مِائَةٍ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ، وَ یُبَارَكُ فِیْ اَرْبَعِیْنَ بَعِیْرًا مِنْ اُمَّاتِ الْبَعِیْرِ الَّذِیْ حَمَلَهٗ، وَ یَخْرُجُ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ. فَقَالَ رَجُلٌ: یَا اَبَا مُوْسیٰ اِنِّیْ كُنْتُ اُعَالِجُ الْحَجَّ وَ قَدْ ضَعُفْتُ وَ كَبِرْتُ فَهَلْ مِنْ شَیْءٍ یَعْدِلُ الْحَجَّ؟ قَالَ: هَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تَعْتِقَ سَبْعِیْنَ رَقَبَةً مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ؟ فَاَمَّا الْحِلُّ وَ الرَّحِیْلُ فَمَا اَجِدُ لَهٗ عِدْلًا اَوْ قَالَ مِثْلًا. (رواہ عبدالرزاق)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری بیان کرتے ہیں حاجی اپنے اہل خانہ کے افراد میں سے چار سو آدمی کی شفاعت کرے گا اور جس اونٹ نے حاجی کو اٹھایا ہے اس کی آئندہ چالیس نسلوں کی ماؤں میں برکت کی جائے گی اور وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسا بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے ولادت کے دن پیدا ہوتا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے ابو موسیٰ بے شک میں حج کیا کرتا تھا میں ضعیف ہو گیا ہوں اور بڑی عمر کا ہو گیا ہوں کیا کوئی عمل حج کے برابر ہے؟ ابو موسیٰ نے کہا: کیا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ستر غلاموں کو آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ لیکن اترنا اور چڑھنا اس کے برابر میں کسی چیز کو نہیں پاتا۔

11. وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَ قَدْ مَرَّ بِهٖ اَقْوَامٌ فَقَالَ: مِنْ اَیْنَ اَقْبَلْتُمْ؟ قَالُوْا: مِنْ مَكَّةَ. قَالَ: اَوَ مِنَ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ؟ قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَ: مَا مَعَكُمْ تِجَارَةٌ وَ لَا بَیْعٌ؟ قَالُوْا: لَا. قَالَ: اِسْتَقْبِلُوا الْعَمَلَ، فَاَمَّا مَا سَلَفَ فَقَدْ كُفِیْتُمُوْهُ.

(رواہ سعید بن منصور)

ترجمہ: حضرت ابوذر غفاری سے روایت ہے بعض قومیں ابوذر کے قریب سے گزریں آپ نے پوچھا تم کہاں سے آرہے ہو؟ انہوں نے کہا مکہ سے۔ حضرت ابوذر نے کہا: کیا بیت اللہ العتیق سے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت ابوذر نے

کہا: تمہارے ساتھ تجارۃ یا بیع وشراء نہیں تھی؟انہوں نے کہا: نہیں۔ حضرت ابوذر نے کہا: نئے سرے سے عمل شروع کرو لیکن تمہارے سابقہ گناہوں سے کفایت کردی گئی ہے یعنی معاف کردیے گئے ہیں۔

12. و روی سعید ایضا و عبدالرزاق فی مصنفه اِنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِنِّیْ اُرِیْدُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ تَعَالٰی. فَقَالَ: وَ اَلَّا اَدُلُّكَ عَلٰی جِهَادٍ لَا شَوْكَةَ فِیْهِ؟ قَالَ: بَلٰی. قَالَ: حَجُّ الْبَیْتِ.

ترجمہ: حضرت سعید روایت کرتے ہیں ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اس نے عرض کیا: میں اللہ تعالٰی کے راستے میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسے جہاد کی طرف رہنمائی نہ کروں جس میں مشقت اور قتال نہیں؟ اس نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کا حج ہے۔ ایک روایت میں شوکت کی جگہ قتال کا لفظ آیا ہے اور حج کے ساتھ عمرہ کا ذکر بھی ہے۔

13. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: حِجَجٌ تَتْرٰی وَ عُمَرٌ نَسَقٌ تَدْفَعُ مِیْتَةَ السُّوْءِ وَ عَیْلَةَ الْفَقْرِ. (طبرانی)

ترجمہ: عبدالرزاق نے روایت کیا کہ سرور دوعالم ﷺ نے فرمایا: متواتر حج اور مسلسل عمرے کفر کی موت اور فقر کی تنگی دور کردیتے ہیں۔

14. عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: حُجُّوْا تَسْتَغْنُوْا. (هداية السالك)

ترجمہ: انہی عبدالرزاق سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج کرو اور غنا طلب کرو۔

15. وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: حَجَّةٌ لِمَنْ لَمْ یَحُجَّ خَیْرٌ مِنْ عَشْرِ غَزَوَاتٍ. وَ غَزْوَةٌ لِمَنْ حَجَّ خَیْرٌ مِنْ عَشْرِ حِجَجٍ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں جناب سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے حج نہیں کیا اس کے لیے حج کرنا دس غزوات سے بہتر ہے اور جس شخص نے فرض حج کر لیا ہے اس کے لیے جہاد دس نفلی حجوں سے بہتر ہے۔

16. وَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَ الصَّغِيْرِ وَ الضَّعِيْفِ وَ الْمَرْأَةِ الْحَجُّ وَ الْعُمْرَةُ۔ (رواہ النسائی)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: بوڑھے اور بچے اور کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔

17. وَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللهَ تَعَالٰی يَقُوْلُ: اِنَّ عَبْدًا اَصْحَحْتُ لَهٗ جِسْمَهٗ وَ وَسَّعْتُ عَلَيْهِ فِی الْمَعِيْشَةِ، تَمْضِیْ عَلَيْهِ خَمْسَةُ اَعْوَامٍ لَا يَفِدُ اِلَیَّ لَمَحْرُوْمٌ۔ (رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک وہ آدمی جس کے جسم کو میں نے صحت دی اور اس کی معیشت اور رزق میں وسعت دی اس حال میں پانچ سال گزر گئے وہ حج کے لیے میری طرف نہیں آیا وہ محروم ہے۔

18. اِنَّ فِی الْكِتَابِ كَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ الْعُمْرَةَ الْحَجُّ الْاَصْغَرُ۔

ترجمہ: ایک تابعی عمرو بن حزم کے دادا بیان کرتے ہیں کہ مجھے جو خط رسول اللہ ﷺ نے لکھا وہ یہ تھا کہ عمرہ حج اصغر ہے۔

19. وَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ: اِذَا وَضَعْتُمُ السُّرُوْجَ فَشُدُّوْا الرِّحَالَ لِلْحَجِّ وَ الْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا اَحَدُ الْجِهَادَيْنِ۔ (اخرجہ عبدالرزاق)

ترجمہ: حضرت عمر فرماتے تھے جب تم گھوڑوں کی زینیں اتارو یعنی جہاد سے

فارغ ہو جاؤ تو حج اور عمرہ کے لیے سفر کرو کیونکہ حج اور عمرہ دو جہادوں میں سے ایک جہاد ہے۔

20. وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: اَلْغَازِیْ وَالْحَاجُّ وَ الْمُعْتَمِرُ۔ (اخرجه النسائى) وَفِیْ رِوَايَةٍ لِاِبْنِ مَاجَةَ: اَلْحَاجُّ وَ الْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ اِنْ دَعَوْهُ اَجَابَهُمْ وَ اِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے وفد (مہمان) تین ہیں: مجاہد غازی اور حاجی اور عمرہ کرنے والا۔ ایک روایت میں ہے اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ قبول کرے گا اور اگر مغفرت کا سوال کریں تو وہ عطا فرمائے گا۔

21. وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَ لِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ۔ (رواه البيهقى فى سننه و صححه الحاكم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! حاجی کی مغفرت فرما اور اس شخص کی مغفرت فرما جس کے لیے حاجی مغفرت کی دعا کرے۔

22. وَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ اسْتَأْذَنَهُ فِی الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لَهُ فَقَالَ: يَا اُخَیَّ لَا تَنْسَنَا فِیْ دُعَائِكَ۔ وَفِیْ لَفْظٍ: يَا اُخَیَّ اَشْرِكْنَا فِیْ دُعَائِكَ۔ فَقَالَ عُمَرُ: مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِهَا مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، لِقَوْلِهٖ يَا اُخَیَّ۔ (رواه احمد)

ترجمہ: حضرت عمر بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا: اے پیارے بھائی اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولنا اور ایک روایت میں ہے ہمیں اپنی دعاؤں میں شامل رکھنا۔ حضرت عمر کہتے ہیں مجھے سرور دو عالم ﷺ کے قول "یا اخیّ" (پیارے

بھائی) کے متبادل ہر وہ چیز جس پر سورج طلوع کرتا ہے میرے لیے ہو، پسند نہیں کرتا۔ یعنی دنیاومافیہا سے آپ ﷺ کا قول یااخیّ بہت پسند ہے۔

23. وَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: یُسْتَجَابُ لِلْحَاجِّ مِنْ حِیْنَ یَدْخُلُ مَکَّۃَ اِلٰی اَنْ یَرْجِعَ اَھْلَہٗ، وَ فَضَلَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حاجی کی دعا اس وقت سے قبول ہوتی ہے جب وہ مکہ میں داخل ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے اہل کے پاس واپس آجائے اور مزید چالیس دن بعد تک بھی اس کی دعا قبول کی جائے گی۔

24. وَ عَنْہُ ﷺ: اِذَا لَقِیْتَ الْحَاجَّ فَصَافِحْہُ، وَ سَلِّمْ عَلَیْہِ وَ مُرْہُ اَنْ یَسْتَغْفِرَ لَکَ قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَ بَیْتَہٗ، فَاِنَّہٗ مَغْفُوْرٌ لَہٗ۔ (رواہ الامام احمد)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو حاجی سے ملاقات کرے اس سے مصافحہ کر اور اس کو سلام کہہ اور اسے عرض کر کہ وہ تیرے لیے اپنے گھر داخل ہونے سے پہلے مغفرت کی دعا کرے کیونکہ حاجی مغفور لہ ہے یعنی گناہوں سے پاک ہوچکا ہے اس کی دعا قبول ہوگی۔

25. وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: خَمْسُ دَعْوَاتٍ لَا تُرَدُّ: دَعْوَۃُ الْحَاجِّ حَتّٰی یَصْدُرَ وَ دَعْوَۃُ الْغَازِیْ حَتّٰی یَرْجِعَ وَ دَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰی یُنْصَرَ وَ دَعْوَۃُ الْمَرِیْضِ حَتّٰی یَبْرَأَ وَ دَعْوَۃُ الْاَخِ لِاَخِیْہِ بِالْغَیْبِ۔ اَسْرَعُ ھٰؤُلَاءِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَۃً دَعْوَۃُ الْاَخِ لِاَخِیْہِ بِالْغَیْبِ۔ (اخرجہ الحافظ ابو منصور)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ دعائیں رد نہیں کی جاتیں: حاجی کی حتی کہ واپس لوٹے اور غازی کی دعا حتی کہ واپس لوٹے اور مظلوم کی دعا حتی کہ اس کی مدد کی جائے اور مریض کی دعا حتی کہ مرض سے بری ہوجائے اور ایک مسلمان بھائی کی دوسرے مسلمان بھائی

کے لیے اس کی غیبت میں اور ان دعاؤں سے سب سے زیادہ جلدی قبول ہونے والی دعا ایک بھائی کی دعا دوسرے کے لیے اس کی غیبت میں ہے۔

26. وَ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ وَ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اَرْبَعَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی عَوْنُھُمْ: اَلْغَازِیْ وَالْمُتَزَوِّجُ وَالْمُکَاتِبُ وَ الْحَاجُّ.

(اخرجه الطبری)

ترجمہ: حضرت ابوامامۃ اور حضرت واثلہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا: چار آدمیوں کے لیے اللہ تعالیٰ پر بطور فضل حق ہے ان کی مدد کرنا: غازی اور شادی کرنے والا اور عبد مکاتب اور حاجی۔

27. وَعَنِ النَّبِیِّ اَنَّهٗ قَالَ: مَا اَمْعَرَ حَاجٌّ. (رواه الفاکهی)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حاجی فقیر نہیں ہوتا۔

28. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْ یَعْلَمُ الْمُقِیْمُوْنَ مَا لِلْحَاجِّ عَلَیْھِمْ مِنَ الْحَقِّ لَاَتَوْھُمْ حَتّٰی یُقَبِّلُوْا رَوَاحِلَھُمْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: اگر حج نہ کرنے والے مقیم لوگوں کو علم ہو جائے کہ حج کر کے آنے والوں کا ان پر کتنا حق ہے تو وہ حاجیوں کے پاس آکر ان کے کجاووں کے بوسے لیں۔

29. عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ قَالَ: اِذَا خَرَجَ الْحَاجُّ فَشَیِّعُوْھُمْ وَ زَوِّدُوْھُمُ الدُّعَاءَ، وَاِذَا قَفَلُوْا فَالْتَقُوْھُمْ وَ صَافِحُوْھُمْ قَبْلَ اَنْ یُخَالِطُوا الذُّنُوْبَ.

ترجمہ: حضرت حسن بصری فرماتے ہیں جب حاجی گھر سے روانہ ہوں ان کے ساتھ (ایک حد تک) جاؤ اور ان کو دعائیں دو اور جب حاجی واپس آئیں ان سے ملاقات کرو اور ان سے مصافحہ کرو اس سے پہلے کہ حاجی گناہوں میں ملوث ہوں۔ (امام غزالی فرماتے ہیں سلف صالحین کا یہ طریقہ تھا جب حاجی واپس آتے تھے

لوگ ان کا استقبال کرتے تھے اور ان کی پیشانیوں پر آنکھوں کے درمیان بوسے دیتے تھے اور ان سے دعا کراتے تھے اور اس میں جلدی کرتے تھے قبل اس کے کہ وہ دوبارہ گناہوں میں ملوث ہوں۔)

30. قَالَ سَعِيْدُ بْنِ جَبِيْرٍ: مَا اَتَى هٰذَا الْبَيْتَ طَالِبُ حَاجَةٍ قَطُّ: دُنْيَا وَلَا آخِرَةً اِلَّا رَجَعَ بِحَاجَتِهٖ.

ترجمہ: حضرت سعید ابن جبیر فرماتے ہیں کوئی طالب حاجت ہر گز اس بیت اللہ شریف میں نہیں آتا دنیا کی حاجت ہو یا آخرت کی مگر اسے لے کر واپس آتا ہے۔

فائدہ: ابن اسحاق نے ذکر کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے بیت اللہ شریف کا حج نہ کیا ہو (ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلامتی ہو) ابن حزم کی روایت ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے نبوۃ کے اظہار سے پہلے اور بعد اور ہجرت سے پہلے متعدد حج اور عمرے کیے جن کی تعداد معلوم نہیں اور ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے چار عمرے کیے: عمرہ القضاء اور جعرانہ سے عمرہ اور حجۃ الوداع کے ساتھ عمرہ اور عمرہ الاحصار جب آپ ﷺ حدیبیہ سے واپس آگئے تھے اور ایک حج ادا فرمایا جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔

- حضرت ابو بکر نے حج فرض ہونے کے بعد تین حج ادا کیے دو حج سرور دو عالم ﷺ کی حیات میں ایک حج الوداع سے پہلے اور ایک حج الوداع آپ ﷺ کے ساتھ اور ایک خلافت کے زمانے ۱۲ ہجری میں۔ کل تین حج کئے۔
- حضرت عمر نے دو حج آپ ﷺ کی حیات میں اور ایک حج حضرت ابو بکر کی خلافت ۱۱ ہجری میں پھر اپنی خلافت کے زمانے میں دس حج کئے۔ کل تیرہ (۱۳) حج کیے اور اپنی خلافت میں تین عمرے کیے۔
- حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے پہلے سال ۲۴ ہجری میں حضرت

عبدالرحمٰن بن عوف کو حج کا امیر بنا کر حج کے لیے بھیجا۔ پھر ۳۴ ہجری تک ہر سال حج کرتے رہے گویا اپنی خلافت کے زمانے میں دس حج ادا کئے اور آپ ﷺ کی حیات میں دو حج اور حضرت ابو بکر کی خلافت میں اور حضرت عمر کی خلافت میں حجوں کی تعداد معلوم نہیں ہے۔

- حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی خلافت کے زمانے میں امت میں انتشار کی وجہ سے کوئی حج نہ کر سکے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ میں دو حج اور خلفاء ثلاثہ کی خلافت میں معلوم نہیں کتنے حج ادا کیے۔ حضرت معاویہ نے اپنی امارت کے دوران دو حج ۴۴ ہجری اور ۵۱ ہجری میں ادا کیے۔ حضرت عبداللہ ابن الزبیر نے اپنی امارت کے ایام میں آٹھ سال متواتر حج فرماتے رہے چونکہ آپ کا دارالخلافہ مکہ مکرمہ تھا۔ الحاصل صحابہ کرام نے عمرے اور حج بار بار ادا کیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی بار بار عمرے اور حج کرنے کی توفیق دے۔ (محمد رفیق حسنی)

31. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لِلسَّائِلِ عَنْ خُرُوْجِهٖ مِنْ بَيْتِهٖ يَؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ: اَنَّ لَهٗ بِكُلِّ وَطْأَةٍ تَطَؤُهَا رَاحِلَتُهٗ حَسَنَةً وَ تُمْحٰى عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ۔ (رواہ عبدالرزاق)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سے روایت ہے انہوں نے اپنے گھر سے بیت الحرام کی جانب روانہ ہونے کے ارادہ کر کے خروج کرنے والے سائل کے جواب میں فرمایا: بے شک اس کے لئے سواری کے ہر ہر قدم پر ایک نیکی ہے اور اس کے لئے ہر ہر قدم کے بدلے ایک گناہ کی مغفرت ہے۔

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت:

1. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ: مَا مَنَعَكِ اَنْ تَحُجِّيْ مَعَنَا؟ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ لَنَا اِلَّا نَاضِحَانِ، فَحَجَّ اَبُوْ وَلَدِهَا وَ

ابْنُهَا عَلَى نَاضِحٍ وَ تَرَكَ لَنَا نَاضِحًا نَنْضَحُ عَلَيْهِ. قَالَ: فَإِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِيْ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً. (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ سرور دوعالم ﷺ نے ایک انصاریہ عورت کو فرمایا: تجھے کس چیز نے منع کیا تھا کہ تونے ہمارے ساتھ حج نہیں کیا؟اس نے عرض کیا: ہمارے پاس دو اونٹ تھے ایک اونٹ پر میری اولاد کے والد اور اس کے بیٹے نے حج کیا اور دوسرا اونٹ ہمارے لیے چھوڑا جس سے ہم پانی لاتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آئے عمرہ ادا کرنا کیونکہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔ایک روایت میں ہے رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔انصاریہ کا نام ام سنان تھا۔(هداية السالك)

• آپ ﷺ نے ام معقل اور ام طلیق اور ام الہیثم اور ام سلیم کو بھی اسی طرح فرمایا تھا کہ رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔

فقراء کو حج کی رقم دے کر حج پر نہ جانے کی فضیلت:

• روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک حج کے ارادہ سے روانہ ہوئے اور کوفہ میں داخل ہوئے اچانک ایک خاتون کوڑے کے ڈھیر پر مردہ بطخ کے پر اتار رہی تھی۔ حضرت عبداللہ کے دل میں خیال آیا کہ یہ بطخ مردار ہے۔آپ نے کہا اے خاتون کیا یہ بطخ میت ہے یا مذبوحہ ہے؟ خاتون نے کہا: یہ میت ہے میں چاہتی ہوں کہ میں اور میرے بچے اسے کھائیں۔ حضرت عبداللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میت کو حرام فرمایا ہے۔ خاتون نے کہا: آپ تشریف لے جائیں بار بار اس بات کا تکرار ہوتا رہا یہاں تک کہ اس نے عورت کا مکان دیکھ لیا اور واپس آگیا۔ عبداللہ نے حج کے لیے موجود رقم سے گدھے پر راشن اور کپڑے وغیرہ خرید کر اٹھائے اور اس خاتون کے گھر اندر گدھے کو داخل کر کے کہا: اے خاتون! یہ گدھا اور

اس پر موجود سامان سب تمہارے لیے ہے۔ حضرت عبداللہ گھر واپس آگئے اور حج پر نہ جاسکے۔ جب حاجی واپس آئے، لوگ حضرت عبداللہ کو حج کی مبارک دینے لگے۔ آپ نے فرمایا: میں تو حج پر نہیں گیا تھا۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! ایک نے کہا: میں نے آپ کے پاس نفقہ امانت نہیں رکھا تھا جبکہ ہم عرفات جارہے تھے۔ دوسرے نے کہا: آپ نے مجھے فلاں جگہ پانی نہیں پلایا تھا؟ ایک نے کہا: آپ نے ہمارے لیے فلاں چیز نہیں خریدی تھی؟ آپ لوگوں کی باتوں سے حیران ہوئے۔ رات کو خواب میں کسی نے کہا: اے عبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا صدقہ قبول فرمالیا ہے اور آپ کی شکل کا فرشتہ پیدا کیا ہے اس نے تیری طرف سے حج ادا کیا ہے۔ (هداية السالك)

• علامہ شامی باب الحج میں ذکر فرماتے ہیں اگر کوئی فقیر مضطر ہو یا کوئی صالح آدمی ہو یا سادات اہل بیت کرام سے ہو تو نفلی حج کرنے سے ان کی خدمت کرنا اور ان کو رقم دے دینا افضل ہے بلکہ کئی حجوں اور عمروں اور مسافر خانے بنانے سے افضل ہے۔ جس طرح مسامرات میں مذکور ہے ایک آدمی حج کے ارادے سے ایک ہزار دینار ساتھ لے کر حج کے لیے روانہ ہوا۔ راستے میں ان کو ایک عورت ملی اور اس نے کہا میں آل رسول ﷺ سے ہوں اور مجھے پیسوں کی سخت ضرورت ہے۔ اس آدمی نے سارے دینار اس عورت کو دے دیے اور گھر واپس آگیا۔ جب اس کے شہر کے لوگ حج سے واپس آگئے جب بھی وہ ان حجاج میں سے کسی آدمی سے ملاقات کرتا وہ آدمی اس کو حج کی مبارک دیتا یہ شخص نہایت حیران ہوا۔ خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو حج کی مبارک دینے والوں کے قول سے حیران اور متعجب ہے۔ اس آدمی نے کہا: جی ہاں جی ہاں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیری صورت

پر ایک فرشتہ پیدا کیا ہے وہ تیری طرف سے قیامت تک حج کرتا رہے گا کیونکہ تو نے ایک ایسی مضطرۃ خاتون کی عزت کی ہے جو میری آل سے ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں قارئین غور کریں، ایسی سعادت ہزارہا حجوں سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی تھی جو ایک شہزادی رسول اللہ ﷺ کے اکرام سے حاصل ہوئی۔ (شامی باب الحج، مطلب تفضل الحج علی الصدقۃ)

• آج کل بعض سرمایہ دار ہر سال عمرہ اور حج بمع فیملی ادا کرنے پر لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں جبکہ مدارسِ اہلسنت اور فقراء اور یتیم اور مسکین صلحاء اور سادات کو دو وقت کی دال روٹی بھی میسر نہیں ہے لہٰذا انہیں ان واقعات پر غور کرنا چاہیے۔ اور باعث فخر اور ریاء حجوں اور عمروں سے احتراز کر کے دینی مدارس کے مستحق طلباء اور طالبات اور نہایت فقیر آل رسول ﷺ کے ساتھ تعاون کر کے سرورِ دو عالم ﷺ کی خوشنودی اور اللہ تعالی کی رضا حاصل کریں۔ شہرت اور ناموری سے اجتناب کریں۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

حج اور عمرہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت:

1. عَنْ بُرِيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلنَّفَقَةُ فِي الْحَجِّ كَالنَّفَقَةِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، اَلدِّرْهَمُ بِسَبْعِمَائَةِ ضِعْفٍ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت بریدۃ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج میں نفقہ کا ثواب جہاد فی سبیل اللہ میں نفقہ کی طرح ہے ایک درہم کا ثواب سات سو درہم کے برابر ہے۔

2. عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمَكَّةَ: اَلْحَاجُّ وَ الْعُمَّارُ وَفْدُ اللهِ يُعْطِيْهِمْ مَا سَأَلُوْا وَ يَسْتَجِيْبُ لَهُمْ فِيْمَا دَعَوْا وَ يُخْلِفُ عَلَيْهِمْ مَا اَنْفَقُوْا وَ يُضَاعِفُ لَهُمُ الدِّرْهَمَ اَلْفَ اَلْفِ دِرْهَمٍ، وَ الَّذِيْ

بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ لِلدِّرْهَمِ الْوَاحِدِ مِنْهَا اَثْقَلُ مِنْ جَبَلِکُمْ هٰذَا. وَ اَشَارَ اِلٰی اَبِیْ قُبَیْسٍ. (رواہ الفاکہی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ فرماتے ہیں کہ مکہ میں حجۃ الوداع کے سال جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں جس چیز کا سوال کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو دے گا اور جو دعا مانگیں گے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا وہ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ دے گا اور ان کے لیے ایک درہم کو دس لاکھ درہموں تک بڑھائے گا اور اس رب کی قسم جس نے مجھے مبعوث کیا ہے حق کے ساتھ! ان درہموں میں سے ایک ایک درہم تمہارے اس پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوگا اور آپ نے جبل ابی قبیس کی طرف اشارہ فرمایا۔

3. عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا خَرَجَ الْحَاجُّ مِنْ بَیْتِهٖ کَانَ فِیْ حِرْزِ اللّٰهِ. فَاِنْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ یَقْضِیَ نُسُکَهٗ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ. وَاِنْ بَقِیَ حَتّٰی یَقْضِیَ نُسُکَهٗ غُفِرَ لَهٗ. وَاِنْفَاقُ الدِّرْهَمِ الْوَاحِدِ فِیْ ذَالِکَ الْوَجْهِ یَعْدِلُ اَرْبَعِیْنَ اَلْفًا فِیْمَا سِوَاهُ. (رواہ الحافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری)

ترجمہ:۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حاجی گھر سے روانہ ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوتا ہے اگر وہ حج کے مناسک ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا یعنی حج ادا کرنے کا اور اگر حاجی زندہ رہا اور اس حج کے مناسک اور اعمال ادا کر لیے تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور اس حج کے ادا کرنے سے ایک درہم کا خرچ کرنا دوسرے مصارف خیر میں چالیس ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

- ہارون الرشید کی بیوی حضرت زبیدہ نے حاجیوں کے لیے عراق اور حجاز کے راستوں پر چشمے کھدوائے اور منیٰ اور عرفات تک زیر زمین بغداد سے دریائے

دجلہ سے نہر کھدوائی اور مسافر خانے بنوائے۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک نے حضرت زبیدہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ زبیدۃ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے پہلے کدال مارنے کی وجہ سے ہی جو مکہ کے راستہ مارا گیا مجھے بخش دیا۔ لہٰذا حج کے لیے کسی بھی امر میں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے گا۔ (هداية السالك)

اس شخص کی فضیلت جو اپنی بیوی کے ساتھ حج کرتا ہے جس پر حج فرض تھا اور اس کے لیے محرم نہیں:

1. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطِبُ يَقُوْلُ: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَ مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ، وَلَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِيْ مَحْرَمٍ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ امْرَأَتِيْ خَرَجَتْ حَاجَّةً، وَإِنِّيْ اكْتُتِبْتُ فِيْ غَزْوَةِ كَذَا وَ كَذَا، قَالَ: اِنْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کوئی مرد کسی اجنبیہ عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے مگر یہ کہ اس عورت کے ساتھ محرم ہو اور عورت سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ پس ایک آدمی کھڑا ہوا اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری عورت حج کے لیے روانہ ہوگئی ہے اور میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ بیوی کے ساتھ حج کرو۔

- بعض علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ اقدامی جہاد سے بیوی کے ساتھ حج کے لئے جانا اور حج کرنا افضل ہے کیونکہ اقدامی جہاد ہر شخص پر فرض نہیں ہوتا بلکہ فرض کفایہ ہوتا ہے۔ اور بیوی کا بغیر شوہر اور محرم حج کرنا حرام ہے لہٰذا بیوی کو حرام سے بچانے کے لیے شوہر بیوی کے ساتھ حج پر جائے اور جہاد پر نہ جائے۔

والدین یا کسی میت کی جانب سے حج بدل کرنا:

1. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ حَجَّ عَنْ اَبَوَيْهِ اَوْ قَضٰى عَنْهُمَا مَغْرَمًا، بُعِثَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْاَبْرَارِ. (هداية السالك)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ماں اور باپ کی جانب سے حج کیا یا ان کا قرضہ اتار اوہ قیامت کے دن اولیاء ابرار کے ساتھ مبعوث ہو گا۔

2. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ حَجَّ عَنْ اَبِيْهِ اَوْ عَنْ اُمِّهٖ فَقَدْ قَضٰى عَنْهُ حَجَّةً وَ كَانَ لَهٗ فَضْلُ عَشْرِ حِجَجٍ. (هداية السالك)

ترجمہ: سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے باپ یا اپنی ماں کی طرف سے حج کیا پس اس نے باپ اور ماں کا حج قضیٰ کر دیا اور اس کے لیے زائد دس حجوں کا ثواب ہو گا۔

3. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِذَا حَجَّ الرَّجُلُ عَنْ وَالِدَيْهِ تُقْبَلُ مِنْهُ وَ مِنْهُمَا، وَ اسْتَبْشَرَتْ اَرْوَاحُهُمَا، وَ كُتِبَ عِنْدَ اللهِ بَرًّا. (اخرجها الدار قطني رحمه الله)

ترجمہ: سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی والدین کی جانب سے حج کرتا ہے اس آدمی اور والدین تینوں کو الگ الگ حج مقبول کا ثواب ملتا ہے اور والدین کی ارواح خوش ہو جاتی ہیں اور حج کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں بر یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

4. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ حَجَّ عَنْ مَيِّتٍ كُتِبَ لِلْمَيِّتِ حَجَّةٌ وَ لِلْحَاجِّ سَبْعُ حَجَّاتٍ. وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَلِلْحَاجِّ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ. (اخرجه ابوذر) و فضل الله تعالیٰ واسع، نسأله المزيد من فضله.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں جو شخص میت کی طرف سے حج کرتا ہے میت کے لیے حج لکھا جاتا ہے اور حج کرنے والے کے لیے سات حج لکھے

جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے اور اس کے لیے جہنم سے براءۃ ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے ہم مزید فضل کا سوال کرتے ہیں۔ (مصنف)

حج یا عمرہ کے لیے جانے والا راستے میں فوت ہو جائے یا حرم میں فوت ہو، اس کی فضیلت:

1. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ مَاتَ فِیْ هٰذَا الْوَجْهِ مَنْ حَاجٍّ اَوْ مُعْتَمِرٍ لَمْ يُعْرَضْ وَلَمْ يُحَاسَبْ، وَقِيْلَ لَهٗ: اُدْخُلِ الْجَنَّةَ۔ (رواہ الدار قطنی)

ترجمہ: جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حاجی یا عمرہ کرنے والا حج اور عمرہ کی ادائیگی کی وجہ سے فوت ہوا اسے پیش نہیں کیا جائے گا اور اس کا حساب نہیں لیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا۔

2. اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: مَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ فَكَاَنَّمَا مَاتَ فِيْ سَمَاءِ الدُّنْيَا وَمَنْ مَاتَ فِيْ اَحَدِ الْحَرَمَيْنِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حِسَابَ عَلَيْهِ وَلَا عَذَابَ۔ (هداية السالك)

ترجمہ: حضرت حسن بصری کے رسالہ میں ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص مکہ میں فوت ہوا گویا وہ آسمان دنیا میں فوت ہوا اور جو حرمین میں سے کسی حرم مکہ یا حرم مدینہ میں فوت ہو گیا حج کرنے والا یا عمرہ کرنے والا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس طرح مبعوث فرمائے گا نہ اس کا حساب ہو گا اور نہ عذاب۔

3. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ خَرَجَ مُجَاهِدًا فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ اَجْرَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ وَمَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ اَجْرَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كَتَبَ اللّٰهُ اَجْرَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (اخرجه ابو ذر)

ترجمہ: جانِ دوعالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جہاد کے لیے گھر سے نکلا پھر فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کا اجر قیامت تک لکھ لے گا (گویا اس نے قیامت

تک جہاد کیا ہے) اور جو شخص حج کے لیے نکلا پھر فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کا اجر قیامت تک لکھ دے گا اور جو شخص عمرہ کے لیے نکلا پھر فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کا اجر قیامت تک لکھ دے گا۔ یعنی ہر سال ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب اسے ملتا رہے گا حتی کہ قیامت واقع ہو جائے گی۔

4. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: هٰذَا الْبَيْتُ دُعَامَةُ الْإِسْلَامِ، فَمَنْ خَرَجَ يَؤُمُّ هٰذَا الْبَيْتَ مِنْ حَاجٍّ أَوْ مُعْتَمِرٍ زَائِرًا، كَانَ مَضْمُوْنًا عَلَى اللّٰهِ إِنْ قَبَضَهٗ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ رَدَّهٗ رَدَّهٗ بِأَجْرٍ وَ غَنِيْمَةٍ۔ (اخرجہ الازرقی)

ترجمہ: سرورِ دو عالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بیت اللہ اسلام کا ستون ہے جو شخص بیت اللہ کے لیے گھر سے نکلا حاجی یا معتمر زیارت کرنے والا اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے کہ اگر اس کی روح قبض کر لی تو اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اگر اس کو واپس لوٹائے گا تو واپس لوٹائے گا اجر اور غنیمۃ کے ساتھ۔

5. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: إِذَا خَرَجَ الْحَاجُّ مِنْ بَيْتِهٖ كَانَ فِيْ حِرْزِ اللّٰهِ، فَإِنْ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ نُسُكَهٗ وَقَعَ أَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔

ترجمہ: جانِ کائنات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حاجی اپنے مکان سے نکلتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اگر حج کے اعمال کرنے سے پہلے فوت ہو جائے اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واقع ہے وہ ضرور اجر عطا فرمائے گا۔

6. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهٗ قَالَ: مَنْ مَاتَ عَلٰى مَرْتَبَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَرَاتِبِ بُعِثَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص ان مراتب (جہاد اور حج اور عمرہ) میں سے کسی مرتبہ پر فوت ہو جائے قیامت کے دن اسی مرتبہ پر اٹھایا جائے گا۔

7. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ أَوْ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ بُعِثَ مِنَ

الْآمِنِیْنَ۔

ترجمہ: سرورِ کونین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مکہ میں یا مکہ کے راستہ میں فوت ہو گیا وہ بے خوف لوگوں میں مبعوث ہو گا۔

8. عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: مَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ اسْتَوْجَبَ شَفَاعَتِیْ، وَ کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنَ الْآمِنِیْنَ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص دو حرموں (مکہ اور مدینہ) میں سے کسی ایک میں فوت ہوا وہ میری شفاعت کا حق دار ہو گا اور قیامت کے دن امن والے لوگوں سے ہو گا۔

9. اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فِیْ مُحْرِمٍ سَقَطَ مِنْ بَعِیْرِہٖ بِعَرْفَۃَ فَمَاتَ: لَا تُمِسُّوْہُ طِیْبًا وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَہٗ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُلَبِّیًا۔

ترجمہ: بخاری و مسلم میں ہے کہ سید الثقلین رسول اللہ ﷺ نے اس محرم کے حق میں فرمایا جو عرفہ میں اونٹ سے گر کر فوت ہو گیا تھا اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو بے شک وہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اٹھے گا۔

بلند آواز سے تلبیہ اور تکبیر کی فضیلت:

1. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ: بَیْنَ مَکَّۃَ وَ الْمَدِیْنَۃِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ۔ فَقَالَ: اَیُّ وَادٍ ھٰذَا؟ قَالُوْا: وَادِی الْاَزْرَقِ۔ قَالَ: کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی وَاضِعًا اِصْبَعَہٗ فِیْ اُذُنِہٖ لَہٗ جُوَارٌ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِالتَّلْبِیَۃِ مَارًّا بِھٰذَا الْوَادِیْ۔ ثُمَّ سِرْنَا الْوَادِیْ حَتّٰی اَتَیْنَا عَلٰی ثَنِیَّۃٍ۔ فَقَالَ: اَیُّ ثَنِیَّۃٍ ھٰذِہٖ؟ فَقَالُوْا: ھَرْشٰی اَوْ لَفْتٌ۔ فَقَالَ: کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ عَلٰی نَاقَۃٍ حَمْرَاءَ، خِطَامُ نَاقَتِہٖ لِیْفُ خِلْبَۃٍ، وَ عَلَیْہِ جُبَّۃٌ لَہٗ مِنْ صُوْفٍ، مَارًّا بِھٰذَا الْوَادِیْ مُلَبِّیًا۔

(اخرجہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: ہم نے جانِ دو عالم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکّہ اور مدینہ کے درمیان سفر کیا پس ہم ایک وادی سے گزرے آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا یہ وادی ازرق ہے آپ ﷺ نے فرمایا گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں انہوں نے اپنے کان میں اپنی انگلی رکھی ہوئی ہے ان کی اللہ تعالیٰ کی طرف فریاد ہے تلبیہ کے ساتھ اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ پھر ہم آگے چلے حتی کہ ثنیہ پر آئے آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: ہر شی کہا گیا یا لفت کہا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں یونس علیہ السلام کو سرخ اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں اونٹنی کی مہار خلبہ (غالباً کھجور کی کھال) کی رسی ہے۔ آپ نے صوف کا جبہ پہنا ہوا ہے۔ اس وادی سے گزر رہے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں۔

فائدہ: حضرت ملا علی قاری ذکر فرماتے ہیں کہ جب حج میں حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام شریک ہوتے ہیں تو اپنی امت کے ساتھ خود سرور دو عالم رسول اللہ ﷺ کیوں شریک نہیں ہوتے ہوں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہر حج میں خصوصاً حج اکبر میں آپ ضرور شرکت فرماتے ہیں۔ (ارشاد الساری)

2. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ اَضْحٰی یَوْمًا مُحْرِمًا مُلَبِّیًا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ غَرَبَتْ بِذُنُوْبِہٖ۔ فَعَادَ کَمَا وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: سید ولد آدم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایک دن صبح احرام اور تلبیہ پڑھتے ہوئے شروع کی حتی کہ احرام اور تلبیہ پڑھنے کی حالت میں سورج غروب ہو گیا تو سورج کے غروب ہونے کے ساتھ اس کے گناہ بھی غروب ہو جائیں گے۔ وہ شخص ایسے ہو جائے گا جیسے اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

3. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا مِنْ مُلَبٍّ یُلَبِّیْ اِلَّا لَبّٰی مَا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَ عَنْ

شِمَالِهٖ مِنْ شَجَرٍ وَ حَجَرٍ حَتّٰی تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هَاهُنَا وَ هَاهُنَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَ عَنْ شِمَالِهٖ۔ (اخرجه الترمذی)

ترجمہ: جدا الحسن والحسین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں کوئی تلبیہ پڑھنے والا جو تلبیہ پڑھتا ہے مگر اس کے دائیں اور بائیں درخت اور پتھر تلبیہ پڑھتے ہیں حتی کہ زمین پر آدمی کے دائیں اور بائیں زمین منقطع ہونے کی مسافت تک ہر چیز تلبیہ پڑھتی ہے۔

4. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا اَهَلَّ مُهِلٌّ قَطُّ اِلَّا بُشِّرَ۔ وَ لَا كَبَّرَ مُكَبِّرٌ اِلَّا بُشِّرَ۔ قِيْلَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

ترجمہ: میرِ عرب و عجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی محرم نے احرام نہیں باندھا مگر اسے خوشخبری دی گئی اور کسی مکبر نے تکبیر اور تلبیہ نہیں پڑھی مگر اسے خوشخبری دی گئی۔ عرض کی گئی: یا نبی اللہ! جنت کی خوشخبری؟ فرمایا: ہاں۔

5. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي التَّلْبِيَةِ هِيَ زِيْنَةُ الْحَجِّ۔ (اخرجهما سعيد بن منصور)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا: تلبیہ حج کی زینت ہے۔

6. عَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ: اَيُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ؟ قَالَ: اَلْعَجُّ وَ الثَّجُّ۔ (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو بکر الصدیق نے فرمایا: بے شک سید الانس والجن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا: کونسا حج افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: العج والثج یعنی جس میں تلبیہ بلند آواز سے ہو اور پراگندہ بال ہوں۔

7. اِنَّ النَّبِيَّ: قَالَ: اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ آمُرَ اَصْحَابِيْ اَنْ يَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ۔ (رواه مالك)

ترجمہ: سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آیا پس

اس نے مجھے امر کیا کہ میں میں اپنے صحابہ کو حکم کروں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں (ابو حازم فرماتے ہیں صحابہ کرام مقام روحاء تک نہیں پہنچتے تھے مگر تلبیہ بلند آواز پڑھنے کی وجہ سے ان کے گلے بیٹھ جاتے تھے)

8. عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّلْبِيَةِ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهِ بَيْنَ الْجِبَالِ. (رواهما ابن المنذر)

ترجمہ: حضرت بکر ابن عبداللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عمر تلبیہ اتنی آواز سے پڑھتے تھے کہ میں ان کی آواز پہاڑوں میں سنتا تھا۔

9. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: وَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ. مَا أَهَلَّ مُهِلٌّ وَلَا كَبَّرَ مُكَبِّرٌ عَلٰى شَرَفٍ مِنَ الْأَشْرَافِ إِلَّا هَلَّلَ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ كَبَّرَ بِتَكْبِيْرِهِ حَتّٰى يَنْقَطِعَ مَبْلَغُ التُّرَابِ. (رواه تمام الرازی فی فوائده)

ترجمہ: سرکارِ مدینہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس رب کی قسم جس کے دستِ قدرت میں ابو القاسم کی جان ہے! کوئی آدمی احرام نہیں باندھتا اور کوئی آدمی تکبیر تلبیہ نہیں پڑھتا بلند مقامات میں سے کسی بلند مقام پر مگر اس آدمی کے آگے اور پیچھے ہر چیز تکبیر اور تلبیہ پڑھتی ہے اس کی تلبیہ کے ساتھ حتی کہ انتہائے زمین تک۔

10. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ثَلَاثَةُ أَصْوَاتٍ يُبَاهِي اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهِنَّ الْمَلَائِكَةَ: اَلْأَذَانُ وَ التَّكْبِيْرُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ.

ترجمہ: تاجدارِ حرم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آوازیں ایسی ہیں جن کے ساتھ اللہ عزوجل فرشتوں پر فخر فرماتا ہے: آذان اور اللہ عزوجل کے راستے میں (جہاد) میں اللہ اکبر کہنا اور تلبیہ کے ساتھ بلند آواز۔

11. عَنِ النَّبِیِّ : اَنَّهٗ قَالَ: مَا مِنْ رَجُلٍ یَضَعُ ثَوْبَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَتُصِیْبُهُ الشَّمْسُ حَتّٰی تَغْرِبَ اِلَّا غَرَبَتْ بِخَطَایَاهُ. (رواہ ابن ابی شیبۃ)

ترجمہ: سید الثقلین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں کوئی مرد جو لباس اتار کر احرام باندھ لیتا ہے پھر اسے سورج پہنچتا ہے حتی کہ وہ غروب ہو جاتا ہے مگر وہ اس کے گناہوں کے ساتھ غروب ہوتا ہے۔ (یعنی جس آدمی کو سورج کی دھوپ پہنچتی ہے اور وہ صبر کرتا ہے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔)

پیدل یا سواری پر حج کرنے کی سعادت:

1. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ مُنْهَبِطًا مِنْ ثَنِیَّةِ هَرْشٰی مَاشِیًا. (اخرجه ابن حبان فی صحیحه)

ترجمہ: سرکارِ مدینہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گویا موسیٰ ابن عمران کو دیکھ رہا ہوں وہ وادی ہرشی سے پیدل اتر رہے ہیں۔ (قارئین کو معلوم ہونا چاہیے یہ حقیقی رویت تھی تصوراتی رویت مراد لینا صحیح نہیں ہے۔) (محمد رفیق حسنی)

2. رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ وَسَلَامُهٗ كَانُوْا یَدْخُلُوْنَ الْحَرَمَ مُشَاةً حُفَاةً، وَ یَطُوْفُوْنَ بِالْبَیْتِ وَ یَقْضُوْنَ الْمَنَاسِكَ حُفَاةً مُشَاةً. (اخرجه ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس بیان فرماتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حرم میں پیدل ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے اور بیت اللہ کا طواف اور حج کے مناسک اور افعال ننگے پاؤں پیدل ادا کرتے تھے۔

3. وَیُرْوٰی اِنَّ اٰدَمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ: حَجَّ عَلٰی رِجْلَیْهِ سَبْعِیْنَ حَجَّةً.

(اخرجه الازرقی)

ترجمہ: روایت ہے حضرت آدم علیہ السلام نے پیدل ستر حج ادا فرمائے۔

4. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ حَجَّ اَرْبَعِيْنَ حَجَّةً مِنَ الْهِنْدِ عَلٰى رِجْلَيْهِ. قِيْلَ لِمُجَاهِدٍ: اَفَلَا كَانَ يَرْكَبُ؟ قَالَ: وَ اَيُّ شَيْءٍ كَانَ يَحْمِلُهٗ! (اخرجه ابن الجوزی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے چالیس حج ہند سے پیدل ادا فرمائے۔ اس روایت کے راوی مجاہد سے کہا گیا کیا سوار نہیں ہوتے تھے؟ مجاہد نے کہا آپ کو کونسی سواری اٹھا سکتی تھی تاکہ سوار ہوں۔

5. وَ عَنْ مُجَاهِدٍ: اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ وَ اِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ حَجَّا مَاشِيَيْنِ. (رواه البیهقی)

ترجمہ: مجاہد مشہور تابعی بیان کرتے ہیں حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے پیدل حج ادا فرمایا۔

6. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ: مَا آسىٰ عَلٰى شَيْءٍ مَا آسىٰ عَلٰى اِنِّيْ لَمْ اَحُجَّ مَاشِيًا

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس بیان فرماتے ہیں مجھے کسی چیز کا افسوس نہیں جیسا افسوس اس بات پر ہے کہ میں نے پیدل حج نہیں کیے۔

7. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا نَدِمْتُ عَلٰى شَيْءٍ فَاتَنِيْ فِيْ شَبَابِيْ اِلَّا اِنِّيْ لَمْ اَحُجَّ مَاشِيًا. وَ لَقَدْ حَجَّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَمْسَةً وَّ عِشْرِيْنَ حِجَّةً مَاشِيًا وَ اَنَّ النَّجَائِبَ لَتُقَادُ مَعَهٗ. وَ لَقَدْ قَاسَمَ لِلّٰهِ مَالَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، حَتّٰى اَنَّهٗ يُعْطِي الْخُفَّ وَ يُمْسِكُ النَّعْلَ. (رواهما البیهقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس بیان فرماتے ہیں مجھے کسی چیز پر ندامت نہیں جو میرے شباب میں فوت ہو گئی مگر اس پر ندامت ہے کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا۔ بے شک حسن ابن علی نے پچیس حج پیدل ادا کیے حالانکہ اونٹ آپ کے آگے پیچھے چل رہے ہوتے تھے اور بے شک انہوں نے تین مرتبہ سارا مال تقسیم

فرمایا حتی کہ موزہ تک لوگوں کو دے دیا اور جوتا روک لیا۔

8. عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ زَاذَانَ قَالَ مَرِضَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَجَمَعَ عَلَيْهِ بَنِيْهِ وَاَهْلَهٗ فَقَالَ لَهُمْ: يَابَنِيَّ، اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْهَا كُتِبَ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ سَبْعُمِائَةِ حَسَنَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ؟ قَالَ: كُلُّ حَسَنَةٍ بِمِائَةِ اَلْفِ حَسَنَةٍ. (رواہ الحاکم)

ترجمہ: اسماعیل بن ابی خالد زاذان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس بیمار ہو گئے انہوں نے بیٹوں اور گھر والوں کو اپنے پاس جمع کیا آپ نے ان سے کہا: اے میرے بیٹو! بے شک میں نے سرورِ کونین رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جس شخص نے مکہ مکرمہ سے پیدل (عرفات تک) حج کیا حتی کہ مکہ کی طرف واپس لوٹ آیا اس کے لیے ہر قدم پر حرم کی حسنات سے سات سو نیکی لکھی جائے گی ان بیٹوں میں سے بعض نے کہا: حرم کی حسنات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہر نیکی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔

فائدہ: مکہ مکرمہ سے منیٰ اور عرفات اور واپس مکہ مکرمہ تک کا سفر مکہ مکرمہ میں مقیم حجاج کے لیے پیدل کرنا افضل ہے یا سواری پر افضل ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عباس کے نزدیک پیدل جانا اور آنا سوار ہو کر آنے اور جانے سے افضل ہے مگر حج کے لیے اپنے وطن سے مکہ مکرمہ اور پھر عرفات تک سفر پیدل کرنا افضل ہے یا سواری پر اس میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔ ہمارے ائمہ کے نزدیک وطن سے مکہ مکرمہ اور عرفات تک کا سفر سواری پر کرنا افضل ہے کیونکہ سرورِ دو عالم ﷺ نے مدینہ منورہ سے عرفات تک حج کے لیے سفر اور واپسی سواری پر فرمائی تھی نیز پیدل سفر کرنے میں مشقت اور تھکاوٹ کی وجہ سے رفقاء کے ساتھ مجادلہ اور سوء

خلق کا اندیشہ ہے بلکہ (العیاذ باللہ) حج سے نفرت اور بد دلی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لیے حج کا سارا سفر سواری پر کرنا افضل ہے اور پیدل کرنا مکروہ ہے۔ دیگر ائمہ کے نزدیک پیدل حج کرنا افضل ہے کیونکہ اس میں مشقت زیادہ ہے۔ دوسرے ائمہ استدلال میں ذکر کردہ ابن عباس کی حدیث پیش کرتے ہیں مگر احناف کا قول عقل اور نقل کے زیادہ قریب ہے کیونکہ ہر عبادت کی جان اس عبادت کو محبت اور ذوق اور شوق سے کرنا ہے اگر محبت ہی نہ رہی تو کچھ نہیں ملے گا۔ ہمارا تجربہ ہے کہ مشقت اٹھانے والوں کا جذبہ اور شوق باقی نہیں رہتا جیسا بغیر مشقت والوں کا ہوتا ہے لہٰذا ایمان کے بچانے کے لیے احناف کے قول پر عمل کرنا چاہیے اور احناف کا قول ہی قابل عمل اور ہر زمانہ کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ آج ہوائی جہازوں اور ایئر کنڈیشنڈ گاڑیوں کے دور میں اگر کوئی شخص پاکستان یا اپنے وطن سے پیدل سفر کر کے حج کرے اور دیگر ائمہ کے قول پر عمل کرے تو ایسا بہت مشکل ہے کہ اس کی محبت اور جذبہ قائم رہے جو سفر سے پہلے تھا الا ماشاء اللہ البتہ قرون اولیٰ میں بعض لوگ انفرادی طور پر وطن سے پیدل حج کرتے تھے اس وقت پیدل سفر کرنے کا رواج تھا مگر آج ایسا کرنا بہت مشکل ہے۔ الحمدللہ! احناف کے قول پر عمل کرنے میں آسانی اور ثواب بھی زیادہ ہے کیونکہ ثواب کی مدار سرورِ دو عالم رسول اللہ ﷺ کے طریقوں کے مطابق عمل کرنے میں ہے اگر کوئی شخص سواری پر سفر اس ارادہ سے کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سواری پر حج کا سفر فرمایا تھا اسے اس آدمی سے زیادہ ثواب ملے گا جو پیدل حج کرے گا۔ اور آپ ﷺ کی ذات (میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں) نے اپنی کمزور امت کی حالت کی رعایت فرمائی اور حج کا سفر حتی کہ مکہ مکرمہ سے عرفات تک کا سفر بھی سواری پر فرمایا۔ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین۔ البتہ ہمارے دور ۲۰۱۰ء میں

نوجوان لوگوں کے لیے مکہ مکرمہ سے منیٰ اور منیٰ سے عرفات اور پھر مکہ مکرمہ براستہ مزدلفہ اور منیٰ پیدل سفر کرنا بسوں اور گاڑیوں میں سفر کرنے سے آسان ہے کیونکہ لاکھوں گاڑیوں کے محدود راستوں کی وجہ سے گھنٹوں راستے میں رکناپڑتا ہے حتی کہ بعض مرتبہ واپسی پر وقوف مزدلفہ بھی فوت ہو جاتا ہے۔ اس لئے آج کل کے حالات میں نوجوان صحت مند لوگوں کے لئے آسانی پیدل سفر کرنے میں ہے۔ (محمد رفیق الحسنی عفی عنہ)

حرم مکہ اور کعبہ اور اہلِ حرم کی فضیلت:

● قرآن مجید میں ہے:

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ. (مائدة:۹۷)

● اللہ تعالیٰ نے کعبہ یعنی بیت الحرام کو لوگوں کے لیے قوام بنایا یعنی دینی اور دنیاوی امور کے لیے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو بنیادی سبب بنایا جب تک کعبہ کا وجود رہے گا اور حج ہوتا رہے گا دین قائم رہے گا اور معاش اور روزگار حاصل ہوتا رہے گا۔

● اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا. (آل عمران)

● بے شک پہلا گھر جسے لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے بے شک وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے مبارک ہے اور تمام جہاں والوں کے لیے ہدایت ہے اس میں واضح نشانیاں ہیں مقام ابراہیم اور وہ شخص جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن والا ہو گیا۔

● مفسرین نے مبارک کا مفہوم خیر کثیر کیا ہے یعنی جس شخص نے کعبہ کا حج کیا یا عمرہ کیا یا وقوف کیا یا طواف کیا اس کو برکتیں اور خیر کثیر اور ثواب حاصل ہو گا۔ اور ''ہدی للعالمین'' کا مفہوم یہ بیان کیا گیا کہ کعبہ جہان والوں کا قبلہ اور جہت

عبادت اور عبادت کی جگہ ہے اور "فیہ آیات بینٰت" کا بیان مقام ابراہیم اور امن کا قیام ہے۔ اگرچہ آیات جمع ہے اور مقام ابراہیم اور امن دو امر ہیں مگر ان دو میں کثیر آیات ہیں۔ اس لئے جمع کی تبیین دو امور سے کی گئی ہے اور باقی کو ترک کر دیا گیا ہے جو کہ کثیر میں مثلاً مقامِ ابراہیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات اللہ تعالیٰ کی دلیل اور آیت ہیں اور مشرکین کے دور میں بھی مقام ابراہیم کا محفوظ رہنا اور کعبۃ اللہ کی لوگوں کے دلوں میں ہیبت اور دلوں میں خشوع اور کعبہ کو دیکھتے ہی آنکھوں سے آنسو کا جاری ہونا اور پرندوں کا کعبہ کے احترام میں کعبہ کے اوپر سے نہ گزرنا اور کعبہ پر نہ بیٹھنا مگر بیمار ہو جائیں تو شفاء حاصل کرنے کے لیے کعبہ کی دیواروں پر بیٹھ کر شفا حاصل کرنا اور آیات کعبہ سے حجرِ اسود اور اس کا صدیوں سے محفوظ رہنا اور ہرن اور شیر کا حرم کی حدود میں ایک دوسرے کے ساتھ پیار کرنا اور درندوں کا حرم کی حدود سے باہر ہرن کے پیچھے دوڑنا مگر حرم کی اندر داخل نہ ہونا اور رک جانا اور بارش اگر رکن یمانی کی جانب ہو تو یمن میں خوشحالی کا ہونا اور اگر رکن شامی کی جانب ہو تو شام میں خوشحالی کا ہونا، رکن عراقی کی جانب ہو تو عراق میں خوشحالی کا ہونا اور چاروں طرف ہو تو ہر جگہ خوشحالی کا ہونا اور ایام حج میں قربانی کے گوشت پر مکھیوں اور چیلوں کا گوشت پر نہ جھپٹنا آیاتِ بینات میں داخل ہیں۔ کعبۃ اللہ کی صفت عتیق بھی ہے۔ علماء نے ذکر فرمایا: بیت اللہ کو عتیق (آزاد) اس لیے کہا جاتا ہے کہ کبھی مکہ پر جبار حاکم مسلط نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے جابر اور سرکش بادشاہوں کے تسلط سے اس کو محفوظ رکھا ہے اور آزاد فرما دیا ہے۔ عتیق کا مفہوم قدیم بھی ہے۔ بیت اللہ سب گھروں سے قدیم ہے اور عتیق کریم اور معظم کو بھی کہا جاتا ہے کعبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کریم اور باعظمت ہے۔

(ہدایۃ السالک)

1. اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ نَبِیٍّ ھَرَبَ مِنْ قَوْمِہٖ اِلَّا ھَرَبَ اِلٰی مَکَّۃَ فَعَبَدَ اللّٰہَ فِیْھَا حَتّٰی یَمُوْتَ. وَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: اِنَّ قَبْرَ نُوْحٍ وَ ھُوْدَ وَ شُعَیْبٍ وَ صَالِحٍ فِیْمَا بَیْنَ الْمَقَامِ وَ زَمْزَمَ.

ترجمہ: سرورِ کونین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی اپنی قوم سے دور نہیں ہوا مگر وہ مکہ مکرمہ پہنچا پس اس مکہ میں وفات تک عبادت کرتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک نوح اور ہود اور شعیب اور صالح علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں مقامِ ابراہیم اور زم زم کے درمیان ہیں۔

2. وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَجَّہَ السَّفِیْنَۃَ اِلٰی مَکَّۃَ الْمُشَرَّفَۃِ فَدَارَتْ بِالْبَیْتِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ وَجَّھَھَا اِلَی الْجُوْدِیِّ فَاسْتَقَرَّتْ.

(رواہ ابن الجوزی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے (طوفان نوح علیہ السلام کے وقت) حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو کعبہ مشرفہ کی طرف متوجہ کیا چالیس دن تک کشتی کعبہ کا طواف کرتی رہی پھر اس کشتی کو جبل جودی کی طرف پھیر دیا پس کشتی وہاں جودی پر ٹھہر گئی۔

3. قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ یُنْزِلُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَ لَیْلَۃٍ مِائَۃً وَ عِشْرِیْنَ رَحْمَۃً عَلٰی ھٰذَا الْبَیْتِ: سِتُّوْنَ لِلطَّائِفِیْنَ، وَ اَرْبَعُوْنَ لِلْمُصَلِّیْنَ، وَ عِشْرُوْنَ لِلنَّاظِرِیْنَ. (اخرجہ الطبرانی)

ترجمہ: سید الثقلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بیت اللہ پر روزانہ دن اور رات میں ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس کعبہ کو دیکھنے والوں کے لیے۔

4. عَنْ عَيَّاشِ بْنِ اَبِیْ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوْا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا (يَعْنِي الْكَعْبَةَ وَ الْحَرَمَ) فَإِذَا ضَيَّعُوْا ذَالِكَ هَلَكُوْا۔ (رواہ ابن ماجه) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ: قَالَ لَيُحَجَّنَّ الْبَيْتَ وَلْيُعْتَمَرُنَّ بَعْدَ خُرُوْجِ يَأْجُوْجَ وَ مَأْجُوْجَ۔

(اخرجه البخاری)

ترجمہ: سرکارِ دوعالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک لوگ کعبہ اور حرم کی تعظیم کرتے رہیں گے جو تعظیم کا حق ہے اور جب اس کو ضائع کردیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ اور حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ قرۃ العین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یاجوج اور ماجوج کے بعد بھی بیت اللہ کا حج اور عمرہ کیا جاتا رہے گا۔ (بخاری)

5. فَقَالَ: شَكَتِ الْكَعْبَةُ إِلَى اللهِ تَعَالٰى مَا نُصِبَ حَوْلَهَا مِنَ الْأَصْنَامِ، وَ مَا اسْتُقْسِمَ بِهِ مِنَ الْأَزْلَامِ، فَأَوْحَى اللهُ تَعَالٰى إِلَيْهَا: إِنِّيْ مُنْزِلٌ نُوْرًا وَ خَالِقٌ بَشَرًا يُحِنُّوْنَ إِلَيْكَ حَنِيْنَ الْحَمَامِ إِلٰى بَيْضِهِ، وَ يَدِفُّوْنَ إِلَيْكَ دَفِيْفَ النُّسُوْرِ۔ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: وَهَلْ لَهَا لِسَانٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَ أُذُنَانِ، وَ شَفَتَانِ۔

(اخرجه الازرقی)

ترجمہ: کعبہ کے صحن میں کعب احبار بیٹھے تھے انہوں نے بیان کیا کعبہ نے اللہ تعالیٰ کی طرف شکایت کی ان بتوں کی جو کعبہ کے ارد گرد نصب کیے گئے تھے اور ان جوئے کے تیروں کی جن سے جواء کھیلا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کی طرف وحی فرمائی بے شک میں ایک نور نازل کرنے والا ہوں اور بشر پیدا کرنے والا ہوں بشر تیری طرف اس طرح رجوع کریں گے جس طرح کبوتر اپنے انڈوں کی طرف رجوع کرتا ہے اور تیری طرف جلدی کریں گے جس طرح چیلیں جلدی کرتی

ہیں۔ کسی نے عرض کیا: کیا کعبہ کی زبان ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور کان اور ہونٹ بھی ہوں گے۔

6. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: قَدْ وَعَدَ اللهُ تَعَالىٰ هٰذَا الْبَيْتَ اَنْ يَّحُجَّهٗ كُلَّ سَنَةٍ سِتُّمِائَةِ اَلْفٍ، فَاِنْ نَقَصُوْا اَكْمَلَهُمُ اللهُ تَعَالىٰ بِالْمَلَائِكَةِ. وَ اِنَّ الْكَعْبَةَ تُحْشَرُ كَالْعُرُوْسِ الْمَزْفُوْفَةِ، مَنْ حَجَّهَا تَعَلَّقَ بِاَسْتَارِهَا حَتّٰى تَدْخُلَهُمُ الْجَنَّةَ. وَ يُقَالُ: اِنَّ الْكَعْبَةَ مُنْذُ خَلَقَهَا اللهُ تَعَالىٰ مَا خَلَتِ عَنْ طَائِفٍ يَطُوْفُ بِهَا مِنْ جِنٍّ اَوْ اِنْسٍ اَوْ مَلَكٍ.

ترجمہ: سید الکائنات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کعبہ کے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ ہر سال چھ لاکھ آدمی تیرا حج کریں گے اگر آدمی کم ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے چھ لاکھ کی کمی پوری فرمائے گا اور کعبہ تیار کی ہوئی دلہن کی طرح مبعوث ہو گا جس شخص نے حج کیا وہ اس کے پردوں کے ساتھ معلق ہو جائے گا حتی کہ کعبہ ان کو جنت میں داخل کردے گا اور کہا جاتا ہے جب سے کعبہ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا طواف کرنے والوں سے کبھی خالی نہیں ہوا جن یا انسان یا فرشتوں سے۔

❖ بعض صالحین سے روایت ہے ایک دفعہ میں نے مطاف کو خالی دیکھا اور میں سمجھا اس وقت کوئی طائف طواف کرنے والا نہیں ہے میں خلوت میں طواف کرلوں میں جب مطاف میں پہنچا تو ایک اژدہا (سانپ) سر اٹھا کے طواف کر رہا تھا۔ (هداية السالك)

❖ مروی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو زمین پر بھیجتا ہے اسے پہلا یہ حکم دیتا ہے کہ وہ بیت اللہ کی زیارت کرے۔ وہ فرشتہ عرش سے احرام باندھ کر تلبیہ پڑھتے ہوئے نازل ہوتا ہے حتی کہ حجرِ اسود کا استلام کرتا ہے اور طواف کرتا ہے پھر

دو رکعت نفل ادا کرتا ہے۔ (ہدایۃ السالک) پھر اپنے کام کو جاتا ہے۔

7. اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اِنَّ ھٰذَا الْبَیْتَ دِعَامَۃُ الْاِسْلَامِ۔

ترجمہ: جانِ دوعالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ بیت اللہ اسلام کا ستون ہے۔

8. عَنْ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ: مَنْ اَتَی ھٰذَا الْبَیْتَ لَا یَنْھَزُہٗ غَیْرُ صَلَاۃٍ فِیْہِ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ. (رواہ سعید بن منصور)

ترجمہ: حضرت عمر نے فرمایا: جو شخص اس گھر آیا اسے نہیں برانگیختہ کیا آنے پر مگر حرم میں نماز پڑھنے نے تو وہ آدمی اس دن کی طرح لوٹے گا جس دن وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

9. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: کَانَتِ الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یَدْخُلُوْنَ الْحَرَمَ مُشَاۃً حُفَاۃً۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام حرم میں پیدل ننگے پاؤں داخل ہوتے تھے۔

10. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ: اِنَّ ھٰذَا الْبَلَدُ حَرَّمَہُ اللّٰہُ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ، وَ لَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ، وَ لَا یَلْتَقِطُ لُقْطَتَہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَھَا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: فتح مکہ کے دن سرورِ دین و دنیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یہ شہر مکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اس میں کانٹے نہ کاٹے جائیں اور شکار کے جانور کو نہ ڈرایا جائے اور اس کا لقطہ نہ اٹھائے مگر وہ شخص جس نے اس کا اعلان کرنا ہے۔

11. عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَمَّا عَقَرَ ثَمُوْدُ النَّاقَۃَ وَ اَخَذَتْھُمُ الصَّیْحَۃُ لَمْ یَبْقِ مِنْھُمْ اَحَدٌ اِلَّا اَھْلَکَتْہُ اِلَّا رَجُلًا وَاحِدًا کَانَ فِیْ حَرَمِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ،

فَمَنَعَهُ الْحَرَمُ۔ فَقَالُوا: مَنْ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ فَقَالَ: اَبُوْ رَغَالٍ، اَبُوْ ثَقِيْفٍ۔ فَلَمَّا خَرَجَ مِنَ الْحَرَمِ اَصَابَهُ مَا اَصَابَ قَوْمَهُ۔ (رواہ احمد و مسلم)

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قوم ثمود نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو ذبح کیا اور ان کو کڑک آواز کے عذاب نے پکڑ لیا ان میں سے کوئی باقی نہیں بچا مگر اسے عذاب نے ہلاک کر دیا مگر اس قوم کا ایک آدمی جو اللہ عز و جل کے حرم میں تھا۔ حرم نے اس سے عذاب روک لیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: وہ کون شخص تھا؟ فرمایا: ابو رغال قبیلہ ثقیف کا باپ جب وہ حرم سے نکلا اسے وہی عذاب پہنچا جو اس کی قوم کو پہنچا تھا۔

12. و قال ابن اسحاق: حُدِّثْنَا اَنَّ قُرَيْشًا وَجَدَتْ فِي الرُّكْنِ كِتَابًا بِالسُّرْيَانِيَةِ، فَلَمْ تَدْرِ مَا فِيْهِ حَتّٰى قَرَأَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَإِذَا فِيْهِ: اَنَا اللهُ ذُوْ بَكَّةَ، خَلَقْتُهَا يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ صَوَّرْتُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ، وَ حَفَفْتُهَا بِسَبْعَةِ اَمْلَاكٍ حُنَفَاءَ، وَ لَا تَزُوْلُ حَتّٰى يَزُوْلَ اَخْشَبَاهَا، مُبَارَكٌ لِاَهْلِهَا فِي الْمَاءِ وَ اللَّبَنِ۔

ترجمہ: ابن اسحاق سے روایت ہے قریش نے رکن کعبہ میں ایک خط پایا جو سریانی زبان میں تھا وہ نہیں جانتے تھے کہ اس میں کیا لکھا ہے حتی کہ ایک یہودی نے وہ خط پڑھا اس میں لکھا تھا میں اللہ ہوں صاحب مکہ، میں نے اس کعبہ کو اس دن سے پیدا کیا جب میں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تھا اور سورج اور چاند کو صورت عطا کی تھی، میں نے اسے سات سیدھے پردوں اور املاک سے چھپایا ہے وہ املاک زائل نہیں ہوں گے حتی کہ مکہ کے دو پہاڑ زائل ہو جائیں (جبل ابو قبیس اور جبل مشرف) یہ مکہ اپنے اہل کے لیے مبارک ہے پانی اور دودھ میں۔

(ہدایۃ السالک)

13. عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالیٰ مَوْضِعَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ قَبْلَ اَنْ يَخْلُقَ شَيْئًا مِنَ الْاَرْضِ بِاَلْفَيْ عَامٍ۔

ترجمہ: حضرت مجاہد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بیت حرام کی جگہ زمین میں کسی چیز کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے پیدا فرمائی۔

14. قَالَ: بَلَغَنَا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ اَمَرَ آدَمَ لَمَّا اُهْبِطَ اِلَى الْاَرْضِ اَنْ يَسِيْرَ اِلىٰ مَكَّةَ فَسَارَ. فَكَانَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا اِلَّا فَجَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَاءً مَعِيْنًا حَتّٰى اِنْتَهٰى اِلىٰ مَكَّةَ. فَاَقَامَ بِهَا يَعْبُدُ اللّٰهَ عِنْدَ الْبَيْتِ. وَ يَطُوْفُ بِهٖ. فَلَمْ تَزَلْ دَارُهٗ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ بِهَا۔

ترجمہ: محمد ابن اسحاق بیان کرتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم فرمایا جب وہ زمین پر اتارے گے یہ کہ مکہ کی طرف جائیں حضرت آدم مکہ کی طرف روانہ ہوئے جس منزل پر اترتے تھے اللہ تعالیٰ اس جگہ پانی کا چشمہ جاری کر دیتا تھا حتیٰ کہ وہ مکہ پہنچے پس وہاں ٹھہرے رہے بیت اللہ کے نزدیک عبادت کرتے رہے اور کعبہ کا طواف کرتے رہے ہمیشہ آپ کا گھر وہیں رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی۔

15. وَ فِي الصَّحِيْحِ اَنَّهٗ: لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَالُ اِلَّا مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةَ لَيْسَ نَقَبٌ مِنْ نِقَابِهَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا۔

ترجمہ: اور صحیح بخاری میں ہے کوئی شہر نہیں مگر دجال اس میں داخل ہو گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ان کے راستوں سے کوئی راستہ نہیں مگر ہر راستہ پر ملائکہ صفیں بنا کر ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔

16. اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا اسْتَعْمَلَ عَتَّابَ بْنَ اُسَيْدٍ عَلىٰ اَهْلِ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ: اَ تَدْرِيْ عَلىٰ مَنِ اسْتَعْمَلْتُكَ؟ اِسْتَعْمَلْتُكَ عَلىٰ اَهْلِ اللّٰهِ،

فَاسْتَوْصِ بِهِمْ خَيْرًا، يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا۔

ترجمہ: مروی ہے جب سرورِ دو عالم ﷺ نے عتاب ابن اسید کو اہل مکہ پر عامل (گورنر) مقرر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے میں نے کن لوگوں پر تجھے عامل مقرر کیا ہے؟ میں نے تجھے اہل اللہ پر گورنر مقرر کیا ہے تین مرتبہ فرمایا: میں ان کے ساتھ خیر کی وصیت کرتا ہوں۔

17. عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَلىٰ رَاحِلَتِهٖ وَاقِفًا بِالْحَزْوَرَةِ يَقُوْلُ: وَاللهِ اِنَّكِ لَخَيْرُ اَرْضِ اللهِ، وَاَحَبُّ اَرْضِ اللهِ اِلَى اللهِ، وَلَوْ لَا اِنِّيْ اُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عدی فرماتے ہیں میں نے سواری پر سرورِ دو عالم رسول اللہ ﷺ کو دیکھا مقامِ حزورۃ پر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! بے شک تو اللہ تعالیٰ کی زمین سے خیر ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ محبوب ہے اگر تجھ سے مجھے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا۔

18. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لِمَكَّةَ: مَا اَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَاَحَبَّكِ اِلَيَّ، وَلَوْ لَا اَنَّ قَوْمِيْ اَخْرَجُوْنِيْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ۔

(رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں سید الثقلین رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کے لیے فرمایا: تو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور کتنا احب ہے میری طرف اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تجھ سے تو میں کسی دوسرے شہر رہائش نہ رکھتا۔

19. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لِمَقْبَرَةِ مَكَّةَ: نِعْمَ الْمَقْبَرَةُ هٰذِهٖ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے مکہ مکرمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ کے

لیے فرمایا: یہ اچھا مقبرۃ ہے۔

20. عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ. وَ صَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلَاةٍ فِيْ مَسْجِدِيْ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن زبیر نے بیان کیا سید العالمین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز ایک ہزار نماز سے افضل ہے دیگر مساجد سے مگر مسجد حرام اور مسجد حرام میں ایک نماز میری اس مسجد کی ایک سو نماز سے افضل ہے۔

21. عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: فَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ عَلٰى غَيْرِهٖ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ، وَ فِيْ مَسْجِدِيْ اَلْفُ صَلَاةٍ، وَ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ خَمْسُمِائَةِ صَلَاةٍ. (وحسنہ البزار)

ترجمہ: حضرت ام درداء سے روایت ہے جناب سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: مسجد حرام میں نماز کی فضیلت اس مسجد کے غیر کی نسبت ایک لاکھ نماز ہے اور میری مسجد میں ایک ہزار نماز ہے اور بیت المقدس کی مسجد میں پانچ سو نماز ہے۔

- ان احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ اکثر مالکی علماء بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔ دونوں کی تفصیل ہماری کتاب رفیق المدینہ میں ملاحظہ فرمائیں۔
- بعض علماء نے ذکر فرمایا: جس طرح مسجد حرام کی ایک نماز مسجد نبوی کی نسبت سے ایک سو گنا زیادہ ہے اور دیگر مساجد کی نسبت سے ایک لاکھ گنا زیادہ ہے اسی طرح مسجد نبوی کی نمازیں مسجد بیت المقدس کی نمازوں کی نسبت سے ایک ہزار گنا زیادہ ہیں اور بیت المقدس کی نمازیں عام مساجد کی نسبت سے پانچ سو گنا زیادہ ہیں لہٰذا مسجد نبوی میں ایک نماز عام مساجد کی نسبت سے پانچ لاکھ نمازوں

کے برابر ہے اور مسجد نبوی کی سو نمازوں کے برابر مسجد حرام کی ایک نماز عام مساجد کی نسبت سے پانچ کروڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ علیٰ احسانہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ اوسع من ہذا۔ (محمد رفیق حسنی فی عنہ)

• مشہور مفسر محب طبری فرماتے ہیں کہ مسجد حرام کی ایک نماز مسجد نبوی کی نمازوں سے ایک سو گنا زیادہ ہے اور ہر نماز دس گنا حسنات کے مساوی ہونے کی وجہ سے مسجد نبوی کی ایک نماز جو ایک ہزار نماز کے برابر ہے، کا دس ہزار حسنات ثواب ہو گا اور مسجد حرام میں ایک نماز کا دس لاکھ حسنات ثواب ہو جائے گا لہٰذا باقی حرم کی حدود میں ایک نیکی ایک لاکھ اور مسجد حرام میں ایک نیکی دس لاکھ کے برابر ہو گی۔ (ہدایۃ السالک اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

• فضیلت کی وجہ اگر نمازوں کی تعداد ہو تو مکہ مکرمہ کا مدینہ منورہ سے افضل ہونا سمجھ آتا ہے اور اگر فضیلت کی وجہ مدینہ منورہ میں سرورِ دو عالم رسول اللہ ﷺ کی رہائش گاہ کا ہونا اور اکثر صحابہ کرام کا مدینہ منورہ میں رہائش کو ترجیح دینا اور مدینہ منورہ کا پہلی اسلامی سلطنت کا شرف حاصل کرنا اور مدینہ منورہ سے ہی اسلام کا اکناف عالم میں پھیلنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا مدینہ منورہ میں جا کر رہنا اور گنبد خضراء میں مدفون ہونا اور ریاض الجنت کا ہونا اور قیامت کے دن سب سے پہلے مدینہ منورہ سے سرورِ دو عالم رسول اللہ ﷺ کا اپنے اصحاب کے ساتھ اور پھر جنت البقیع کے قبرستان میں آرام فرما مسلمانوں کا اٹھنا اور جنت المعلیٰ کا بعد میں مبعوث ہونا وغیرہا دیگر فضائل ہوں تو پھر مدینہ منورہ افضل ہے۔ یہ کہ مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ منورہ یہ بحث شہر مکہ اور شہر مدینہ میں ہے۔ احناف شہر مکہ کو مدینہ منورہ کے شہر سے افضل کہتے ہیں اور مالکی علماء شہر مدینہ کو مکہ مکرمہ کے شہر سے افضل کہتے ہیں مگر حنفی مالکی شافعی حنبلی علماء بلکہ امت مسلمہ کا اجماع اور اتفاق ہے

کہ گنبدِ خضراء جو کہ سرورِ کائنات ﷺ کی آرام گاہ ہے وہ مکہ مکرمہ اور بیت اللہ شریف (کعبہ) حتی کہ عرش عظیم سے بھی افضل ہے اور اسی طرح کعبۃ اللہ کے مدینہ منورہ کے شہر سے افضل ہونے پر اجماع ہے۔ (محمد رفیق حسنی) (مفصل بحث بڑی کتابوں میں موجود ہے) مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ دونوں شہر خصوصی فضیلت کے حامل ہیں ہمیں دونوں سے محبت کا درس دینا چاہیے اور فضیلتوں کی بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔ (محمد رفیق حسنی)

- حرم مکہ میں جس طرح ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہوتی ہے اسی طرح حرم مکہ میں ایک گناہ بھی ایک لاکھ گناہ کے برابر ہوتا ہے جس کی تفصیل ہم حج کی دوسری کتابوں میں لکھ چکے ہیں۔
- حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے "ان حسنات الحرم کلھا الحسنۃ بمأۃ الف" سارے حرم کی ساری حسنات ایک حسنہ ایک لاکھ کے برابر ہے نماز کے حوالہ سے۔ اس قول میں علماء نے بحث کی ہے کہ کیا نماز میں جو ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہے صرف مسجد حرام تک یہ فضیلت محدود ہے یا سارے حرم میں دیگر حسنات کی طرح ایک نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں حرم کی حدود میں کہیں بھی نماز پڑھی جائے ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہے ہمیں یہی قول راجح نظر آتا ہے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں صرف مسجد حرام میں پڑھی گئی نماز ایک لاکھ نماز کے برابر ہے اور اگر مسجد سے خارج حدود حرم میں نماز پڑھی گئی ہے تو ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ حسنات تو ہوں گے مگر ایک لاکھ نماز نہیں ہوگی حسنات اور نماز دونوں الگ الگ امور ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
- جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں یہی ایک نماز جو لاکھ کے برابر ہے ستائیس گنا بڑھ جائے گی جماعت کی وجہ سے فضیلت علیحدہ امر ہے۔ (سبحان اللہ) مگر

حرمین طیبین میں پہنچ کر بھی نمازوں کے ترک کرنے سے اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل اور احسان سے محروم رہنا نہایت معیوب ہے اور جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور اپنی رہائش گاہ پر پڑھ لینا اگر اس لئے ہے کہ وہ شخص حرمین طیبین کے ائمہ کو (نعوذ باللہ) کافر سمجھتا ہے تو اس کے لئے جماعت میں شریک نہ ہونا جائز ہے اور اگر حرمین طیبین کے ائمہ کو وہ شخص مسلم اور صاحب ایمان سمجھتا ہے تو اسے جماعت قصداً ترک کرنے میں نہایت خسارہ ہے۔ یاد رہے جب تک شخصی طور پر کسی کلمہ گو اور ضروریاتِ دین کے قائل کا کفر ثابت نہ ہو اسے کافر سمجھنا نہایت جہالت اور معصیت ہے۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

- نمازوں میں ایک نماز ایک لاکھ کے برابر ہونے کا مفہوم عدد میں ایک لاکھ نہیں ہے تاکہ کوئی شخص یہ سمجھے کہ ایک دن کی حرم میں پڑھی گئی نمازیں ساری زندگی کی نمازوں کی قضا ہو جائے گی۔ لہٰذا قضا شدہ نمازوں کی قضا کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہاں وزن مراد ہے کہ حرم کی ایک نماز ایک نماز ہے مگر اس کا وزن لاکھ کے برابر ہو جاتا ہے۔

22. عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: وَقَفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى الثَّنِيَّةِ: ثَنِيَّةِ الْمَقْبَرَةِ - وَلَيْسَ بِهَا يَوْمَئِذٍ مَقْبَرَةٌ - قَالَ: يَبْعَثُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هٰذِهِ الْبُقْعَةِ اَوْ مِنْ هٰذَا الْحَرَمِ كُلِّهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، يَشْفَعُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا، وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ. قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: اَلْغُرَبَاءُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود نے بیان فرمایا کہ سرورِ کونین رسول اللہ ﷺ نے وادی قبرستان پر وقوف فرمایا اور اس وقت قبرستان نہیں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ عز و جل اس بقعہ زمین سے یا اس سارے حرم سے ایسے ستر

زار آدمی مبعوث فرمائے گا جو جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے ان میں ہر
دمی ستر ستر ہزار آدمیوں کے لیے شفاعت کرے گا (اور شفاعت قبول ہو گی)
ن کے چہرے بدر کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ حضرت ابو بکر نے عرض
یا: یارسول اللہ! وہ کون ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ غرباء ہوں گے۔
غریب فقیر اور مسافر کو بھی کہا جاتا ہے)

23. وَيُرْوىٰ اَنَّ سَيِّدَنَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سَأَلَ اللهَ تَعَالىٰ عَمَّا لِاَهْلِ بَقِيْعِ
غَرْقَدِ؟ فَقَالَ: لَهُمُ الْجَنَّةُ. فَقَالَ: يَا رَبِّ مَا لِاَهْلِ الْمُعَلَّا؟ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ
سَأَلْتَنِيْ عَنْ جَوَارِكَ فَلَا تَسْأَلْنِيْ عَنْ جَوَارِيْ.

رجمہ: مروی ہے کہ ہمارے سید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقیع الغرقد (جنت
بقیع) کے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ انہیں کیا ملے گا؟ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا: ان کے لئے جنت ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض کیا: اے میرے
ب جنت المعلی کے قبرستان والوں کے لئے کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے
مد! آپ نے اپنے پڑوسیوں کے لئے سوال کیا ہے آپ مجھ سے میرے
وسیوں کے لیے سوال نہ کریں (یعنی میں انہیں بھی جنت عطا کروں گا سوال کی
ضرورت نہیں)۔

طواف اور دو نفل واجب الطواف اور قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھنے کی فضیلت:

. عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: مَنْ طَافَ
هٰذَا الْبَيْتِ اُسْبُوْعًا فَاَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ. وَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: لَا يَضَعُ
دَمًا وَلَا يَرْفَعُ اُخْرىٰ اِلَّا حَطَّ اللهُ بِهَا عَنْهُ خَطِيْئَةً. وَ كُتِبَتْ لَهٗ بِهَا حَسَنَةٌ.
(رواه الترمذي)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ
سے سنا آپ نے فرمایا: جس شخص نے اس گھر کا سات مرتبہ طواف کیا یعنی سات
چکر ادا کیے پس ان کو پوری طرح ادا کیا۔ ایک طواف ایک غلام آزاد کرنے کے
برابر ہے اور میں نے آپ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: آدمی طواف میں قدم
نہیں رکھے گا اور نہیں اٹھائے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطا۔ مٹا دے گا اور اس
کے لیے ایک نیکی لکھ دے گا۔ ایک روایت میں واقع ہے اس کا ایک درجہ بلند کیا
جائے گا اور حضرت عبداللہ ابن عمر کی روایت میں ہے: ہر قدم پر دس نیکیاں اس
کے لیے لکھی جائیں گی اور دس گناہ معاف کیے جائیں گے اور اس کے لیے ہر قدم پر
دس درجے بلند کئے جائیں گے۔

2. عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللهِ عَنْ رَجُلٍ حَجَّ وَاَكْثَرَ، أَيَجْعَلُ نَفْقَتَهٗ
فِيْ صِلَةٍ اَوْ عِتْقٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: طَوَافُ سَبْعٍ لَا لَغْوَ فِيْهِ يَعْدِلُ رَقَبَةً۔

(رواہ عبدالرزاق)

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں انہوں نے سرورِ کائنات رسول اللہ ﷺ سے
اس آدمی کے متعلق سوال کیا جس نے حج کئے اور زیادہ حج کیے، کیا وہ خرچ ہونے
والا، مال صلہ رحمی یا عبد آزاد کرنے میں خرچ کرے۔ پس نبی کریم ﷺ نے
فرمایا: طواف کے سات چکر جس میں لغو نہ ہو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

- پہلے گذر چکا ہے نہایت محتاج فقیر یا کسی عالم صالح یا آل رسول ﷺ کی مدد
کرنے اور اس کی حاجت پوری کرنے کا ثواب کئی نفلی حجوں سے زیادہ ہے۔

3. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَ صَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ
رَكْعَتَيْنِ وَشَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ بَالِغَةً مَا بَلَغَتْ۔

(اخرجہ ابو سعید الجندی)

ترجمہ: سید بنی آدم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بیت اللہ شریف کے سات چکر طواف کیا اور مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت واجب الطواف نفل ادا کیے اور آبِ زم زم پیا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے خواہ کہیں تک پہنچے ہوئے ہوں۔

4. عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا خَرَجَ الْمَرْءُ يُرِيْدُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ اَقْبَلَ يَخُوْضُ فِي الرَّحْمَةِ فَاِذَا دَخَلَهٗ غَمَرَتْهُ ثُمَّ لَا يَرْفَعُ قَدَمًا وَ لَا يَضَعُهَا اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ قَدَمٍ خَمْسَ مِائَةِ حَسَنَةٍ وَ حَطَّ عَنْهُ خَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ وَ رُفِعَتْ لَهٗ خَمْسُمِائَةِ دَرَجَةٍ. فَاِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ دُبُرَ الْمَقَامِ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ. وَ كُتِبَ لَهٗ اَجْرُ عَشْرِ رِقَابٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ، وَ اسْتَقْبَلَهٗ مَلَكٌ عَلَى الرُّكْنِ وَ قَالَ لَهُ اِسْتَأْنِفِ الْعَمَلَ فِيْمَا تَسْتَقْبِلُ فَقَدْ كُفِيْتَ مَا مَضٰى، وَ شُفِّعَ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ. (اخرجه الفاکهی)

ترجمہ: جدالحسنین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت آدمی بیت اللہ کے طواف کے ارادہ سے نکلتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں غوطے لگاتا نکلتا ہے جب اس رحمت میں داخل ہوتا ہے وہ رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے پھر وہ شخص نہیں اٹھاتا قدم اور نہیں رکھتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم پر پانچ سو نیکی لکھ دیتا ہے اور پانچ سو گناہ اس کے معاف فرما دیتا ہے اور اس کے پانچ سو درجے بلند کر دیتا ہے پس جب طواف سے فارغ ہو جاتا ہے اور دو رکعت مقامِ ابراہیم کے پیچھے ادا کرتا ہے وہ شخص گناہوں سے نکل جاتا ہے اس دن کی طرح جس دن اس کو ماں نے جنا تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے دس غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب اس کے لیے لکھ دیا جاتا ہے اور رکن حجرِ اسود پر فرشتہ اس کا استقبال کرتا ہے

اوراسے کہتا ہے مستقبل میں نئے سرے سے عمل شروع کر پس تیرے ماضی کے گناہوں کی کفایت کر دی گئی ہے اوراپنے اہلِ بیت میں سے ستر آدمیوں کی شفاعت کر۔(ہدایۃ السالک)

5. عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الرُّكْنَ لِيَسْتَلِمَهٗ خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ فَاِذَا اسْتَلَمَهٗ وَ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَلَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلِهٖ. غَمَرَتْهُ الرَّحْمَةُ فَاِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ قَدَمٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ وَ حَطَّ عَنْهُ سَبْعِيْنَ اَلْفَ سَيِّئَةٍ وَ رَفَعَ لَهٗ سَبْعِيْنَ اَلْفَ دَرَجَةً وَ شَفَّعَ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ فَاِذَا اَتٰى مَقَامَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ عِنْدَهٗ اِيْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عِتْقَ اَرْبَعَةَ عَشَرَ مُحَرَّرًا مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ وَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ. (رواہ آدم بن ابی ایاس فی کتاب الثواب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرو بیان کرتے ہیں جس شخص نے وضو کیااور کامل وضو کیا پھر حجر اسود کے محاذات میں آیا تاکہ اس کا استلام کرے تو وہ شخص داخل ہو گیا رحمت میں جب اس آدمی نے حجرِ اسود کا استلام کیا اور کہا "بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ" تو وہ شخص رحمت میں ڈوب گیا جب اس نے بیت اللہ کا طواف کیا اللہ اس کے لیے ہر قدم پر ستر ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ستر ہزار گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے لیے ستر ہزار درجے بلند کر دیتا ہے اور اس کے اہل لوگوں سے ستر کے حق میں شفاعت قبول کرلیتا ہے جب مقامِ ابراہیم پر آتا ہے اور اس کے نزدیک دو رکعت ادا کرتا ہے ایمان اور ثواب کی نیت سے اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل کی اولاد

سے چودہ غلاموں کے آزاد کر دینے کا ثواب لکھ دیتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے خارج ہو جاتا ہے اس دن کی طرح جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔

6. عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ يَقُوْلُ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَ لَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا سُبْحَانَ اللهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَ اللهُ اَكْبَرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَ كُتِبَتْ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ رُفِعَ لَهٗ بِهَا عَشْرُ دَرَجَاتٍ. وَ مَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِی الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: جو شخص بیت اللہ کے سات چکر طواف کرتا ہے اور طواف میں نہیں بات کرتا مگر ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ'' اس کے دس گناہ محو کر دیے جاتے ہیں اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے لیے دس درجے بلند کر دیے جاتے ہیں اور وہ شخص جو طواف کرتا ہے اور اس حال میں (یہی) کلام پڑھتا رہتا ہے وہ شخص دونوں پیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہو جاتا ہے مثل اس شخص کے جو پانی میں دونوں پیروں کے ساتھ داخل ہو جاتا ہے۔

7. عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ خَوْضٌ فِیْ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالٰى.

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہونا ہے۔

8. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَكَبَّرَ وَ تَشَهَّدَ وَ صَلّٰى عَلَى النَّبِیِّ ﷺ وَ اسْتَغْفَرَ اللهَ تَعَالٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ ذَكَرَ اللهُ تَعَالٰى وَ لَمْ يَذْكُرْ مِنْ اُمُوْرِ

الدُّنْيَا شَيْئًا. كَتَبَ اللهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا سَبْعِيْنَ اَلْفَ حَسَنَةٍ وَ حَطَّ عَنْهُ سَبْعِيْنَ اَلْفَ سَيِّئَةٍ فَإِذَا انْتَهٰى إِلٰى مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: اَلرُّكْنِ الْاَسْوَدِ وَ الْيَمَانِيْ كَانَ فِيْ خِرَافٍ مِنْ خَرَافِ الْجَنَّةِ. وَ شُفِّعَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ اَوْ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ. فَإِذَا رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَأَحْسَنَ رُكُوْعَهٗ وَ سُجُوْدَهٗ كَتَبَ اللهُ تَعَالٰى لَهٗ عِدْلَ سِتِّيْنَ رَقَبَةٍ كُلُّهُمْ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: جب انسان وضو کرتا ہے پس اچھا وضو کرتا ہے پھر مسجد کی طرف نکلتا ہے پھر حجرِ اسود کا استلام کرتا ہے پھر اللہ اکبر کہتا ہے اور تشہد پڑھتا ہے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور دنیا کے امور میں سے کسی چیز کی بات نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم پر جو اس نے اٹھایا ستر ہزار حسنات لکھ دیتا ہے اور اس سے ستر ہزار گناہ گرا دیتا ہے جب وہ رکن حجرِ اسود اور رکن یمانی کے درمیان پہنچتا ہے وہ جنت کے باغوں سے ایک باغ میں ہوتا ہے اور اس کے اہل بیت میں سے ستر آدمیوں کے حق میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی پس جب دو رکعت نفل ادا کرتا ہے اور ان کے رکوع اور سجدے اچھی طرح ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ساٹھ غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب اس کے لیے لکھ دیتا ہے۔

9. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اَلْكَعْبَةُ مَحْفُوْفَةٌ بِسَبْعِيْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَسْتَغْفِرُوْنَ اللهَ تَعَالٰى لِمَنْ طَافَ بِهَا وَ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ. (رواهما الفاكهي)

ترجمہ: میرِ عرب والعجم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعبہ ستر ہزار فرشتوں سے گھرا ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ سے اس آدمی کے لیے استغفار کرتے ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اور اس کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

10. عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ جَعَلَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الطَّوَافِ ثَوَابَ عِتْقِ رَقَبَةٍ۔

ترجمہ: حضرت انس فرماتے ہیں سید العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف کے بعد دو رکعت نماز کا ثواب غلام کے آزاد کرنے کے برابر قرار دیا۔

11. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مَنْ صَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ مَا تَأَخَّرَ وَ حُشِرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْآمِنِيْنَ۔ (ذکرہ القاضی عیاض فی الشفاء)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت ادا کیے اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اور قیامت کے دن امن والے لوگوں سے اٹھے گا۔

12. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: جانِ کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے پچاس مرتبہ طواف کیا وہ گناہوں سے اس طرح نکل گیا جس دن اپنے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

- علماء فرماتے ہیں پچاس عدد طواف جس آدمی کے نامہ اعمال میں ہوں گے اس کے سارے گناہ معاف ہونے کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ایک دفعہ پچاس طواف کیے جائیں نیز طواف سات چکر کا ایک ہوتا ہے یہاں چکر مراد نہیں بلکہ طواف مراد ہیں۔ (ہدایۃ السالک)

13. مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ فَطَافَ خَمْسِيْنَ سُبُوْعًا قَبْلَ اَنْ يَّرْجِعَ كَانَ كَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

ترجمہ: سید العالمین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے حج کیا اور پچاس طواف کیے اس سے پہلے کہ واپس گھر لوٹے ہو جائے گا وہ شخص اس دن کی طرح جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔

14. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبَاھِیْ بِالطَّائِفِیْنَ مَلَائِکَتَہٗ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں کی وجہ سے ملائکہ سے مباہاۃ اور مفاخرۃ فرماتا ہے۔

15. عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: اِسْتَکْثِرُوْا مِنَ الطَّوَافِ بِالْبَیْتِ، فَاِنَّہٗ اَقَلُّ شَیْءٍ تَجِدُوْنَہٗ فِیْ صُحُفِکُمْ وَ اَغْبَطُ عَمَلٍ تَجِدُوْنَہٗ۔

ترجمہ: نبی رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ شریف کے طوافوں کی کثرت کرو کیونکہ یہ اقل اور کمترین ان اعمال سے ہے جو تمہارے صحف اور اعمال نامے میں ہوں گے اور یہ طواف اعمال میں سے قابل رشک عمل ہوگا جس کو تم پاؤ گے۔

16. اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَنْ جَلَسَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃَ سَاعَۃً وَاحِدَۃً مُحْتَسِبًا لِلّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ رَسُوْلِہٖ ﷺ تَعْظِیْمًا لِلْبَیْتِ کَانَ لَہٗ کَاَجْرِ الْحَاجِّ وَ الْمُعْتَمِرِ وَ الْمُرَابِطِ الْقَائِمِ وَ اَوَّلُ مَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی اَھْلِ الْحَرَمِ فَمَنْ رَاٰہُ مُصَلِّیًا غَفَرَ لَہٗ، وَمَنْ رَاٰہُ قَائِمًا غَفَرَ لَہٗ، وَمَنْ رَاٰہُ سَاجِدًا مُسْتَقْبِلَ الْکَعْبَۃِ غَفَرَ لَہٗ۔

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص قبلہ (کعبہ) کی طرف منہ کر کے ایک لمحہ بیٹھے اللہ عزوجل سے ثواب کی طلب اور اپنے رسول کی خوشنودی طلب کرنے کے لیے اور بیت اللہ کی تعظیم کے لیے اس کے لیے حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اور مجاہد قائم آدمی کے برابر ثواب ہو گا پس وہ ان

لوگوں سے اول ہو گا جن اہل حرم کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت فرماتا ہے پس وہ شخص جو کعبہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا ہے اس کی مغفرت فرمادیتا ہے اور وہ شخص جو کعبہ کو قیام میں دیکھتا ہے اس کی مغفرت فرمادیتا ہے اور وہ شخص جو کعبہ کو سجدے میں کعبہ کی طرف منہ کرنے والا ہو کر دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

17. عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَافَ وَ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ: هَاتَانِ تُکَفِّرَانِ مَا اَمَامَهُمَا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر نے طواف ادا کیا اور دو رکعتیں نفل پڑھے اور فرمایا یہ دو عمل کفارہ بنتے ہیں ان گناہوں کا جو اس وقت سے پہلے تھے۔

18. عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: طَوَافَانِ لَا یُوَافِقُهُمَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ اِلَّا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ کَمَا وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَ غُفِرَتْ لَهٗ بَالِغَةً مَا بَلَغَتْ: طَوَافٌ بَعْدَ الصُّبْحِ یَکُوْنُ فَرَاغُهٗ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ. وَ طَوَافٌ بَعْدَ الْعَصْرِ یَکُوْنُ فَرَاغُهٗ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ. فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ کَانَ قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ؟ قَالَ: یَلْتَحِقُ بِهٖ۔ (رواه الفاکهی)

ترجمہ: سرورِ دوعالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو طواف ایسے ہیں کوئی عبد مسلم انہیں ادا نہیں کرے گا مگر اپنے گناہوں سے نکل جائے گا جیسا کہ اس کو ماں نے پیدا کیا اور اس کے لیے مغفرت کردی جائے گی اس کے گناہ جہاں تک بھی پہنچے ہوں۔ صبح صادق کے بعد طواف جس سے فراغت طلوع شمس کے وقت ہو اور عصر کے بعد طواف جس سے فراغت غروب شمس کے وقت ہو۔ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر اس وقت سے پہلے طواف کیا جائے یا بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسے طواف انہی طوافوں کی طرح ہوں گے اور ان کے ساتھ ملحق

ہوں گے۔ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دو وقت ایسے ہیں کہ فرشتے ان سے تجاوز نہیں کرتے۔

19. عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: لَوْ اَنَّ الْمَلَائِکَۃَ صَافَحَتْ اَحَدًا لَصَافَحَتْ الْغَازِیَ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَ الْبَّارَ لِوَالِدَیْہِ وَ الطَّائِفَ بَیْتَ اللهِ الْحَرَامِ۔

ترجمہ: بے شک سید المرسلین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ملائکہ کسی ایک آدمی کے ساتھ مصافحہ کرنا چاہیں تو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے اور والدین کے ساتھ احسان کرنے والے اور بیت اللہ کا طواف کرنے والے کے ساتھ کریں گے۔

20. مَنْ اَتٰی ھٰذَا الْبَیْتَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا اِیَّاہُ فَطَافَ طَوَافًا کَانَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ (رواہ سعید بن منصور)

ترجمہ: جو شخص اس گھر (کعبہ) میں آیا اس نے صرف اس بیت اللہ کا ارادہ کیا پھر اس نے طواف کیا وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح خارج ہو جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔

21. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: کَانَ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ اِذَا قَدِمَ مَکَّۃَ الطَّوَافَ بِالْبَیْتِ۔ (اخرجہ ابو ذر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی طرف سب اعمال سے افضل عمل جب مکہ تشریف لاتے طواف ہوتا تھا۔

22. اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: اَکْرَمُ سُکَّانِ اَھْلِ السَّمَاءِ عَلَی اللهِ الَّذِیْنَ یَطُوْفُوْنَ حَوْلَ عَرْشِہٖ وَ اَکْرَمُ سُکَّانِ اَھْلِ الْاَرْضِ الَّذِیْنَ یَطُوْفُوْنَ حَوْلَ بَیْتِہٖ۔

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل سماء میں سے اللہ پر زیادہ مکرم وہ فرشتے ہیں جو اس کے عرش کا طواف کرتے ہیں اور اہل زمین میں سے اللہ تعالیٰ کے زیادہ مکرم وہ لوگ ہیں جو اس کے گھر کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔

23. عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَطُوْفُ سَبْعَةَ اَسَابِيْعَ بِاللَّيْلِ وَ خَمْسَةً بِالنَّهَارِ. وَ قَالَ: اِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ كَانَ يَطُوْفُ كَذَالِكَ. اِنَّهٗ كَانَ يَطُوْفُ وَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِهٰذَا الْبَيْتِ عُمَّارًا يَعْمُرُوْنَهٗ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر سات طواف مکمل دن کو ادا کرتے تھے اور پانچ طواف رات کو ادا کرتے تھے اور فرماتے تھے حضرت آدم علیہ السلام اسی طرح طواف کرتے تھے اور آپ دعا کرتے تھے: اے اللہ! اس گھر کے لیے عمرہ کرنے والے پیدا فرما جو اس کو آباد رکھیں میری اولاد سے۔

بارش میں طواف کی فضیلت:

حکایت: محمد ابن فضل روایت کرتے ہیں میں نے ابن طارق کو دن رات جوتوں کے ساتھ طواف کرتے دیکھا لوگوں نے اندازہ لگایا وہ دن اور رات میں تقریباً طواف کے اندر تیس میل چلتے تھے۔

- محب الدین طبری نے ذکر کیا علماء نے طوافوں کے سات طریقے بطور تعداد ذکر فرمائے ہیں: اول یہ کہ دن اور رات میں پچاس طواف کیے جائیں دوم اکیس طواف کیے جائیں سوم چودہ طواف کیے جائیں چہارم بارہ طواف کیے جائیں جیسے حضرت عبداللہ ابن عمر کرتے تھے پنجم روزانہ سات طواف کیے جائیں ششم روزانہ تین طواف کیے جائیں ہفتم روزانہ ایک طواف کیا جائے۔

1. عَنْ اَبِيْ عِقَالٍ قَالَ: طُفْتُ مَعَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيْ مَطَرٍ, فَلَمَّا قَضَيْنَا الطَّوَافَ اَتَيْنَا الْمَقَامَ فَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ لَنَا اَنَسٌ: اِيْتَنِفُوا الْعَمَلَ

فَقَدْ غَفَرَ لَكُمْ، هٰكَذَا قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ طُفْنَا مَعَهٗ فِيْ مَطَرٍ۔

(رواه ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت ابو عقال فرماتے ہیں میں نے بارش میں حضرت انس ابن مالک کے ساتھ طواف کیا جب ہم نے طواف ادا کر لیا تو ہم مقام ابراہیم پر آئے ہم نے دو رکعت نفل ادا کیے۔ حضرت انس نے فرمایا: نئے سرے سے عمل کرو بے شک تمہارے گناہ بخش دیے گئے ہیں اسی طرح ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ہم نے آپ کے ساتھ بارش میں طواف کیا۔

2. وَعَنْهُ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ طَافَ بِالْكَعْبَةِ فِيْ يَوْمِ مَطَرٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ قَطْرَةٍ تُصِيْبُهٗ حَسَنَةٌ وَ مَحَا عَنْهُ بِالْاُخْرٰى سَيِّئَةٌ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بارش میں کعبہ کا طواف کیا اللہ تعالیٰ بارش کے ہر قطرہ کے ساتھ اس کی نیکی لکھ دے گا اور دوسرے قطرہ کے ساتھ اس کا گناہ محو فرما دے گا۔

3. عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كَانَ كُلُّ شَيْءٍ لَا يُطِيْقُ النَّاسُ مِنَ الْعِبَادَةِ يَتَكَلَّفُهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، فَجَاءَ سَيْلٌ فَطَبَقَ الْبَيْتَ، فَامْتَنَعَ النَّاسُ مِنَ الطَّوَافِ، فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَطُوْفُ سَبَاحَةً۔ (هداية السالك)

ترجمہ: حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ ہر وہ عبادت جس کی لوگ طاقت نہیں رکھتے تھے حضرت عبداللہ ابن الزبیر اس عبادت کو ادا فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ سیلاب آگیا بیت اللہ شریف کے برابر ہو گیا لوگ طواف کرنے سے رک گئے۔ حضرت عبداللہ ابن الزبیر نے تیر کر طواف ادا کیا۔ ایک روایت میں ہے جب آپ حجرِ اسود کے محاذی ہوتے تھے تو اس کا بوسہ لینے کے لیے غوطہ لگاتے اور اس کا بوسہ لے کر پھر چکر شروع کر دیتے۔

شدید گرمی میں طواف کی فضیلت:

1. رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: مَنْ طَافَ حَوْلَ الْبَیْتِ اُسْبُوْعًا فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ شَدِیْدِ الْحَرِّ، وَ اسْتَلَمَ الْحَجَرَ فِیْ کُلِّ طَوَافٍ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُؤْذِیَ اَحَدًا، وَ قَلَّ کَلَامُہٗ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی کَانَ لَہٗ بِکُلِّ قَدَمٍ یَرْفَعُھَا وَ یَضَعُھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ حَسَنَۃٍ وَ یُمْحٰی عَنْہُ بِکُلِّ قَدَمٍ یَرْفَعُھَا وَ یَضَعُھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ سَیِّئَۃٍ وَ رُفِعَ لَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ دَرَجَۃٍ۔ (ذکرہ الحسن فی رسالتہ)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے گرمی کے موسم میں شدید گرمی والے دن بیت اللہ شریف کا سات چکروں سے طواف کیا اور ہر چکر میں حجرِ اسود کا استلام کیا بغیر اس کے کہ اس نے کسی کو تکلیف دی اور کلام قلیل کی مگر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اس کے لیے ہوگی ہر قدم پر جو اٹھائے گا اور رکھے گا ستر ہزار نیکی اور ہر قدم کے ساتھ جو اس کو اٹھائے گا اور رکھے گا اللہ تعالیٰ ستر ہزار گناہ مٹادے گا اور اس کے ستر ہزار درجے بلند کردے گا۔

2. عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَنْ طَافَ حَوْلَ الْبَیْتِ الْحَرَامِ سَبْعًا فِیْ یَوْمٍ صَائِفٍ شَدِیْدٍ حَرُّہٗ، وَ حَسَرَ عَنْ رَأْسِہٖ، وَ قَارَبَ بَیْنَ خُطَاہُ، وَ قَلَّ اِلْتِفَاتُہٗ وَ غَضَّ بَصَرَہٗ وَ قَلَّ کَلَامُہٗ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ، وَ اسْتَلَمَ الْحَجَرَ فِیْ کُلِّ طَوَافٍ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُؤْذِیَ اَحَدًا، کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ قَدَمٍ یَرْفَعُھَا وَ یَضَعُھَا سَبْعِیْنَ اَلْفَ حَسَنَۃٍ، وَ مَحَا عَنْہُ سَبْعِیْنَ اَلْفَ سَیِّئَۃٍ وَ رَفَعَ لَہٗ سَبْعِیْنَ اَلْفَ دَرَجَۃٍ وَ یُعْتِقُ عَنْہُ سَبْعِیْنَ رَقْبَۃً ثَمَنُ کُلِّ رَقْبَۃٍ عَشَرَۃُ الْاٰفِ دِرْھَمٍ وَ یُعْطِیْہِ اللّٰہُ سَبْعِیْنَ شَفَاعَۃً اِنْ شَاءَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اِنْ شَاءَ فِی الْعَامَّۃِ وَ اِنْ شَاءَ عُجِّلَتْ لَہٗ فِی الدُّنْیَا وَ اِنْ شَاءَ اُخِّرَتْ لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ۔

ترجمہ: سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیت الحرام کے ارد گرد سات

چکر کا طواف گرمی کے موسم میں شدید گرمی کے دن کرے گا اور سر سے کپڑا اتار دے گا اور قدم قریب قریب رکھے گا اور اس کی اِدھر اُدھر التفات قلیل ہو گی اور آنکھیں بند ہوں گی اور اس کی کلام قلیل ہو مگر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اور ہر چکر میں حجرِ اسود کا استلام کیا بغیر کسی کے تکلیف دینے کے اللہ تعالیٰ ہر قدم پر جو وہ اٹھائے گا اور اسے رکھے گا اس کے لیے ستر ہزار نیکی لکھے گا اور اس کے ستر ہزار گناہ مٹا دے گا اور اس کے ستر ہزار درجے بلند کر دے گا اور ستر غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا ہر غلام کا ثمن دس ہزار درہم ہو گا اور اللہ تعالیٰ اسے ستر آدمیوں کی شفاعت کا حق دے گا اگر چاہے اپنے اہل بیت سے مسلمان لوگوں کے لیے شفاعت کرے اور اگر چاہے عام لوگوں کی شفاعت کرے اور اگر چاہے تو دنیا میں شفاعت کرے اور اگر چاہے تو آخرت میں شفاعت کرے۔

رکن حجرِ اسود اور رکن یمانی اور مقامِ ابراہیم کی فضیلت:

1. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اِسْتَقْبَلَ النَّبِیُّ ﷺ الْحَجَرَ ثُمَّ وَضَعَ شَفَتَیْهِ عَلَیْهِ یَبْکِیْ طَوِیْلًا ثُمَّ الْتَفَتَ فَإِذَا هُوَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یَبْکِیْ فَقَالَ: یَا عُمَرُ هَا هُنَا تُسْکَبُ الْعَبَرَاتُ۔ (رواہ ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت ابن عمر نے فرمایا حضرت سرور دو عالم رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود کا استقبال کیا پھر آپ نے حجرِ اسود پر ہونٹ مبارک رکھے اور طویل وقت تک روتے رہے پھر التفاف فرمایا تو اچانک عمر ابن خطاب رو رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر یہاں آنسو گرائے جائیں۔

2. وَ قال القاضی عیاض فی الشفاء: و فی حدیث عنه ﷺ: مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْعُوْ عِنْدَ الرُّکْنِ الْاَسْوَدِ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهٗ۔

ترجمہ: قاضی عیاض نے شفاء میں لکھا کہ ایک حدیث میں ہے آپ ﷺ نے

فرمایا: کوئی ایک رکن حجرِ اسود کے نزدیک دعا نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔

3. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ هُوَ اَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: سرورِ دو عالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حجرِ اسود جنت سے اتارا گیا جبکہ حجرِ اسود دودھ سے زیادہ سفید تھا پس اسے بنی آدم کے گناہوں نے سیاہ کر دیا۔

• حضرت عز ابن جماعت ہدایۃ السالک کے مصنف فرماتے ہیں کہ ۷۰۸ ہجری میں پہلے حج کے وقت میں نے دیکھا حجرِ اسود میں ایک سفید نقطہ ہر ایک کو نظر آتا تھا پھر بعد میں حجوں کے موقع پر میں نے دیکھا وہ سفید نقطہ کم ہو گیا تھا اور امام سلیمان ابن خلیل المکی نے اپنی کتاب مناسک الکبریٰ میں لکھا ہے میں نے کعبہ معظمہ کی جانب حجرِ اسود میں تین سفید نقطے دیکھے ایک سفید نقطہ جوار (یعنی چنے) کے چھوٹے دانے سے مقدار میں بڑا تھا دوسرا سفید نقطہ اس کے ساتھ اس سے چھوٹا تھا اور تیسرا سفید نقطہ اس سے بھی چھوٹا تھا پھر میں نے دیکھا یہ تینوں نقطے کم ہوتے جا رہے ہیں۔

• استاذیم سیدی مولانا عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ابھی بھی ایک نقطہ نہایت دقیق موجود ہے جس دن وہ ختم ہو گا قیامت کی بڑی بڑی علامتیں ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گی۔ سفید حجرِ اسود کا آدمیوں کے گناہوں سے سیاہ پڑ جانے کی کثیر حکمتیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب انسان کے گناہوں نے حجرِ ابیض کو حجرِ اسود بنا دیا تو گناہوں کی وجہ سے انسان کا دل کیوں سیاہ نہیں ہو گا۔

4. عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ وَ هُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهٗ اِلَى الْكَعْبَةِ: اَلرُّكْنُ وَ الْمَقَامُ يَاقُوْتَتَانِ مِنْ

یَوَاقِیْتِ الْجَنَّةِ، وَ لَوْ لَا اَنَّ اللّٰهَ طَمِسَ نُوْرَهُمَا لَأَضَاءَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ۔ (رواه احمد و الترمذی) و فی روایة لغیرهما: لَوْ لَا مَا مَسَّهُمَا مِنْ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ لَأَضَاءَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا مَسَّهُمَا مِنْ ذِيْ عَاهَةٍ وَ لَا سَقِيْمٍ اِلَّا شُفِيَ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دوعالم رسول اللہ ﷺ سے سنا انہوں نے فرمایا جب کہ وہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ پیٹھ مبارک لگا کر تشریف فرما تھے، حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم جنت کے یاقوتوں سے دو یاقوت ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کے نور کو محو نہ فرماتا تو یہ مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی کرتے۔ یہ احمد اور ترمذی کی روایت ہے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی روایت یہ ہے اگر ان دونوں پتھروں کو بنی آدم کے گناہوں نے مس نہ کیا ہوتا تو یہ مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی کرتے اور نہیں مس کرے گا ان دونوں پتھروں کو کوئی آفت زدہ اور بیمار مگر اسے شفا دی جائے گی۔

5. عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اُمَّهٗ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ الرُّكْنَ كَانَ لَوْنُهٗ قَبْلَ الْحَرِيْقِ كَلَوْنِ الْمَقَامِ۔ (رواه عبدالرزاق)

ترجمہ: منصور ابن عبدالرحمٰن نے کہا: میری ماں کہتی تھی آگ لگنے سے پہلے حجرِ اسود کا رنگ مقامِ ابراہیم کے پتھر کی طرح تھا۔

6. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْحَجَرِ: وَ اللّٰهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَهٗ عَيْنَانِ يَبْصُرُ بِهِمَا وَ لِسَانٌ يَنْطِقُ بِهٖ يَشْهَدُ عَلٰى مَنِ اسْتَلَمَهٗ بِحَقٍّ۔ (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے سید المرسلین رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود کے متعلق فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم یقیناً ضرور اللہ تعالیٰ قیامت

کے دن حجرِ اسود کو اٹھائے گا اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے یہ دیکھے گا اور زبان ہو گی جس کے ساتھ حق کی شہادت دے گا اس شخص کے لیے جس نے اس کا استلام کیا۔

7. عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ قَالَ: يَأْتِي الْحَجَرُ وَ الْمَقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلَ اَبِيْ قُبَيْسٍ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لَهٗ عَيْنَانِ وَ شَفَتَانِ يُنَادِيَانِ بِاَعْلٰى اَصْوَاتِهِمَا يَشْهَدَانِ لِمَنْ وَافَاهُمَا بِالْوَفَاءِ۔ (رواہ عبد الرزاق)

ترجمہ: حضرت مجاہد فرماتے ہیں قیامت کے دن حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم جبل ابی قبیس کے برابر بن کر آئیں گے ان میں سے ہر ایک کے لیے دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہوں گے بلند آواز سے ان لوگوں کے لیے شہادت دیں گے جنہیں ان دونوں پتھروں نے وفاء میں پورا پایا۔

8. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَأْتِي الرُّكْنُ يَوْمَئِذٍ - يَعْنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - اَعْظَمُ مِنْ اَبِيْ قُبَيْسٍ لَهٗ لِسَانٌ وَ شَفَتَانِ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: حبیب رب العالمین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن حجرِ اسود جبل ابی قبیس سے بڑا ہو کر آئے گا اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔

9. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعِيْدُ الْحَجَرَ اِلٰى مَا خَلَقَهٗ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔

(اخرجہ الازرقی)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالی حجرِ اسود کو پہلی صورت پر لوٹائے گا جس صورت پر پہلے اس کو پیدا کیا گیا تھا۔

10. اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَسْحُ الْحَجَرِ وَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيْ يَحُطُّ الْخَطَايَا حَطًّا۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: بے شک سید الانبیاء رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حجرِ اسود اور مقامِ

ابراہیم کو مس کرنا گناہوں کو یقیناً گرا دیتا ہے۔

11. و فی رسالۃ الحسن عن النبی ﷺ: اَنَّ عِنْدَ الرُّکْنِ الْیَمَانِیْ بَابًا مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَ الرُّکْنُ الْاَسْوَدُ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَ اَنَّهُ مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْعُوْ عِنْدَ الرُّکْنِ الْاَسْوَدِ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ، وَ کَذَالِكَ عِنْدَ الْمِیْزَابِ۔

ترجمہ: حضرت حسن بصری کے رسالہ میں نبی کریم ﷺ سے روایت ہے بے شک رکن یمانی کے نزدیک جنت کے دروازوں سے ایک دروازہ ہے اور حجرِ اسود جنت کے دروازوں سے ایک دروارہ ہے کوئی ایک نہیں دعا کرتا حجرِ اسود کے نزدیک مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور اسی طرح میزاب رحمت کے نزدیک۔

12. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: اَنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ وَقَفَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ وَ عَلٰی رَأْسِهٖ عِصَابَةٌ حَمْرَاءُ وَ قَدْ عَلَاهَا الْغُبَارُ. فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ: مَا هٰذَا الْغُبَارُ الَّذِیْ اَرٰی یَا جِبْرِیْلُ؟ قَالَ: اِنِّیْ زُرْتُ الْبَیْتَ فَازْدَحَمَتِ الْمَلَائِکَةُ عَلَی الرُّکْنِ فَهٰذَا الْغُبَارُ مِمَّا اَثَارَتْهُ بِاَجْنِحَتِهَا۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام ایک دن سردارِ انبیاء رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے آپ کے سر پر سرخ عمامہ تھا جس کے اوپر غبار لگا ہوا تھا۔ جبرئیل علیہ السلام سے نبی کریم ﷺ نے پوچھا: اے جبرئیل یہ غبار جو میں دیکھ رہا ہوں یہ کس طرح آپ کے عمامہ پر لگی؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے بیت اللہ کی زیارت کی ہے، حجرِ اسود پر ملائکہ نے بھیڑ کی ہوئی تھی یہ غبار وہ ہے جو فرشتوں کے پروں کی وجہ سے آئی ہے۔

13. اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: وُکِّلَ بِهٖ - یَعْنِیْ الرُّکْنَ الْیَمَانِیَ - سَبْعُوْنَ مَلَکًا۔ مَنْ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ قَالُوْا: اٰمِیْنَ۔

(رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو شخص کہتا ہے اے اللہ بے شک میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عفو اور عافیۃ کا سوال کرتا ہوں اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں حسنہ عطا فرما اور آخرت میں حسنہ عطا فرما اور ہمیں عذابِ نار سے محفوظ فرما، تو ستر فرشتے کہتے ہیں آمین۔

14. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: عَلَى الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ وَ عَلَى الْحَجَرِ مَلَكَانِ يُؤَمِّنَانِ عَلٰى دُعَاءِ مَنْ مَرَّ بِهِمَا۔ وَاِنَّ عَلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ مَا لَا يُحْصٰى۔ (اخرجه الازرقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں: رکن یمانی اور حجرِ اسود پر دو فرشتے مقرر ہیں اس شخص کی دعا پر آمین کہتے ہیں جو رکن یمانی اور حجرِ اسود سے گذرتا ہے اور بے شک حجرِ اسود پر اتنی برکتیں نازل ہوتی ہیں جو گنتی سے باہر ہیں۔

15. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ دَعَا اُسْتُجِيْبَ لَهُ. قَالَ: فَقِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ وَ اِنْ اَسْرَعَ؟ قَالَ: وَ اِنْ كَانَ اَسْرَعَ مِنْ بَرْقِ الْخُلَّبِ۔ (رواه الجندی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: جس شخص نے حجرِ اسود کا استلام کیا پھر دعا مانگی اس کی دعا قبول کی جائے گی پھر عبداللہ ابن عباس سے کہا گیا اگرچہ دعا کرنے والا جلدی چاہے آپ نے فرمایا: اگرچہ وہ جلدی چاہے اس برق اور چمک سے بھی جلدی جس میں بارش نہیں ہوتی۔

16. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا مَرَرْتُ بِالرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ اِلَّا وَ عِنْدَهُ مَلَكٌ يُنَادِيْ آمِيْنَ آمِيْنَ. فَاِذَا مَرَرْتُمْ بِهِ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (اخرجه ابو ذر)

ترجمہ: محبوب کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں گزرا رکن یمانی سے مگر اس کے نزدیک ایک فرشتہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا آمین آمین جب تم رکن

یمانی سے گزرو تو کہو: اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں حسنۃ اور آخرۃ میں حسنۃ عطا فرما اور عذابِ نار سے پناہ عطا فرما۔

17. عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: اِسْتَمْتِعُوْا مِنْ هٰذَا الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ قَبْلَ اَنْ يُّرْفَعَ، فَاِنَّهٗ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ وَ اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِیْ لِشَیْءٍ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا رَجَعَ اِلَيْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس حجرِ اسود سے نفع اٹھاؤ اس سے قبل کہ اسے اٹھالیا جائے کیونکہ یہ جنت سے نازل ہوا ہے اور نہیں مناسب کسی چیز کے لیے جو جنت سے نکلی ہو مگر قیامت سے پہلے وہ جنت کی طرف رجوع کرے گی۔

18. عَنْ عَبْدِاللہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا قَالَ: نَزَلَ جِبْرِيْلُ بِهٰذَا الْحَجَرِ مِنَ الْجَنَّةِ فَتَمَتَّعُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَزَالُوْنَ بِخَيْرٍ مَا دَامَ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ، فَاِنَّهٗ يُوْشِكُ اَنْ يُّرْجَعَ بِهٖ مِنْ حَيْثُ جَاءَ۔ (اخرجهما الطبرانی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام حجرِ اسود جنت سے لے کر زمین پر اترے پس اس سے برکت حاصل کرو جتنی استطاعت رکھتے ہو کیونکہ بے شک تم ہمیشہ خیر کے ساتھ رہو گے جب تک حجرِ اسود تمہارے پاس رہے گا بے شک عنقریب واپس لوٹایا جائے گا اس حجرِ اسود کو جہاں سے آیا تھا۔

19. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ: اِسْتَمْتِعُوْا مِنْ هٰذَا الْبَيْتِ فَاِنَّهٗ هُدِمَ مَرَّتَيْنِ وَيُرْفَعُ فِی الثَّالِثَةِ۔ (اخرجه ابن بان و الحاکم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر نے فرمایا کہ سرورِ دو جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ شریف سے برکتیں حاصل کرو کیونکہ کعبہ دو مرتبہ گرایا جائے گا اور تیسری مرتبہ اٹھایا جائے گا۔

20. عن ابن عباس انه قَالَ: اَلرُّكْنُ الْاَسْوَدُ يَمِيْنُ اللهِ فِي الْاَرْضِ يُصَافِحُ بِهٖ عِبَادَهٗ وَ الَّذِيْ نَفْسُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِيَدِهٖ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَسْأَلُ اللهَ عِنْدَهٗ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ. (اخرجه الازرقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حجرِ اسود زمین میں اللہ تعالیٰ کا دائیاں (مبارک) ہاتھ ہے اس کے ساتھ اپنے بندوں سے مصافحہ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں عبداللہ ابن عباس کی جان ہے! کوئی مسلم آدمی اس کے نزدیک کسی شے کا سوال نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ وہ اس کو عطا فرماتا ہے۔

21. وَ عَنْهُ قَالَ: اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ يَدُ اللهِ فِي الْاَرْضِ، مَنْ مَسَّهٗ فَاِنَّمَا يُبَايِعُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ. (اخرجه سعید بن منصور)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس بیان فرماتے ہیں حجرِ اسود اللہ تعالیٰ کا دائیاں (مبارک) ہاتھ ہے زمین میں جس شخص نے اس کو مس کیا بلاشبہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیعت کی۔

22. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ يَمِيْنُ اللهِ فِيْ اَرْضِهٖ، فَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ بَيْعَةَ النَّبِيِّ ﷺ فَمَسَحَ الْحَجَرَ فَقَدْ بَايَعَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ.

(رواه ابو طاهر المخلص فی فوائده)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حجرِ اسود اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کا دائیاں (مبارک) ہاتھ ہے پس جو شخص نبی کریم ﷺ کی بیعت نہیں پاسکا پس اس نے حجرِ اسود کو مس کیا پس بے شک اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ بیعت کی۔

23. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ فَاوَضَ الْحَجَرَ فَاِنَّمَا يُفَاوِضُ يَدَ الرَّحْمٰنِ. (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: سرورِ دو جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے حجرِ اسود کو مس کیا اس نے رحمٰن کے ہاتھ کو مس کیا۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ مطلق ہاتھ یا دائیں ہاتھ سے پاک ہے قرآن اور حدیث میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے لیے "ید" ہاتھ کا ذکر ہو اس جگہ اس کی قدرت اور اس کی شان کے لائق ہاتھ مراد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "لیس کمثلہ شیء" (اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے) لہٰذا کسی انسان یا ذی روح کی ہاتھ کی طرح اللہ تعالیٰ کا ہاتھ سمجھنا باطل ہے۔

24. عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ تَكْثِرُ مِنْ اِسْتِلَامِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيْ قَالَ: مَا اَتَيْتُ عَلَيْهِ قَطُّ اِلَّا وَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ عِنْدَهٗ يَسْتَغْفِرُ لِمَنْ يَسْتَلِمُهٗ۔ (اخرجه الازرقی)

ترجمہ: حضرت عطا سے روایت ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! آپ رکن یمانی کا کثرت سے استلام فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں رکن یمانی پر ہرگز نہیں آیا مگر میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اس کے نزدیک کھڑے اس آدمی کے لیے استغفار کر رہے ہیں جس نے رکنِ یمانی کا استلام کیا۔

نوٹ: رکن یمانی کا استلام یہ ہے کہ اسے دونوں ہاتھوں سے چھوا جائے اگر یہ ممکن نہ ہو تو دور سے ہاتھ کے اشارہ سے استلام جائز نہیں ہے۔ (محمد رفیق حسنی)

حجرِ اسود اور کنِ یمانی اور حجرِ اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان واقع جگہ کی فضیلت:

حکایت: امام شعبی فرماتے ہیں میں نے عجیب اور حیران کن امر دیکھا ہم کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوتے تھے میں اور عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن الزبیر اور مصعب ابن الزبیر اور عبد الملک ابن مروان یہ لوگ جب اپنی باتوں سے فارغ ہوئے تو

کہنے لگے ہم میں سے ایک ایک آدمی اٹھے اور رکن یمانی کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال کرے اللہ تعالیٰ اپنی وسیع رحمت سے اسے حاجت عطا فرمائے گا۔ کہنے لگے اے عبداللہ ابن زبیر تم پہلے اٹھو کیونکہ آپ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے پیدا ہوئے۔ عبداللہ ابن الزبیر کھڑے ہوئے رکن یمانی کو پکڑا پھر کہا: "اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَظِیْمٌ تُرْجیٰ لِکُلِّ عَظِیْمٍ اَسْئَلُكَ بِحُرْمَةِ وَجْھِكَ وَ حُرْمَةِ عَرْشِكَ وَ حُرْمَةِ نَبِیِّكَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ۔" اے اللہ بے شک تو عظیم ہے تجھ سے ہر عظیم امور کے لئے امید کی جاتی ہے میں تجھ سے تیری ذات کی عظمت اور تیرے عرش کی عظمت اور تیرے نبی ﷺ کی عظمت کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا سے اس وقت تک موت نہ دے جب تک تو مجھے حجاز کی حکومت اور خلافت عطا نہ فرمائے پھر عبداللہ واپس آکر بیٹھ گئے۔ پھر انہوں نے کہا: مصعب ابن الزبیر تم اٹھو۔ حضرت مصعب اٹھے رکن یمانی کو پکڑا اور عرض کیا: "اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ رَبُّ كُلِّ شَیْءٍ وَ اِلَیْكَ كُلُّ شَیْءٍ اَسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ عَلیٰ كُلِّ شَیْءٍ" (اے اللہ! بے شک تو ہر چیز کا رب ہے اور ہر چیز تیری طرف لوٹتی ہے میں تیری ہر چیز پر قدرت کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک مجھے عراق کی حکومت نہ ملے اور سکینہ بنت حسین سے نکاح نہ ہو۔ پھر واپس آکر مصعب بیٹھ گیا۔ پھر عبدالملک ابن مروان اٹھا اور رکن یمانی کو پکڑ کر کہا: "اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ النَّبَاتِ بَعْدَ الْقَفْرِ" اے اللہ ساتوں آسمانوں کے رب اور خشکی کے بعد سرسبز زمین کے رب میں تجھ سے تیرے امر کے مطیع بندوں کے ان اسماء مبارکہ کے طفیل سوال کرتا ہوں جن کے ساتھ انہوں نے سوال کیا اور تیری ذات کی حرمت کے طفیل سوال کرتا ہوں اور تیری ساری مخلوق کے حق کے طفیل اور تیرے گھر کا طواف

کرنے والوں کے طفیل سوال کرتا ہوں اور تیرے گھر کا طواف کرنے والوں کے حق کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک مجھے شرق اور غرب کی کل حکومت نہ دے اور جو میرے ساتھ منازعت اور جھگڑا کرے اس کا سر میرے پاس آئے پھر عبدالملک واپس آکر بیٹھ گیا پھر حضرت عبداللہ ابن عمر اٹھے اور رکن یمانی کو پکڑ کر عرض کیا: "اَللّٰهُمَّ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِيْ سَبَقَتْ غَضَبَكَ وَ اَسْئَلُكَ بِقُدْرَتِكَ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِكَ"۔ اے اللہ یا رحمٰن یا رحیم تیری رحمت جو تیرے غضب پر غالب ہے، کے طفیل تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری قدرت جو تیری ساری مخلوق پر ہے، کے طفیل سوال کرتا ہوں تو مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میرے لیے جنت واجب نہ کرنا۔ امام شعبی کہتے ہیں میری آنکھیں دنیا سے نہیں گئیں حتی کہ میں نے دیکھا ہر شخص کو وہ چیز ملی جس کا اس نے سوال کیا تھا اور حضرت عبداللہ ابن عمر کو موت سے پہلے جنت کی بشارت دی گئی۔ (ہدایۃ السالک)

1. عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: بَلَغَنِيْ اَنَّ بَيْنَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيْ وَ الرُّكْنِ الْاَسْوَدِ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ، لَا يُفَارِقُوْنَهٗ، هُمْ هُنَالِكَ مُنْذُ خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ الْبَيْتَ۔

(اخرجه الازرقی)

ترجمہ: حضرت مجاہد کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رکن یمانی اور رکن حجرِ اسود کے درمیان ستر ہزار فرشتے ہیں اس جگہ سے جدا نہیں ہوتے یہ فرشتے وہیں ہوتے ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو پیدا فرمایا۔

2. فِيْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيْ رَحِمَهُ اللهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ حَوْلَ الْكَعْبَةِ لَقُبُوْرُ ثَلَاثِمَائَةِ نَبِيٍّ، وَ اِنَّ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيْ اِلَى الرُّكْنِ الْاَسْوَدِ قُبُوْرُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا۔

ترجمہ: حضرت حسن بصری کے رسالہ میں ہے بے شک جانِ دوعالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کعبہ کے ارد گرد تین سو نبیوں کی قبریں ہیں اور بے شک رکن یمانی سے رکن حجر اسود تک ستر نبیوں کی قبریں ہیں۔

3. وَ فِيهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا بَيْنَ الرُّكْنِ الْيَمَانِيْ وَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ.

ترجمہ: اسی رسالہ میں ہے بے شک سید الانبیاء رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رکن یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے۔

4. وَيُرْوٰى اَنَّ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ وَ زَمْزَمَ قَبْرُ نَحْوٍ مِنْ اَلْفِ نَبِيٍّ.

ترجمہ: ایک روایت میں ہے رکن حجر اسود اور آب زم زم کے درمیان ایک ہزار کے قریب نبیوں کی قبریں ہیں۔

5. و فی رسالۃ الحسن اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ خَيْرَ الْبُقَاعِ وَ اَقْرَبَهَا اِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ. وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنِ النَّبِيِّ اَنَّهُ قَالَ: مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ مُلْتَزَمٌ. مَا يَدْعُوْ بِهٖ صَاحِبُ عَاهَةٍ اِلَّا بَرِئَ. (رواہ الطبرانی)

ترجمہ: حضرت حسن بصری کے رسالہ میں ہے حبیب رب العالمین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین کے ٹکڑوں سے اللہ تعالی کے نزدیک افضل حصہ اور اقرب اللہ عز و جل کے نزدیک رکن حجر اسود اور مقامِ ابراہیم کے درمیان ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رکن حجر اسود اور مقامِ ابراہیم (باب الکعبہ) کے درمیان ملتزم ہے۔ صاحب مرض جو دعا اس کے قریب مانگے بری ہو گا اور شفا ہو گی۔

حطیم اور ملتزم پر دعا کی فضیلت:

1. عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: طُفْتُ مَعَ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِي، فَلَمَّا جَاءَ دُبُرَ الْكَعْبَةِ قُلْتُ: اَلَا تَتَعَوَّذُ؟ قَالَ: نَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ۔ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَ قَامَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْبَابِ فَوَضَعَ صَدْرَهٗ وَ وَجْهَهٗ وَ ذِرَاعَيْهِ وَ كَفَّيْهِ هٰكَذَا وَ بَسَطَهُمَا بَسْطًا۔ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهٗ۔ (رواہ ابو داود)

ترجمہ: حضرت عمرو کے والد شعیب نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرو کے ساتھ کعبہ کا طواف کیا جب ہم کعبہ کے پیچھے پہنچے میں نے عرض کیا: کیوں نہیں آپ پناہ مانگتے؟ آپ نے کہا: ہم پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالی کے ساتھ نار سے۔ پھر آپ چلے حتی کہ حجرِ اسود کا استلام فرمایا، رکن حجرِ اسود اور باب کعبہ کے درمیان کھڑے ہو گئے اپنا سینہ اور چہرہ اور بازو اور ہتھیلیاں دیوار پر رکھ دیں اور دونوں ہاتھوں کو کعبہ کی دیوار پر بچھا دیا اور فرمایا: اس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا۔

2. عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ صَفْوَانٍ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قُلْتُ: لَاَلْبِسَنَّ ثِيَابِيْ - وَ كَانَتْ دَارِيْ عَلَى الطَّرِيْقِ - وَ لَاَنْظُرَنَّ كَيْفَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ قَدْ خَرَجَ مِنَ الْكَعْبَةِ هُوَ وَ اَصْحَابُهٗ قَدِ اسْتَلَمُوا الْبَيْتَ مِنَ الْبَابِ اِلَى الْحَطِيْمِ وَ قَدْ وَضَعُوْا خُدُوْدَهُمْ عَلَى الْبَيْتِ وَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَسَطَهُمْ۔ (رواہ احمد و ابو داود)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن ابن صفوان بیان کرتے ہیں جب سرکارِ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا میں نے کہا میں ضرور لباس پہن لوں جبکہ میرا گھر راستہ پر تھا اور دیکھوں کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے ہیں۔ پس میں حاضر ہوا میں

نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کعبہ سے وہ اور آپ کے صحابہ نکلے انہوں نے بیت اللہ کا دروازے سے حطیم تک استلام کیا۔ بے شک انہوں نے اپنے رخسار کعبہ پر رکھ دیے اور رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان تھے۔

فائدہ: حطیم کا معنی توڑنے والا۔ حطیم کو حطیم اس لیے کہا جاتا ہے اسلام سے پہلے جو شخص اس جگہ جھوٹی قسم اٹھاتا تھا اس کی سزا اسی وقت مل جاتی تھی لوگ اس جگہ قسم اٹھانے سے ڈرتے تھے حطم کا معنی توڑنا ہے گویا اسی جگہ اس کی گردن توڑ دی جاتی تھی۔

3. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ كَانَ يَلْتَزِمُ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْبَابِ. وَ كَانَ يَقُوْلُ: مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْبَابِ يُدْعَى الْمُلْتَزَمُ، لَا يَلْتَزِمُ مَا بَيْنَهُمَا اَحَدٌ يَسْأَلُ اللهَ تَعَالٰى شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رکن حجر اسود اور دروازے کے درمیانی جگہ کو گلے لگاتے تھے (التزام کا مفہوم گلے لگانا ہے) اور فرماتے تھے: رکن حجر اسود اور دروازے کے درمیانی جگہ کو ملتزم کہا جاتا ہے اس جگہ کوئی ایک شخص کعبہ کی دیوار کو گلے لگا کر سوال نہیں کرے گا مگر اللہ تعالی اس کو وہ چیز عطا فرمائے گا۔

فائدہ: کعبہ پر چہرہ رکھنے کا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیوار پر پیشانی رکھی جائے جس طرح سجدہ میں ہوتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کعبہ کی دیوار پر رخسار رکھے جائیں جیسا کہ ایک روایت میں گزرا ہے۔

4. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: اَلْمُلْتَزَمُ مَوْضِعٌ يُسْتَجَابُ فِيْهِ الدُّعَاءُ، وَ مَا دَعَا عَبْدٌ اللهَ تَعَالٰى فِيْهِ دَعْوَةً اِلَّا اسْتَجَابَهَا. قَالَ: فَوَاللهِ مَا دَعَوْتُ اللهَ تَعَالٰى قَطُّ فِيْهِ اِلَّا اَجَابَنِيْ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں: میں نے تاجدارِ حرم رسول اللہ

ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ملتزم ایسی جگہ ہے جہاں دعا قبول کی جاتی ہے کسی عبد نے اللہ تعالیٰ سے اس جگہ میں دعا نہیں مانگی مگر اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں پس اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے اللہ تعالیٰ سے اس جگہ ہر گز کوئی دعا نہیں مانگی مگر قبول ہوئی ہے۔ حضرت عمرو بن دینار اور حضرت سفیان ثوری اور حضرت حمیدی اور امام شافعی اور امام محمد ابن حسن اور عبید اللہ ابن محمد اور حضرت حمزۃ اور ابو الحسن اور ابو طاہر اصبہانی اور ابو عبداللہ تفلیسی اور حافظ ابن مندی اور محب الدین طبری اور دیگر حضرات نے قسم اٹھا کر کہا کہ ہم نے ملتزم پر جو دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

5. عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: طَافَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ نَزَلَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، ثُمَّ صَلّٰى تُجَاهَ الْكَعْبَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَتَى الْمُلْتَزَمَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سَرِيْرَتِيْ وَ عَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ وَ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ سُؤْلِيْ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا يُبَاشِرُ قَلْبِيْ وَ يَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَنْ يُصِيْبَنِيْ اِلَّا مَا كَتَبَ لِيْ وَ الرِّضَا بِمَا قَضَيْتَ عَلَيَّ. فَاَوْحَى اللهُ تَعَالٰى: يَا آدَمُ، قَدْ دَعَوْتَنِيْ بِدَعَوَاتٍ وَ اسْتَجَبْتُ لَكَ وَ لَنْ يَّدْعُوَنِيْ بِهَا اَحَدٌ مِنْ وُلْدِكَ اِلَّا كَشَفْتُ هُمُوْمَهٗ وَ كَفَفْتُ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهٗ وَ نَزَعْتُ الْفَقْرَ مِنْ قَلْبِهٖ وَ جَعَلْتُ الْغِنٰى بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَ تَجَرْتُ لَهٗ مِنْ وَرَاءِ تِجَارَةِ كُلِّ تَاجِرٍ وَ اَتَتْهُ الدُّنْيَا وَ هِيَ رَاغِمَةٌ وَ اِنْ كَانَ لَا يُرِيْدُهَا. قَالَ: فَمُنْذُ طَافَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ سُنَّةَ الطَّوَافِ.

ترجمہ: حضرت سلیمان ابن بریدۃ کے والد بریدۃ بیان کرتے جان دو عالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام زمین پر نازل ہوئے (مکہ پہنچے) آپ

نے بیت اللہ کا سات چکروں سے طواف کیا پھر کعبہ کے سامنے دو رکعت نفل ادا کیے پھر ملتزم پر آئے اور کہا: اے اللہ! بے شک میرا باطن اور ظاہر تو جانتا ہے میری معذرت قبول فرما اور جو کچھ میرے نفس میں ہے تو جانتا ہے پس میرے گناہ معاف فرما اور تو میری حاجت جانتا ہے مجھے میرا سوال عطا فرما۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل میں بیٹھ جائے اور ایسا یقین صادق طلب کرتا ہوں حتی کہ مجھے یقین ہو کہ مجھے ہر گز کوئی چیز نہیں پہنچے گی مگر وہ جو تو نے لکھ لی ہے اور جو تو نے میرے اوپر فیصلے فرمائے ہیں ان کے رضا کا سوال کرتا ہوں۔ پس اللہ تعالی نے وحی فرمائی اے آدم! بے شک تو نے مختلف دعاؤں سے دعا مانگی ہے اور میں نے تیرے لیے قبول کر لی ہیں اور تیری اولاد میں سے ان دعاؤں میں سے کوئی شخص دعا نہیں مانگے گا مگر میں اس کے غم دور کر دوں گا اور اس کے مال اور اسباب کی حفاظت کروں گا اور اس کے دل سے فقر نکال دوں گا اور اس کی آنکھوں کے سامنے غنا لے آؤں گا اور اس کے لیے ہر تجارت کے ساتھ تجارت کروں گا اور اس کے پاس دنیا آئے گی جبکہ اس کے لئے دنیا مطیع اور ذلیل ہونے والی ہو گی اگرچہ وہ شخص دنیا کا ارادہ نہیں کرے گا۔ فرمایا: جب سے آدم علیہ السلام نے طواف فرمایا یہ سات چکر طواف کی سنت ہو گئے۔

کعبہ کے ارد گرد وہ مبارک زمین کے حصے جن پر سرورِ دو عالم ﷺ نے نماز ادا فرمائی:

1. ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ خَلْفَ الْمَقَامِ.

ترجمہ: صحیح بخاری میں ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت ادا کیے۔

2. عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبِرْنِيْ بِأَشَدِّ شَيْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ حَجْرِ الْكَعْبَةِ اِذَا اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنِ اَبِيْ مُعِيْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِيْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى اَخَذَ بِمَنْكِبِهٖ وَ دَفَعَهٗ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَ قَالَ: "اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللهُ" الآية. (رواه البخاری)

ترجمہ: حضرت عروۃ بن الزبیر نے کہا میں نے عبداللہ ابن عمرو سے سوال کیا کہ آپ مجھے سب امور سے وہ اشد امر بتائیں جو مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ عبداللہ نے کہا: نبی کریم ﷺ حطیم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اس وقت عقبہ ابن ابی معیط آگیا اس نے اپنا کپڑا آپ ﷺ کی گردن میں ڈالا شدت سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گلا دبایا پس ابو بکر آگئے حتی کہ ابو بکر نے اس عقبہ کا کندھا پکڑ کر اس کو نبی کریم ﷺ سے دور کر دیا اور یہ آیت پڑھی: کیا تم اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب میرا اللہ تعالیٰ ہے۔

3. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ اَمَّ بِهٖ - حِيْنَ فُرِضَتِ الصَّلَاةُ - عِنْدَ بَابِ الْكَعْبَةِ مَرَّتَيْنِ. (رواه الشافعی)

ترجمہ: عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک جبرئیل علیہ السلام نے کعبہ کے دروازہ کے نزدیک دو مرتبہ نماز میں میری امامت فرمائی جب نماز فرض کی گئی۔

4. عَنِ ابْنِ عُمَرَ: اَلْبَيْتُ كُلُّهٗ قِبْلَةٌ، وَ قِبْلَتُهٗ وَجْهُهٗ، فَاِنْ فَاتَكَ ذَالِكَ فَعَلَيْكَ بِقِبْلَةِ النَّبِيِّ ﷺ تَحْتَ الْمِيْزَابِ. (اخرجه سعيد بن منصور)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ لوگوں کے لیے بیت اللہ شریف سارا قبلہ ہے اور بیت اللہ کا قبلہ بیت اللہ کا چہرہ ہے یعنی دروازے کی جانب

مشرقی دیوار، پس اگر بیت اللہ کے چہرے کی طرف منہ کرنا نہ مل سکے تو تجھ پر لازم ہے نبی کریم ﷺ کا قبلہ میزاب رحمت کی جانب منہ کر۔

نوٹ: مدینہ منورہ سے سرورِ دو عالم ﷺ کا چہرہ مبارک میزاب رحمت اور حطیم کی جانب ہوتا ہے کعبہ کی یہی دیوار مدینہ منورہ سے قبلہ پڑتی ہے اس لیے اس کی جانب کو قبلۃ النبی کہا جاتا ہے۔

کعبہ کی طرف نظر میں فضیلت:

1. رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: اَلنَّظْرُ اِلَی الْبَیْتِ الْحَرَامِ عِبَادَۃٌ۔

(اخرجه ابن الجوزی)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت حرام (کعبہ) کی طرف نظر عبادت ہے۔

2. فِیْ رِسَالَۃِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: مَنْ نَظَرَ اِلَی الْبَیْتِ اِیْمَانًا وَ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ، وَ مَا تَاَخَّرَ وَ حُشِرَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی الْاٰمِنِیْنَ۔ وَ فِیْھَا عَنْہُ ﷺ: مَنْ نَظَرَ الْبَیْتَ نَظْرَۃً مِنْ غَیْرِ طَوَافٍ وَلَا صَلَاۃٍ کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ سَنَّۃٍ بِغَیْرِ مَکَّۃٍ صَائِمًا وَ قَائِمًا رَاکِعًا وَ سَاجِدًا۔

ترجمہ: حضرت حسن بصری کے رسالہ میں ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ایمان اور ثواب کی نیت سے کعبۃ اللہ کو دیکھا اس کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے اور قیامت کے دن امن والے اور بے خوف لوگوں سے اٹھے گا۔ اور اسی رسالہ میں نبی کریم ﷺ سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے بیت اللہ کو ایک نظر دیکھا بغیر حالت نماز اور طواف کے اللہ عزوجل کے نزدیک دیکھنا مکہ کے علاوہ دوسری جگہ کی ایک سال

کی عبادت سے بہتر ہے۔ اس حال میں کہ وہ شخص صائم اور قائم اور رکوع اور سجدہ کرنے والا ہو ایک سال تک۔

3. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَلنَّظْرُ اِلَى الْكَعْبَةِ مَحْضُ الْاِيْمَانِ. (رواہ الجندی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں: کعبۃ کی طرف نظر خالص ایمان ہے۔

4. عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ اِيْمَانًا وَ تَصْدِيْقًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ.

ترجمہ: حضرت سعید ابن المسیب فرماتے ہیں جس شخص نے بیت اللہ شریف کو ایمان اور تصدیق کے ساتھ دیکھا وہ گناہوں سے خارج ہو گیا اس دن کی طرح جس دن اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔

5. عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: اَلنَّظْرُ اِلَى الْبَيْتِ الْحَرَامِ عِبَادَةٌ فَالنَّاظِرُ لَهٗ بِمَنْزِلَةِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الْمُخْبِتِ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ.

(اخرجهما الازرقی)

ترجمہ: حضرت عطا سے روایت ہے آپ نے فرمایا: بیت اللہ کی طرف نظر عبادۃ ہے کعبہ کی طرف دیکھنے والا بمنزلہ صائم دائم انکساری کرنے والا اللہ تعالی کے راستے میں جہاد کرنے والا ہے۔

6. عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: مَنْ نَظَرَ اِلَى الْكَعْبَةِ اِيْمَانًا وَ تَصْدِيْقًا تَتَحَاتُّ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَحَاتُّ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرِ.

ترجمہ: حضرت سعید ابن مسیب نے فرمایا: جس آدمی نے کعبۃ اللہ کو ایمان اور تصدیق کے ساتھ دیکھا اس کے گناہ اس طرح گر جائیں گے جیسے درختوں کے پتے۔

کعبہ کے اندر داخل ہونے کی دعا:

• ثَبَتَ اَنَّ سَيِّدَنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ دَخَلَ الْبَيْتَ وَ صَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ وَ اَنَّهٗ دَعَا وَ كَبَّرَ فِيْ نَوَاحِيْهِ.

1. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ دَخَلَ الْبَيْتَ دَخَلَ فِيْ حَسَنَةٍ وَ خَرَجَ مِنْ سَيِّئَةٍ مَغْفُوْرًا لَهٗ. (رواہ البیہقی)

ترجمہ: قرۃ العینین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص بیت اللہ میں داخل ہوا وہ نیکیوں میں داخل ہوا اور گناہوں سے مغفرت کیا ہوا خارج ہو۔ بعض روایات میں باقی زندگی میں معصوم رہنے کا لفظ وارد ہے اگر ایسا ہے تو عصمت سے مراد کفر سے عصمت ہے اور اسے ایمان پر موت واقع ہونے کی بشارت ہے۔

2. عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ دَخَلَ فِيْ رَحْمَةِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ فِيْ حِمَى اللهِ وَ فِيْ اَمْنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنْ خَرَجَ خَرَجَ مَغْفُوْرًا لَهٗ.

(ذکرہ الحسن فی رسالتہ)

ترجمہ: نور الکونین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کعبہ میں داخل ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہوا اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اور اللہ تعالیٰ کے امن میں داخل ہوا اور جو شخص خارج ہوا وہ مغفور لہ خارج ہوا۔

3. عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: طُفْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ خَمْسَةَ اَسَابِيْعَ كُلَّمَا طُفْنَا سَبْعًا دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَصَلّٰى فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ. (اخرجہ الازرقی)

ترجمہ: حضرت موسیٰ ابن عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے سالم ابن عبد اللہ کے ساتھ پانچ طواف ادا کیے جب ہم طواف کے سات چکر ختم کرتے تھے وہ کعبہ میں داخل ہو جاتے تھے اور کعبہ کے اندر دو رکعت ادا کرتے تھے۔

حطیم میں نماز پڑھنے کی فضیلت:

1. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ فَأُصَلِّيَ فِيهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي الْحَجَرَ وَ قَالَ: صَلِّي فِي الْحَجْرِ إِنْ أَرَدْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ، فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ، وَلٰكِنَّ قَوْمَكِ اسْتَقْصَرُوهُ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ فَأَخْرَجُوهُ مِنَ الْبَيْتِ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں پسند کرتی تھی کہ بیت اللہ میں داخل ہو کر نماز ادا کروں پس رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پس مجھے حطیم میں داخل فرمایا اور فرمایا: اس حطیم میں نماز پڑھو اگر بیت اللہ میں داخل ہونے کا ارادہ ہے بے شک یہ بیت اللہ کا حصہ ہے لیکن تیری قوم نے بیت اللہ جب بنایا اس کو کم کر دیا اور اس حصے کو بیت اللہ سے نکال دیا۔

2. عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَرْسَلْتُ إِلَى شَيْبَةَ أَنِ افْتَحِ الْكَعْبَةَ بِاللَّيْلِ فَقَالُوا: إِنَّا لَا نَفْتَحُهَا بِاللَّيْلِ، فَدَخَلَتِ الْحَجَرَ فَصَلَّتْ وَلَصِقَتْ بِالْكَعْبَةِ. وَ قَالَتْ: أَخْبِرُوهُ إِنِّي صَلَّيْتُ فِي الْكَعْبَةِ وَهُوَ مَلُومٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کعبہ کے چابی بردار شیبہ کی طرف آدمی بھیجا کہ رات کو کعبہ کا دروازہ کھول دینا پس انہوں نے کہا: ہم رات کو دروازہ نہیں کھولتے۔ تو میں حطیم میں داخل ہوئیں اور نماز پڑھی اور کعبہ کے ساتھ چپک گئیں اور فرمایا: شیبہ کو جا کر خبر دو بے شک میں نے کعبہ کے اندر نماز پڑھی ہے اور شیبہ کو ملامت کی گئی۔

3. فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يُصَلِّي فِي حِجْرِ الْكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ۔

ترجمہ: صحیح بخاری میں ہے اس درمیان کہ نبی کریم ﷺ حطیم میں نماز پڑھ

رہے تھے جب عقبہ ابن ابی معیط آیااور اس نے سرورِ دوعالم ﷺ کی گردن میں کپڑا ڈال کر شدید پھندا ڈالا تو ابو بکر صدیق نے اسے کندھے سے پکڑا اور آپ سے دور کیا اور کہا: تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ (یہ حدیث پہلی گزر چکی ہے)

4. رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: صَلُّوْا فِیْ مُصَلَّی الْاَخْیَارِ، وَ اشْرَبُوْا مِنْ شَرَابِ الْاَبْرَارِ۔ قِیْلَ: وَ مَا مُصَلَّی الْاَخْیَارِ؟ قَالَ: تَحْتَ الْمِیْزَابِ۔ قِیْلَ: فَمَا شَرَابُ الْاَبْرَارِ؟ قَالَ: زَمْزَمُ۔ (رواہ الفاکھی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: اخیار کی نماز کی جگہ نماز پڑھو اور ابرار کے مشروب سے پیو۔ عرض کیا گیا: مصلی الاخیار کیا ہے؟ فرمایا: میزاب کے نیچے۔ اور عرض کیا گیا شراب الابرار کیا ہے؟ فرمایا: زم زم (اور اخیار اور ابرار کے سید ہمارے سید رسول اللہ ﷺ ہیں)۔

5. فی رسالۃ الحسن البصری: اِنَّ اِسْمَاعِیْلَ بْنَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلَاۃُ وَ السَّلَامُ شَکٰی اِلٰی رَبِّہٖ حَرَّ مَکَّۃَ فَاَوْحَی اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ اِلَیْہِ: اِنِّیْ اَفْتَحُ لَکَ بَابًا مِنَ الْجَنَّۃِ فِی الْحِجْرِ یَخْرُجُ عَلَیْکَ الرَّوْحُ مِنْہُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

ترجمہ: حضرت حسن بصری کے رسالہ میں ہے: بے شک حضرت اسماعیل ابن ابراہیم علیہما السلام نے اپنے رب سے مکہ کی گرمی کی شکایت کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: میں نے جنت سے حطیم میں ایک دروازہ کھول دیا ہے قیامت کے دن تک اس دروازے سے تجھے ٹھنڈک آتی رہے گی۔

6. سَمِعْتُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَقْبَلَ ذَاتَ یَوْمٍ فَقَالَ لِاَصْحَابِہٖ: اَلَا تَسْاَلُوْنِیْ مِنْ اَیْنَ جِئْتُ؟ قَالُوْا: مِنْ اَیْنَ جِئْتَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ؟ قَالَ: کُنْتُ قَائِمًا عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ وَ کَانَ قَائِمًا تَحْتَ الْمِیْزَابِ

يَدْعُو اللهَ عِنْدَهٗ۔

ترجمہ: حضرت حسن بصری فرماتے ہیں میں نے سنا حضرت عثمان ابن عفان ایک دن تشریف لائے اور اپنے اصحاب سے کہا: تم کیوں نہیں پوچھتے میں کہاں سے آیا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کہاں سے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا تھا حالانکہ آپ میزاب رحمت کے نیچے اللہ تعالیٰ سے کھڑے ہو کر دعا مانگ رہے تھے۔

7. قَالَ الشَّيْخُ مُحِبُّ الدِّيْنِ الطَّبْرِيُ: اِنَّهٗ يُرْوَىٰ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْعُوْ تَحْتَ الْمِيْزَابِ اِلَّا اسْتُجِيْبَ لَهٗ۔ وَ رُوِيَ عَنْ بَعْضِ السَّلْفِ اَنَّ مَنْ صَلّٰى تَحْتَ الْمِيْزَابِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَعَا بِشَيْءٍ مِائَةَ مَرَّةٍ وَ هُوَ سَاجِدٌ اُسْتُجِيْبَ لَهٗ۔

ترجمہ: شیخ محب الدین طبری بیان کرتے ہیں بے شک روایت کی گئی ہے بے شک جانِ دوعالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی ایک آدمی میزاب کے نیچے دعا نہیں مانگتا مگر اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور بعض سلف صالحین سے مروی ہے بے شک وہ شخص جس نے میزاب کے نیچے دو رکعت ادا کیے پھر کسی شے کے لیے ایک سو مرتبہ دعا کی اس حال میں کہ وہ سجدے میں ہو، اس کی دعا قبول کی جائے گی۔

8. عَنْ عَطَاءٍ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ قَامَ تَحْتَ مَثْعَبِ الْكَعْبَةِ وَ دَعَا اُسْتُجِيْبَ لَهٗ، وَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔ (اخرجه الازرقی)

ترجمہ: حضرت عطا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: جو شخص کعبہ کے پرنالے کے نیچے کھڑا ہو جائے اور دعا کرے اس کے لیے دعا قبول کی جائے گی اور گناہوں سے نکل جائے گا اس دن کی طرح جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔

9. قَالَ ابْنُ اِسْحَاقٍ: اِنَّ اِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ دُفِنَ مَعَ اُمِّهٖ عَلَيْهَا السَّلَامُ فِي الْحِجْرِ ۔ وَ يُقَالُ: اِنَّ مَوْضِعَ قَبْرِ اِسْمَاعِيْلَ مَا بَيْنَ الْمِيْزَابِ اَلٰى بَابِ الْحِجْرِ الْغَرْبِيِّ ۔ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ ۔ وَ يُرْوَىٰ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ ۔ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَلْتَزِمُوْنَ مَا تَحْتَ الْمِيْزَابِ مِنَ الْكَعْبَةِ ۔

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا: حضرت اسماعیل علیہ السلام اپنی ماں علیہا السلام کے ساتھ حطیم میں دفن کیے گئے اور کہا جاتا ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر انور میزاب رحمت اور حطیم کے غربی دروازے کے درمیان ہے۔ اللہ تعالی زیادہ جانتا ہے اور روایت ہے کہ ابوہریرہ اور سعید ابن جبیر اور زین العابدین کعبہ کی میزاب رحمت کے نیچے دیوار کو گلے لگاتے تھے یعنی اس پر سینہ رکھ کر دعا کرتے تھے۔

آبِ زم زم کے فضائل:

1. قَالَتْ اُمُّ اَيْمَنَ حَاضِنَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: اَنَّهٗ ﷺ مَا شَكَا جُوْعًا قَطُّ وَ لَا عَطْشًا ۔ كَانَ يَغْدُوْا اِذَا اَصْبَحَ فَيَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ شَرْبَةً ۔ فَرُبَّمَا عَرَضْنَا عَلَيْهِ الْغَدَاءَ فَيَقُوْلُ: اَنَا شَبْعَانٌ ۔

ترجمہ: حضرت ام ایمن سرورِ دو عالم ﷺ کی خادمہ فرماتی ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہرگز کبھی بھوک کی شکایت نہیں کی اور نہ پیاس کی جس وقت صبح ہوتی تھی آپ صبح کرتے تھے اور آبِ زمزم پی لیتے تھے۔ بعض مرتبہ ہم کھانا پیش کرتے تھے، آپ ﷺ فرماتے تھے: میرا پیٹ بھرا ہوا ہے۔

2. فِيْ حَدِيْثِ اِسْلَامِ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّهَا مُبَارَكَةٌ ۔ اِنَّهَا طَعَامُ طُعْمٍ ۔ (رواہ مسلم) و شفاء سقم ۔

ترجمہ: حضرت ابوذر کے اسلام لانے کے واقعہ میں سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: بے شک آبِ زم زم مبارک ہے بے شک یہ کھانے کا کھانا ہے اور ایک

روایت میں ہے بیماریوں کے لیے شفاء ہے۔

3. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ، فَاِنْ شَرِبْتَهُ تَسْتَشْفِيْ بِهٖ شَفَاكَ اللهُ وَاِنْ شَرِبْتَهُ مُسْتَعِيْذًا اَعَاذَكَ اللهُ وَاِنْ شَرِبْتَهُ لِيَقْطَعَ ظَمَأَكَ قَطَعَهُ۔ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا شَرِبَ مَاءَ زَمْزَمَ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔ (رواہ الحاکم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: محبوب رب العالمین ﷺ نے فرمایا: زم زم کا پانی ہر اس چیز کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے پس اگر تو اسے پیئے تا کہ شفاء حاصل کرے، اللہ تعالیٰ تجھے شفاء عطا فرمائے گا۔ اگر تو اسے پیئے کسی امر سے پناہ مانگنے کے لیے تو اللہ تعالیٰ اس چیز سے پناہ عطا فرمائے گا۔ اور اگر تو اسے پیئے تا کہ تیری پیاس ختم ہو تو تیری پیاس ختم کر دے گا۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباس جب زم زم کا پانی پیتے تھے یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع اور رزقِ واسع اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

4. عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت جابر نے بیان کیا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زم زم کا پانی ہر اس چیز کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے۔

5. حضرت عبداللہ ابن مبارک سے مروی حدیث میں ہے: اَنَّهُ اَتٰى مَاءَ زَمْزَمَ فَاسْتَقٰى مِنْهُ شَرْبَةً ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْكَعْبَةَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنَّ ابْنَ اَبِي الْمَوَالِيْ حَدَّثَنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ۔ وَهٰذَا اَشْرَبُهُ لِعَطَشِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ شَرِبَ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن المبارک زم زم کے پانی پر آئے اس سے برتن میں پانی لیا تو کعبہ کی طرف منہ کیا اور کہا: اے اللہ! بے شک ابن ابی الموالی نے ہمیں

محمد ابن المنکدر رسے اور انہوں نے حضرت جابر سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: زم زم کا پانی ہر اس چیز کے لیے ہوتا ہے جس کے لیے پیا جائے اور یہ پانی میں قیامت کے دن کی پیاس کے لیے پی رہا ہوں۔ پھر آپ نے وہ پانی پی لیا۔

6. اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ جَاءَ اِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقٰى. فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا فَضْلُ، اِذْهَبْ اِلٰى اُمِّكَ فَأْتِ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بِشَرَابٍ مِنْ عِنْدِهَا. فَقَالَ: اسْقِنِىْ. فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْهِ. قَالَ: اسْقِنِىْ، فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ اَتٰى زَمْزَمَ وَ هُمْ يَسْقُوْنَ وَ يَعْمَلُوْنَ فِيْهَا. فَقَالَ: اِعْمَلُوْا فَاِنَّكُمْ عَلٰى عَمَلٍ صَالِحٍ. ثُمَّ قَالَ: لَوْ لَا اَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰى اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ - يَعْنِىْ عَاتِقَهٗ - وَ اَشَارَ اِلٰى عَاتِقِهٖ. وَ فِىْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ الْعَبَّاسُ: اِنَّ هٰذَا شَرَابٌ قَدْ مُغِثَ وَ مُرِثَ، اَ فَلَا نُسْقِيْكَ لَبَنًا وَ عَسَلًا. فَقَالَ: اسْقُوْنَا مِمَّا تَسْقُوْنَ مِنْهُ النَّاسَ. (اخرجها الازرقی)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ زم زم کے پانی کے سقایہ کے پاس آئے اور پانی طلب فرمایا پس حضرت عباس نے فرمایا: اے فضل اپنی ماں کے پاس جاؤ ماں سے رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی لاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانی پلاؤ۔ حضرت عباس نے عرض کیا: یارسول اللہ! بے شک لوگ اس پانی میں ہاتھ ڈالتے ہیں کیونکہ (پانی نکال کر پیتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانی پلاؤ۔ آپ نے زم زم کا پانی پیا پھر زم زم کے کنویں پر آئے لوگ پانی پلا رہے تھے اور کام میں لگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کام کرتے رہو بے شک نیک عمل پر ہو۔ پھر فرمایا: اگر تم پر بھیڑ ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں کنویں میں اترتا حتی کہ رسی اپنے اس کندھے پر رکھتا۔ آپ نے کندھے کی طرف اشارہ فرمایا۔ ایک روایت میں ہے حضرت عباس نے کہا: اس پانی میں لوگ ہاتھ ڈالتے ہیں اور

مکھیاں بیٹھتی ہیں، کیا ہم آپ کو دودھ اور شہد نہ پلائیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس پانی سے پانی پلاؤ جس سے لوگوں کو پلا رہے ہو۔

7. عَنْ جَابِرٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِنَ الْحَجَرِ اَلَى الْحَجَرِ وَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ. ثُمَّ عَادَ اِلَى الْحَجَرِ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى زَمْزَمَ فَشَرِبَ مِنْهَا وَ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ فَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ. ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الصَّفَا فَقَالَ اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِهٖ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت جابر بیان کرتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک تین چکروں میں رمل فرمایا پھر آپ تے دو رکعت پڑھ لیں پھر حجرِ اسود کی طرف واپس آئے پھر زم زم کی طرف گئے اس سے پانی پیا اور سر پر ڈالا پھر واپس ہوئے اور حجرِ اسود کا استلام کیا پھر صفا کی طرف تشریف لے گئے اور فرمایا میں شروع کرتا اس چیز سے جس سے اللہ تعالیٰ نے شروع فرمایا یعنی صفا سے۔ اس حدیث میں رمل کے تین چکروں کا ذکر ہے اور چار مزید چکروں کا ذکر راوی نے ساقط کر دیا۔

8. عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ جَاءَ اِلٰى زَمْزَمَ فَنَزَعُوْا لَهٗ دَلْوًا فَشَرِبَ ثُمَّ مَجَّ فِي الدَّلْوِ ثُمَّ صَبُّوْهُ فِيْ زَمْزَمَ. ثُمَّ قَالَ: لَوْ لَا اَنْ تُغْلَبُوْا عَلَيْهَا لَنَزَعْتُ بِيَدِيْ. رَوَاهُ الطبرانی وغیرہ. وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ: اَنَّهُمْ لَمَّا نَزَعُوا الدَّلْوَ غَسَلَ مِنْهُ وَجْهَهٗ وَ تَمَضْمَضَ مِنْهُ ثُمَّ اَعَادَهٗ فِيْهَا. وَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَزَعَ لِنَفْسِهٖ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ وَ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ۔ (رواہ الواقدی)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ ﷺ زم زم کی طرف تشریف لائے لوگوں نے آپ کے لیے پانی کا ڈول نکالا پس آپ نے پیا پھر ڈول میں کلی فرمائی پھر لوگوں نے اس ڈول کو زم زم میں پلٹ دیا پھر آپ نے فرمایا: اگر تم مغلوب نہ کیے جاتے تو

میں اپنے ہاتھوں سے پانی نکالتا (یعنی میری وجہ سے ہر شخص کی خواہش ہو گی کہ میں حبیب رب العالمین کے مبارک ہاتھوں سے نکالا گیا پانی پیوں تو رش اور بھیڑ ہو جائے گی۔) امام احمد کی روایت میں ہے صحابہ کرام نے جب پانی نکالا آپ ﷺ نے اس پانی سے اپنا چہرہ دھویا اور اس سے کلی فرمائی اور کلی کا پانی زم زم میں لوٹا دیا اور ابن جریج کی روایت میں ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے اپنے لئے پانی نکالا اور اس سے پیا اور اپنے سر پر ڈالا۔

9. عَنِ ابْنِ خَيْثَمَ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا وَهْبُ بْنُ مُنَبِّهٍ فَاشْتَكَى فَجِئْنَا نَعُوْدُهُ فَإِذَا عِنْدَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ۔ قَالَ: قُلْنَا لَهُ: لَوِ اسْتَعْذَبْتَ فَإِنَّ هٰذَا الْمَاءَ فِيْهِ غِلَظٌ۔ قَالَ: مَا أُرِيْدُ أَنْ أَشْرِبَ حَتّٰى أَخْرَجَ مِنْهَا غَيْرَهُ۔ وَ الَّذِيْ نَفْسُ وَهْبٍ بِيَدِهٖ إِنَّهَا لَفِيْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى: بَرَّةٌ شَرَابُ الْأَبْرَارِ وَ إِنَّهَا لَفِيْ كِتَابِ اللهِ مَضْنُوْنَةٌ وَ إِنَّهَا لَفِيْ كِتَابِ اللهِ طَعَامُ طُعْمٍ وَ شِفَاءُ سُقْمٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ وَهْبٍ بِيَدِهٖ لَا يَعْمَدُ إِلَيْهَا أَحَدٌ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَتَضَلَّعَ إِلَّا نَزَعَتْ مِنْهُ دَاءٌ وَ أَحْدَثَتْ لَهُ شِفَاءٌ۔ (رواہ سعید بن منصور)

ترجمہ: حضرت ابن خیثم نے فرمایا: ہمارے پاس وہب ابن منبہ آیا اور بیمار ہو گیا ہم ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے تو ان کے پاس آبِ زم زم موجود تھا ہم نے عرض کیا: اگر آپ صاف پانی منگوا لیتے اس پانی میں کچرہ ہے۔ وہب نے کہا: میں یہ پانی نہیں پیوں گا، جب تک اس کو صاف نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک یہ پانی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں برّۃ شراب الابرار کے نام سے موجود ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اسی کا نام مضنونہ ہے (جس پر بخل کیا جائے) اور بے شک اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ذائقہ میں کھانا ہے اور مرض کے لیے شفا ہے اور اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت

میں وہب کی جان ہے نہیں قصد کرے گا کوئی ایک اس کی طرف پس پیئے حتی کہ پیٹ بھر کر تو نکل جائے گی اس سے مرض اور پیدا ہو جائے گی شفاء۔

فائدہ: پانی نکالنے کی روایات میں اختلاف یا تو متعدد مرتبہ پانی نکالنے کی وجہ سے ہے یا پھر کسی راوی نے بعض الفاظ میں مجاز کا ارادہ کیا ہے۔

فائدہ: سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب پانی میں کلی فرمائی اور وہ پانی آبِ زم زم کے چشمہ میں ڈالا تو آبِ زم زم کا چشمہ تا قیامت سرورِ کون و مکان کا پس خوردہ ہونے کی دہری برکتوں کا حامل ہو گیا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے قیامت تک آنے والے عشاق کے لیے ایک بہت بڑا احسان اور تحفہ ہے۔ جو شخص آب زم زم پیئے گا وہ سرورِ کون و مکان کا پس خوردہ تبرک پیئے گا۔ (محمد رفیق حسنی)

10. عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ: کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ: مِنْ اَیْنَ جِئْتَ؟ قَالَ: مِنْ زَمْزَمَ۔ قَالَ: فَشَرِبْتَ مِنْهَا کَمَا یَنْبَغِیْ؟ قَالَ: فَکَیْفَ؟ قَالَ: اِذَا شَرِبْتَ مِنْهَا فَاسْتَقْبِلِ الْکَعْبَةَ وَ اذْکُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَ تَنَفَّسْ ثَلَاثًا وَ تَضَلَّعْ مِنْهَا فَاِذَا فَرَغْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ. فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِنَّ اٰیَةَ مَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَتَضَلَّعُوْنَ مِنْ زَمْزَمَ۔ (رواہ ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت محمد ابن عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں حضرت عبداللہ ابن عباس کے پاس تھا آپ کے پاس ایک آدمی آیا آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: زم زم سے۔ آپ نے کہا: زم زم پیا ہے جیسا کہ مناسب ہے؟ اس آدمی نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: پس کس طرح؟ آپ نے فرمایا: جب آبِ زم زم سے پییں تو کعبہ کی طرف منہ کر لیں اور بسم اللہ پڑھیں اور تین سانس لیں اور پیٹ بھر کر پییں جب فارغ ہو جائیں اللہ عز و جل کی حمد کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بے شک ہمارے اور منافقوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ پیٹ بھر کر زم زم نہیں پیتے۔

11. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اَلتَّضَلَّعُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ بَرَاءَةٌ مِنَ النِّفَاقِ۔ (رواہ الازرقی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس نے بیان کیا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پیٹ بھر (گلے تک) زم زم کا پانی پینا نفاق سے برأت ہے۔

12. قَالَ الشَّيْخُ مُحِبُّ الدِّيْنِ الطبری: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَا يَجْتَمِعُ مَاءُ زَمْزَمَ وَنَارُ جَهَنَّمَ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ اَبَدًا۔

ترجمہ: شیخ محب الدین طبری بیان کرتے ہیں سرورِ دو جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زم زم کا پانی اور نارِ جہنم کسی ایک آدمی کے پیٹ میں ہمیشہ جمع نہیں ہوں گے۔ یعنی بطور برکت جو شخص پیے گا وہ جہنم سے محفوظ رہے گا ورنہ مشرکین اور منافقین بھی زم زم کا پانی پیتے تھے اور پیتے رہیں گے مگر صرف انسانی ضرورت کے لیے وہ پیتے تھے حصول برکت کی نیت نہیں کرتے تھے۔ (محمد رفیق حسنی)

13. فِي الصَّحِيْحِ اَنَّهٗ لَمَّا قَدِمَ اَبُوْ ذَرٍّ مَكَّةَ لِيَسْلِمَ اَقَامَ ثَلَاثِيْنَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ لَيْسَ لَهٗ طَعَامٌ اِلَّا زَمْزَمَ، حَتّٰى تَكَسَّرَتْ عُكَنُ بَطْنِهٖ، وَلَمْ يَجِدْ عَلٰى بَطْنِهٖ سَخْفَةَ جُوْعٍ۔

ترجمہ: بخاری شریف میں ہے بے شک جب ابوذر غفاری مکہ مکرمہ میں آئے تاکہ اسلام قبول کریں تیس رات دن اور قیام تک ان کا طعام صرف زمزم کا پانی تھا حتی کہ آپ کے پیٹ پر موٹاپے کی وجہ سے شکن پڑ گئے اور انہوں نے اپنے پیٹ پر بھوک کی کمزوری نہ پائی۔

14. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

فَابْرِدُوْهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ۔ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کی گرمی کی وجہ سے ہوتا ہے اس کو زم زم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

15. عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: خَمْسٌ مِنَ الْعِبَادَةِ: اَلنَّظْرُ اِلَی الْمُصْحَفِ وَ النَّظْرُ اِلَی الْكَعْبَةِ وَ النَّظْرُ اِلَی الْوَالِدَيْنِ، وَ النَّظْرُ فِیْ زَمْزَمَ وَهِیَ تَحُطُّ الْخَطَايَا وَ النَّظْرُ اِلٰی وَجْهِ الْعَالِمِ۔ (رواہ الفاکھی)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں عبادت سے ہیں قرآن کی طرف نظر کرنا اور کعبہ کی طرف نظر کرنا اور والدین کے چہرہ کی طرف نظر کرنا اور زم زم کے پانی میں نظر کرنا اور یہ گناہوں کو گرادیتی ہے اور عالم کے چہرہ کی طرف نظر کرنا (ارشاد الساری میں ہے گنبد خضرا کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے)۔

16. وَ ثَبَتَ فِی الصَّحِيْحِ اَنَّ بِمَاءِ زَمْزَمَ غُسِلَ بَطْنُ سَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ شُقَّ وَ مُلِیءَ حِكْمَةً وَ اِيْمَانًا۔

ترجمہ: صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ حبیب رب العالمین کا دل مبارک شق صدر کے وقت زم زم کے پانی سے دھویا گیا تھا اور دل حکمت اور ایمان سے بھر دیا گیا تھا۔

17. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ اَهْلُ مَكَّةَ لَا يُسَابِقُهُمْ اَحَدٌ اِلَّا سَبَقُوْهُ وَ لَا يُصَارِعُهُمْ اَحَدٌ اِلَّا صَرَعُوْهُ حَتّٰی رَغِبُوْا عَنْ مَاءِ زَمْزَمَ، فَاَصَابَهُمُ الْمَرَضُ فِیْ اَرْجُلِهِمْ۔ (اخرجه ابوذر الهروی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے آپ نے فرمایا: اہل مکہ ان سے کوئی آدمی مسابقہ اور دوڑ میں غالب نہیں آتا تھا مگر اہلِ مکہ غالب آجاتے تھے

اور کوئی شخص کشتی نہیں لڑتا تھا مگر اہلِ مکہ غالب آجاتے تھے حتی کہ زم زم کے پانی سے انہوں نے اعراض کیاتو ان کے پیروں میں مرض لاحق ہو گیا۔

18. عَنْ عَائِشَةَ: اَنَّهَا كَانَتْ تَحْمِلُ مَاءَ زَمْزَمَ وَ تُخْبِرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَحْمِلُهُ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہ زم زم کا پانی برتنوں میں بھر کر مدینہ منورہ اٹھالاتی تھیں اور فرماتی تھیں رسول اللہ ﷺ اٹھالاتے تھے یعنی مدینہ منورہ بطور تبرک زم زم کا پانی اٹھالاتی تھیں۔

19. عَنِ ابْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِلٰى سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَسْتَهْدِيْهِ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ، فَبَعَثَ اِلَيْهِ بِرَاوِيَتَيْنِ. (اخرجہ الازرقی)

ترجمہ: ابن ابی حسین بیان کرتے ہیں سرورِ دوعالم رسول اللہ ﷺ نے سہیل ابن عمرو کی طرف آدمی بھیجا کہ زم زم کا پانی بطور ہدیہ بھجوادیں تو اس نے دو اونٹوں پر برتنوں میں بھرا پانی آپ کو مدینہ منورہ بھجوادیا۔ (واقدی نے ذکر کیا کعب احبار نے بارہ اونٹوں پر زم زم کا پانی شام کی طرف اٹھا کر لے گئے۔ ابن شعبان کہتے ہیں زم زم کا چشمہ جنت کا چشمہ ہے۔)

20. عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ قَالَ: خَيْرُ بِئْرٍ فِي الْاَرْضِ زَمْزَمَ، وَ شَرُّ بِئْرٍ فِي الْاَرْضِ بَرَهُوْتُ، تَجْتَمِعُ فِيْهَا اَرْوَاحُ الْكُفَّارِ. (رواہ عبدالرزاق) و برهوت ـ بفتح الباء الموحدة و الراء المهملة ـ بئر عتيقة بحضر موت، لا يستطاع النزول الى قعرها۔ و يقال: برهوت بفتح الباء و يقال بضمها و الراء ساكنة فيهما، و ذكرها الازرقي وغيره باللام فقالوا: بلهوت، و المشهور الاول۔

ترجمہ: حضرت علی سے روایت ہے کہ زمین پر تمام کنوں اور چشموں سے بہتر

زم زم کا چشمہ ہے اور سب کنوؤں سے برا کنواں برہوت ہے اس میں کافروں کے ارواح جمع ہوتے ہیں۔ (برہوت حضرت موت میں ایک گہرا کنواں ہے)

(ہدایۃ السالک)

نوٹ: غالباً جب ۱۹۸۴ء میں مجھے پہلے حج کی سعادت حاصل ہوئی اس وقت حرم مکہ کے اندر زم زم کے پانی کے نگران قاری طالب حسین صاحب بھکر والے تھے، انہوں نے بیان کیا تھا یورپی سائنس دانوں نے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ زم زم کے چشمہ میں پانی کا مقدار کیا ہے، انہوں نے تین دن تک بڑے بڑے ٹیوب ویل نصب کر کے چشمہ سے پانی نکالنا شروع کیا اور تین دن مسلسل پانی کا اخراج ہوتا رہا جب تین دن ختم ہوئے انہوں نے دوبارہ آبِ زم زم کو ناپا تو صرف ایک بالشت پانی کم ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ زم زم کا چشمہ سمندر کے منہ پر ایک سوراخ ہے جو حجرِ اسود کی جانب سے آرہا ہے جب تک سمندر ختم نہیں ہوگا آبِ زم زم ختم نہیں ہوگا۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

(محمد رفیق عفی عنہ)

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی فضیلت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ۔ (بقرۃ:۱۵۹)

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر اور عبادت کے علامتوں اور جگہوں سے ہیں پس وہ شخص جو حج کرے یا عمرہ کرے ان پر کوئی گناہ نہیں یہ کہ صفا اور مروہ کا طواف کرے اور وہ شخص جس نے خیر اور نیکی کی پس بے شک اللہ تعالیٰ اس کی جزاء دینے والا علم والا ہے۔

1. عَنْ اَنَسٍ قَالَ: اِنَّ الطَّوَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ يَعْدِلُ سَبْعِيْنَ رَقَبَةً۔ (رواہ سعید بن منصور)

ترجمہ: حضرت انس نے فرمایا: صفا اور مروہ کے درمیان سعی اور دوڑ نا ستر غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔

مکہ مکرمہ میں روزے رکھنے کی فضیلت:

1. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ اَدْرَكَ رَمْضَانَ بِمَكَّةَ فَصَامَهٗ وَ قَامَ مِنْهُ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ كَتَبَ اللهُ لَهٗ مِائَةِ اَلْفِ شَهْرِ رَمْضَانَ فِيْمَا سِوَاهَا وَ كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ وَ كُلِّ لَيْلَةٍ عِتْقَ رَقَبَةٍ وَ كُلِّ يَوْمٍ حِمْلَانِ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ حَسَنَةً وَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةً حَسَنَةً۔ (رواہ ابن ماجہ) وَ اَخْرَجَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَ زَادَ اَنَّهٗ "يُكْتَبُ لَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ شَفَاعَةٌ وَ كُلِّ لَيْلَةٍ شَفَاعَةٌ"

ترجمہ: سید العالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے مکہ مکرمہ میں رمضان پایا اور روزے رکھے اور قیام کیا جو اس کے لیے میسر تھا یعنی تراویح پڑھی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے مکہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر کی نسبت سے ایک لاکھ ماہ رمضان کا ثواب لکھ دیتا ہے اور اس کے لیے ہر ایک دن ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر ایک رات ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیتا ہے اور ہر دن اللہ تعالیٰ کے راستہ جہاد میں گھوڑے پر کسی کو سوار کرنے کا ثواب لکھ دیتا ہے ہر دن ایک نیکی اور ہر رات ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور برجندی کی روایت میں ہے اور اس کے لیے ہر دن کے لیے ایک شفاعت اور ہر رات کے لیے ایک شفاعت لکھ دی جاتی ہے۔

2. مَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَمْضَانَ بِمَكَّةَ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى آخِرِهٖ فَصَامَهٗ وَ قَامَهٗ كَتَبَ اللهُ لَهٗ مِائَةَ اَلْفِ شَهْرِ رَمْضَانَ فِيْ غَيْرِهٖ وَ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ مَغْفِرَةً وَ

شَفَاعَةً وَ بِكُلِّ لَيْلَةٍ مَغْفِرَةً وَ شَفَاعَةً وَ بِكُلِّ يَوْمٍ حِمْلَانُ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ.

ترجمہ: ابو حفص کی روایت میں ہے جس شخص نے مکہ میں رمضان پایا اول سے آخر تک اور اس میں روزے رکھے اور رات کو شب بیداری کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھ دیتا ہے جو غیر مکہ میں ہوں اور اس کے لیے ہر ایک دن ایک مغفرت اور ایک شفاعت اور ہر ایک رات کے لیے ایک مغفرت اور ایک شفاعت ہوتی ہے اور ہر ایک دن اللہ تعالیٰ کے راستہ میں گھوڑے پر کسی کو سوار کرنے کا ثواب ہوتا ہے اور اس کے لیے ہر ایک دن ایک مستجاب دعا ہے۔

3. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَامَ الْعَشْرَ فَلَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ صَوْمُ شَهْرٍ وَ لَهٗ بِصَوْمِ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ سَنَةٌ. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ: اَلْحَسَنَةُ بِمِائَةِ اَلْفٍ.

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن عباس بیان کرتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ذی الحج کے پہلے دس دن کے روزے رکھے اس کے لیے ہر دن کا ثواب ایک مہینہ روزے رکھنے کا اور ترویہ کے دن روزہ رکھنے کا ثواب ایک سال روزے رکھنے کے برابر ہے۔ اور حضرت عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے حرم میں ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ذی الحج کے پہلے دس دنوں میں عبادت کرنے سے کسی دوسرے دن عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب نہیں ہے۔ ذی الحج کے دس دنوں میں ہر ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کے برابر ہے اور بخاری شریف میں ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: نہ جہاد مگر وہ شخص جو اپنے اور مال کے ساتھ نکلا اور واپس کوئی چیز نہیں لوٹی۔

4. وَ ذَهَبَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ اِلٰی اَنَّ صَوْمَ یَوْمٍ بِمَکَّۃَ بِمِائَۃِ اَلْفٍ وَ کُلُّ حَسَنَۃٍ بِمِائَۃِ اَلْفٍ۔

ترجمہ: اور حضرت حسن بصری فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں ایک دن کا روزہ ایک لاکھ کے برابر اور ہر ایک نیکی ایک لاکھ کے برابر ہے۔

عرفہ اور ترویہ کی رات کی فضیلت:

1. عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: یُسِحُّ اللّٰہُ الْخَیْرَ فِیْ اَرْبَعِ لَیَالٍ سَحًّا: لَیْلَۃَ الْاَضْحٰی وَ الْفِطْرِ وَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَ لَیْلَۃِ عَرَفَۃَ۔

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خیر اور رحمت چار راتوں میں پلٹ دیتا ہے لیلۃ الاضحیٰ اور لیلۃ الفطر اور شعبان کے نصف اور عرفہ کی رات۔

2. عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ اَحْیَی اللَّیَالِیَ الْاَرْبَعَ وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃَ: لَیْلَۃُ التَّرْوِیَۃِ وَ لَیْلَۃُ عَرْفَۃَ وَ لَیْلَۃُ النَّحْرِ وَ لَیْلَۃُ الْفِطْرِ۔

ترجمہ: حضرت معاذ ابن جبل سے روایت ہے سرورِ کائنات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے چار راتوں کو زندہ رکھا یعنی ان میں عبادۃ کی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے ذی الحج کی آٹھویں رات اور عرفہ کی رات اور قربانی کی رات اور عید الفطر کی رات۔

عرفات میں وقوف کی فضیلت:

1. اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ یَوْمٍ اَکْثَرُ اَنْ یُعْتِقَ اللّٰہُ فِیْہِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ مِنْ یَوْمِ عَرَفَۃَ، وَ اِنَّہٗ لَیَدْنُوْ ثُمَّ یُبَاہِیْ بِہِمُ الْمَلَائِکَۃَ، یَقُوْلُ: مَا اَرَادَ ھٰؤُلَاءِ۔

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عرفہ کے دن سے زیادہ آزادی والا کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ آدمیوں کو جہنم سے بہت زیادہ آزاد کرتا ہے اور بے شک اللہ تعالی قریب ہوتا ہے پھر فرشتوں کے ساتھ مباہاۃ فرماتا ہے اور فرماتا ہے: عرفات میں جمع ہونے والے لوگ کیا چاہتے ہیں؟

2. وَعَنْهُ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيْهِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْيَظُ مِنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِمَا يَرٰى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللهِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ. اِلَّا مَا رَأٰى يَوْمَ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ رَأٰى جِبْرِيْلَ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ. (رواہ مالك في الموطا) مرسلا۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی دن شیطان کو اس طرح نہیں دیکھا گیا کہ زیادہ ذلیل ہو اور زیادہ دھتکارا گیا ہو اور زیادہ احقر ہو اور زیادہ غضبناک ہو عرفہ کے دن سے اور یہ نہیں مگر اس لیے کہ اس نے دیکھا رحمت کا نازل ہونا اور بندوں کے بڑے بڑے گناہوں سے تجاوز فرمانا مگر بدر کے دن بے شک اس نے دیکھا جبرئیل کو وہ فرشتوں کی قیادت فرما رہے تھے۔

3. وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا مِنْ يَوْمٍ اَفْضَلُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، يَنْزِلُ اللهُ تَعَالٰى اِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُبَاهِيْ بِاَهْلِ الْاَرْضِ اَهْلَ السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ شُعْثًا غُبْرًا حَاجِّيْنَ، جَاؤُوْا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ، يَرْجُوْنَ رَحْمَتِيْ، وَلَمْ يَرَوْا عَذَابِيْ، فَلَمْ يُرَ يَوْمٌ اَكْثَرَ عِتْقًا مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ. (رواہ ابن حبان في صحيحه)

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی کے نزدیک عرفہ کے دن سے زیادہ فضیلت والا کوئی دن نہیں اللہ تعالی کی رحمت آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتی ہے پس اللہ تعالی زمین والوں کی وجہ سے اہلِ

سماء فرشتوں سے فخر فرماتا ہے اور فرمایا میرے بندوں کی طرف دیکھو پراگندہ غبار آلود بالوں والے حج کرنے والے آتے ہیں ہر دور دور کے راستے سے میری رحمت کی امید کرتے ہوئے حالانکہ میرا عذاب انہوں نے نہیں دیکھا۔ یوم عرفہ سے زیادہ جس دن میں گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے، کوئی دوسرا دن نہیں ہے۔

4. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وَقَفَ بِعَرَفَةَ فَاِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَنْزِلُ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ شُعْثًا غُبْرًا، اَشْهِدُوْا اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ ذُنُوْبَهُمْ وَاِنْ كَانَتْ عَدَدَ قَطْرِ السَّمَاءِ وَ رَمْلِ عَالِجٍ. اَفِيْضُوْا عِبَادِيْ مَغْفُوْرًا لَكُمْ وَلِمَنْ شَفَعْتُمْ لَهٗ.

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک آدمی جب عرفہ کے دن وقوف فرماتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتی ہے اور فرماتا ہے: میرے بندوں کی طرف دیکھو پراگندہ بکھرے غبار آلود بالوں والے گواہ ہو جاؤ میں نے ان کے گناہوں کی مغفرت کردی ہے اگرچہ ان کے گناہ بارش کے قطروں کے برابر ہوں اور ریت کے زروں کے برابر ہوں اور انہیں کہا جاتا ہے: اے میرے بندو! گھروں کو واپس جاؤ تمہاری مغفرت کردی گئی ہے اور ان کی مغفرت بھی کردی گئی جن کی تم نے شفاعت کی ہے۔ (رواہ البغوی)

5. عَنْ مُجَاهِدٍ: كَانُوْا يُرَوْنَ اَنَّ الْمَغْفِرَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ دَفْعِ الْاِمَامِ يَوْمَ عَرْفَةَ.

ترجمہ: حضرت مجاہد فرماتے ہیں علماء گمان کرتے تھے عرفہ کے دن جب امام عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہوتا ہے اس وقت مغفرت کردی جاتی ہے۔

6. عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: اِنَّ اللهَ تَعَالٰى نَظَرَ اِلٰى اَهْلِ عَرْفَةَ فَبَاهٰى بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ. فَقَالَ: اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ شُعْثًا

غُبْرًا، اَقْبِلُوْا مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ، فَاشْهَدُوْا اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ اِلَّا التَّبِعَاتِ الَّتِيْ بَيْنَهُمْ، قَالَ: ثُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اَفَاضُوْا مِنْ عَرَفَاتٍ اِلٰى جَمْعٍ، فَقَالَ: يَا مَلَائِكَتِيْ اُنْظُرُوْا اِلٰى عِبَادِيْ وَقَفُوْا وَ عَادُوْا فِي الطَّلَبِ وَ الرَّغْبَةِ وَ الْمَسْأَلَةِ، اِشْهَدُوْا اَنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ مُسِيْئَهُمْ لِمُحْسِنِهِمْ، وَ تَحَمَّلْتُ عَنْهُمُ التَّبِعَاتِ الَّتِيْ بَيْنَهُمْ. (اخرجہ ابوذر)

ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے سید المرسلین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ عرفہ کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور فرشتوں سے مفاخرۃ فرماتا ہے پس فرماتا ہے: (اے ملائکہ) دیکھو میرے بندوں کی طرف بکھرے غبار آلود بالوں والے آئے ہر دور کے راستے سے پس گواہ ہو جاؤ میں نے ان کی مغفرت کر دی ہے مگر حقوق العباد جو ان کے درمیان پھر جب قوم عرفات سے مزدلفہ کی طرف واپس لوٹتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے ملائکہ میرے بندوں کی طرف دیکھو انہوں نے وقوف کیا اور دوبارہ طلب اور رغبت اور سوال میں لوٹ آئے گواہ ہو جاؤ بے شک میں نے ان کا گنہگار ان کے محسن کو ہدیہ کر دیا ہے اور ان پر حقوق العباد میں نے اٹھا لئے ہیں جو ان کے درمیان تھے۔

7. عَنْ بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ بَاهٰى مَلَائِكَتَهٗ بِاَهْلِ عَرَفَةَ عَامَّةً وَ بَاهٰى بِعُمَرَ خَاصَّةً. (اخرجہ تمام الرازی فی فوائدہ)

ترجمہ: حضرت بلال سے روایت ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ عز و جل اہلِ عرفہ کے ساتھ عام فرشتوں سے مفاخرۃ فرماتا ہے اور اہل عمرہ کے ساتھ خاص فرشتوں سے۔

8. عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْمَغْفِرَةُ تَنْزِلُ عَلٰى اَهْلِ عَرَفَةَ مَعَ الْحَرَكَةِ الْاُوْلٰى. فَاِذَا كَانَتِ الدَّفْعَةُ الْعُظْمٰى فَعِنْدَ ذَالِكَ يَضَعُ

اِبْلِیْسُ التُّرَابَ عَلٰی رَأْسِهٖ، وَ یَدْعُوْ بِالْوَیْلِ وَ الثُّبُوْرِ، فَیَجْتَمِعُ اِلَیْهِ شَیَاطِیْنُهٗ، فَیَقُوْلُوْنَ: مَا لَکَ؟ فَیَقُوْلُ: قَوْمٌ فَتَنْتُهُمْ مُنْذُ سِتِّیْنَ وَ سَبْعِیْنَ سَنَةً غُفِرَ لَهُمْ فِیْ طَرْفَةِ عَیْنٍ۔

ترجمہ: حضرت جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بے شک سرورِ دو عالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہلِ عرفہ پر مغفرت پہلی حرکت میں نازل ہو جاتی ہے جب عرفات سے واپسی ہوتی ہے پس اس وقت ابلیس اپنے سر پر مٹی ڈالتا ہے اور اے افسوس اور ہلاکت کے ساتھ بار بار پکارتا ہے۔ اس کے شیاطین اس کی طرف جمع ہو جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کیا ہوا تجھے؟ وہ کہتا ہے ایک قوم کو میں نے گناہوں کے فتنوں میں ڈالا تھا ساٹھ اور ستر سال سے، انہیں آنکھ جھپکنے میں بخش دیا گیا ہے۔

9. عَنْ عَبَّاسِ ابْنِ مِرْدَاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ دَعَا لِاُمَّتِهٖ عَشِیَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَاُجِیْبَ: اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الْمَظَالِمِ، فَاِنِّیْ آخِذٌ لِلْمَظْلُوْمِ مِنْهُ، قَالَ: رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَعْطَیْتَ لِلْمَظْلُوْمِ مِنَ الْجَنَّةِ وَ غَفَرْتَ لِلظَّالِمِ، فَلَمْ یُجَبْ عَشِیَّتَهٗ، فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ اَعَادَ الدُّعَاءَ، فَاُجِیْبَ اِلٰی مَا سَأَلَ، قَالَ: فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ - اَوْ قَالَ: تَبَسَّمَ - فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرُ: بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ، اِنَّ هٰذِهٖ سَاعَةٌ مَا کُنْتَ تَضْحَکُ فِیْهَا، فَمَا الَّذِیْ اَضْحَکَکَ؟ اَضْحَکَ اللهُ سِنَّکَ. قَالَ: اِنَّ عَدُوَّ اللهِ اِبْلِیْسَ لَمَّا عَلِمَ اَنَّ اللهَ تَعَالٰی قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِیْ وَ غَفَرَ لِاُمَّتِیْ، اَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ یَحْثُوْهُ عَلٰی رَأْسِهٖ وَ یَدْعُوْ بِالْوَیْلِ وَ الثُّبُوْرِ، فَاَضْحَکَنِیْ مَا رَأَیْتُ مِنْ جَزَعِهٖ۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عباس ابن مرداس بیان کرتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی پس آپ کو جواب دیا

گیا: بے شک میں نے ان لوگوں کی مغفرت فرمادی ماسوا مظالم اور حقوق العباد کے کیونکہ میں مظلوم کے لیے اس کا حق ظالم سے لوں گا۔ آپ علیہ السلام نے عرض کیا: اگر تو چاہے مظلوم کو جنت میں سے دے دے اور ظالم کی مغفرت فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے عرفہ کی شام اس کا جواب نہ دیا جب مزدلفہ کی صبح ہوئی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کا مزدلفہ میں اعادہ فرمایا۔ پس آپ نے جو سوال کیا آپ کو عطا کر دیا گیا۔ عباس ابن مرداس کہتے ہیں سرورِ دو عالم ﷺ نے ضحک یا تبسم فرمایا تو ابو بکر اور عمر نے آپ کو عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بے شک یہ ایسا وقت ہے جس میں آپ تبسم نہیں فرمایا کرتے پس کس چیز نے آپ کو ہنسایا، اللہ تعالیٰ آپ کو ہنساتا رہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دشمن ابلیس جب اس نے جانا بے شک اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے اور میری امت کی مغفرت فرمادی ہے اس نے مٹی اٹھائی اور اپنے سر میں ڈالنا شروع کر دی اور افسوس اور ہلاکت کے ساتھ پکار رہا تھا مجھے اس کے جزع اور بے صبری نے ہنسایا جو میں نے دیکھا۔

10. عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: وَقَفَ النَّبِیُّ ﷺ بِعَرَفَاتٍ وَ کَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَؤُوْبَ. فَقَالَ: یَا بِلَالُ اَنْصِتِ النَّاسَ۔ فَقَامَ بِلَالٌ فَقَالَ: اَنْصِتُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاَنْصَتَ النَّاسُ۔ فَقَالَ: مَعَاشِرَ النَّاسِ، اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ اٰنِفًا. فَاَقْرَأَنِیْ مِنْ رَبِّیْ السَّلَامُ وَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی غَفَرَ لِاَھْلِ عَرَفَاتٍ وَ لِاَھْلِ الْمَشْعَرِ، وَضَمِنَ عَنْھُمُ التَّبِعَاتِ۔ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَالَ: ھٰذَا لَنَا خَاصَّةً؟ فَقَالَ: ھٰذَا لَکُمْ وَ لِمَنْ اَتٰی بَعْدَ کُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: کَثُرَ خَیْرُ اللّٰہِ وَ طَابَ۔

(اخرجه الامام عبدالله بن المبارك فی مسنده)

ترجمہ: حضرت انس نے فرمایا: بے شک نبی کریم ﷺ نے عرفات میں وقوف فرمایا قریب تھا کہ سورج واپس لوٹے آپ نے فرمایا: اے بلال! لوگوں کو چپ کراؤ۔ پس بلال کھڑا ہوا اور کہا: خاموش ہو جاؤ رسول اللہ ﷺ کے لیے۔ لوگ خاموش ہو گئے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگوں کی جماعتیں ابھی میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے مجھے میرے رب کی جانب سے سلام پہنچایا اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل عرفات کو بخش دیا ہے اور اہلِ مزدلفہ کو بخش دیا ہے اور حقوق کی اپنے ذمہ ضمانت لے لی ہے۔ پس عمر ابن خطاب کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ خاص کر ہمارے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے اور تمہارے بعد قیامت تک آنے والوں کے لیے ہے۔ حضرت عمر نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی خیر کثیر ہو گئی اور بہت اچھی اور طیب ہو گئی۔

جمعہ کے دن وقوفِ عرفات کی فضیلت:

1. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: اَفْضَلُ الْاَيَّامِ يَوْمُ عَرَفَةَ وَافَقَ يَوْمَ جُمُعَةٍ، وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ حَجَّةً فِيْ غَيْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ (اخرجه رزين)

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: افضل الایام یوم عرفہ ہے جو جمعہ کے دن ہو اور وہ ستر حجوں سے جو حج جمعہ کے علاوہ دوسرے دنوں میں ہوں، سے افضل ہے۔

2. وَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ غَفَرَ اللّٰهُ لِجَمِيْعِ اَهْلِ الْمَوْقِفِ۔

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس دن یوم عرفہ یوم جمعہ ہو اللہ اہلِ موقف (عرفات) کی مغفرت فرمادیتا ہے۔

• مصنف ہدایۃ السالک کے والد بیان کرتے ہیں جمعہ کے دن اگر یوم عرفہ ہو تو اس کو دوسرے دنوں میں ہونے والے حجوں سے پانچ وجہ سے فضیلت ہے: اول اور دوم جو دو حدیثوں میں گزرا ہے۔ سوم اعمال کا شرف زمانوں کے شرف کی وجہ سے بڑھ جاتا ہے جس طرح مواضع اور مکانوں کے شرف سے اعمال کو شرف حاصل ہوتا ہے۔ چہارم جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے اس ساعت میں کوئی بھی عبد مسلم دعا مانگے اور سوال کرے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے جبکہ ایسی ساعت جمعہ کے علاوہ کسی دوسرے دن میں نہیں ہوتی۔ پنجم: سرورِ دو عالم ﷺ کی موافقت کہ آپ کا حج بھی جمعہ کے دن تھا البتہ اسقاط فرض کے اعتبار سے دوسرے دنوں اور جمعہ کے دن حج کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

سوال: احادیث میں گزر چکا ہے کہ حج کسی بھی دن ہو اللہ تعالیٰ اہلِ عرفہ کی مغفرت فرما دیتا ہے جمعہ کی تخصیص کیوں ہے؟

جواب: احتمال ہے کہ جمعہ کے دن حج سے اہلِ عرفات کی مغفرت بلاواسطہ کر دی جاتی ہو اور غیر جمعہ میں صالحین اور مقبولین لوگوں کی وجہ سے مغفرت ہوتی ہو۔

دسویں ذی الحجہ کی رات کی فضیلت:

1. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ اللهَ يُسِحُّ فِيْ لَيْلَةِ النَّحْرِ الْخَيْرَ سَحًّا. وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: لَيْلَةُ جَمْعٍ تَعْدِلُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ.

ترجمہ: پہلے گزر چکا ہے۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لیلۃ النحر (عید الاضحیٰ) کی رات برکتیں اور خیر پلٹ دیتا ہے اور عبداللہ ابن عباس نے فرمایا: سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: مزدلفۃ کی رات یعنی دس ذی الحج کی رات لیلۃ القدر کے برابر ہے۔

2. عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيْدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ، لَمْ

يَمُتْ قَلْبُهٗ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ. (رواه ابن ماجه) باسناد ضعيف.

ترجمہ: حضرت ابو امامہ سے روایت ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے عیدین: عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی راتوں کو ثواب کی نیت سے قیام کیا اس کا دل اس دن بھی نہیں مرے گا جس دن سب دل مر جائیں گے۔

قربانی کے دن اور منیٰ میں قیام کے ایام اور ذی الحج کے دس دنوں کی فضیلت:

1. عَنِ ابْنِ عُمَرَ: وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ حَجَّ، وَ قَالَ: هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ. فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ. وَ وَدَّعَ النَّاسَ. فَقَالُوْا: هٰذِهٖ حَجَّةُ الْوَدَاعِ.

ترجمہ: حضرت نافع حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں سرورِ دو جہاں رسول اللہ ﷺ نے نحر (قربانی) کے دن جمرات کے درمیان وقوف فرمایا اس حج میں جو ادا فرمایا اور فرمایا: یہ حج اکبر کا دن ہے پس نبی کریم ﷺ نے بار بار فرمانا شروع کیا: اے اللہ! تو گواہ ہو جا اے اللہ تو گواہ ہو جا اور لوگوں سے وداع فرمایا۔ لوگوں نے کہا: یہ حجۃ الوداع ہے۔

جمار کی رمی کی فضیلت:

1. عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اَنَّ رَامِيَ الْجِمَارِ لَا يَدْرِيْ اَحَدٌ مَالَهٗ حَتّٰى يُوَفَّاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه ابن حبان فی حدیث طویل)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جمرات کو کنکریاں مارنے کا اجر کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ اسے پورا اجر دیا جائے گا قیامت کے دن یعنی بہت زیادہ اجر ملے گا۔

2. عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: اَنَّهٗ كَانَ قَاعِدًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ وَ

اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ سَأَلَهُ ﷺ عَنْ مَخْرَجِهٖ مِنْ بَيْتِهٖ يَؤُمُّ الْبَيْتَ الْحَرَامَ وَ عَنِ الْمَشَاعِرِ، فَاَجَابَهُ ﷺ عَنْ ذَالِكَ، وَ قَالَ اِنَّهُ يُغْفَرُ لَهُ بِكُلِّ حِصَاةٍ رَمَاهَا كَبِيْرَةٌ مِنَ الْكَبَائِرِ الْمُوْبِقَاتِ الْمُوْجِبَاتِ. (رواه سعيد بن منصور)

ترجمہ: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد خیف میں سرورِ دو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور انصار میں سے ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا اس شخص کے متعلق جو اپنے گھر سے بیت اللہ کی زیارت کے لیے نکلے اور مشاعر کے متعلق اس نے سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب دیا اور فرمایا: بے شک ہر کنکری کے ساتھ جو اس نے جمرات کو ماری ہے اس سے ایک کبیرہ گناہ کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو ان کبیرۃ گناہوں سے ہوتا ہے جو ہلاک کرنے والے جہنم کا باعث بننے والے ہوتے ہیں۔

3. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ رَمْيِ الْجِمَارِ وَ مَا لَهُ فِيْهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: تَجِدُ ذَالِكَ عِنْدَ رَبِّكَ اَحْوَجَ مَا تَكُوْنُ اِلَيْهِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں: ایک آدمی نے سید الثقلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمرات کو کنکریاں مارنے اور مارنے والے کے لیے اس میں کیا ہو گا، کے متعلق سوال کیا۔ پس میں نے ان سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو یہ اپنے رب کے پاس پائے گا جن چیزوں کی طرف تو محتاج ہو گا ان میں سے سب سے زیادہ احتیاج والا ان کا ثواب ہو گا۔

قربانی کرنے کی فضیلت:

1. عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ اَفْضَلَ الْحَجِّ: اَلْعَجُّ و الثَّجُّ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر کی حدیث میں گزر چکا ہے افضل حج العج اور الثج۔ العج کے معنی تلبیہ کے ساتھ آواز بلند کرنا اور الثج کا معنی قربانی کرنا۔ (اراقہ الدم)

2. عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا اُنْفِقَتِ الْوَرْقُ فِيْ شَيْءٍ اَفْضَلَ مِنْ نَحِيْرَةٍ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ. (اخرجه الدار قطنی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عید کے دن میں جو رقم قربانی کرنے میں خرچ کی گئی ہے وہ سب خرچوں سے افضل ہے۔

3. عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَا عَمِلَ اٰدَمِيٌّ مِنْ عَمَلٍ يَوْمِ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ. اِنَّهَا لَتَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَ اَشْعَارِهَا و اَظْلَافِهَا. وَ اِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ مِنَ الْاَرْضِ. فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا. (رواه الترمذی)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں حبیب رب العالمین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم النحر قربانی کے دن کسی آدمی کا کوئی عمل صالح قربانی کے خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ قربانی کے جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور اپنے کھروں کے ساتھ آئیں گے اور بے شک خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کو قبول ہو جاتا ہے۔ قربانی کرنے کے ساتھ اپنی نفسوں کو خوش کرو۔

4. عَنْ عِمْرَانِ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ: يَا فَاطِمَةُ! قُوْمِيْ اِلٰى اُضْحِيَتِكِ فَاشْهِدِيْهَا. فَاِنَّهُ يُغْفَرُ لَكِ عِنْدَ اَوَّلِ قَطْرَةٍ تَقْطِرُ مِنْ دَمِهَا كُلُّ ذَنْبٍ عَمَلْتِيْهِ. وَ قُوْلِيْ: اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. لَا شَرِيْكَ لَهُ. وَ بِذَالِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ عِمْرَانُ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! هٰذَا لَكَ وَ لِاَهْلِ بَيْتِكَ خَاصَّةً - فَاَهْلُ ذَاكَ اَنْتُمْ - اَمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً؟ قَالَ: بَلْ لِلْمُسْلِمِيْنَ عَامَّةً. (رواه الحاکم)

ترجمہ: عمران ابن حصین نے روایت کیا کہ بے شک سید الانبیاء رسول اللہ ﷺ نے سیّدہ فاطمہ سے فرمایا: کھڑی ہو جاؤ اپنی قربانی کی طرف پس اس کے پاس حاضر ہو پس بے شک تیرے بخش دیے جائیں گے خون کے پہلے قطرہ کے وقت جو گرے گا تیرے سارے گناہ جو تو نے کیے ہوں گے اور کہو بے شک میری نماز اور قربانی اور میری حیات اور ممات اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کے لیے کوئی شریک نہیں ہے اور اسی کے ساتھ میں حکم دیا گیا ہوں اور میں مسلمانوں سے ہوں۔ عمران کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مغفرت آپ اور آپ کے اہل بیت کے لیے خاص ہے یا عام مسلمانوں کے لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ عام مسلمانوں کے لیے ہے۔

5. عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُ؟ قَالَ: سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ. قَالُوْا: فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ. قَالُوْا: وَالصُّوْفُ؟ قَالَ: بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ.

(رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت زید ابن ارقم سے روایت ہے صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ہمارے لیے ان میں کیا ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اور دنبے کی صوف؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صوف میں سے ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔

6. عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ وَجَدَ سِعَةً فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا. (اخرجہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں سید العرب والعجم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور قربانی نہیں کرتا ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔

7. عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ۔ (رواه الترمذی) وحسّنه وفی سنده الحجاج بن ارطأة.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال مقیم رہے ہر سال قربانی فرماتے رہے۔

سر کے بالوں کے حلق یا قصر کی فضیلت:

1. فِي الصَّحِيْحَيْنِ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِيْنَ. قَالُوْا: وَ الْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِيْنَ. قَالُوْا: وَ الْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: رَحِمَ اللهُ الْمُحَلِّقِيْنَ. قَالُوْا: وَ الْمُقَصِّرِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَقَالَ فِي الرَّابِعَةِ: وَ الْمُقَصِّرِيْنَ۔

ترجمہ: حجۃ الوداع میں سرورِ دو عالم رسول اللہ ﷺ نے حلق فرمایا تھا چنانچہ بخاری اور مسلم میں ہے: بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اور قصر کرانے والوں پر یا رسول اللہ؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اور قصر کرانے والوں پر یارسول اللہ؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اور قصر کرانے والوں پر یارسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حلق کرانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اور قصر کرانے والوں پر یارسول اللہ؟ چوتھی بار آپ ﷺ نے فرمایا: اور قصر کرانے والوں پر۔

2. رُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِلْاَنصَارِیِّ الَّذِیْ سَأَلَهٗ عَنْ مَشَاعِرِ الْحَجِّ: اِنَّ لَكَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَلَقْتَهَا حَسَنَةً وَ يُمْحِیْ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً. قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَاِنْ كَانَتِ الذُّنُوْبُ اَقَلَّ مِنْ ذَالِكَ؟ قَالَ: اِذَنْ يُدَّخَرُ ذَالِكَ لَكَ. (رواه سعيد بن منصور)

ترجمہ: روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انصاری کے جواب میں فرمایا: جس نے حج کے مشاعر کے متعلق پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہر بال کے بدلے جو تو نے حلق کیے ایک نیکی ہے اور اس کی وجہ سے ایک گناہ معاف کیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اگر بالوں کی تعداد سے گناہ کم ہوں پھر کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی صورت میں آپ کے لیے اجر ذخیرہ کیا جائے گا۔

3. وَ صَحَّ اَنَّهٗ ﷺ قَالَ: اِنَّ لِلْحَالِقِ بِكُلِّ شَعْرَةٍ سَقَطَتْ مِنْ رَأْسِهٖ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (رواه ابن حبان)

ترجمہ: حلق اور قصر سے حلق افضل ہے۔ سرورِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا: بے شک حالق کے لیے ہر بال کے بدلے جو سر سے گرے گا ایک نور ہوگا قیامت کے دن۔ چونکہ حلق میں نہایت تذلّل ہے اس لیے عبودیت اور اخلاص اور عاجزی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔

4. اَبِیْ سَهْلِ بْنِ يُوْنُسَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ اَنَّهٗ قَالَ: رَأَيْتُ كَاَنَّ سَفِيْنَةً تَجْرِیْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ. فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللهِ سَفِيْنَةٌ تَجْرِیْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ! فَقَالَ قَائِلٌ: فِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ. فَقَفَزْتُ مِنْ مَوْضِعِیْ وَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اِسْتَغْفِرْ لِیْ. فَقَالَ لِیْ: حَجَجْتَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ لِیْ: حَلَقْتَ رَأْسَكَ بِمِنًى؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: رَأْسٌ حُلِقَ بِمِنًى لَا تَمَسُّهُ النَّارُ اَبَدًا.

ترجمہ: ابو سہل ابن یونس ایک صالح آدمی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے

خواب میں دیکھا کہ کشتی زمین کی خشک سطح پر چل رہی ہے میں نے تعجب سے کہا: سبحان اللہ کشتی زمین کی سطح پر جاری ہے اور چل رہی ہے۔ اس پر کسی کہنے والے نے کہا: اس میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے حج کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: منیٰ میں سر کا حلق کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سر جس کا منیٰ میں حلق کیا گیا ہے اس کو کبھی آگ نہیں چھوئے گی۔

منیٰ کی مسجدِ خیف کی فضیلت:

1. عَنْ يَزِيْدِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ: شَهِدْتُ الصَّلَاةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّتَهٗ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ ... (الحدیث) رواہ الترمذی والنسائی وابن حبان فی صحیحہ۔

ترجمہ: یزید ابن اسود کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج میں نمازیں پڑھیں اور آپ کے ساتھ مسجد خیف میں نماز پڑھی۔

2. يُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا. مِنْهُمْ مُوْسٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ ۔ وَ فِي الطِّبْرَانِي الْكَبِيْرِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اَنَّ فِيْهِ قَبْرُ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ سَلَّمَ۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: مسجد خیف میں ستر نبیوں نے نماز پڑھی ہے ان میں سے موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس مسجد میں ستر نبیوں کی قبریں ہیں۔ صلی اللہ علیہم وسلم۔

3. عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: حَجَّ الْبَيْتَ خَمْسَةٌ وَ سَبْعُوْنَ نَبِيًّا كُلُّهُمْ قَدْ طَافَ

بِالْبَيْتِ وَ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِ مِنٰى. فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَلَّا تَفُوْتَكَ الصَّلَاةُ فِيْهِ فَافْعَلْ. (اخرجه الازرقی) وَ قَالَ: اِنَّ قَبْرَ آدَمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ بِقُرْبِ الْمِنَارَةِ فِيْهِ. فَيَنْبَغِيْ تَعْظِيْمُهٗ وَ تَطْهِيْرُهٗ.

ترجمہ: معروف تابعی مجاہد فرماتے ہیں: بیت اللہ کا حج ستر نبیوں نے ادا کیا سب نے بیت اللہ کا طواف کیا اور منیٰ کی مسجد میں نمازیں ادا کیں پس اگر تجھے استطاعت ہو کہ اس میں نماز پڑھے تو نماز پڑھیں اور فرمایا: بے شک آدم علیہ السلام کی قبر مسجد میں منارہ کے قریب ہے پس مسجد کی تعظیم اور تطہیر مناسب ہے۔

مکہ مکرمہ میں قیام کی فضیلت:

1. يُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ صَبَرَ عَلٰى حَرِّ مَكَّةَ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، تَبَاعَدَتِ النَّارُ عَنْهُ مَسِيْرَةَ مِائَةَ عَامٍ.

ترجمہ: روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے مکہ مکرمہ میں دن کی گرمی پر ایک ساعت صبر کیا سو سال کی مسافت تک جہنم اس سے دور ہو جائے گی۔

2. عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ: مَنْ مَرِضَ يَوْمًا بِمَكَّةَ. كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ مِنَ الْعَمَلِ الصَّالِحِ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُهٗ فِيْ سَبْعِ سِنِيْنَ، فَاِنْ كَانَ غَرِيْبًا ضُوْعِفَ ذَالِكَ.

(رواهما الفاكهی)

ترجمہ: حضرت سعید ابن جبیر سے روایت ہے جو شخص مکہ مکرمہ میں ایک دن بیمار ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس عمل صالح کا جس کو پہلے کیا کرتا تھا، سات سال کا ثواب لکھ دیتا ہے پس اگر وہ مسافر ہے تو یہ ثواب دگنا کیا جائے گا۔

- مکہ مکرمہ مین طویل مدت کے لیے قیام مستحب ہے یا مکروہ ہے؟ اس میں علماء و مجتہدین کے اقوال مختلف ہیں۔ قول متوسط یہ ہے کہ اگر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

میں معاصی سے اجتناب اور شرعی آداب اور کعبہ اور گنبد خضراء کی ہیبت اور عظمت قائم رکھنے کا کسی کو پورا ظن غالب ہو تو اس کے لیے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں رہائش رکھنا مستحب ہے کیونکہ اعمالِ صالحہ کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے اور اگر معاصی کے ارتکاب، مصیبت اور عظمت کے زائل ہونے کا اندیشہ ہو تو ان پاکیزہ شہروں میں طویل رہائش مکروہ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کے لیے فرمایا: جس شخص نے حج کرلیا وہ گھر واپس ہونے کی جلدی کرے اس میں اجر زیادہ ہے۔

- صحابہ کرام کا یہی معمول تھا حج اور عمرہ کے بعد فوراً واپس لوٹ جاتے تھے حضرت عمر سے مروی ہے آپ نے فرمایا: مکہ مکرمہ میں اگر میں ایک گناہ کروں یہ زیادہ بھاری ہے اس سے کہ مکہ مکرمہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں ستر گناہ کروں۔ لہٰذا اصحاب ہمت اور استقامت حضرات کے لیے مجاورت افضل ہے اور اصحاب خوف کے لیے مجاورت کا ترک افضل ہے۔

حج اور عمرہ کے بعد فوت ہو جانے کی فضیلت:

1. عَنْ طَلْحَةَ الْيَامِيْ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: كُنَّا نُحَدِّثُ اَنَّهٗ مَنْ خَتَمَ لَهٗ بِاِحْدَى ثَلَاثٍ: اِمَّا قَالَ: وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةَ، وَاِمَّا قَالَ: بَرِيْءٌ مِنَ النَّارِ۔ مَنْ صَامَ رَمْضَانَ، فَاِذَا انْقَضَى الشَّهْرُ مَاتَ، وَمَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَاِذَا قَدِمَ مَنْ حَجِّهٖ مَاتَ، وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَاِذَا قَدِمَ مِنْ عُمْرَتِهٖ مَاتَ۔

ترجمہ: طلحہ یامی نے فرمایا: ہم باہم مذاکرات کرتے تھے کہ وہ شخص جس کی موت تین صورتوں سے ایک میں ہوئی یا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گی یا جہنم سے وہ بری ہو گا (راوی کو شک ہے) جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے

جب رمضان ختم ہوا اس کی موت واقع ہو گئی اور جو شخص حج کے لیے نکلا اور حج سے واپس آیا تو اس کی موت واقع ہو گئی اور جو شخص عمرہ کے لیے نکلا جب عمرہ سے واپس آیا اس کی موت واقع ہو گئی۔

2. وَ قَالَ الْحَسَنُ: مَنْ مَاتَ عَقْبَ رَمْضَانَ، اَوْ عَقْبَ عُمْرَةٍ، اَوْ عَقْبَ غَزْوٍ اَوْ حَجٍّ، مَاتَ شَهِيْدًا۔ نقله ابن الجوزی وغیره

ترجمہ: حضرت حسن بصری نے فرمایا: جو شخص رمضان کے بعد یا عمرہ کے بعد یا جہاد کے بعد یا حج کے بعد فوت ہوا، وہ شہید ہوا۔

3. عَنْ خَيْثَمَةَ قَالَ: مَنْ حَجَّ فَمَاتَ فِيْ عَامِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَ مَنْ صَامَ رَمْضَانَ فَمَاتَ فِيْ عَامِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ (رواه سعيد بن منصور۔)

ترجمہ: جس شخص نے حج کیا اور اسی سال مر گیا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اسی سال مر گیا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

4. وَ قَدْ رُوِیَ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: مَنْ بَلَغَهٗ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَضِيْلَةٌ، فَاَخَذَ بِهَا اِيْمَانًا وَ رِجَاءَ ثَوَابِهٖ، اَعْطَاهُ اللّٰهُ ذَالِکَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَالِکَ۔

حضرت جابر سے روایت ہے: بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کسی کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی فضیلت کا قول پہنچے اس نے اس پر ایمان اور ثواب کی امید سے عمل شروع کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کو وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ نفس الامر میں نہ ہو۔

- ہدایۃ السالک کے مصنف درج بالا فضائل کی احادیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: میں نے فضائل میں صحیح اور حسن اور ضعیف احادیث ذکر کر دی ہیں کیونکہ ترغیب اور ترہیب میں تساہل جائز ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

الحمد للہ! افقر الناس الی اللہ محمد رفیق الحسنی عفی عنہ اللہ الغنی قارئین سے گذارش کرتا ہے کہ ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک رکھنا۔

خاک پائے مدینہ

محمد رفیق الحسنی عفی عنہ

جمعۃ المبارک، شوال المکرم ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۲۰۱۰ء

رقت انگیز واقعات

- ❖ ..... عازمین حج اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ کی امان میں رکھ کر وداع کریں
- ❖ ..... عازمین حج کو عاجزی اور انکساری کا پیکر ہونا چاہیے
- ❖ ..... مواقیت اور احرام اور حرم کے حوالہ سے واقعات
- ❖ ..... مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد کے واقعات

رقت انگیز واقعات

حاجی کے لئے مناسب ہے کہ حج سے پہلے ایسے رفیق سفر کی تلاش کرے جو صالح اور خیر کے امور میں راغب ہو جو علم اور عمل سے ہمسفر ساتھی کی مدد کرے اس کا حلم اس کے جہل پر غالب ہو اور صاحب تقویٰ ہو اور حسن صحبت میں مصروف ہو۔ اور ضعفاء اور فقراء اور سفر میں کسی حادثہ کی وجہ سے زاد سفر کی طاقت نہ رکھنے والوں کی مدد کرے شیخ اور مخدوم ہو کر بیٹھے رہنے والے کی صحبت اختیار نہ کی جائے بلکہ خادم صفت حاجی کی صحبت اختیار کی جائے۔

- حضرت مخول بیان کرتے ہیں میرے پاس بُھَیَمْ عجلیؒ تشریف لائے اور فرمایا میں نے حج کرنے کا ارادہ کیا ہے تم کوئی ایسا آدمی اپنے پڑوسیوں اور دوستوں سے جانتے ہو جس کو تم اچھا سمجھتے ہو حج کرنا چاہتا ہو وہ میرے ساتھ سفر کرے؟ میں نے عرض کیا ہاں چنانچہ ایک صالح آدمی جو حج کرنا چاہتا تھا میں اس کے پاس گیا اُسے بلا کر لایا دونوں نے ہمسفر ہونے پر اتفاق کیا حضرت بھیم میرے گھر سے واپس چلے گئے دوسرے دن وہ صاحب آئے اور کہنے لگے آپ حضرت بھیم کے لئے کوئی دوسرا رفیق سفر تلاش کریں میں ان کی رفاقت میں حج پر نہیں جانا چاہتا میں نے کہا آخر کیوں؟ اللہ کی قسم کوفہ میں بھیم سے زیادہ بااخلاق آدمی میرے علم میں نہیں وہ کہنے لگا مجھے معلوم ہوا آپ اکثر روتے رہتے ہیں اس کی وجہ سے آپ کے ساتھ رہنا ہمارے لئے خوشگوار نہیں رہے گا۔ حضرت مخول کہتے ایسا نہیں وہ تذکرہ کے وقت روتے ہیں کیا تو نہیں روتا؟ اس آدمی نے کہا لیکن حضرت بھیم تو بہت روتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں تم حضرت بھیم کے ساتھ جاؤ گے اللہ تعالیٰ تجھے نفع عطا فرمائے گا جب اونٹوں پر سامان رکھا گیا اور سفر شروع ہونے لگا حضرت بھیم

ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے اور آپ کے آنسو جاری ہو گئے حتّٰی کہ آپ کی ڈاڑھی اور سینہ تر ہو گیا اور آنسو زمین پر گرنے لگے مجھے میرے صاحب نے کہا اے مخول جب بھیم کی ابتداء اس حال میں ہے تو آگے کیا حال ہو گا؟ میں نے کہا تم ان کے ساتھ جاؤ شاید بچوں اور اہل وعیال کے فراق کی وجہ سے رو رہے ہوں آئندہ ایسا نہیں ہو گا حضرت بھیم نے یہ بات سن لی اور فرمانے لگے اے مخول اللہ کی قسم ایسی بات نہیں مجھے دنیا سے آخرت کی طرف سفر یاد آگیا پھر آپ کی رونے کی آواز بلند ہو گئی میرے صاحب نے کہا مخول تو نے میرے ساتھ عداوت کی ہے اس حضرت بھیم کو تم حضرت داؤد طائی اور سلام ابن الخواص کے ساتھ بھیجتے وہ بھی روتے رہتے اور یہ بھی روتے رہتے رو رو کر ان کی موت واقع ہو جاتی یا شفاء پاتے حضرت مخول کہتے ہیں مگر میں نے اپنے صاحب کو بار بار سمجھایا چنانچہ دونوں حج کے لئے روانہ ہو گئے جب دونوں واپس آئے میں اپنے پڑوسی حاجی کے پاس حاضر ہوا اور مبارک باد دی اور پوچھا حضرت بھیم کے سات سفر کیسا رہا؟ انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے میں نے آج تک حسن خلق میں حضرت بُھیم سے اچھا آدمی نہیں دیکھا وہ مجھ پر زیادہ خرچ کرتے تھے حالانکہ میں غنی تھا اور وہ غنی نہیں تھے اور میری خدمت زیادہ کرتے تھے حالانکہ میں جوان تھا اور وہ بوڑھے تھے وہ روزوں کے ساتھ ہوتے تھے اور میرا کھانا بناتے تھے حالانکہ میں بے روزہ ہوتا تھا مخول کہتے ہیں میں نے کہا بھیم کے رونے کو تو ناپسند کرتا تھا آپ پر اس کا اثر کیا ہوا میرا صاحب کہنے لگا اللہ کی قسم آپ کا رونا مجھے بہت پسند آتا تھا حتّٰی کہ میں بھی روتا تھا ہمارے دوسرے ہمسفر حاجی شروع شروع میں روتے رہنے کو ناپسند کرتے تھے مگر بعد میں سب روتے تھے اور رونے کی مجلس کو پسند کرتے تھے حضرت مخول کہتے ہیں پھر میں حضرت بھیم عجلی کے پاس گیا اُن سے پوچھا ہمارا

پڑوسی آپ کا رفیق سفر کیسا تھا آپ نے فرمایا اچھا ساتھی تھا کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا اور ذکر کے وقت آنسو بہانے والا تھا اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر دے۔ (البحر العمیق۔ ص: ۳۰۰)

• حضرت عبداللہ ابن مبارک کی عادت تھی جب حج کے ایام آتے تو اہل مرو میں سے دوست عازمین حج ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے اور کہتے تھے اے ابو عبدالرحمٰن ہم آپ کے ساتھ جائیں گے آپ فرماتے تھے اپنے زاد سفر کے لئے محفوظ رقم مجھے دے دو سب لوگ رقم جمع کرادیتے حضرت عبداللہ ابن مبارک ہر ایک عازم حج کی رقم کی تھیلی مقفل صندوق میں بند کر کے رکھ دیتے اور حج پر روانہ ہو جاتے شریک سفر لوگوں پر خرچ کرتے رہتے سواری کا کرایہ اور کھانے اور پینے کا اچھا انتظام کرتے مرو سے بغداد پہنچتے حتیٰ کہ مدینۃ الرسول ﷺ پہنچتے۔ اور ہر شخص کو کہتے آپ کے گھر والوں نے مدینہ منورہ سے کس کس چیز کے خرید لانے کا کہا تھا سب اپنی اپنی ضروریات ذکر کرتے آپ ہر رفیق سفر کی بیان کردہ اشیاء اور تحفے خرید کر ان کو دے دیتے پھر مکہ مکرمہ آتے حج ادا کر لینے کے بعد پھر ایک دفعہ سب کو بلا کر فرماتے یہاں مکہ مکرمہ سے کیا کیا خریدنا ہے سب کو حسب خواہش اشیاء خرید کر دے دیتے واپس مرو تک سب ہمسفر لوگوں پر خرچ کرتے رہتے جب اپنے شہر مرو پہنچتے سب ساتھیوں کے لئے عمدہ لباس اور نئے کپڑے خرید کر سلوا کر ان کو ہدیہ کرتے اور ان کے گھروں میں رنگ روغن بھی کراتے پھر تین دن کے بعد سب کو بلاتے اور اچھا کھانا کھلاتے اور کھانے کے بعد صندوق کا تالا کھول کر سب لوگوں کو رقم کی اپنی اپنی تھیلیاں واپس کر دیتے روایت ہے آخری سفر کی دعوت میں آپ نے دوستوں کے لئے حلوۃ کی پچیس (۲۵) تھالیں بنوائی تھیں آپ تاجر تھے تجارت کرتے تھے آپ نے فضیل ابن عیاض کو فرمایا اگر آپ

اور آپ کے دوست نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا آپ ہر سال ایک لاکھ درہم فقراء اور دوستوں پر خرچ کرتے۔ (البحر العمیق۔ ص: ۳۰۲)

• سعید ابن عروبہ بیان کرتے ہیں جب حجاج بن یوسف نے حج کیا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ رات گذارنے کے لئے قیام کیا اور صبح کھانے پر جب لوگوں کو بلایا اپنے خادم سے کہا دیکھو اگر کوئی شخص میرے ساتھ کھانا کھائے گا میں اس سے کچھ باتیں پوچھوں گا اس کے ساتھی نے پہاڑ کی طرف دیکھا ایک آدمی اعرابی سویا ہوا نظر آیا خادم نے اسے پیر کی ٹھوکر سے اُٹھایا اور کہا آپ کو گورنر حجاج بن یوسف بلا رہے ہیں وہ اُٹھ کر حجاج کے پاس آیا حجاج نے کہا ہاتھ دھولو اور میرے ساتھ کھانا کھاؤ اس آدمی نے جواب دیا مجھے آپ سے بہتر سخی نے بلایا تھا میں نے اس کی دعوت قبول کرلی تھی حجاج نے پوچھا وہ کون ہے؟ اعرابی بولا اللہ تعالیٰ نے روزہ رکھنے کی دعوت دی میں نے روزہ رکھ لیا تھا حجاج نے کہا ایسی شدید گرمی میں؟ جواب دیا ہاں میں نے اس دن کی گرمی سے بچنے کے لئے جس دن اس سے بھی زیادہ گرمی ہوگی حجاج نے کہا کل روزہ نہ رکھنا اور میرے ساتھ افطار کرنا اعرابی نے جواب دیا اگر کل تک باقی رہنے کی آپ ضمانت دیں تو کل روزہ نہیں رکھوں گا حجاج نے کہا اس پر میری قدرت نہیں ہے اعرابی نے کہا تو کس طرح آخرت جس پر تو قادر نہیں ہے کے مقابلہ میں دنیا کا عمل طلب کرتا ہے؟ حجاج نے کہا یہ کھانا نہایت اچھا ہے اعرابی نے جواب دیا اس کھانے کو نہ تونے اچھا کیا ہے اور نہ طباخ نے لیکن اس کو صحت اور عافیت نے اچھا کیا ہے اور عافیت دینے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے لہٰذا اس کی دعوت پر روزہ رکھنا چاہئے۔ (البحر العمیق)

اس واقعہ سے درس یہ ملتا ہے کہ حج کے سفر میں انسان کو سخاوت کرنی چاہئے راستہ میں ملنے والے لوگوں کو کھانے پر بلانا چاہئے۔

• علم نحو کے مشہور عالم اصمعی بیان کرتے ہیں میں سفر میں جنگلوں میں رہنے والے لوگوں کو قرآن مجید پڑھاتے پڑھاتے سفر کرتا تھا ایک جنگل میں داخل ہوا اچانک ایک اعرابی (بدو) جس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور ڈاکے ڈالتا تھا، سے ملاقات ہو گئی اعرابی جب میرے قریب ہوا تا کہ میرے کپڑے چھین لیے کہنے لگا اے شہری تو ہمارے علاقہ میں کیوں داخل ہوا اصمعی کہتے ہیں میں نے جواب دیا میں اس لئے یہاں آپہنچا تا کہ لوگوں کو قرآن پڑھاؤں اعرابی نے کہا قرآن کیا ہے؟ میں نے کہا قرآن اللہ تعالی کا کلام ہے اعرابی نے کہا کیا اللہ تعالی کا کلام بھی ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا قرآن سے مجھے ایک مصرعہ سناؤ۔ اصمعی کہتے ہیں میں نے پڑھا 'وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ' (ذاریات:۲۲) تمہارا رزق اور وہ اشیاء جن کا تم سے وعدہ کیا گیا وہ آسمان میں ہے۔ اعرابی نے تلوار پھینک دی اور کہا استغفر اللہ۔ میرا رزق آسمان میں ہے اور میں زمین میں طلب کر رہا ہوں۔ اصمعی کہتے ہیں ایک سال بعد میں نے اس اعرابی سے طواف میں ملاقات کی میں نے اعرابی سے کہا کیا تو نے مجھے پہچانا میں پچھلے سال آپ سے ملا تھا اس نے کہا کیوں نہیں۔ مجھے قرآن مجید سے ایک اور مصرعہ سناؤ اصمعی کہتے ہیں میں نے پڑھا 'فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ' (ذاریات: ۲۳) پس آسمان اور زمین کے ربّ کی قسم بے شک یہ حق ہے اس کی مثل جس طرح تم بولتے ہو۔ اعرابی رونے لگا اور رو رو کر یہ کہتا جاتا تھا کس چیز نے میرے ربّ کو قسم اٹھانے پر مجبور کیا حتّٰی کہ اعرابی گر گیا اور اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔

• اس واقعہ میں درس یہ ہے کہ حجاج کرام کو راستہ میں لوگوں کو قرآن کی اور دین کی تعلیم دینا چاہیے۔

• مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والے مشتاق لوگوں کے چھ اقسام ہیں (۱) وہ

لوگ جن کا وطن مکہ اور مدینہ ہے (۲) دنیا کے منافع اور حلاوت حاصل کرنے والے ان کا سفر دنیا کے لئے ہوتا ہے روایت ہے ایک صالح آدمی نے خواب میں دیکھا کہ حج کے اعمال اللہ تعالیٰ پر پیش کئے جارہے ہیں۔ عرض کیا گیا یہ فلاں آدمی کے اعمال ہیں حکم ہوا اس کا نام حاجیوں میں لکھا جائے پھر دوسرے آدمی کے اعمال پیش کئے گئے عرض کیا گیا۔ فلاں آدمی کے اعمال ہیں حکم فرمایا اس کا نام تاجروں میں لکھا جائے حتّٰی کہ خواب دیکھنے والے کے اعمال پیش کئے گئے تو حکم ہوا اسے تاجر لکھا جائے میں نے عرض کیا کیوں میں تو تاجر نہیں ہوں ارشاد ہوا تو نے سوت کا ایک گٹھ فروخت کرنے کے ارادہ سے اُٹھایا ہوا ہے تو بھی تاجر ہے۔ اس لئے علماء فرماتے ہیں خرید وفروخت حج اور زیارت مدینہ منورہ کے بعد کرنی چاہئے۔ (۳) حج کرنے والا مکہ اور مدینہ منورہ کا سفر تفرتح کی نیت سے کرتا ہے اس لئے راستہ اور مکہ اور مدینہ میں بھی راحت اور تلذذ کا طلبگار رہتا ہے مگر ظاہر کرتا ہے کہ میں حج کرنے اور زیارت کرنے آیا ہوں (۴) مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا سفر کرنے والا ریاء اور دکھاوے کے لئے حج کرتا ہے تاکہ لوگ اُسے حاجی کہیں اور اس پر فخر کرتا ہے لیکن ظاہر کرتا ہے کہ اسے حج کرنے کا شوق ہے روایت ہے کہ ایک عازم حج صالح آدمی کے پاس آیا اور عرض کیا میرا ارادہ حج کرنے کا ہے صالح آدمی نے پوچھا زادراہ کے لئے تمہارے ساتھ کتنی رقم ہے اس نے عرض کیا دوہزار درہم صالح آدمی نے کہا کیا تو نے پہلے فرض حج کر لیا ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں صالح آدمی نے کہا کیا میں تجھے نفل حج سے افضل عمل کی رہنمائی نہ کروں اس نے عرض کیا کیوں نہیں انہوں نے فرمایا یہ دوہزار درہم کسی مقروض یا کسی تنگ دست کی حاجت پوری کرنے میں صَرف کردو حاجی خاموش ہو گیا صالح آدمی نے پوچھا خاموش کیوں ہوا جواب دیا میرا دل حج کرنے کو ہی چاہتا ہے بزرگ نے کہا معلوم

ہوا تو چاہتا ہے کہ تجھے لوگ حاجی کہیں۔

• آج کل اہل ثروت اور دولت مند لوگ بار بار نفلی عمرے اور حج کرتے ہیں مگر انہیں کسی مدرسہ کے طلباء یا فقراء کی اعانت یا آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے فقراء اور یتامیٰ کے لئے مدد کرنے کا کہا جائے پھر بھی بعض اہل ثروت حج کرنے کو ترجیح دیتے ہیں پھر لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں ہم تو ہر سال کرتے ہیں اور ہم نے اتنے حج کئے ہیں بار بار حج کرنا باعث اجر و ثواب ہے مگر ریاء اور دکھاوے کا حج اور عمرۃ تو باطل ہو جاتا ہے اس لئے بار بار عمرے اور حج کرنے والے ریاء سے بچنے کی کوشش کریں۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

• نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا اغنیاء تفریح کے لئے حج کریں گے اور متوسط طبقہ تجارت کے لئے حج کرے گا اور قراء اور علماء ریاء اور سمعۃ کے لئے حج کریں گے اور فقراء سوال اور بھیک مانگنے کے لئے حج کریں گے۔ (البحر العمیق)

• (۵) پانچواں قسم حاجیوں کا جو ثواب کی نیت سے حج کرتا ہے اور اس لئے حج کرتا ہے کہ حرمین طیبین کی وجہ سے حسنات کئی گناہ بڑھ جائیں گی اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے اُمید شفاعت ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں زائرین کی شفاعت کروں گا ایسا حج مومن کا حج ہے۔ (۶) چھٹا قسم ان لوگوں کا حج ہے جن کا حج مومن کا حج ہوتا ہے مگر مذکورہ اسباب سے کوئی سبب اس کے سفر کا داعی اور باعث نہیں ہوتا وہ دل میں حرمین طیبین حاضری کی تڑپ رکھتا ہے شاید اس کی وجہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعاء ہے 'فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم' (ابراہیم: ۳۷) اے اللہ بعض لوگوں کے دلوں میں مکہ والوں کی طرف میلان اور محبت پیدا فرمادے۔ یعنی مکہ مکرمہ میں قیام کی محبت پیدا فرمادے

اگر دعاء میں 'الناس' کی جگہ 'الناس' بغیر لفظ 'من' ہوتا یعنی سب لوگوں کے لئے یہ دعاء کی گئی ہوتی تو یہود اور نصاریٰ بھی مکہ مکرمہ کے لئے تڑپ رکھتے اور حج کرنے جاتے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بعض لوگوں کے لئے دعاء فرمائی جن کے دل میں غیر شعوری طور پر حرمین طیبین جانے اور حج کرنے کی تڑپ رہتی ہے دوم یہ بھی ہو سکتا ہے جیساکہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب برأت میں ہر سال کعبہ کی طرف نظر کرم فرماتا ہے اس وقت لوگوں کے دل کعبہ کی طرف میلان کرتے ہیں۔(البحر العمیق بحوالہ دیلمی) اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا شعبان کی پندرھویں شب لوگوں کی اموات اور حجاج کرام (صحائف میں) میں لکھے جاتے ہیں۔ سوم اور یہ بھی ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ حدیث شریف میں ہے اللہ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت کعبہ کی طرف وحی فرمائی تھی کہ میں نور پیدا کرنے والا ہوں اور بشر پیدا کرنے والا ہوں جو تیری طرف دوڑیں گے جس طرح کبوتر اپنے انڈوں کی طرف اور چیلیں اپنے گھونسلوں کی طرف دوڑتی ہیں۔ چہارم اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے وادی نعمان (عرفات) میں آدم علیہ السلام کی اولاد سے عہد لیا تھا اسی جگہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا تھا اور آدم علیہ السلام کے آگے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا تھا اور فرمایا تھا 'اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۔ قَالُوْا بَلٰى' (اعراف: ۱۷۲) کیا میں تمہارا ربّ نہیں؟ اولاد آدم نے عرض کیا کیوں نہیں تو ہمارا ربّ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کے اقرار کو ایک کاغذ میں لکھ لیا اور بعض کو بعض پر گواہ بنایا پھر حجر اسود کے اندر وہ خط (سِم کی طرح) رکھ دیا اسی وجہ سے مستحب ہے کہ حجر اسود کے استلام کے بعد طواف کرنے والا کہے 'اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ ۔ الخ' (اے اللہ میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور

تیرے عہد کو پورا کیا) عہد سے مراد حجر اسود میں رکھا گیا عہد ہے چنانچہ حرم مکہ اور عرفات ارواح کا اصلی وطن ہے اسی جگہ ارواح نے ربوبیت کا اقرار کیا تھا اس لئے لوگوں کے دلوں میں غیر شعوری طور پر حرمین طیبین جانے کی تڑپ اور طلب رہتی ہے جیسا کہ طبعی طور پر عالم اجساد میں اپنے وطن پہنچنے اور رہنے کی تڑپ اور محبت ہوتی ہے۔ ابن جوزی نے لکھا جب حضرت ذوالنون مصری سے پوچھا گیا آپ کو کیا 'اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ' یاد ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں گویا ابھی میرے کانوں میں آواز گونج رہی ہے۔ مگر اکثر لوگ بھول گئے ہیں مگر پھر بھی طبعی میلان وطن اصلی کی جانب رہتا ہے۔ (البحر العمیق)

عازمین حج کے لئے حج کے سفر کے لئے زادِ راہ نہایت پاکیزہ اور حلال ہونا ضروری ہے:

• حج کے مبرور اور مقبول ہونے کا سب سے بڑا ذریعہ حلال مال ہے سرور دو عالم ﷺ سے مروی ہے 'اذا حج الرجل بالمال الحرام فقال لبيك اللهم لبيك. الخ' جب حاجی حرام مال کے ساتھ حج کرتا ہے اور 'لبيك اللهم لبيك' کہتا ہے آواز دینے والا آسمان سے آواز دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'لالبيك ولا سعديك حَتّٰى ترد ما في يديك' تیرا 'لبيك' اور 'سعديك' قبول نہیں حتّٰی کہ تو مال حرام جو تیرے ہاتھ میں ہے وہ واپس کرے اور ایک روایت میں ہے 'حجك مردود عليك' تیرا حج تیرے اوپر ردّ کر دیا گیا ہے اور ایک روایت میں ہے جو شخص حرام کسب سے اس بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں نافرمان لکھا جاتا ہے جب سواری پر 'لبيك اللهم لبيك' کہتا ہے تو منادی آسمان سے ندا کرتا ہے 'لا لبيك لا سعديك كسبك حرام و راحلتك حرام و ثيابك حرام و زادك حرام ارجع

مأزورا غیر مأجور وابشر بما یسوء ك' (لبیک اور سعدیک نہیں ہے تیر
کسب حرام ہے تیری سواری حرام مال سے ہے تیرے کپڑے حرام مال سے ہیں
اور تیرا زاد سفر حرام مال ہے لوٹ جا گناہوں کے بوجھ کے ساتھ تجھے کوئی اجر نہیں
دیا گیا خوش ہو اس انجام کے ساتھ جو تجھے پریشان کرے گا) اور جب مال حلال
کے ساتھ آدمی حج کے ارادہ سے نکلتا ہے اور سواری پر 'لبیك اللهم لبیك' کہت
ہے آسمان سے منادی ندا کرتا ہے 'لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ اَجَبْتَ بما تحب راحِلتك
حلال و ثیابك حلال و زادك حلال ارجع مبرورا غیر مأزورٍ اِ اِیْتَنِفِ
العمل' (لبیک اور سعدیک تو نے اپنے محبوب مال سے لبیک اور سعدیک کہا تیری
سواری حلال مال سے ہے تیرے کپڑے حلال مال سے ہیں تیرا زادِ سفر حلال مال
سے ہے تو مبرور حج کے ساتھ بغیر گناہوں کے بوجھ کے واپس لوٹ جا اور نئے
سرے سے عمل شروع کر۔ ان روایات سے معلوم ہوا حج کو مقبول بنانے کا سب
سے بڑا ذریعہ اور وسیلہ حلال مال ہے۔

- آج کل حکومت کے اکثر ارکان صدر اور وزیر اعظم اور وفاقی اور صوبائی
وزراء اور بیوروکریٹ افسران کروڑوں اور اربوں پتی سرمایہ دار جن کا مال خالص
حرام اور لوٹ مار کا ہوتا ہے مگر پھر بھی قومی خزانہ سے حج کرتے ہیں اور یہ عقل
کے اندھے اپنے نصیب اور آخرت کے مراحل سے نجات کے لئے حج اور عمرہ
کرنے کو اپنے حق میں سعادت سمجھتے ہیں کوئی کہتا ہے میں نے دس حج کئے کوئی کہتا
ہے مجھے کعبہ کے اندر جانے کی سعادت حاصل ہوئی کوئی کہتا ہے مجھے گنبد خضراء
کی جالیوں کے اندر جانے کا شرف حاصل ہوا مگر بدبخت یہ خیال نہیں کرتے کہ
گنبد خضراء والی سرکار نے اپنے اقوال سے ایسے حج کو ردّ کر دیا ہے۔ لہٰذا انہیں وقت
ضائع کرنے اور واپسی پر گناہوں کا بوجھ اُٹھا کر واپس ہونے پر ماتم کرنا چاہئے تھانہ

کہ فخر کرنا چاہئے۔ دیلمی نے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک دانق (درہم کا ایک چھٹا حصہ) مال حرام واپس کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ستر حج کے برابر ہے۔(البحر العمیق) لہٰذا پہلے ان حکمرانوں اور افسروں کو حرام مال واپس کرنا چاہئے اور پھر حلال مال سے حج کرنا چاہئے۔

- مناسب ہے کہ حاجی حلال اور ذاتی مال سے قرضے ادا کر کے حج پر جائے اگر ادا نہ کر سکے تو وارثوں کو کہہ کر جائے کہ فلاں فلاں آدمی کا قرض ادا کرنا ہے سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا ''مومن کا نفس رہن رکھا ہوا ہے، اور ایک روایت میں ہے آدمی اپنے دَین کے ساتھ معلق ہوتا ہے جب تک دَین ادا نہ کیا جائے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ میرے اوپر حج فرض ہے اور میرے اوپر قرض بھی ہے آپ ﷺ نے فرمایا قرض ادا کر۔ (البحر العمیق۔ ص: ۴۳۴ / جلد:۱) عازمین حج پر لازم ہے حقوق العباد ادا کرنے کے لئے وصیت نامہ لکھ کر جائیں تاکہ اگر موت واقع ہو جائے تو وصیت کے مطابق وارث عمل کریں سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کسی ایک آدمی کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے جائز نہیں ہے کہ دو راتیں اس پر گذر جائیں اور وصیت نامہ اس کے تکیہ کے نیچے نہ رکھا ہو کیونکہ حقوق العباد جنت کے دخول سے مانع ہوتے ہیں۔

- روایت ہے ایک صحابی رسول ﷺ فوت ہو گئے اور اس پر دَین تھا اور اس کا وارث ایک بیٹا تھا سرور دو عالم ﷺ نے پوچھا کیا تیرے باپ پر دَین واجب تھا اس نے عرض کیا ہاں میرے والد پر ایک درہم دَین تھا آپ علیہ السلام نے فرمایا باپ کا دَین درہم ادا کر دو کل رات میں نے خواب میں آپ کے باپ کو جنت کے دروازے پر دیکھا اس نے ارادہ کیا کہ جنت میں داخل ہو مگر اس درہم نے جنت کا

دروازہ بند کر دیا۔

• مروی ہے ایک صحابی فوت ہو گیا اور اس پر دَین واجب تھا اور ادا کرنے کے لئے اس کا مال نہیں تھا آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا حتّٰی کہ حضرت علی نے اس کا دَین اپنے ذمہ لے لیا پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

• عازم حج کوشش کرے کہ والدین اور عزیزوں کو راضی کر کے جائے اور اگر کسی کی بیوی حج پر جا رہی ہے تو شوہر کو راضی کر کے جائے۔ **مسئلہ**: اگر کسی شخص نے حرام مال سے حج کیا تو شرعاً فرض حج اس سے ساقط ہو جائے گا مگر وہ حج، حج مبرور اور مقبول نہ ہوگا بلکہ امام احمد نے فرمایا حرام مال سے ادا شدہ حج باطل ہے حج کرنے والے کا حج اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا اسے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

• لہٰذا حرام اور وہ مال جس میں حرام کا شبہ ہو اس سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ مشتبہ مال حرام کے قریب ہے سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا "دَعْ مَا يُرِيْبُكَ إِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ" شک اور ریب میں جو چیز تجھے ڈالے اس کو چھوڑ دو اس چیز کی طرف جو تجھے شک اور ریب میں نہ ڈالے۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں ہم حلال کے نو حصے چھوڑ دیتے تھے اس خوف سے کہ دسویں حصہ حرام میں نہ واقع ہو جائیں۔ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا "مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَفِيْ ثَمَنِهٖ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ صَلَاتَهٗ مَا دَامَ عَلَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ" جس شخص نے بیس درہم کے ساتھ کپڑا خریدا اور اس کے ثمن میں ایک درہم حرام ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں فرمائے گا جب تک اس کپڑے کا کوئی جزء اس کے بدن پر موجود ہوگا۔ (البحر العمیق۔ ص: ۱/۴۳۶)

• امام غزالی نے فرمایا جو شخص حرام مال یا مشتبہ مال کے ساتھ حج کرنے کے لئے گھر سے روانہ ہوا کوشش کرے کہ اس کا کھانا اور پینا حلال مال سے ہو اگر اس

پر قدرت نہ ہو تو احرام (ٹھیک تھا) سے حلال ہونے تک حلال مال استعمال کرے اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو عرفہ کے دن مال حلال استعمال کرے اگر ایسا بھی نہ کر سکے اللہ تعالٰی سے ڈرتا رہے اس لئے کہ وہ حرام مال استعمال کرنے کے لئے حالت اضطرار میں ہے ہو سکتا ہے اللہ تعالٰی اس کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے اور اس کے حزن اور خوف کی وجہ سے اس آدمی سے در گذر فرمائے۔(البحرالعمیق۔ ص: ۱/۴۳۶) صاحب بحر اس حرام مال والے شخص کے لیے حیلہ ذکر کرتے ہیں اگر کسی آدمی کے پاس صرف مال حرام ہے یا مشکوک مال ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میں حلال مال سے حج کروں تو وہ کسی سے حج کے لئے حلال مال سے قرض لے لے اور حج ادا کرے پھر اپنے مال سے قرض ادا کر دے اسی طرح قاضی خان میں ہے۔(البحرالعمیق۔ ص: ۱/۴۳۶)

- مسئلہ : اگر دَین ادا کرنے کی طاقت ہو تو قرض لے کر حج کرنا جائز ہے۔(کتب فقہ)

عازمین حج اہل وعیال کو اللہ تعالٰی کی امان میں رکھ کر وداع کریں:

حضرت عمر ابن خطاب سے مروی ہے کہ آپ نے لوگوں میں ایک آدمی اور اس کے ساتھ اس کے بیٹے کو دیکھا فرمایا میں نے کسی کوّے کو کوّے کے ساتھ ایسی مشابہت رکھنے والا نہیں دیکھا جیسی کہ تجھے اپنے بیٹے کے ساتھ مشابہت ہے اس آدمی نے عرض کیا یا امیر المؤمنین میرے اس بیٹے کو ماں نے موت کے بعد جنا حضرت عمر نے فرمایا بیان کرو اس آدمی نے عرض کیا میں ایک جہاد میں جانے لگا اس بچے کی ماں حمل کے ساتھ تھی میں نے وداع کرتے ہوئے کہا' اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ مَا فِيْ بَطْنِكِ '(جو چیز تیرے پیٹ میں ہے اسے اللہ تعالٰی کی امان میں دیتا ہوں) پھر میں جہاد میں شرکت کی وجہ سے غائب رہا واپس آیا تو میرے گھر کے دروازہ پر

تالا لگا ہوا تھا میں نے لوگوں سے پوچھا فلانہ کہاں گئی لوگوں نے کہا وہ فوت ہو گئی اور اُسے دفن کر دیا گیا میں بیوی کی قبر پر گیا اور روتا رہا واپس آیا رات کو میں اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ باتیں کر رہا تھا جنت البقیع ہمارے سامنے تھی میں نے دیکھا قبروں کے درمیان آگ بلند ہوئی میں نے بنی عم سے کہا یہ آگ کیسی ہے انہوں نے شرم کی وجہ سے کوئی جواب نہ دیا اور اُٹھ کر چلے گئے میں ان میں سے قریب ترین رشتہ دار کے پاس گیا اور اس سے پوچھا اس آگ کا کیا قصہ ہے اس نے کہا یہ آگ تیری بیوی کی قبر پر رات کو ظاہر ہوتی ہے میں نے کہا 'اناللہ واناالیہ راجعون' بے شک اللہ تعالیٰ کی قسم میرے علم کے مطابق میری بیوی بہت عبادت کرنے والی اور بہت روزے رکھنے والی اور پاک دامن تھی میرے ساتھ چلو میں نے کھدائی کے لئے کدال لیا اور اس کی قبر پر پہنچا مگر دیکھا تو قبر پہلے سے کھلی ہوئی تھی اور یہ بچہ ماں کے ارد گرد گھوم رہا تھا اور منادی نے غیب سے آواز دی اے امانت رکھنے والے اپنی امانت لے لو اللہ تعالیٰ کی قسم اگر تو اس لڑکے کی ماں کو بھی ودیعت رکھتا تو اسے زندہ پاتا آدمی کہنے لگا میں نے بچے کو اُٹھایا اور قبر بند ہو گئی میرے اس بیٹے کا یہ قصہ ہے۔(البحر العمیق ۔ ص: ۲۹۹) لہٰذا ہر مسافر کو چاہئے کہ اہل وعیال اور دوستوں کو الوداع کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی امان میں دے۔

عازمین حج کو عاجزی اور انکساری کا پیکر ہونا چاہئے:

ہر انسان کو چاہئے کہ سفر میں رفقاء سفر کے ساتھ عاجزی اور نرم رویہ کے ساتھ پیش آنا چاہئے تکبر اور جبروت سے اجتناب کرنا چاہئے اور اپنے نبی کریم ﷺ کے اخلاق حسنہ کو یاد کر کے حسن خلق کا پیکر ہونا چاہئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک درہم کا گوشت خریدا اور اُسے خود اُٹھایا آپ سے کہا گیا اے امیر المومنین آپ ہمیں دے دیں ہم اُٹھاتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں عیال دار کو عیال کے

خریدی گئی اشیاء خود اُٹھانا چاہئے۔ حالانکہ آپ اس وقت خلافت کے منصب پر متمکن تھے اور بیسیوں خادم رکھتے تھے۔

• حضرت عمر ابن عبدالعزیز نماز بغیر چٹائی کے پڑھتے تھے اور سجدہ مٹی پر کرتے تھے۔

• اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''الکبریاء ردائی و العظمۃ ازاری وَمَنْ نَازَ عَنِیْهِمَا قَصَمْتُهٗ'' کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے جو شخص ان دو میں میرے ساتھ منازعہ کرے گا میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔ (یعنی کبریائی اور عظمت میری صفت اور شان ہے)

• حضرت آدم علیہ السلام کاشت کاری فرمایا کرتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کارپنٹری اور لکڑی کا کام کرتے تھے اسی طرح حضرت زکریا علیہ السلام بھی لکڑی کا کام کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑوں کی سلائی کا کام کرتے تھے اور حضرت لقمان اور حضرت داؤدؑ لوہے کا کام کرتے تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام زراعت کا کام کرتے تھے اور حضرت لوط اور صالح علیہم السلام تجارت فرماتے تھے اور حضرت موسیٰ اور حضرت شعیب اور حضرت محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام بکریاں چَرانے کا کام بھی کرتے رہے لہٰذا آدمی کو کام کرنے میں عار نہیں ہونی چاہئے۔

• ہارون الرشید نے ایک مرتبہ نہایت شان و شوکت کے ساتھ بغداد سے پیدل حج کیا ہزاروں خدام آپ کے ساتھ تھے مکہ مکرمہ تک راستے پر قالین بچھائے گئے راستے سے لوگوں کو دائیں بائیں ہٹا دیا جاتا تھا اور آگے قالین بچھا دیئے جاتے تھے اور پیچھے سے قالین اُٹھا لئے جاتے تھے۔ کہتے ہیں ہارون نے نذر مانی تھی کہ ایک دفعہ پیدل حج کروں گا اور قسم اُٹھالی تھی چنانچہ ایک میل چلنے پر ہارون تھک

گیا سعدون مجنوں نے اسے چند اشعار سنائے جن کا خلاصہ یہ ہے ہاں یہ تسلیم ہے کہ آپ کے پاس دنیا آئی ہے مگر کیا تیرے پاس موت نہیں آئے گی تو دنیا کو کیا کرے گا جب کہ ایک میل کے سفر نے تجھے تھکا دیا ہے اے طالب دنیا، دنیا اپنی آخرت کے لئے ترک کردے جس طرح دنیا نے تجھے خوشی دی اسی طرح دنیا تجھے رُلائے گی۔ ہارون الرشید یہ اشعار سن کر بے ہوش ہو کر گر گئے حتّٰی کہ اس کی تین نمازیں قضاء ہو گئیں۔ (البحر العمیق بحوالہ ابن الجوزی۔ ص: ۳۰۸)

• ایک مرتبہ سواریوں اور خدام کے ساتھ نہایت پُر وقار طریقے پر ہارون الرشید حج کے لئے روانہ ہوا آپ کے آگے لوگوں کو دائیں بائیں ہٹا دیا جاتا تھا اتفاق سے راستہ میں بہلول مجنوں پر گذر ہوا بہلول لوگوں کو وعظ کر رہے تھے بہلول کی طرف لڑکے بھاگتے آئے اور کہا خاموش ہو جا امیر المؤمنین آگئے ہیں بہلول خاموش ہو گیا ہارون کی سواری جب بہلول کے برابر آئی تو بہلول نے بلند آواز سے کہا یا امیر المؤمنین مجھے ایمن ابن نائل نے اور انہیں قدامہ ابن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منٰی میں ایک اونٹ پر سوار دیکھا آپ کے نیچے پرانا پالان تھا اور 'لَمْ يَكُنْ ثَمَّ طَرْدٌ وَلَا ضَرْبٌ وَلَا اِلَيْكَ اِلَيْكَ' (ترمذی) وہاں لوگوں کو راستہ سے ہٹانا اور مارنا اور ادھر اُدھر ہو جاؤ نہیں تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہ بہلول مجنوں ہے یعنی آپ محسوس نہ کریں یہ پاگل ہے ہارون الرشید نے کہا میں نے پہچان لیا ہے اے بہلول اور بولو۔ بہلول نے کہا یا امیر المؤمنین 'هَبْ اِنَّكَ قَدْ مَلَكْتَ الْاَرْضَ طُرًّا۔ وَدَانَ لَكَ الْعِبَادُ فَكَانَ مَاذَا۔ اَلَيْسَ غَدًا مَصِيْرُكَ جَوْفَ قَبْرٍ۔ وَيَحْثُوْ التُّرَابَ هٰذَا ثُمَّ هٰذَا۔' (تسلیم بے شک تو ساری زمین کا مالک ہے اور سب لوگوں نے تیری اطاعت قبول کر لی ہے تو پھر کیا ہوا کیا کل تو قبر کے پیٹ میں نہیں ہو گا اور تیرے اوپر یہی لوگ مٹی نہیں ڈالیں گے؟

بہلول نے کہاہاں یاامیر المؤمنین ''مَنْ رَزَقَهُ اللّٰهُ جَمَالًا وَ مَالًا فَعَفَّ فِيْ جَمَالِهٖ وَ وَاسٰى فِيْ مَالِهٖ كُتِبَ فِيْ دِيْوَانِ الْاَبْرَارِ'' جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے جمال اور مال عطا فرمایا وہ جمال میں پاک دامن رہا اور مال میں لوگوں کے ساتھ مواساۃ کی وہ ابرار کے دیوان میں لکھا جاتا ہے۔اس نصیحت سے ہارون نے سمجھا کہ شاید بہلول مال چاہتا ہے ہارون نے کہا اے بہلول ہم نے تمہارا دین ادا کر دینے کا حکم دے دیا ہے بہلول نے کہا''يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَقْضِ دَيْنَنَا بِدَيْنٍ'' ہمارا دین دین سے ادا نہ کر یعنی تیرے پاس قوم کا مال خزانہ اور امانت ہے جو کہ تیرے اوپر قوم کا دین ہے اس دین سے ہمارا دین ادا نہ کر ''اُرْدُدِ الْحَقَّ اِلٰى اَهْلِهٖ وَاقْضِ دَيْنَ نَفْسِكَ عَنْ نَفْسِكَ'' حق حق داروں کو واپس کر دے اور اپنے نفس پر واجب دین اپنے مال سے ادا کر ہارون نے کہا ہم حکم کرتے ہیں کہ تیرے لئے وظیفہ جاری کیا جائے بہلول نے کہا اے امیر المؤمنین ایسا نہ کر ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھول جائے اور تجھے عطا کرے مجھے آپ کا وظیفہ نہیں چاہئے۔ان حکایات سے معلوم ہوا انسان کو ہر وقت خصوصاً حج کے سفر میں عاجزی اور انکساری سے کام لینا چاہئے۔

عازمین حج کو ہر مسافر خصوصاً خواتین اور بوڑھوں کے ساتھ نرمی کرنا چاہئے:

• سرور دو عالم ﷺ نے اس آدمی کے لئے دعاء فرمائی جو آپ کی امت کے ساتھ نرمی کرے گا اور اس شخص کے لئے دعاء ضرر فرمائی ہے جو شخص آپ کی امت کو مشقت میں ڈالے گا ارشاد فرمایا ''اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ اُمُوْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفِقْ بِهٖ وَمَنْ وَلِيَ مِنْ اُمُوْرِ اُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ'' اے اللہ جو شخص میری امت کے امور سے کسی شی کا ولی یا مالک بنا پس اس نے ان کے ساتھ نرمی کی یا اللہ تو اس کے ساتھ نرمی فرما اور جو شخص میری

امت کے امور سے کسی شے کا مالک بنا پس اس نے ان کو مشقت میں ڈالا تو اسے مشقت میں ڈال۔ (البحر العمیق۔ص: ۳۱۰)

عازمین حج خواتین اور حضرات کو سفر کی حالت میں نماز ترک نہیں کرنا چاہیئے:

• عام طور پر حج اور عمرہ پر جانے والے نمازوں کی پرواہ نہیں کرتے اول تو نماز نہیں پڑھتے اگر پڑھ بھی لیں جماعت کی پرواہ نہیں کرتے حجاج کرام کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ایک نماز کے ترک کرنے کا گناہ حج کی حسنات سے زیادہ وزنی ہوتا ہے گویا نمازوں کے تارکین ثواب سے کئی گنا زیادہ گناہوں سے آلودہ ہو کر آتے ہیں چنانچہ ملا علی قاری تحریر فرماتے ہیں نماز کی اہمیت کی وجہ سے کہا گیا کہ وقوف عرفات کے پالینے کا وقت دس ذی الحج کی صبح صادق تک ہے اگر صبح صادق سے پہلے ایک منٹ کا وقوف بھی محرم نے پالیا تو اس کا حج ادا ہو جائے گا اور اگر عرفات کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے صبح صادق ہو گئی تو حج فوت ہو جائے گا اسی طرح عشاء کی نماز کا وقت بھی صبح صادق تک ہے صبح صادق ہو جانے پر نماز قضاء ہو جاتی ہے۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ محرم دس ذی الحج کی رات یعنی نو ذی الحج شام کو آنے والی رات صبح صادق کے قریب عرفات کی حدود کے قریب پہنچا مگر اس نے نماز عشاء ابھی تک نہیں پڑھی تھی وہ محرم اگر حج پالینے کے لئے عرفات میں بغیر نماز پڑھے داخل ہوتا ہے تو اسے وقوف عرفات مل جائے گا اور حج پالے گا اور اگر وہ نماز پہلے پڑھتا ہے تو حج فوت ہو جائے گا تو وہ شخص کیا کرے حج کو رہنے دے یا نماز کو؟ بعض علماء نے فرمایا وہ شخص پہلے نماز پڑھے کیونکہ نماز کی فرضیت حج کی فرضیت سے اقوی اور اہم ہے حج فوت ہو جائے گا اگلے سال حج قضاء کرے اور بعض علماء نے فرمایا وقوف عرفات حاصل کرنے کے لئے نماز ترک کر دے تاکہ حج فوت نہ

ہو اور عشاء کی نماز قضاء کرے کیونکہ وقوف عرفات کے ترک میں محرم نہایت مشقت میں پڑ جائے گا اور معلوم نہیں اگلے سال تک حیات وفا کرے گی یا نہ استطاعت قائم رہے گی یا نہ۔ (شرح لباب المناسک) میرے نزدیک دوسرا قول راجح ہے مگر اس اختلاف سے نماز کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ (محمد رفیق حسنی)

• پہلے قول کی تائید ابن الحاج کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ ہمارے علماء نے فرمایا کوئی شخص جانتا ہے کہ اگر اس حج کے لئے گھر سے نکلوں گا تو میری ایک نماز لازمی طور پر قضاء ہو جائے گی وہ شخص حج نہ کرے اس سے حج ساقط ہے اور ابو القاسم حکیم نے کہا جس شخص نے اس زمانہ میں کسی غزوہ اور جہاد میں شرکت کی اور اس کی ایک نماز فوت ہو گئی اس کے لئے لازم ہے کہ ایک سو مزید غزوات میں شرکت کرے تا کہ قضاء نماز کا کفارہ ہو سکے ملا علی قاری فرماتے ہیں صلاۃ خوف پڑھنے کا حکم ابوالقاسم کے قول کی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر نماز کو وقت سے مؤخر کرنا جائز ہوتا تو حالت جنگ میں مؤخر کرنا جائز ہوتا سرور دو عالم ﷺ کی نمازیں جب غزوۂ خندق میں فوت ہوئیں آپ ﷺ نے فرمایا "شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صَلَاۃَ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰہُ بُیُوْتَھُمْ وَ قُبُوْرَھُمْ نَارًا" کفار نے ہمیں نماز عصر سے مشغول رکھا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

• حضرت ابو بکر الوراق ترمذی جو کہ بلخ میں حضرت احمد ابن خضرویہ کی صحبت میں بلخ میں مقیم رہے اور تربیت حاصل کی آپ حج کے لئے نکلے جب ایک مرحلہ سفر طے کر لیا اپنے اصحاب سے فرمایا مجھے واپس لے چلو کیونکہ میں نے ایک مرحلہ تک سات سو (۷۰۰) کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کر لیا ہے آپ کے اصحاب نے آپ کو واپس گھر پہنچایا آپ نے حج ترک کر دیا۔ بعض علماء نے فرمایا سات سو کبیرہ گناہ کا ارتکاب جب ایک مرحلہ تک ایک عام آدمی نہیں کر سکتا تو صالح اور زاہد شیخ اور

متقی عالم کس طرح سفر کرتے ہوئے ایک مرحلہ میں سات سو گناہوں کا ارتکاب کر سکتا ہے لہٰذا بعض علماء حضرات نے ابو بکر الوراق کے اس قول کی اس طرح تاویل کی کہ آپ کی مراد خواطر ذمیمہ اور غفلات دنیویہ ہیں جو کہ صوفیاء کے نزدیک کبیرہ گناہ ہیں کیونکہ صوفیاء فرماتے ہیں "حسنات الابرار سیئات المقربین الاحرار" کہ ابرار کی حسنات مقربین احرار کے لئے سیئات ہوتی ہیں اور حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ میں نے منیۃ المصلی کے حاشیہ میں پڑھا تھا حضرت ابو بکر الوراق کی مراد نماز باجماعت کا ترک ہے کیونکہ ایک حدیث شریف میں ہے "مَنْ تَرَكَ اَدَأَ الصَّلٰوةِ بِجَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا ارْتَكَبَ سَبْعَمِأَةِ كَبِيْرَةٍ" کہ جس شخص نے نماز کی جماعت ترک کر دی گویا اس نے سات سو کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کیا۔ (ارشاد الساری۔ ص:۶۴)

• ذکر کردہ واقعات اور احادیث سے نماز کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا ہے کیونکہ مشاہدہ ہے اکثر لوگ خصوصاً خواتین حج اور عمرۃ کے سفر میں جماعت بلکہ نماز پڑھنے کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قصداً جماعت ترک کر دی وہ منافق ہے۔ (ہدایہ)

• الشاہ مولانا احمد رضا خان بریلوی سے استفسار کیا گیا کہ ایک پیر صاحب نماز با جماعت ادا کرتے ہیں مگر وہ مسجد میں نہیں آتے بلکہ اپنے گھر میں دس بیس مریدوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا کر لیتے ہیں کیا پیر صاحب کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا وہ پیر نہیں دجّال اور فاسق ہے وہ شخص اس کا اہل نہیں کہ لوگوں کو بیعت کرے کیونکہ جس جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم ہے وہ مسجد کی جماعت ہے جناب رسول اکرم ﷺ مرض الوفات میں بھی مسجد میں جماعت کے ساتھ شرکت کرتے تھے گھر میں جماعت نہیں کراتے تھے اگر

گھروں میں ہمیشہ کے لئے جماعت جائز ہوتی تو مسجدوں اور مؤذنوں اور اماموں کی ضرورت نہ ہوتی۔آپ نے فرمایاوہ پیر صاحب پیر نہیں وہ فاسق اور دجال ہے خود بھی مسنون جماعت کا تارک ہے اور دس بیس دوسرے لوگوں کی جماعت کے ترک کا بھی باعث ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

• معلوم ہوا نماز اور پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا نہایت ضروری ہے مگر عذر شرعی کی وجہ سے جماعت کا ترک جائز ہے مگر نماز کا ترک جب تک عقل قائم ہے جائز نہیں اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھے اگر رکوع اور سجود نہیں کر سکتا تو اشارہ سے پڑھے اگر کپڑے نہیں ہیں تو ننگے ہونے کی حالت میں نماز پڑھ لے اگر پاک کپڑے نہیں ہیں تو ناپاک کپڑوں میں پڑھ لے اگر وضو نہیں کر سکتا تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے اگر سمندر کی موجوں میں تختہ پر زندہ ہے تو بھی نماز کے قضاء کرنے کا حکم نہیں ہے اگر حاملہ عورت کے بچے کا نصف خارج ہوا ابھی نفاس شروع نہیں ہوا اور نماز کے قضاء ہو جانے کا اندیشہ ہے تو بھی وہ عورت نماز قضاء نہ کرے (تفصیلات کتب فقہ میں مُلاحظہ فرمائیں) اس دور کے دیگر المیوں سے ایک المیہ یہ بھی ہے کہ نماز چھوڑ دی گئی ہے ہزاروں افراد پر مشتمل آبادی سے چند لوگ نماز پڑھنے کے لئے مساجد میں آتے ہیں ناگفتہ بہ حالت یہ ہے کہ بعض علماء اور مشائخ بھی نماز نہیں پڑھتے اور ان کے گھروں سے بھی نماز رخصت ہو چکی ہے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنِ۔ رَبِّ اجۡعَلۡنِیۡ مُقِیۡمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَآءِ رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابِ۔

مواقیت اور احرام اور حرم کے حوالہ سے واقعات:

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے کعبہ اور مسجد حرام کو لوگوں کے لئے قیام اور

ثواب کی جگہ بنایا اور کعبہ کو اپنی طرف نسبت کا شرف بخشا کہ اُسے بیت اللہ کہا اسے عظیم سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی مثال بنایا خالق کائنات شہنشاہ اور ملک الملوک اور سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے بادشاہوں کے آستانوں پر حاضر ہونے والے تواضع اور خضوع اور عاجزی اور انکساری کی حالت میں داخل ہوتے ہیں اور بادشاہوں کی بارگاہ میں حاضر ہونے میں عادت اور طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضری کے لئے اوقات معینہ ہوتے ہیں ارباب مطالب کو ہر وقت آنے کی اجازت نہیں ہوتی اور حاضری کے لیے آنے والوں کے لیے معروف جگہیں معین ہوتی ہیں جہاں سے حاضری کا خواہش مند مخصوص ہیت اور شکل اور کیفیت کے ساتھ ہی آگے بڑھ سکتا ہے مثلاً بادشاہ کے گھر سے پہلے ایک خاص جگہ سے مخصوص لباس لینا اور اپنے خدام کو ترک کرنا اور سواری کو چھوڑ دینا اور ہتھیار اور اسلحہ کو ترک کر دینا وغیرہ کا التزام کرنا ہوتا ہے یہ سب کچھ صاحب البیت کی تعظیم اور آداب کے لئے ہوتا ہے اسی طرح بیت اللہ معظم کی حاضری کے لئے حج میں عام اجتماع ہوتا ہے اس لئے ایک میقات زمانی اور ایک میقات مکانی لازم تھا میقات زمانی اشہر حج کو قرار دیا گیا اور میقات مکانی مختلف اکناف عالم سے آنے والوں کے لئے مختلف جگہوں کو متعین کیا گیا کہ حاضری کے طالب ان جگہوں سے آگے بغیر لباس عاجزی اور ہیت انکساری کے نہیں بڑھ سکتے اور عاجزی کا لباس احرام ہے اور پھر احرام کے لئے عاجزی کو قائم رکھنے کے لئے اس کے واجبات اور سنن اور محظورات ہیں۔

- اور عمرہ میں چونکہ عام اجتماع نہیں ہوتا عمرہ خواص کی حاضری کے مشابہہ ہے کہ عمرہ کسی زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہے مگر خواص اور عوام ادب کے مقامات اور مواضع میں برابر ہوتے ہیں اس لیے حج اور عمرہ کا میقات مکانی برابر برابر ہے۔

جب احرام سے مقصود ربّ العزت کی نعمتوں اور الطاف کو حاصل کرنا ہے تو آدمی پر لازم ہے کہ اپنے معروف ہیبت کو چھوڑ کر مسکینوں اور سائلوں کی ہیبت اختیار کرے اور اپنے جسم کے اشرف اعضاء سر سے دستار اور تکبر کا تاج اتار دے اور تذلل اور عبودیت کے اظہار کے لئے معروف لباس اتار کر میت کا لباس دو چادروں سے اپنے ستر اور جسم کو ڈھانپ لے اور پراگندہ بالوں اور میل و کچیل سے آلود جسم کے ساتھ بارگاہ اعلیٰ میں حاضری دے تاکہ کل روز قیامت دنیا کے لباس کے ترک کی وجہ سے جنت کے لباس سے نوازا جائے۔ بیت اللہ شریف بادشاہوں کے گھر کے مشابہہ ہے اور حرم پاک آخری حدود تک بادشاہوں کے گھر کے صحن کے مشابہہ ہے اور عرفات صحن سے باہر فریاد کرنے والوں کی جگہ کے مشابہہ ہے اور مواقیت ادب کے لئے ہیبت تبدیل کرنے کی جگہوں کے مشابہہ ہیں۔ (البحر العمیق)

• عبداللہ ابن مسروق ہارون الرشید کے وزیر کو جب اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی وہ گناہوں سے توبہ کرکے مکہ کے لئے روتے ہوئے پیدل ننگے پاؤں روانہ ہوا جب حرم کے شیوخ نے سنا کہ موصوف وزیر مکہ میں پہنچنے والے ہیں اسے سلام کرنے کے لئے مکہ مکرمہ سے باہر جمع ہوئے انہوں نے دیکھا کہ وزیر موصوف کی ہیبت متغیر ہے بال پراگندہ اور خاک آلود اور جسم اور چہرہ نہایت میلا کچیلا ہے مشائخ نے تعجب کرتے ہوئے ہارون رشید کے وزیر اعظم سے پوچھا آپ نے مساکین کی طرح شکل بنا کر بغیر جوتے جنگلوں اور میدانوں میں پیدل سفر کیوں فرمایا انہوں نے جواب دیا آپ بتائیں ایک عبد جب اپنے مولا کے دروازے پر حاضری دے اُس کی کیا کیفیت ہونی چاہئے میں پیادہ چل کر حاضر ہوا ہوں حق تو یہ تھا کہ سر کے بل چل کر آتا۔ (البحر العمیق۔ ص: ۳۱۹) لہٰذا انسان کو غرور اور تکبر

کالباس اُتار کر مسکین اور گداگر کی شکل بنا کر حاضر ہونا چاہئے تب کچھ مل جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

• عارفین کہتے ہیں جسم کا ظاہری احرام تو معروف ہے مگر محرم اپنے اعضاء کے احرام کی بھی پابندی کرے اعضاء کا پہلا میقات محرم کا کان ہے محرم کان کے احرام کا التزام کرے اور ہر لایعنی اور باطل کلام کے سماع سے اجتناب کرے محرم کا دوسرا میقات اس کی آنکھ ہے آنکھوں کو حرام نظر سے بچائے تیسرا میقات اس کی زبان ہے زبان کا احرام یہ ہے کہ زبان کو ہر ایسی کلام سے بچائے جو کلام قیامت کے دن اس کے لئے بوجھ بن جائے چوتھا میقات محرم کے ہاتھ ہیں ہاتھوں کا احرام یہ ہے کہ ہاتھوں کو بُرے اعمال میں استعمال نہ کرے۔

• ایک صوفی حج کر کے حضرت ابو بکر شبلی کے پاس حاضر ہوا حضرت ابو بکر شبلی نے پوچھا کیا تو نے احرام کے وقت حج کرنے کا ارادہ اور عقد کیا؟ صوفی نے عرض کیا جی ہاں آپ نے پوچھا کیا اس عقد اور ارادہ پر اس عقد کو تو نے منسوخ کیا جو شریعت کے خلاف ہو؟ صوفی نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو نے حج کا عقد نہیں کیا آپ نے پوچھا لباس اُتار دیا تھا صوفی نے کہا جی ہاں آپ نے پوچھا کیا تو نے منہیات کا لباس بھی اُتار دیا تھا صوفی نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو نے لباس نہیں اُتارا آپ نے پوچھا کیا تو نے تلبیہ پڑھا تھا؟ صوفی نے عرض کیا جی ہاں آپ نے پوچھا کیا تو نے تلبیہ کا جواب سنا تھا؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو نے تلبیہ نہیں پڑھا آپ نے پوچھا تو حرم میں داخل ہوا تھا؟ صوفی نے کہا جی ہاں آپ نے پوچھا آپ نے اپنے اوپر ہر حرام کو حرام کر دینے کا ارادہ کیا تھا؟ صوفی نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو حرم میں داخل نہیں ہوا آپ نے پوچھا کعبہ کا طواف کیا تھا؟ صوفی نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا کیا تیرے دل میں اس ذات کی عظمت کا ظہور ہوا تھا جس کے گھر کا تو

طواف کر رہا تھا؟ صوفی نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو نے طواف نہیں کیا کیا تو کعبہ میں داخل ہوا تھا؟ صوفی نے کہا ہاں آپ نے فرمایا کیا داخل ہونے کے بعد ہر معصیت سے خارج ہونے کا ارادہ کیا تھا؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا تو کعبہ میں داخل نہیں ہوا غرض حج کے ہر عمل کرنے پر اس عمل کے روحانی اثرات اور نتائج سے صوفی نے انکار کیا آب زم زم کا پینا اور صفاء اور مروہ کے درمیان سعی اور منیٰ کی طرف خروج اور عرفات کا وقوف اور مزدلفہ کا وقوف اور رمی جمار اور طواف وداع وغیرہا اعمال حج کے باطنی اثرات کے انکار پر آپ نے صوفی کو آخر میں فرمایا "مَا طُفْتَ وَلَا حَجَجْتَ اِرْجِعْ فَعَلَيْكَ الْعَوْدَةَ لِأَدَاءِ فَرِيْضَتِكَ "تو نے نہ طواف کیا ہے اور نہ حج کیا واپس جاؤ فرض حج ادا کرنے کے لئے۔ (البحر العمیق) اس طویل حکایت سے مقصود یہ ہے حاجی کو چاہئے حج کے تقاضوں کی بھی پابندی کرے اور آئندہ حج کی سعادت کے ثمرات اور نتائج کا خیال رکھے۔

- حضرت زین العابدینؓ جب احرام میں داخل ہونے لگے اور آپ کی سواری اٹھ گئی آپ کا چہرہ زرد ہو گیا اور اعضاء میں ارتعاش اور لرزہ پیدا ہو گیا اور تلبیہ کہنے کی استطاعت نہ رہی آپ سے عرض کیا گیا کیا وجہ ہے کہ آپ تلبیہ نہیں پڑھ رہے آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ تلبیہ پڑھوں اور غیب سے ندا آئے ' لَالَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ' تھوڑی دیر کے بعد جب کہا ' لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ' تو بے ہوش ہو گئے اور سواری سے گر گئے اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا۔
- حضرت امام جعفر صادقؒ نے جب حج کیا جب تلبیہ کہنے لگے آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ آپ سے پوچھا گیا کیا ہوا اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے آپ نے ارشاد فرمایا ارادہ کرتا ہوں کہ ' لبيك' کہوں مگر ڈرتا ہوں کہ جواب 'لالبيك ولا سعديك' آئے۔

• ایک بزرگ بیان کرتے ہیں میں نے ذوالحلیفہ میں ایک جوان کو دیکھا اس نے احرام میں داخل ہونے کا ارادہ کیا کہنے لگا اے میرے ربّ میں ارادہ کرتا ہوں کہ تیرے لئے 'لبیك' کہوں مگر ڈرتا ہوں کہ تو مجھے 'لالبیك' اور 'لا سعدیك' کے ساتھ جواب دے یہ قول بار بار کہتا رہا آخر میں اس نے کہا 'لبیك اللھم لبیك' اور آواز کو بلند کیا اس کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔(البحر العمیق)

• جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا احساس ہو یعنی اس طرح دل پر اللہ تعالیٰ کے تصور کا غلبہ ہو کہ میں اس کے قریب اور سامنے کھڑا ہوں اور اس کا احساس اور التفات بھی ہو اور پھر اپنے گناہوں اور ربّ العالمین کی سلطنت اور کبریائی کا تصور جمع ہو جائے تو اصحابِ دل کے دل خوف سے پھٹ جاتے ہیں اور موت واقع ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے ایسے خوف زدہ لوگوں کو بخش دے گا۔

• حضرت احمد ابن ابی الحواری بیان کرتے ہیں میں ابو سلیمان الدارانی کے ہمراہ سفر کر رہا تھا جب انہوں نے احرام کا ارادہ کیا آپ نے تلبیہ نہیں پڑھا ایک میل تک آپ خاموش چلتے رہے پھر آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی جب افاقہ ہوا آپ نے فرمایا اے احمد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ بنی اسرائیل کے ظالموں سے کہہ دو میرا ذکر نہ کیا کریں اور میرا نام نہ لیا کریں کیونکہ ظالموں میں سے اگر کوئی شخص میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا لعنت کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔اے احمد میرے لئے افسوس ہو مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو شخص حج بغیر جواز اور حرام مال سے کرتا ہے پھر 'لبیك' کہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'لالبیك ولا سعدیك' پس ہمیں تسلی نہیں ہے کہ ہمیں ایسا نہ کہا جائے۔یعنی آپ کا خوف اس درجہ پر پہنچا ہوا تھا کہ ہو سکتا ہے میرے حج میں فساد نیت یا ریاء وغیرہ یا

مال میں حرام کی آمیزش ہو اور میرا حج خالص لوجہ اللہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ 'لبیك' کے جواب میں 'لالبیك' فرمادے تو میرا کیا ہوگا اس لئے آپ نے تاخیر کے ساتھ 'لبیك' پڑھ کر احرام میں داخل ہونے کو پسند فرمایا۔

• حضرت مالک ابن دینار سے مروی ہے کہ میں مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوا دوران سفر ایک نوجوان کو میں نے دیکھا بالکل خاموش کھڑا ہے جب رات کی تاریکی چھا گئی اس نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور بارگاہ ایزدی میں عرض کیا اے میرے وہ پروردگار جس کو طاعت پسند ہے اور جسے لوگوں کی معصیت نقصان نہیں پہنچا سکتی مجھے ایسے اعمال کی توفیق دے جو تجھے خوش کردیں اور ایسے اعمال سیئہ کی مغفرت فرما جو تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے حضرت مالک ابن دینار فرماتے ہیں پھر میں نے اس نوجوان کو ذوالحلیفہ میں دیکھا وہ تلبیہ 'لبیك اللهم لبیك' نہیں کہہ رہا میں نے سمجھا یہ جاہل ہے اسے تلبیہ پڑھنا نہیں آتا میں نے کہا اے نوجوان تو تلبیہ کیوں نہیں پڑھ رہا اس نے جواب دیا اے شیخ میں ڈرتا ہوں کہ میں 'لبیك اللهم لبیك' کہوں ار اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آئے 'لالبیك ولا سعدیك' میں تیری کلام نہیں سنتا اور تیری طرف نظر رحمت نہیں کرتا میں نے کہا ایسا نہ کرو بے شک اللہ ایسا کریم ہے جب غضبناک ہوتا ہے تو راضی ہو جاتا ہے اور جب راضی ہوتا ہے تو پھر غضبناک نہیں ہوتا جب وعدہ کرتا ہے تو پورا کرتا ہے اور جب ڈراتا ہے تو معاف کر دیتا ہے نوجوان نے کہا اے شیخ کیا تو مجھے تلبیہ پڑھنے کا مشورہ دیتا ہے؟ میں نے کہا ہاں پھر وہ نوجوان زمین پر لیٹ گیا اور اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا اور پتھر اُٹھا کر دوسرے رخسار پر رکھ دیا اور اس کے آنسو جاری ہو گئے اور 'لبیك اللهم لبیك' کہنا شروع کر دیا اور پھر کہا یا اللہ یہ میری عاجزی ہے اور میرا گرنا ہے تو قبول فرما پھر وہ اُٹھا اور حج کے لئے روانہ ہو گیا۔
(البحرالعمیق)

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد کے واقعات:

• ایک عابدہ عورت نے حج کیا جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئی کہنے لگی "اَیْنَ بَیْتُ رَبِّیْ" میرے ربّ کا گھر کہاں ہے اُسے کہا گیا ابھی تو دیکھ لے گی جب بیت اللہ اس کے سامنے ظاہر ہوا لوگوں نے کہا یہ تیرے ربّ کا گھر ہے دیکھتے ہی دوڑ پڑی اور کعبہ کی دیوار کے ساتھ چمٹ گئی روتے روتے گر گئی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔

• حجر اسود کے استلام کے وقت سات چیزوں کی طرف توجہ مبذول کی جائے اول یہ کہ حجر اسود اللہ تعالٰی کا دایاں ہاتھ ہے اس کا استلام اللہ تعالٰی اور اس کے نائب رسول ﷺ کے ساتھ مصافحہ کی طرح ہے اس کا بوسہ لینا احکم الحاکمین کے ہاتھ کا بوسہ لینے کی طرح ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔ دوم حجر اسود جنت کے یاقوتوں سے ایک یاقوت ہے جیسا کہ احادیث میں ہے لہٰذا اس کا احترام کرے۔ سوم حجر اسود کا بوسہ لینے والا اور استلام کرنے والا یہ تصور کرے کہ میں اس جگہ اپنے لبوں سے حجر اسود کو چھو رہا ہوں جس جگہ سرورِ دو عالم ﷺ کے مبارک لب لگے تھے اور دیگر انبیاء اور مقرب بندوں اور ملائکہ کے لب لگے تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا اے حجر اسود اگر آپ کا میرے محبوب رحمۃ اللعالمین نے بوسہ نہ لیا ہوتا تو میں آپ کو بوسہ نہ دیتا۔ چہارم حجر اسود بنی آدم کے میثاق کے عہد نامہ کا محل ہے اللہ تعالٰی نے عہد نامہ کو اس پتھر کے اندر رکھا ہے۔ پنجم یہ خیال کرے میں اللہ تعالٰی اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ بیعت کر رہا ہوں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل نہیں کیا اس نے حجر اسود کو چھو لیا اس نے اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کے ساتھ بیعت کر لی۔ (البحر العمیق) ششم، حجر اسود جنت سے لایا گیا اور

س وقت نہایت روشن اور سفید تھا اس کی روشنی کی حدود تک حرم کی حدود کا تعین لیا گیا اور یہ کام ملائکہ نے کیا پھر بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔ سیاہ کرنے میں لوگوں کو درس دینا ہے کہ جب گناہوں سے پتھر سیاہ ہو جاتے ہیں تو پھر دل کیوں سیاہ نہیں ہوں گے۔ ہفتم یہ کہ حجر اسود قیامت کے دن ان لوگوں کے لئے شہادت دے گا جن لوگوں نے اس کا استلام کیا ہے حدیث شریف میں ہے قیامت میں حجر اسود لایا جائے گا اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہو گی جس سے بولے گا اور استلام والوں کے حق میں گواہی دے گا۔ (البحر العمیق)

• طواف کرتے وقت اس بات کا خیال کرے کہ کوئی بے ادبی نہ ہو جائے کیونکہ مطاف وہ جگہ ہے جہاں نیچے انبیاء عظام کی قبریں موجود ہیں اور اسی زمین نے انبیاء کرام اور ملائکہ اور اولیاء کرام کے قدموں کے بوسے لئے ہیں یہاں کا جرم اور بے ادبی نہایت عظیم جرم ہو گا چنانچہ روایت ہے ایک آدمی طواف کر رہا تھا اس کے لئے ایک عورت کی کلائی ظاہر ہوئی اس نے اپنی کلائی قصداً شہوت کی نیت سے عورت کی کلائی کے اوپر رکھ دی اس آدمی کی کلائی اس عورت کی کلائی سے چپک ئی اور الگ نہیں ہو سکتی تھی لوگ حیران ہو گئے ایک بزرگ نے کہا تم اس جگہ لوٹ جاؤ جس جگہ تجھ سے یہ گناہ سرزد ہوا اور دل سے توبہ کر کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ تجھے اس مصیبت سے نجات دے دے چنانچہ اس آدمی نے ایسا کیا دونوں مرد اور عورت کی کلائیاں جدا ہو گئیں۔

• حضرت ابو یعقوب نہرجوری متوفی ۳۳۰ھ بیان کرتے ہیں میں نے ایک آدمی کو طواف کرتے ہوئے دیکھا اس کی صرف ایک آنکھ تھی اور دعاء کر رہا تھا "اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ" اے اللہ میں تیری رحمت کے ساتھ تیرے غضب سے امان چاہتا ہوں میں نے اسے کہا یہ دعاء کیوں مانگ رہے ہو اس نے کہا میں مکہ

مکرمہ میں پچاس سال سے مقیم ہوں ایک دن میں نے طواف کے دوران ایک خوبصورت انسان (لڑکی یا بے ریش لڑکے) کو شہوت سے دیکھا اچانک مجھے تھپڑ لگا میری آنکھ باہر آگئی میں نے کہا آہ حسین پھر دوسرا تھپڑ لگا اور آواز آئی "لَوْ زِدْتَ لَزِدْنَاكَ" اگر تو زیادہ کرے گا تو ہم اس کی سزا زیادہ کر دیں گے۔

• اس حکایت سے معلوم ہوا حرم خصوصاً مطاف میں گناہ کرنے کی سزا فوراً ملتی ہے مگر میرا خیال ہے یہ سزا ان کو دی جاتی ہے جو بارگاہ الٰہ میں مقبول بندے ہوتے ہیں کیونکہ میرا مشاہدہ ہے اور لوگ بھی بیان کرتے ہیں آج ۱۴۳۲ھ / ۲۰۱۱ء ہے اور مطاف میں سعودی حکومت کے شرطے اور مؤطے خواتین کے ساتھ نہایت بد تمیزی کرتے ہیں اور جیب کترے اور چور دوران طواف حاجیوں کے جیب کاٹ لیتے ہیں مگر انہیں فوراً سزا ہوتی نہیں دیکھی اور نہ کسی نے سزا ہونے کی خبر دی ہے ۔اس لئے بعض علماء کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت کے لوگوں سے سخت ناراض ہے جس طرح کافروں کی سزا کو آخرت پر مؤخر رکھا ہے اسی طرح گستاخان کعبہ اور گنبد خضراء اور گستاخان جنت المعلیٰ اور جنت البقیع کی سزا کو بھی مؤخر کر رکھا ہے۔اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔(محمد رفیق حسنی)

• حضرت ابراہیم خواص بیان کرتے ہیں (آپ کو خواص اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ خوص یعنی کھجور کے پتے اور پتوں سے بنی اشیاء چٹائیاں اور ٹوکریاں وغیرہ فروخت کر کے اپنی ضروریات پوری کرتے تھے حضرت جنید بغدادی کے ہمعصر تھے ان کی وفات ۲۹۱ھ میں ہوئی) کہ میں نے ایک نوجوان کو دیکھا نہایت خوبصورت لباس میں بہت زیادہ طواف اور کثرت سے نوافل پڑھتا تھا ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا تھا میرے دل میں اس کی محبت واقع ہو گئی حضرت ابراہیم فرماتے ہیں مجھے کہیں سے چار سو درہم ہدیہ ملے میں اس نوجوان کے پاس

مقام ابراہیم کے پیچھے حاضر ہوااور میں نے چار سو درہم پیش کئے اور عرض کیااے میرے بھائی یہ درہم اپنی حاجتوں میں خرچ کرو۔ وہ کھڑا ہو گیا اور دراہم کو کنکریوں میں پھینکا اور کہا اے ابراہیم میں نے یہ مجلس اللہ تعالیٰ سے ستر ہزار دینار میں خریدی ہے تو ارادہ کرتا ہے کہ مجھ سے یہ چھین لے ان چند دراہم کے ساتھ دھوکہ دیتا ہے حضرت ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے نفس کو اس وقت نہایت ذلیل دیکھا میں نے وہ درہم جمع کرنے شروع کر دیئے وہ نہایت کامل شخص تھا مجھے دیکھتے ہوئے چلا گیا۔

• حضرت جنید بغدادیؒ جن کا قول ہے ہم صوفیاء کا طریقہ کتاب اور سنت ہے اور جو شخص قرآن کا محافظ نہیں اور حدیث کا عالم نہیں اور فقہ سے واقف نہیں اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے آپ کی وفات ۲۹۷ھ میں ہے آپ بیان کرتے ہیں میں نے رات کی تاریکی میں طواف کیا ایک عورت طواف کر رہی تھی میں نے سنا وہ کہتی جا رہی تھی۔ شعر: ''محبت نے پوشیدہ ہونے سے انکار کر دیا ہے کتنی مدت میں نے اس کو چھپایا میرے محبوب نے میرے پاس صبح کی اس نے سواری بٹھائی اور خیمہ لگایا جب میرا شوق شدید ہو گیا اس کے ذکر سے میرا دل دھڑکنے لگا اگر میں اپنے حبیب سے قرب کا ارادہ کروں تو وہ قریب ہو جائے گا'' حضرت جنید فرماتے ہیں میں نے کہا اے جاریہ کیا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی؟ طواف میں اور ایسی جگہ اس طرح کی کلام کر رہی ہے اُس خاتون نے کہا اے جنید۔ اگر تقویٰ نہ ہوتا مجھے تو یہاں نہ دیکھتا کہ میں نے محبوب سونا ترک کر دیا ہے بے شک تقویٰ نے مجھے اپنے وطن سے دور کر دیا ہے جس طرح تو دیکھ رہا ہے میں اُسی کی طرف بھاگ کر آئی ہوں اور اس کی محبت نے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے یعنی میرا محبوب ربّ العزت کی ذات ہے محبوب حقیقی میرا محبوب ہے۔ پھر کہنے لگی اے جنید بتاؤ تم بیت اللہ کا

طواف کر رہے ہو یا رب البیت کا حضرت جنید فرماتے ہیں میں نے کہا بیت اللہ کا اس خاتون نے آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور کہا سبحانک سبحانک۔ تیری خلق میں تیری مشیت کتنی عظیم ہے ایک جماعت پتھروں کی طرح ہے اور بیت اللہ کے پتھروں کا طواف کر رہی ہے پھر اس نے یہ شعر پڑھا۔ 'یَطُوْفُوْنَ بِالْاَحْجَارِ یَبْغُوْنَ قُرْبَةً اِلَیْكَ وَھُمْ اَقْسٰی قُلُوْبًا مِنَ الصَّخْرِ' (ترجمہ) لوگ پتھروں کا طواف کر کے تیرا قرب طلب کرتے ہیں ایسے لوگوں کے دل پتھروں سے زیادہ سخت ہیں۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں جب میں نے اس کے شعر سنے اور مقام دیکھا تو میں بے ہوش ہو کر گر گیا جب ہوش آیا وہ خاتون جا چکی تھی اور پھر نہ ملی۔

• اس واقعہ سے درس یہ ہے کہ ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ہر کامل شخص سے اکمل انسان پیدا کئے ہیں خواتین جن کو عموماً مرد حضرات کم تر سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا مرتبہ عطا فرمایا کہ حضرت جنید اس خاتون کا مقام ولایت دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ (البحر العمیق اور ہدایۃ السالک)

• حضرت بایزید بسطامی طیفور ابن عیسیٰؒ متوفی ۲۶۱ھ بیان کرتے ہیں میں نے تین حج کئے پہلے حج میں میں نے بیت اللہ دیکھا اور ربّ البیت کو نہیں دیکھا دوسرے حج میں میں نے بیت اور ربّ البیت دونوں کو دیکھا تیسرے حج میں صرف ربّ البیت کو دیکھا اور بیت اللہ کو نہیں دیکھا۔ سبحان اللہ اولیاء اللہ کا کیا مقام ہے۔ (ہدایۃ السالک۔ ص: ۱۶۲) اس مرتبہ کو صوفیاء کی اصطلاح میں مرتبہ احسان کہا جاتا ہے۔

• حضرت مالک بن دینار نے فرمایا میں ایک رات طواف کر رہا تھا ایک لڑکی کعبہ کے غلاف سے چمٹ کر کہہ رہی تھی اے میرے ربّ معاصی کی لذتیں تو ختم ہو گئیں مگر ان کے گناہ باقی ہیں اے میرے ربّ کتنی ایک ساعت اور لمحہ کی

شہوتوں کی لذت، لذت اُٹھانے والے کو طویل حزن اور غم میں ڈال دیتی ہے اے میرے ربّ تیرے پاس سزا دینے اور ادب سکھانے کے لئے جہنم کی آگ کے علاوہ اور کوئی سزا نہ تھی۔ حضرت مالک بن دینار بیان کرتے ہیں یہ جملہ بار بار لڑکی کہتی رہی حتّٰی کہ صبح صادق ہو گئی مالک بن دینار نے سر پر ہاتھ رکھا اور روتے ہوئے چیخ نکالی اور کہنے لگے اے مالک تیری ماں تجھے روئے اور کاش تیری ماں تجھے پیدا نہ کرتی ایک لڑکی نے آج رات تجھے باطل کر دیا۔

● حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں میں کعبہ کا طواف کرتے ہوئے محبوب کو طلب کر رہا تھا جب میں محبوب تک پہنچا میں نے دیکھا کعبہ میرا طواف کر رہا ہے۔ (سبحان اللہ حضرت بایزید بسطامی کا کتنا اونچا مقام ہے کہ کعبہ آپ کا طواف کرتا ہے۔)

● ایک روایت ہے ایک نوجوان کعبہ کا غلاف پکڑ کر کہہ رہا تھا "اِلٰهِیْ لَا لَكَ شَرِيْكٌ فَيُؤْتٰى وَلَا وَزِيْرٌ فَيُرْشٰى" اے میرے اللہ تیرا کوئی شریک نہیں جس کے پاس جایا جائے اور تیرا کوئی وزیر نہیں جسے رشوت دے کر کام کرایا جائے اگر میں تیری اطاعت کرتا ہوں تو تیرے فضل کے سبب کرتا ہوں اس پر تیرے لئے حمد ہے اور اگر میں تیری نافرمانی کرتا ہوں تو اپنے جہل کی وجہ سے پس میرے اوپر تیرے لئے حجت ہے تیری حجت ثابت ہے اور میری حجت منقطع ہے الٰہی اس کے باعث میری مغفرت فرما دے جب اُس آدمی نے گریہ اور زاری کے ساتھ فریاد کی تو غیب سے آواز آئی (اَلْفَتٰى عَتِيْقٌ مِنَ النَّارِ) یہ نوجوان جہنم کی آگ سے آزاد ہے۔

● حضرت سفیان ثوری بیان کرتے ہیں کہ ایک سال میں نے حج کیا میرا ارادہ یہ تھا کہ آئندہ میں حج نہیں کروں گا میں نے دیکھا کہ لوگوں میں اپنے عصاء پر سہارا

لے کر ایک شیخ میری طرف تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہے میں نے عرض کیا 'اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخُ' اس شیخ نے جواب میں کہا 'وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا سُفْيَانُ اِرْجِعْ عَمَّا نَوَيْتَ' (اور تیرے اوپر بھی سلام ہو اے سفیان اپنے ارادہ سے رجوع کر)۔ میں نے کہا سبحان اللہ آپ نے میری نیت کہاں سے دیکھ لی شیخ نے کہا میرے ربّ نے مجھے الہام فرمایا حضرت شیخ نے کہا اللہ کی قسم میں پینتیس (۳۵) حج کر چکا تھا اور عرفات میں میرا پینتیسواں (۳۵) حج تھا میں عرفات کے میدان میں ٹھہرے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنے اور حجاج کے لئے دیکھ رہا تھا یہ کہ کیا اللہ تعالیٰ میرا حج اور ان کا حج قبول فرمائے گا؟ اسی تفکر میں سورج غروب ہو گیا اور لوگ عرفات سے مزدلفہ چلے گئے میرے ساتھ کوئی باقی نہ رہا۔ رات اندھیری ہو گئی اور میں سو گیا میں نے نیند میں دیکھا قیامت قائم ہو گئی ہے لوگ جمع ہو گئے ہیں اعمال نامے ظاہر ہو رہے ہیں میزان اور صراط نصب کر دیئے گئے جنت اور جہنم کے دروازے کھول دیئے گئے میں نے سنا جہنم ندا کر رہی ہے (اَللّٰهُمَّ وَقِ الْحُجَّاجَ مِنْ حَرِّيْ وَ بَرْدِيْ) اے اللہ حجاج کو میری گرمی اور سردی سے امان عطا فرما ندا دی گئی اے نار تو کسی اور چیز کا سوال کر کیونکہ حاجیوں نے دیہات اور بیابانوں کی پیاس اور عرفات کی گرمی چکھ لی ہے انہیں قیامت کے دن کی پیاس سے محفوظ کر دیا گیا اور انہیں شفاعت عطا کر دی گئی کیونکہ انہوں نے اپنی ذوات اور اموال کے ذریعہ میری رضا طلب کی ہے شیخ کہتے ہیں میں بیدار ہوا دو رکعت نفل ادا کئے پھر سو گیا پھر وہی خواب دیکھا میں نے خواب میں کہا یہ خواب رحمان کی جانب سے ہے یا شیطان کی جانب سے مجھے کہا گیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اپنا ہاتھ آگے کرو میں نے ہاتھ آگے کیا تو میری ہتھیلی پر لکھا تھا (مَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ وَ زَارَ الْبَيْتَ شَفَعْتُهُ فِي سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ) جس شخص نے

عرفہ میں وقوف کیا اور بیت اللہ کی زیارت کی میں نے اس کے اہل بیت سے ستر آدمیوں کے حق میں اسے شفاعت کرنے کا حق دیا ہے حضرت سفیان کہتے ہیں پھر اس شیخ نے مجھے لکھے ہوئے کلمات دکھائے میں نے پڑھا پھر شیخ نے کہا میرے اوپر کوئی سال نہیں گذرا مگر میں نے اس میں حج کیا ہے اور میں حج پر ہوں حتّٰی کہ اب میرے بچھتر حج پورے ہو گئے ہیں پھر سفیان ثوری کو ہر سال حج کرنے اور آئندہ نہ کرنے کے ارادہ سے شیخ نے منع کر دیا۔ (البحر العمیق)

- بعض صالحین بیان کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا اچانک میں نے ایک غم میں رندھی ہوئی آواز حزین دل سے سنی وہ یہ آواز تھی۔ 'یَا کَرِیْمُ لُطْفُكَ الْقَدِیْمُ ۔ فَاِنَّ قَلْبِیْ عَلَی الْعَهْدِ مُقِیْمٌ' اے کریم تیرا کرم اور لطف قدیم ہے بے شک میرا دل عہد پر قائم ہے صالح آدمی بیان کرتے ہیں آواز اتنی دردناک تھی اس کے سننے کے لئے میں بے تاب ہو گیا اور مرنے کے قریب ہو گیا میں اس آواز کی طرف پہنچا تو وہ آواز ایک خاتون کی تھی میں نے کہا 'اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا اَمَةَ اللّٰهِ' اے اللہ کی بندی تیرے اوپر سلام ہو۔ اس نے کہا 'عَلَیْكَ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ' میں نے کہا تجھے عظیم اِلٰہ کا واسطہ عہد قدیم جس پر تیرا دل قائم ہے وہ کیا ہے؟ اس خاتون نے کہا اگر تیری طرف سے خالق جبار کی میرے اوپر قسم نہ ہوتی تو میں تجھے اسرار پر مطلع نہ کرتی۔ اس بچے کو دیکھو جو میرے سامنے سویا ہوا ہے میں حج کے ارادہ سے گھر سے روانہ ہوئی اور میں اس بچے کے ساتھ حاملہ تھی میں سمندر میں کشتی پر سوار ہوئی سمندر کی شدید موجوں میں کشتی ٹوٹ گئی میں کشتی کے ایک تختے پر غرق ہونے سے بچ گئی سمندر کی موجوں میں اسی تختے پر میں نے اس بچے کو جنا یہ بچہ میری گود میں تھا اور سمندر کی موجیں مجھے کبھی دائیں کبھی بائیں پھینک رہی تھیں کہ اچانک کشتی کا ایک ملاح میرے تختے پر پہنچ گیا

کہنے لگا میں آپ کو کشتی میں بھی چاہتا تھا مگر آپ کے ساتھ تختے پر آگیا ہوں مجھے اپنی حاجت پوری کرنے دو ورنہ میں تجھے سمندر میں گرادوں گا وہ خاتون کہتی ہے میں نے ملاح سے کہا تیرے لئے افسوس ہو جو کچھ ہمارے ساتھ ہوا اس سے تجھے عبرت حاصل نہیں ہوئی ملاح کہنے لگا پہلے اس قسم کے کئی حادثے دیکھ چکا ہوں اور میں غرق نہیں ہوا تم مجھے حاجت پوری کرنے دو خاتون نے کہا میں اس آدمی سے ڈر گئی اور میں نے کہا کچھ صبر کرو میں بچے کو سلادوں ملاح نے میری گود سے بچہ اُٹھایا اور سمندر میں پھینک دیا میرا دل دھڑکنے لگا اور میرا کرب بڑھ گیا میں نے بارگاہ الٰہی میں فریاد کی ''یَامَنْ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِہٖ حُلْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ ھٰذَا الْعَبْدِ'' اے وہ قادر مطلق جو بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے میرے اور اس بندے کے درمیان حائل ہو جا، پس مجھے اس کی عزت کی قسم ابھی میں نے کلام ختم نہیں کی تھی کہ اچانک سمندر سے ایک جانور نکلا اور اس آدمی کو اچانک اُٹھا لیا میں اس دن اور پوری رات اس لکڑی کے تختے پر سمندر کی موجوں میں موجود رہی جب صبح ہوئی میں نے ایک سفید قلعہ سمندر میں دیکھا قلعہ میں موجود لوگوں نے مجھے کشتی کے تختے سے اُتار لیا میں نے دیکھا تو میرا بچہ ان لوگوں نے اُٹھایا ہوا تھا میں اس بچے پر گر گئی اور کہنے لگی یہ بچہ تمہارے پاس کیسے پہنچا انہوں نے کہا ہم سمندر کے وسط میں سیر کر رہے تھے کہ اچانک ہماری کشتی رک گئی اور اچانک ایک عظیم جانور ظاہر ہوا ایسا لگتا تھا گویا وہ جانور ایک شہر ہے یہ بچہ اس جانور کی پشت پر اپنا انگوٹھا چوس رہا تھا خاتون کہتی ہے میں نے پھر ان لوگوں کو سارا واقعہ بیان کیا اور اپنے رب کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالٰی سے عہد کیا میں ہمیشہ اپنے ربّ کی اطاعت کروں گی اس کے بعد میں اللہ تعالٰی سے جو سوال کرتی ہوں وہ عطا فرماتا ہے۔ (البحر العمیق)

• بعض صالحین نے بیان کیا کہ میں نے ایک شخص کو طواف کرتے دیکھا وہ بار بار کہتا ہے "اِلٰهِيْ قَضَيْتَ حَوَائِجَ الْمُحْتَاجِيْنَ وَ حَاجَتِيْ لَمْ تَقْضِ"؟ میرے اللہ تو نے محتاجوں کی حاجتیں پوری فرمادیں اور میری حاجت پوری نہیں فرمائی۔ میں نے اس سے پوچھا کیا وجہ ہے تو اس کلام سے زیادہ نہیں کہتا اس شخص نے کہا ہم سات آدمی مختلف شہروں سے اکٹھے ہوئے اور کافروں کے علاقہ میں کافروں سے جہاد کرنے گئے ہم گرفتار ہو گئے ہمیں راستہ سے دور ایک جگہ لایا گیا تا کہ ان کی گردنیں کاٹ دی جائیں اسی دوران میں نے آسمان کی طرف دیکھا آسمان کے سات دروازے کھلے ہیں اور ہر دروازے پر ایک خوبصورت حُور بیٹھی ہے جب ہم میں سے ایک آدمی کو قتل کیا گیا میں نے دیکھا ایک دروازے سے حور ہاتھ میں رومال لے کر زمین پر اُتری اور مقتول شہید کو لے کر چلی گئی حتّٰی کہ میرے چھ ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا اور ہر ایک دروازے سے حور اُترتی رہی مگر جب میری گردن کاٹنے کی باری آئی ایک شخص نے میری سفارش کر دی جس کی وجہ سے مجھے قتل نہ کیا گیا میں نے دروازے پر بیٹھی آخری حور سے سنا "اَيُّ شَيْءٍ فَاتَكَ يَا مَحْرُوْمُ" کون سی چیز تجھ سے فوت ہو گئی اے محروم اور اس حور نے دروازہ بند کر دیا۔ اے میرے بھائی میں اسی دن سے افسوس کر رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہا ہوں تو نے میری حاجت کیوں پوری نہیں کی۔ بعض علماء فرماتے ہیں زندہ رہنے والے شخص کا مقام اور مرتبہ شہید ہونے والوں سے بلند ہے کیونکہ اس نے وہ دیکھا جو انہوں نے نہیں دیکھا۔ (البحر العمیق)

• حضرت ذوالنون مصری بیان کرتے ہیں میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک نور دیکھا جو آسمان کے ساتھ ٹکرا رہا تھا مجھے تعجب ہوا میں نے طواف مکمل کیا اور اس کے متعلق سوچ رہا تھا اچانک میرے کانوں میں غمزدہ خاتون کی آواز آئی میں

نے دیکھا ایک خاتون کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر روتے ہوئے کہہ رہی ہے 'اَتَدْرِیْ یَا حَبِیْبِیْ مَنْ حَبِیْبِیْ اَنْتَ تَدْرِیْ. نُحُوْلَ الْجِسْمِ وَالدَّمْعُ هُوَ جَانٍ بِسِرِّیْ. یَا عَزِیْزُ قَدْ کَتَمْتُ الْحُبَّ حَتّٰی ضَاقَ صَدْرِیْ '(ترجمہ) اے میرے حبیب میرا حبیب کون ہے؟ تو جانتا ہے جسم کا لاغر ہونا اور آنسوں میرے خفیہ راز اور محبت کو ظاہر کر رہے ہیں اے غالب قدرت والے میں نے محبت کو پوشیدہ رکھا حتّٰی کہ میرا دل تنگ ہو گیا۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں میرے دل کو اس کے کلام نے زخمی کیا پھر وہ زار و قطار رونے لگی اور کہا ''اِلٰهِیْ وَ سَیِّدِیْ وَ مَوْلَایَ لِحُبِّكَ لِیْ اِلَّا غَفَرْتَ لِیْ'' اے میرے الٰہ اور میرے سردار اور میرے مولا میرے ساتھ جو تجھے محبت ہے اس محبت کے طفیل مجھے معاف فرما اور میری مغفرت فرما۔ حضرت ذوالنون فرماتے ہیں خاتون کا یہ کلام مجھے نہایت عظیم محسوس ہوا میں نے کہا اے خاتون تجھے یہ کافی نہیں تھا کہ تو کہتی اے اللہ جو میری تجھ سے محبت ہے اس کے طفیل مجھے بخش دے خاتون نے کہا ''اِلَیْكَ اِلَیْكَ یَا ذَا النُّوْنِ'' دور ہو دور ہو اے ذوالنون کیا تو نہیں جانتا اللہ عز و جل کے لئے کچھ لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالٰی محبت کرتا ہے اس سے پہلے کہ وہ اللہ تعالٰی کے ساتھ محبت کریں کیا تو نے نہیں سنا اللہ عز و جل فرماتا ہے: 'فَسَوْفَ یَأْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗمْ' (المائدہ۔ ۵۴) پس عنقریب اللہ تعالٰی ایسی قوم لائے گا اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ تعالٰی کے ساتھ محبت کریں گے، اس آیت میں اللہ تعالٰی نے اپنی محبت کا ذکر پہلے کیا ہے اور لوگوں کی محبت کا بعد میں کیا ہے معلوم ہوا اے ذوالنون میرا کہنا صحیح ہے میں نے پوچھا اے خاتون تو مجھے کیسے جانتی ہے کہ میں ذوالنون ہوں؟ خاتون نے کہا اے بطال۔ پہلوان اسرار کے میدان میں دل روشن ہیں میں نے جبّار کی معرفت سے تجھے پہچان لیا ہے پھر اس عورت نے کہا پیچھے دیکھ میں نے پیچھے

دیکھا پھر اُسے دیکھا تو موجود نہیں تھی آسمان نے اُسے اُٹھالیا یا زمین نے اس کو نگل لیا۔ (البحر العمیق)

• لگتا ہے ''کند ہم جنس باہم جنس پرواز'' نیک لوگوں کو نیک لوگ نظر آتے ہیں کیونکہ ہم جنس لوگوں کی روحانیت کے درجات ایک لیول پر ہوتے ہیں انہیں اپنے درجہ اور مقام کے لوگ دکھائے جاتے ہیں مگر کبھی اللہ تعالیٰ بعض نہایت پست روحانیت سے خالی لوگوں پر بھی کرم فرماتا ہے انہیں کاملین لوگ دکھا دیتا ہے اور ملاقات کرا دیتا ہے 'ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ. اَللّٰهُمَّ يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ عَبْدِكَ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ هُوَ يَهْدِيْنِيْ وَيُزَكِّيْنِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ'۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

• مرغینانی نے اپنے فتاویٰ کے اخیر متفرقات میں لکھا ہے کہ سیدنا امام اعظم امام ابو حنیفہ نے بیان کیا جب انہوں نے آخری حج ادا کیا دل میں کہا شاید آئندہ میں حج نہیں کر سکوں گا آپ نے کعبۃ اللہ کے حاجب سے کعبہ کے اندر جا کر عبادت کرنے کی اجازت طلب کی انہوں نے رات کو کعبہ کے اندر عبادت کرنے کی اجازت دے دی اور کعبہ کی چابی برداروں نے کہا ایسا آپ سے پہلے ہم نے کسی کے لئے نہیں کیا کیونکہ آپ کو علم اور عمل میں جو تقدم حاصل ہے کسی دوسرے کو ایسا نہیں ہے اور آپ کے مقلدین کی کثرت ہے آپ کعبہ میں داخل ہو گئے دو ستونوں کے درمیان دائیں قدم پر کھڑے ہو کر پندرہ پارے نصف قرآن نفل کی پہلی رکعت میں پڑھا رکوع اور سجدوں کے بعد بائیں قدم کی پشت پر دایاں قدم رکھ کر قیام میں قرآن مجید کا دوسرا نصف پڑھ کر رکوع اور سجدے کر کے سلام سے فارغ ہوئے تو رو دیئے اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کی ''اِلٰهِيْ مَا عَبَدَكَ هٰذَا الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ حَقَّ عِبَادَتِكَ لٰكِنْ عَرَفَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ فَهَبْ نُقْصَانَ خِدْمَتِكَ

لِكَمَالِ مَعْرِفَتِكَ" اے اللہ اس عبد ضعیف نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا لیکن اس نے عرفان حاصل کیا جو معرفت کا حق ہے پس کمال معرفت سے خدمت کے نقصان کو پورا فرمادے۔ جب آپ نے یہ کہا تو کعبہ کے ایک جانب سے آواز آئی۔ 'يَا اَبَا حَنِيْفَةَ قَدْ عَرَفْتَ وَاَخْلَصْتَ الْمَعْرِفَةَ وَ خَدِمْتَ فَاَحْسَنْتَ الْخِدْمَةَ فَقَدْ غَفَرْنَا لَكَ وَلِمَنِ اتَّبَعَكَ وَكَانَ عَلٰى مَذْهَبِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ' (البحر العمیق ۔ ص:۳۳۶) (ترجمہ) اے ابو حنیفہ بے شک تو نے معرفت حاصل کی اور خالص معرفت حاصل کی اور تو نے خدمت اور عبادت کی اور اچھی عبادت کی ہم نے تیری مغفرت فرمادی اور ان لوگوں کی جنہوں نے تیری اتباع کی اور قیامت تک تیرے مذہب پر ہوں گے۔

• مجھے یقین ہے کہ سیّدنا امام سے یہ روایت صادق ہے اللہ تعالیٰ نے سیدنا امام اعظم پر کرم فرمایا سرور دوعالم ﷺ کے معجزات میں سے قرآن مجید کے بعد انہیں عظیم معجزہ بنایا انشاء اللہ ان کی اتباع کرنے والے حنفیوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ (در مختار)

• حضرت ابو شعیب بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم ابن ادھم سے عرض کیا میں آپ کی صحبت میں مکہ مکرمہ تک سفر کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا ایک شرط ہے کہ تو کسی کو نہیں دیکھے گا مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ میں نے یہ شرط قبول کرلی مگر جب ہم طواف کر رہے تھے اچانک ایک خوبصورت اور حسین لڑکا بھی طواف کر رہا تھا لوگ اس کے حسن اور جمال کی وجہ سے امتحان اور فتنہ میں پڑے ہوئے تھے حضرت ابراہیم ابن ادھم نے اپنی نظر مسلسل اس لڑکے پر لگائی ہوئی تھی جب یہ حال کافی طویل ہو گیا میں نے عرض کیا اے ابو اسحاق کیا آپ نے میرے لئے شرط نہیں ذکر کی تھی کہ اللہ

تعالیٰ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی پر نظر ڈالنی ہو گی ؟آپ نے فرمایا کیوں نہیں ؟ میں نے کہا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں آپ نے اس حسین لڑکے پر نظریں جمائی ہوئی ہیں آپ نے فرمایا یہ لڑکا میرا بیٹا ہے اور اس کے ساتھ چلنے والے میرے خادم ہیں وہ مجھے نہیں جانتا کیونکہ میں انہیں ایک عرصہ سے چھوڑ کر مکہ مکرمہ میں مقیم ہوں جاؤ میرے لڑکے کو جا کر میری طرف سے سلام اور معانقہ کرو میں نے جا کر اس حسین لڑکے کو حضرت ابراہیم ابن ادھم کا سلام پہنچایا عرض کیا کہ آپ کے والد آپ کو سلام کہہ رہے ہیں وہ لڑکا فوراً اپنے والد حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام پیش کیا تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنے بیٹے کو واپس جانے کا حکم دیا اور آپ نے یہ شعر پڑھے: 'هَجَرتُ الْخَلْقَ طُرًّا فِی هَوَاكَا ۔ وَاَيْتَمْتُ الْعِيَالَ لِكَیْ اَرَاكَا ۔ فَلَو قَطَعْتَنِیْ فِی الْحُبِّ اِرْبًا ۔ لَمَا حَنَّ الْفُؤَادُ اِلٰی سِوَاكَا'۔ میں نے تیری محبت میں ساری خلق کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے عیال کو یتیم کر دیا تاکہ میں تجھے دیکھوں پس تو نے اگر محبت میں میری حاجت کو قطع فرما دیا تو میرا دل تیرے سوا کسی کی طرف میلان نہیں کرے گا۔

• حضرت ابراہیم ابن ادھم نے حکومت اور عیال اور مال کو ترک فرما کر نیشاپور کی ایک غار میں گیارہ سال عبادت فرمائی اور اس کے بعد آپ حج کے لئے مکہ مکرمہ پہنچے پھر ساری زندگی وہاں گذار دی۔ مزید تذکرۃ الاولیاء میں ملاحظہ فرمائیں۔

• حضرت علی ابن موفق بیان کرتے ہیں میں نے ایک رات کعبۃ اللہ کا طواف کیا اور حطیم میں دو رکعت واجب الطواف ادا کیں حطیم کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کے روتے ہوئے میں نے کہا کتنی مرتبہ میں نے اس بیت اللہ شریف میں حاضری دی ہے اور بار بار آنے نے میرے اندر خیر کو زیادہ نہیں کیا میں نیند اور بیداری کی

درمیانی کیفیت میں تھا ایک آواز آئی 'یَا عَلِیُّ سَمِعْنَا مَقَالَتَكَ اَوَ تَدْعُوْ اَنْتَ اِلٰی بَیْتِكَ مَنْ لَا تُحِبُّهٗ؟' اے علی ہم نے تیرا قول سن لیا کیا تو ایسے شخص کو گھر بلائے گا جس کے ساتھ تو محبت نہیں کرتا۔ (البحر العمیق۔ ص: ۱/۳۳۷) یعنی تیرا ہر سفر مقبول ہے اور تو ہمارا محبوب ہے اس لئے ہم تجھے بار بار بلا رہے ہیں۔

● اے اللہ مجھے ۲۰۰۸ء میں دل کے آپریشن کے بعد دوبارہ حاضری کی سعادت نصیب فرما ورنہ خیال آتا ہے شاید تو ناراض ہو گیا ہے اور سرور دو عالم ﷺ بھی ناراض ہو گئے ہیں 'اِلٰهِیْ كُنْ رَاضِیًا وَ اَرْضِ عَنِّیْ حَبِیْبَكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ اَنْتَ وَسِیْلَتِیْ اَدْرِكْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللهِ یَا رَسُوْلَ اللهِ یَا رَسُوْلَ اللهِ كُنْ رَاضِیًا بِحُرْمَتِ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا'۔ (محمد از تو مے خواہم خدا را۔ الٰہی از تو عشق مصطفےٰ را۔) یارسول اللہ آپ سے خدا مانگتا ہوں۔ یا اللہ آپ سے عشق مصطفےٰ مانگتا ہوں۔ محمد رفیق حسنی عفی عنہ۔

● امام اوزاعی بیان کرتے ہیں میں نے ایک شخص کو کعبہ کا غلاف پکڑ کے کہتے ہوئے سنا اے میرے ربّ میں فقیر ہوں جیسا کہ تو جانتا ہے میرے بچے بے لباس ہیں جیسے کہ تو جانتا ہے اور میری اونٹنی نہایت کمزور ہے جیسا کہ تو جانتا ہے اور میرا لباس پُرانا ہو گیا ہے جیسا کہ تو جانتا ہے پس میرے حق میں جو بہتر ہے وہ فرما دے اے وہ ربّ جو دیکھتا ہے اور دیکھا نہیں جاتا۔ اچانک اس کے پیچھے سے آواز آئی یا عَاصِمُ یا عاصم اپنے چچا کے ہاں پہنچو وہ طائف میں فوت ہو گئے ہیں اور ایک ہزار بکریاں اور تین سو اونٹ اور چار ہزار دینار اور چار عبد اور تین یمنی تلواریں چھوڑ گئے ہیں تم جاؤ یہ چیزیں لے لو تیرے سوا ان کا کوئی وارث نہیں ہے امام اوزاعی فرماتے ہیں میں نے کہا اے عاصم بے شک تو نے جس ذات کو پکارا وہ تیرے قریب ہے عاصم نے کہا جی ہاں آپ نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'وَاِذَا سَاَلَكَ

عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ '(البقرة۔ ۱۸۶)
(ترجمہ) اور جب میرے بندے میرے متعلق پوچھیں پس بے شک میں قریب ہوں میں دعاء قبول کرتا ہوں جس وقت وہ مجھ سے دعاء کرتا ہے۔

- محرم عرفات کے میدان میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرے اور رونے کی سعادت حاصل ہو تو بہتر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے کی شکل بنائے اگر رونا بندوں کے دکھاوے کے لئے ہو تو یہ مذموم ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کو دکھانے کے لئے ہو تو یہ محمود ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض نے عرفات میں وقوف فرمایا لوگ دعاء مانگ رہے تھے آپ ایسے روئے جیسے شوہر کی وفات پر نہایت غمزدہ عورت روتی ہے جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوا آپ نے اپنی داڑھی پکڑی اور سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا اے فضیل وائے افسوس اگر معافی نہ ملی۔
- ابن محبوب ذکر کرتے ہیں میں نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس نے زمین کی طرف سر جھکایا ہوا ہے حتّٰی کہ سورج غروب ہو گیا میں نے کہا اے نوجوان اب ہاتھ اُٹھا کر دعاء مانگ لو اس نے کہا وہاں تو وحشت ہے آج گناہوں کے عفو کا دن ہے اس نے دعاء کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور اس کی روح پرواز کر گئی اللہ تعالیٰ اُسے اپنی رحمت سے نوازے اور ہمارے اوپر اس نوجوان کی برکتیں لوٹادے۔
- حضرت یونس ابن عبداللہ کو کہا گیا لوگ کیسے تھے جب لوگ عرفات سے واپس ہو رہے تھے حضرت یونس نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں کوئی شک نہیں اگر میں ان لوگوں کے ساتھ نہ ہوتا تو ان کی مغفرت ہو جاتی ہو سکتا ہے میری وجہ سے رحمت سے محروم کر دیئے جائیں۔
- ایک شخص بیان کرتا ہے میں ۳۲۵ھ میں مسجد حرام میں عرفہ کی رات نماز پڑھ رہا تھا میرے ساتھ ایک شخص دن کو روزہ اور رات کو نماز پڑھنے والا بیٹھا ہوا تھا

وہ جب افطار کرتا تھا وہ کہتا تھا ''اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ صَائِمِیْ عَرَفَةَ اَنْ لَا تَحْرِمْنِیْ ثَوَابَ یَوْمِ عَرْفَةَ'' اے اللہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے والوں کے حق کے طفیل مجھے عرفہ کے دن کے ثواب سے محروم نہ فرما۔ میں نے اسے کہا تو یہ دعاء اکثر کرتا ہے اس کی کیا وجہ ہے اس نے کہا میرے والد اکثر یہ دعاء مانگتے تھے ان کی وفات کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا ہے میرے والد نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس دعاء کی وجہ سے میری مغفرت فرمادی ہے جب مجھے لحد میں اُتارا گیا میرے اوپر ایک نور نازل ہوا اور اس نے کہا اے ابو بکر یہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے والوں کا ثواب ہے۔

مدینہ منورہ کے فضائل

- ❖ ..... مدینہ منورہ کے فضائل
- ❖ ..... مدینہ منورہ کے اسماء مبارکہ
- ❖ ..... سرورِ دوعالم ﷺ کی زیارت کے فضائل
- ❖ ..... مدینہ منورہ کی نسبت سے واقعات

مدینہ منورہ کے فضائل

مدینہ منورہ کے اسماء مبارکہ:

المدينه۔	اگر مدینہ دین سے ماخوذ ہو تو اس کا معنی اطاعت کی جگہ اور اگر دان فلاں سے ماخوذ ہو تو اس کا معنی مالک ہونے والا۔
طيبه۔	پاکیزہ
طابه۔	خوشبو والا شہر
المسكينه۔	سکون کی جگہ
جابرة۔	نقصان پورا کرنے والا
المجبورة۔	جس کا نقصان پورا کیا گیا ہو
المرحومة۔	رحم کیا ہوا
المحبة۔	محبت کرنے والا
المحبوبة۔	محبت کیا ہوا
العذراء۔	بالکل نیا
الحبيبة۔	محبوب شہر
المجيبة۔	جس میں دعاء قبول ہوتی ہے
المطيبة۔	خوشبو والا
القاصمه۔	گردن توڑنے والا
دارالايمان۔	ایمان کا گھر
مدينة النبى۔	آپ کا مدینہ اور شہر
دارالهجرة۔	ہجرت کا گھر

قبة الاسلام۔ اسلام کا گنبد
ارض اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی زمین
العاصمة۔ عصمت والا شہر
المعصومة۔ عصمت دیا گیا
یندد۔ خوشبو

● امام سمہودی نے وفاء الوفاء میں مدینہ منورہ کے ایک سو (۱۰۰) اسماء مبارکہ ذکر کئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ قارئین "رفیق المدینہ" میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

حدیث: 'عن علی قال ما کتبنا عن رسول اللہ ﷺ الا القرآن وما فی هذه الصحيفة قال قال رسول الله ﷺ المدينة حرام مابين عير و ثور فمن احدث فيها حدثا او آوى محدثا فعليه لعنت الله والملائكة والناس اجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل' (مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت علی سے مروی ہے آپ نے فرمایا ہم نے سرور دوعالم ﷺ سے قرآن اور اس صحیفہ میں جو کچھ ہے کے سوا کچھ نہیں لکھا حضرت علی نے ارشاد فرمایا سرور کائنات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ جبل عیر اور جبل ثور کے درمیان تک حرم ہے جس شخص نے مدینہ منورہ میں کوئی غیر شرعی نئی چیز پیدا کی یا نئی بدعت پیدا کرنے والے کو امان دی پس اس پر اللہ تعالیٰ کی اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس شخص کے نہ نفل قبول کئے جائیں گے اور نہ فرض قبول کئے جائیں گے۔

● جس طرح مکہ مکرمہ کے لئے حرم ہے اور اس کی حدود ۱۲×۱۲ میل تک ہیں جس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے مگر کیا مدینہ منورہ کے لئے بھی ۱۲×۱۲ میل حرم ہے اگر ہے تو اس کی حدود کہاں تک ہیں احناف کے نزدیک مدینہ منورہ کے لئے حرم

نہیں ہے جن حدیثوں میں حرم کا ذکر ہے ان سے مراد مدینہ منورہ کی حرمت اور عظمت ہے بخلاف ائمہ ثلاثہ کے ان کے نزدیک مدینہ منورہ کے لئے اسی طرح حرم ہے جس طرح مکہ مکرمہ کے لئے حرم ہے مدینہ منورہ کے حرم کی حدود میں بھی شکار کرنا اور قتل کرنا اور خودرو گھاس کاٹنا منع ہے احناف کا استدلال یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں شکار کرنے کی حلت نصوص قطعیہ سے ثابت ہے لہٰذا شکار کرنے کی حرمت بھی نصوص قطعی سے ثابت ہونی چاہئے تاکہ حلت کے لئے ناسخ ہو مگر مدینہ منورہ کے حرم میں شکار کی حرمت احادیث احاد سے ثابت ہے جن کی تاویل کی جائے گی ورنہ ظنی کا قطعی کے لئے ناسخ ہونا لازم آئے گا یہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا احناف کے نزدیک مذکورہ حدیث میں 'المدینه حرام' کا معنی 'المدینه محترم ممنوع الاهانة' ہوگا جبل عیر عین پر فتح اور یا ساکن اور ثور ثاء پر فتح اور واو کے ساتھ یہ جبل عیر اور ثور مدینہ منورہ کے اطراف میں دو پہاڑوں کا نام ہے۔ مذکورہ حدیث میں حدث سے مراد امر منکر اور وہ بدعت ہے جو کتاب اور سنت کے خلاف ہو اور لعنت کے دو معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے بُعد اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم پہلا معنی گناہگار اصحاب کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی مراد ہے اور دوسرے معنی میں لعنت کافروں کے لے استعمال ہوتی ہے حدیث میں صرف سے مراد فرض یا توبہ یا شفاعت ہے اور عدل سے نوافل یا فدیہ مراد ہے۔ حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص نے جبل عیر اور ثور کے مابین کی جگہ کا احترام نہ کیا اس پر لعنت ہے اور اس کے فرائض اور نوافل کا قبول تام اور کامل نہیں ہوگا۔ (ملا علی قاری)

• عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول الله ﷺ انی احرم مابین لابیتی المدینة ان یقطع عضاهها او یقتل صیدها و قال المدینة خیر

ھم لو کانوا یعلمون لا یدعھا احد رغبۃ منھا الا ابدل اللہ فیھا من ھو
خیر منہ ولا یثبت علی لا وأھا وجھدھا الا کنت لہ شفیعا او شھیدا
وم القیامۃ (رواہ مسلم) (ترجمہ) حضرت سعد ابن ابی و قاص سے مروی
ہے وہ بیان کرتے ہیں جان دوعالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مدینہ کے دو
سناروں (سیاہ پتھروں کے دو پہاڑوں) کے درمیان واقع ہونے والی زمین کو
لوگوں کے لئے حرام کرتا ہوں اس جگہ سے کانٹے نہ کاٹے جائیں یعنی کانٹے دار
درخت (جیسے ببول کا خودرو درخت) نہ کاٹا جائے اور اس جگہ کا شکار قتل نہ کیا
جائے (ہمارے علماء کے نزدیک یہ نہی تنزیہہ ہے) اور فرمایا مدینہ بہتر ہے لوگوں
کے لئے اگر وہ جانتے مدینہ منورہ کو مدینہ سے بے رغبتی کرتے ہوئے کوئی نہیں
چھوڑے گا مگر اللہ تعالیٰ مدینہ میں چلے جانے والے سے بہتر آدمی بدل دے گا اور
مدینہ کی بھوک اور سختیوں اور مشقتوں پر کوئی شخص صبر سے ثابت قدم نہیں رہے
گا مگر میں اس کے لئے شفیع یا شہید بنوں گا۔

• اس حدیث شریف میں ان لوگوں کے ایمان پر خاتمہ کی بشارت ہے جو لوگ
مدینہ منورہ کے توطن کو باوجود بھوک اور مصائب کی سختیوں کے نہیں چھوڑیں
گے۔ یزیدی دَور میں اہل مدینہ پر مظالم کے پہاڑ گرائے گئے مگر اہل مدینہ کے اکثر
لوگوں نے انہی احادیث کی وجہ سے مدینہ منورہ کو نہیں چھوڑا جبکہ بعض لوگ شام
اور عراق وغیرہ چلے گئے تھے حدیث میں شفیعا اور شہیدا کے لفظوں میں لفظ او کا
ذکر ہے علماء کرام اس کی تاویلات ذکر کرتے ہیں اول یہ کہ او، واو کے معنی میں ہے
آپ ﷺ ان لوگوں کے لئے شہید ہوں گے جو لوگ آپ کے زمانہ حیات
ظاہری میں فوت ہوئے اور ان لوگوں کے لئے شفیع ہوں گے جو آپ کے وصال
کے بعد فوت ہوئے۔ قاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس شفاعت سے مراد شفاعتِ

خاصہ ہے رفع درجات کے لئے یا خصوصی انعامات کے لئے کیونکہ شفاعت عامہ تو آپ ﷺ ساری امت کے لئے فرمائیں گے اسی طرح شہادت سے مراد شہادتِ خاصہ ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے شہداء احد کے لئے فرمایا 'انا شهيد على هؤلاء' ورنہ آپ ﷺ کی شہادت عامہ سب امتیوں کے لئے بلکہ سابقہ امتوں پر بھی آپ شہید ہوں گے۔ معلوم ہوا ہر محب رسول ﷺ کو مدینہ منورہ کی مشقتوں پر صابر بلکہ شاکر ہونا چاہئے کیونکہ دنیوی نعمتیں فانی ہیں اور اُخروی نعمتیں ابدی ہیں اس لئے حدیث شریف میں ہے 'مَنْ صَبَرَ عَلٰى حَرِّمَكَّةَ سَاعَةً تَبَاعَدَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ مِأَتَىْ سَنَةٍ' جس شخص نے مکہ مکرمہ کی گرمی پر صبر صرف ایک ساعت کے لئے بھی کیا وہ جہنم کی آگے سے دو سو سال کی مسافت تک دور ہو جائے گا۔

- عن ابی هريرة ان رسول الله ﷺ قال لا يصبر على لاواء المدينة و شدتها احد من امتى الا كنت له شفيعًا يوم القيامة '(رواہ مسلم) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص میری امت سے مدینہ منورہ کی بھوک کی سختوں اور شدت پر صبر نہیں کرے گا مگر میں اس کے لئے قیامت کے دن شفیع ہوں گا۔

- عن ابی هريرة قال كانوا الناس اذا راؤا اول الثمرة جاؤا به الى النبى ﷺ فاذا اخذة قال اللهم بارك لنا فى ثمرنا و بارك لنا فى مدينتنا وبارك لنا فى صاعنا و بارك لنا فى مدنا اللهم ان ابراهيم عبدك و خليلك و نبيك و انى عبدك و نبيك وانه دعاء لمكة و انا ادعوك لمدينة بمثل ما دعاك لمكة ومثله معه ثم قال يدعوا اصغر وليد له فيعطيه ذالك الثمر (رواہ مسلم) (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

لوگ (اپنے باغ کا) پک جانے والا پہلا پھل نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے آتے آپ ﷺ اس پھل کو لے کر فرماتے اے اللہ ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں برکت فرما اور ہمارے لئے ہمارے مدینہ میں برکت فرمااور ہمارے لئے ہمارے صاع (ناپنے کاآلہ) میں برکت فرمااور ہمارے لئے ہمارے وزن کے آلے مد میں برکت فرمااے اللہ بے شک ابراہیمؑ تیرا عبد اور تیرا خلیل اور تیرا نبی ہے اور میں تیرا عبد اور تیرا نبی ہوں اور بے شک انہوں نے مکہ کے لئے دعاء کی اور میں مدینہ کے لئے دعاء کرتا ہوں اُس کی مثل کے ساتھ جو اس نے تجھ سے مانگا اور اس مثل کے ساتھ ایک اور مثل یعنی دوگنا پھر آپ صاحب باغ کے سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور وہ پھل اس کو دے دیتے۔

- عن ابی سعید عن النبی ﷺ قال ان ابراھیم حرم مکة فجعلها حراما و انی حرمت المدینة حراما ما بین ما زمیها ان لا یهراق فیها دم ولا یحمل فیها سلاح لقتال ولا تخبط فیها شجرة الا لعلف (رواہ مسلم)

ابو سعید سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابراہیم نے مکہ کو حرمت والا بنایا اور اس کو حرم بنایا اور میں مدینہ کو حرمت والا بناتا ہوں مدینہ کے دونوں پہاڑوں طرفوں کے درمیان کی جگہ میں خون نہ بہایا جائے اور قتال کے لئے اسلحہ نہ اُٹھایا جائے اور اس جگہ کا درخت نہ کاٹا جائے مگر جانوروں کے چارہ کے لئے۔ احناف بیان کرتے ہیں مدینہ منورہ کے حرام ہونے سے تعظیم کی حرمت ہے حرم کے باقی احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے اسی لئے آپ نے جانوروں کے لئے خود رو درخت کاٹنے کی اجازت فرمائی ورنہ حرم مکہ کے احکام سے ہے وہاں جانوروں کے لئے خود پیدا ہونے والا گھاس نہ کاٹا جائے۔(مرقاۃ) تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

• عن عائشة قالت لما قدم رسول الله ﷺ المدينة وعك ابوبكر و بلال فجئت رسول الله ﷺ فاخبرته فقال اللهم حبب الينا المدينة كحبنا مكة او اشد و صححها وبارك لنا فی صاعها و مدها وانقل حماها فاجعلها بالجُحفة۔ (متفق علیہ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے جب سرور دوعالم ﷺ مدینہ تشریف لائے ابو بکرؓ اور بلالؓ کو بخار ہو گیا پس میں جان دو عالم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس کی خبر دی آپ ﷺ نے دعاء فرمائی اے اللہ مدینہ ہمارے لئے محبوب بنادے جس طرح مکہ کی محبت تھی یا اس سے بھی زیادہ محبت عطا ہو اور مدینہ کو صحت افزاء بنادے اور ہمارے لئے اس کے صاع اور مد میں برکت فرما اور اس کا بخار نقل فرما کر حجفہ میں پہنچادے۔

• عن عبدالله ابن عمر فی روياء النبی ﷺ فی المدينة رأيت امرءة سوداء ثائرة الراس خرجت من المدينة حتّٰی نزلت مَهْيَعَةَ فتاولتها ان وباء المدينة نقل الی مهيعة وهی الحجفة ۔(رواہ البخاری) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے سرکار دوعالم ﷺ کے مدینہ کے خوابوں میں سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے کالی سیاہ پراگندہ بالوں والی عورت مدینہ منورہ سے نکلتے دیکھی حتّٰی کہ وہ مَہیعہ پہنچ گئی میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ کی وباء (مہیعہ منتقل) ہو گئی اور مہیعہ، حجفہ ہے۔

• عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ لا تقوم الساعة حتّٰی تنفی المدينة شرارها كما ينفی الكير خبث الحديد۔ (رواہ مسلم) حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ سرور دوجہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک مدینہ میں رہنے والے شریر لوگوں کو مدینہ نہیں نکالے گا جس طرح آگ کی بھٹی لوہے کے خبث کو نکال دیتی ہے۔

• عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لیس من بلد الا سیطأہ الدجال الا مکة و المدینة لیس نقب من انقابھاالا علیہ الملائکة صافین یحرسونھافینزل السبخة فترجف المدینة باھلھا ثلاث رجفات فیخرج الیہ کل کافر و منافق۔ (متفق علیہ) حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ سید المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی شہر ایسا نہیں ہوگا جہاں دجّال نہیں جائے گا مگر مکہ اور مدینہ، مدینہ کے راستوں میں سے کوئی ایسا راستہ نہیں ہوگا مگر اس راستہ میں صفوں کی صورت میں ملائکہ موجود ہوں گے اور مدینہ منورہ کی حفاظت کریں گے پس دجال شور زدہ زمین میں اُترے گا پس مدینہ منورہ میں زلزلہ کے تین جھٹکے اہل مدینہ کے لئے ظاہر ہوں گے پس دجال کی طرف سارے کافر اور منافق مدینہ کو چھوڑ کر نکل جائیں گے۔

• اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور منافق دجال کے خروج تک مدینہ منورہ میں رہیں گے پھر تین زلزلوں کی وجہ سے مدینہ منورہ سے کافر اور منافق نکل جائیں گے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر مختلف ادوار میں مختلف فرقوں کی حکومتیں رہی ہیں یزیدی اور اموی امراء اور عباسی اور رافضی اور فاطمی امراء اور اہل سنت وجماعت کے امراء اور آج کل وہابی امراء کی حکومت ہے ہر فرقہ کے لوگ اہل حق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور خبث کو نکال دینے والی احادیث سے استدلال کرتے ہیں کہ اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو مکہ اور مدینہ پر ہماری حکومت نہ ہوتی یہ استدلال نہایت ضعیف ہے کیونکہ اس استدلال سے سب فرقوں کا اہل حق ہونا لازم آتا ہے اور سب فرقوں کا حق ہونا صحیح نہیں ہے ذکر کردہ حدیث سے معلوم ہوا دجال کے خروج اور ظہور کے بعد مدینہ منورہ میں کوئی منافق اور کافر باقی نہیں رہے گا حضرت ملا علی قاری نے بہتر فرقوں والی حدیث کے تحت لکھا ہے کہ اس حدیث کا

محمل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر اسلامی فرقہ میں سے اعتدال پسند افراد کی جماعت نجات پا جائے گی اور شدت پسند اور بد اعتقادی میں انتہا کو پہنچنے والے افراد نجات نہیں پائیں گے اگر ان بہتر فرقوں میں سے کسی فرد کی بداعتقادی حد کفر تک ہو گی تو فرقہ کا وہ فرد کافر ہو جائے گا ورنہ ہر فرقہ من حیث الجماعت کافر نہیں ہو گا اور وہ مومن رہے گا اور خلود فی النار کا حق دار نہیں ہو گا اور نجات پانے والے افراد ہر اسلامی فرقہ سے وہ لوگ ہوں گے جن کو دخول فی النار سے نجات حاصل ہو گی اس تحقیق کی روشنی میں جملہ اسلامی فرقے پوری جماعت کی حیثیت سے کافر نہیں ہوں گے اور قادیانی اور آغاخانی اور اسماعیلی فرقے پوری جماعت کی حیثیت سے کافر ہیں، ان کا پورا فرقہ صغیر و کبیر اور مرد و زن اور عالم اور جاہل کافر ہو گا قادیانی اور آغا خانی اور اسماعیلی فرقوں کا ہر فرد اسلام سے خارج ہو گا۔ اس سلسلے میں رفیق الزوجین اور رفیق الفقہاء ملاحظہ فرمائیں۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

• عن سعد قال قال رسول اللہ ﷺ لا یکید اهل المدینة احد الا انماع کما ینماع الملح فی الماء۔ (متفق علیہ) حضرت سعد سے روایت ہے کہ سرور دو عالم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اہل مدینہ کے ساتھ فریب نہیں کرے گا مگر وہ اس طرح پگھل جائے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔

• عن انس ان النبی ﷺ کان اذا قدم من سفر فنظر الی جدران المدینة اوضع راحلته وان کان علی دابة حرکها من حبها۔ (بخاری) حضرت انس سے روایت ہے بے شک نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس آتے تھے اور مدینہ منورہ کی دیواروں پر آپ کی نظر پڑتی تھی اپنی اونٹنی کو تیز کر دیتے تھے اور اگر کسی دوسری سواری پر ہوتے تھے اس کو حرکت دیتے تھے مدینہ کی محبت کی وجہ سے۔

• عن سهل ابن سعد قال قال رسول الله ﷺ اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهُ۔ (بخاری) حضرت سہل ابن سعدؓ سے روایت ہے سید الانبیاء والمرسلین ﷺ و علیہم اجمعین نے فرمایا احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

• علماء فرماتے ہیں یہ حدیث ظاہر پر محمول ہے کیونکہ انبیاء اور اولیاء اور اہل طاعت کے ساتھ جمادات کی محبت کا انکار نہیں کرنا چاہئے جیسا کہ اسطوانہ حنانہ کا رونا جو کہ صحابہ کرامؓ نے سنا اسی طرح آپ ﷺ نے خبر دی کہ مکہ مکرمہ میں وحی کے نازل ہونے سے پہلے ایک پتھر مجھے سلام کرتا تھا علامہ طیبی نے فرمایا اس امر کا انکار نہ کیا جائے کہ جبل احد اور مدینہ منورہ کے تمام اجزاء جمادات اور نباتات آپ ﷺ کے ساتھ محبت کرتے تھے اور مفارقت کے بعد ملاقات کے لئے بے قرار ہوتے تھے (مرقاۃ) مگر احد کے ذکر کی تخصیص شاید اس لئے ہے کہ ایک دن سرور دو عالم ﷺ اصحاب ثلاثہ کے ساتھ جبل احد پر تشریف لے گئے تو جبل احد خوشی میں رقص کرنے لگا آپ ﷺ نے فرمایا 'اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَ صَدِيْقٌ وَ شَهِيْدَانِ' (اے احد ثابت رہ بے شک تیرے اوپر نبی اور صدیق اور دو شہید (عمر اور عثمان) ہیں) اس لئے آپ نے احد کی محبت کا ذکر کیا ورنہ مدینہ منورہ کے در و دیوار اور شجر و حجر آپ سے محبت کرتے تھے۔

• عن ابن عمر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوْتُ بِهَا۔ (ترمذی) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مدینہ میں وفات پانے کی استطاعت رکھتا ہے وہ ضرور مدینہ میں وفات پائے بے شک میں اس آدمی کی شفاعت کروں گا جو شخص مدینہ میں فوت ہو گا یعنی جو شخص مدینہ منورہ

میں قیام رکھے تاکہ موت یہاں واقع ہو وہ ضرور مدینہ میں قیام رکھے میں گنہگاروں کی سیئات کی مغفرت اور مطیع لوگوں کے درجات کی بلندی کے لئے شفاعت کروں گا اسی لئے حضرت عمرؓ دعاء فرمایا کرتے تھے 'اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِی سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِی بَلَدِ رَسُوْلِكَ' (اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت عطا فرما اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں واقع فرما، بخاری شریف میں حضرت سعد ابن وقاص کا واقعہ مذکور ہے انہوں نے بھی مدینہ منورہ میں وفات پانے کے لئے عرض کیا تھا جب وہ مکہ میں بیمار ہو گئے تھے اور سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں مدینہ میں فوت ہونے کی خبر دی تھی اس سلسلہ میں امام مالک کا قصہ بھی مشہور ہے۔

• عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ آخِرُ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْإِسْلَامِ خَرَابًا اَلْمَدِيْنَةُ۔ (ترمذی) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے سرور کونین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کے شہروں میں سے سب سے آخر میں مدینہ منورہ خراب ہو گا یعنی آپ ﷺ کے وجود کی برکت سے مدینہ آخر میں خراب ہو گا۔

• عن انس عن النبی ﷺ قال اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ۔ (بخاری) حضرت انسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ مدینہ میں مکہ سے دوگنا برکتیں فرمادے۔

• عن رجل من آل الخطاب عن النبی ﷺ قال من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامۃ و من سکن المدینۃ و صبر علی بلائھما کنت له شھیدًا شفیعا یوم القیامۃ ومن مات فی احد الحرمین بعثه اللہ من الآمنین یوم القیامۃ (مشکوۃ) آل خطاب کے ایک آدمی سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے قصداً اور بالارادہ میری زیارت کی وہ قیامت

کے دن میرے جوار اور امان میں ہو گا اور جس شخص نے مدینہ میں رہائش رکھی اور مدینہ کی بلاؤں پر صبر کیا اس کے لئے میں قیامت کے دن شہید اور شفیع ہوں گا اور جو شخص حرم مکہ اور مدینہ میں سے کسی ایک میں فوت ہو گا قیامت کے دن اللہ تعالی اس کو امن والوں میں مبعوث فرمائے گا۔

• عن معقل ابن یسار قال قال رسول اللہ ﷺ المدینة مهاجری و فیها مضجعی و فیها مبعثی حقیق علی امتی حفظ جیرانی ما اجتنبوا الکبائر من حفظهم کنت له شهیدا او شفیعا یوم القیامة و من لم یحفظهم فیسقی من طینة الخبال قیل لِمَعْقل و ما طینة الخبال قال عُصارة اهل النار یعنی الدم و القیح۔ (ابن جوزی) حضرت معقل ابن یسار نے بیان کیا جناب سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا مدینہ میری ہجرت گاہ ہے اور اسی میں میری آخری آرام گاہ ہے اور اسی میں میرا دوبارہ اُٹھنا ہے میری امت پر حق ہے کہ میرے پڑوسیوں کے حقوق کی حفاظت کریں جب تک اہل مدینہ کبائر سے اجتناب کرتے رہیں جس شخص نے ان کی حفاظت کی اس کے لئے میں شہید ہوں گا یا شفیع قیامت کے دن اور جس شخص نے ان کی حفاظت نہ کی اسے طینۃ الخبال پلایا جائے گا حضرت معقل سے کہا گیا طینۃ الخبال کیا ہے انہوں نے کہا اہل جہنم کا خون اور پیپ۔

• بخاری اور مسلم شریف میں ہے سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا 'اِنَّ الْاِیْمَانَ لَیَأْزِرُ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کَمَا تَأْزِرُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا' (فضائل مدینہ) بے شک ایمان مدینہ کی طرف واپس آئے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف واپس آتا ہے۔ایک روایت میں 'ان الایمان لیأزر الی الحجاز' مروی ہے حجاز کا معنی رکاوٹ ہے نجد مدینہ منورہ سے بالائی علاقہ کا نام ہے اور غور اور تہامہ نچلے او

رتحتانی علاقہ کا نام ہے اور حجاز دونوں نجد اور غور اور تہامہ کے درمیانی علاقہ کا نام ہے حجاز کو حجاز اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ علاقہ نجد اور غور کے درمیان حاجز ہے۔ (البحر العمیق)

• عن السائب ابن خلاد ان رسول الله ﷺ قال من اخاف اهل المدينة ظلما اخافه الله وعليه لعنة الله و الملائكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔ (مسند امام احمد) حضرت سائب سے روایت ہے بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اہل مدینہ کو ظلم سے ڈرایا اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ اور لوگوں کی لعنت ہے۔

• عن رسول الله ﷺ انه قال اول من اشفع له من امتي يوم القيامة اهل المدينة و اهل الطائف۔ (طبرانی) بے شک جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن میں اپنی امت میں سے سب سے پہلے اہل مدینہ اور اہل طائف کی شفاعت کروں گا۔

• عن رسول الله ﷺ انه قال رَمَضَانُ بِالْمَدِيْنَةِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ رَمَضَانَ فِيْمَا سِوَاهَا مِنَ الْبُلْدَانِ۔ (طبرانی) بے شک سرور دو جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ کا رمضان دوسرے شہروں کے ہزار رمضان سے بہتر ہے۔

نوٹ: مسجد الرسول اور دیگر مساجد اور آبار اور کنووں کا ذکر کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

سرور دو عالم ﷺ کی زیارت کے فضائل:

• عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَامِنْ اَحَدٍ مِنْ اُمَّتِيْ لَهٗ سِعَةٌ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَلَيْسَ لَهٗ عُذْرٌ۔ (ابن عساکر ر بہجۃ النفوس) (ترجمہ) حضرت انس سے روایت ہے سرور دو جہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت سے کوئی ایک

امتی ایسا ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے (مدینہ منورہ) حاضری کی استطاعت دی ہے اس نے میری زیارت نہیں کی اس کے لئے کوئی عذر نہیں ہے یعنی اس کا عذر قبول نہیں ہوگا۔

- عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔ (دار قطنی) بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت کرلی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے۔
- عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِرًا لَا تَحْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (طبرانی) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص میرے پاس زیارت کرنے کے لئے آیا اور اسے نہیں برانگیختہ کیا مگر میری زیارت نے اس کے لئے میرے اوپر قیامت کے دن شفاعت کرنا حق ہے۔
- عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا بُلِّغْتُهٗ (ہدایۃ السالک) حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے سرور دوجہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کے نزدیک درود شریف پڑھا میں اُسے سنتا ہوں اور جس شخص نے دُور سے پڑھا وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔
- عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ (ابو داؤد) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص مجھے سلام پیش نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ میرے روح کو متوجہ فرماتا ہے حتّٰی کہ میں سلام کا جواب دیتا ہوں۔
- عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَجَّ وَ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَ فِیْ حَیَاتِیْ (الدار قطنی) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے حج کیا اور میرے

وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسے ہوگا جیسے اس شخص نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔

• عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَزُرْ قَبْرِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ (ابن عساکر) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ سید الثقلین رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی بے شک اس شخص نے میرے ساتھ بے وفائی کی اور جفا کی۔

• رُوِيَ اَنَّهٗ ﷺ قَالَ مَنْ زَارَنِيْ اِلَى الْمَدِيْنَةِ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِيْ جَوَارِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (اخرجہ الحافظ) روایت ہے کہ بے شک سید الانس والجان رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مدینہ میں بالارادہ میری زیارت کی قیامت کے دن وہ شخص میرے جوار اور امان میں ہوگا۔

• عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ اَنَّهٗ قَالَ مَا مِنْ فَجْرٍ يَطْلَعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يَحِفُّوْا بِالْقَبْرِ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا حَتّٰى يَحِفُّوْا بِالْقَبْرِ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِاللَّيْلِ وَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِالنَّهَارِ حَتّٰى اِذَا انْشَقَّتْ مِنْهُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُوَقِّرُوْنَهٗ (ذکرہ ابن الجوزی) حضرت کعب احبار بیان کرتے ہیں کوئی فجر طلوع نہیں کرتی مگر ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں حتّٰی کہ قبر کو ڈھانپ لیتے ہیں اور اپنے پَروں کے ساتھ تعظیم کرتے ہیں اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتے ہیں حتّٰی کہ جب شام ہو جاتی ہے واپس چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں حتّٰی کہ قبر کو ڈھانپ لیتے ہیں اور اپنے پَروں کو بچھاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں ستر ہزار فرشتے رات کو اور ستر ہزار فرشتے دن کو اُترتے رہیں گے

حتّٰی کہ جب آپ قبر مبارک سے نکلیں گے ستر ہزار فرشتوں کے درمیان اُٹھیں گے جو کہ فرشتے آپ کی تعظیم کرتے ہوں گے۔

مدینہ منورہ کی نسبت سے واقعات

• حضرت سلطان نورالدین محمود ابن عماد الدین زنگی متوفی ۵۶۹ھ مطابق ۱۱۷۳ء سن ۵۵۷ھ مطابق ۱۱۶۲ء میں ایک رات خواب میں سرور کائنات ﷺ کی زیارت سے تین مرتبہ مشرف ہوئے سرور دوجہاں ﷺ اُسے دو شخصوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یَا مَحْمُوْدُ اُنْقِذْنِیْ مِنْ ھٰذَیْنِ الشَّخْصَیْنِ الْاَشْقَرَیْنِ (اے محمود مجھے ان دو نیلی آنکھوں والے شخصوں سے نجات دلائیں دونوں کی شکلیں دکھائی جاتی تھیں ہر مرتبہ وضو کرکے نوافل پڑھ کر سوجاتے تھے مگر تیسری مرتبہ دیکھتے ہی گھبرا گئے اپنے وزیر جمال الدین کو بلایا اور اپنا خواب سنایا وزیر نے مشورہ دیا کہ ہمیں فوراً مدینہ منورہ جانا چاہئے اور آپ اس خواب کا تذکرہ کسی کو نہ کریں سلطان نورالدین اسی وقت تیار ہو گیا دیگر بیس افراد اور وزیر کو ساتھ لے لیا نہایت تیز اونٹوں پر ضروری اخراجات کا سامان لاد کر مصر یا موصل سے سولھویں دن مدینہ منورہ پہنچا سلطان نہایت ادب اور احترام کے ساتھ مدینہ منورہ داخل ہوا بارگاہ رسالت مآب ﷺ حاضری کے لئے مسجد شریف میں داخل ہوا ریاض الجنۃ میں تحیۃ المسجد کے نوافل ادا کرکے بارگاہ نبوی میں سلام پیش کئے اس کے بعد مسجد میں مجلس قائم کرکے اپنے وزیر سے مشورہ کیا اب کیا کرنا چاہئے وزیر موصوف نے مشورہ دیا کہ آپ اہل مدینہ کو ہدایا دینے کی دعوت دیں جب ہدیہ لینے کے لئے اہل مدینہ آپ کے سامنے آئیں گے تو آپ ان دو رہزنوں کو پہچان کر پکڑ لینا چنانچہ لوگوں نے آنا شروع کیا اور تحفے وصول کرنے لگے اہل مدینہ سب باری باری

آگئے مگر وہ شکلیں نظر نہ آئیں جو سلطان نورالدین زنگی نے خواب میں دیکھی تھیں لوگوں سے پوچھا کیا سب لوگ آگئے؟ انہوں نے عرض کیا سب آگئے مگر دو مغربی مسلمان جو نہایت متقی تارک الدنیا اور انتہائی سخی گوشہ نشین نہیں آئے سلطان نے حکم دیا ان کو بلایا جائے لوگوں نے عرض کیا وہ نہایت مال دار اور مستغنی لوگ ہیں وہ خود فقراء پر بے دریغ خرچ کرتے ہیں اور دن رات عبادت میں مصروف رہتے ہیں انہیں بلانے کی ضرورت نہیں ہے مگر سلطان نے کہا انہیں ضرور بلایا جائے جب انہیں سلطان کی مجلس میں لایا گیا فوراً بادشاہ نے پہچان لیا بادشاہ نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا مغربی لوگ ہیں حج پر آئے تھے پھر مدینہ منورہ حاضری کے لئے پہنچے حضور اکرم ﷺ کے جوار اور پڑوس کی تمنا نے یہاں رہنے پر مجبور کر دیا بادشاہ نے ان کی رہائش گاہ کا پوچھا بتایا گیا آپ ﷺ کے حجرۂ مقدسہ سے قبلہ کی جانب نہایت قریب ایک مسافر خانہ میں یہ لوگ رہتے ہیں بادشاہ نے انہیں وہیں مسجد میں بٹھایا اور اپنے وزیر اور عملہ کے ساتھ ان کے مکان کے اندر گئے ہر طرف دیکھا مگر تھوڑے سے مال و متاع اور کتابوں کے بغیر کچھ نظر نہ آیا بادشاہ نہایت پریشان تھا اور اہل مدینہ ان دونوں مغربی لوگوں کی سفارش کے لئے جمع ہو رہے تھے کہ یہ لوگ بے گناہ ہیں بادشاہ کو فوراً خیال آیا کہ چٹائی کا بچھا ہوا مصلّیٰ اُٹھایا جائے مصلّیٰ اُٹھایا تو ایک پتھر نظر آیا اور پتھر اُٹھایا تو نیچے سرنگ نظر آئی جو قبر انور کے قریب پہنچی ہوئی تھی

ع سمجھتے تھے جسے رہبر وہی رہزن نکلے

بادشاہ نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ ہم دونوں عیسائی ہیں عیسائی بادشاہوں نے ہمیں مال و دولت دے کر مدینہ منورہ میں اس لئے بھیجا کہ ہم سید کائنات رحمۃ اللعالمین کے جسد اقدس کو نکال کر لے جائیں اور جسد اقدس کی

توہین کریں انہوں نے کہا ہم رات بھر کھدائی کرتے ہیں اور چمڑے کے تھیلوں میں مٹی بھر کر جنت البقیع کے مضافات میں ڈال آتے ہیں سلطان نورالدین نے ان دونوں کو عبرت ناک سزا کا حکم دیا اور انہیں قتل کرا کے ان کی لاشوں کو جلا دیا ان دونوں کے ٹھکانے لگانے کے بعد آپ نے حجرۂ مقدسہ کے ارد گرد پانی کی گہرائی تک کھدائی کرا کے سیسہ پلائی ہوئی آہنی دیوار تقریباً بیس فٹ چوڑی بنوادی جو کہ زمین کی سطح تک مکمل کرائی تاکہ آئندہ قبور مبارکہ تک کسی کو پہنچنے کی جسارت نہ ہو۔ علامہ سمہودی متوفی ۹۱۱ھ وفاء الوفاء میں فرماتے ہیں وہ دونوں انگریز اندلس کے تھے اور انہوں نے دار آل عمر ابن خطاب کے قریب نقب لگائی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (البحرالعمیق / وفاء الوفاء)

- محمد ابن سعد ابن مطرف بیان کرتے ہیں میں نے سونے کے وقت اپنے اوپر درود شریف کا ایک مخصوص عدد پڑھ کر سونے کا التزام کر لیا تھا مجھے ایک رات خواب میں آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا اپنا منہ جس سے کثرت کے ساتھ درود پڑھتے ہو میرے قریب کرو تاکہ تم میرے منہ کا بوسہ لو مجھے بہت شرم آئی کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ مبارک پر اپنا منہ لگا کر بوسہ لوں اس وجہ سے میں نے چہرہ پھیرا تو آپ ﷺ نے میرے رخسار کا بوسہ لے لیا میں فوراً بیدار ہو گیا آپ کے بوسہ کی وجہ سے میرے رخسار میں آٹھ دن تک خوشبو آتی رہی حالانکہ میں وضو اور غسل بھی کرتا رہا۔ (البحر)

- حضرت انس ابن مالک سے مروی ہے سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً تَعْظِيمًا لِحَقِّيْ جَعَلَ اللهُ لَهٗ تِلْكَ الْكَلِمَةَ مَلَكًا لَهٗ جَنَاحٌ فِي الْمَشْرِقِ وَجَنَاحٌ فِي الْمَغْرِبِ وَرِجْلَاهُ فِي تُخُوْمِ الْاَرْضِ وَعُنُقُهٗ عَلْوِيٌّ تَحْتَ الْعَرْشِ فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ صَلِّ عَلٰى عَبْدِيْ كَمَا صَلّٰى عَلٰى نَبِيِّ فَيُصَلِّيْ

عَلَيۡهِ اِلٰی يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ (البحر بحوالہ بہجۃ النفوس ر دیلمی) جس شخص نے میرے حق کی تعظیم کے ساتھ میرے لئے درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان کلمات کو فرشتہ بنادے گا جس کا ایک پَر مشرق میں اور دوسرا پَر مغرب میں ہوگا اور اس کے قدم زمین کے اندر انتہائی تحتانی جگہ اور اس کی گردن عرش کے نیچے تک ہوگی اللہ عزوجل اس فرشتے کو فرمائے گا تم میرے اس آدمی پر صلوۃ بھیجو جس طرح اس بندے نے میرے نبی پر صلاۃ بھیجی ہے فرشتہ اس شخص پر قیامت تک صلوہ بھیجتا رہے گا۔

• حضرت کعب احبار سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسٰی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے موسٰی تو پسند کرتا ہے کہ تجھے قیامت کے دن پیاس نہ لگے؟ موسٰی علیہ السلام نے عرض کیا جی ہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَكۡثِرِ الصَّلٰوۃَ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ (القول البدیع اور البحر العمیق) محمد ﷺ پر کثرت سے درود بھیجو۔

• بہجۃ النفوس میں امام مرجانی اپنی والدہ سے اور وہ اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے الضیاء المالکی سے سنا کہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے باب ابراہیم پر ایک فقیر عورت جو کہ ٹانگوں سے مفلوج اور معذور تھی بیٹھی ہوئی تھی اس کو موفقہ کہا جاتا تھا ہم ایک دن بیٹھے ہوئے تھے وہ چلتی ہوئی ہمارے پاس آئی ایسا جیسا کہ اسے کسی مرض نے نہیں چھوا تھا ہم نے حیران ہو کر پوچھا کیا ہوا وہ کہنے لگی میں آج جب سحری کے وقت اُٹھی میں نے کہا مَنۡ يُعۡطِيۡنِی قَلِيۡلَ مَاءٍ اَتَوَضَّأُ بِهٖ (کون مجھے تھوڑا سا پانی دے دے تاکہ میں وضو کرلوں) اسی وقت جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا قُوۡمِیۡ يَا مُوَفَّقَةُ (کھڑی ہو جاے موفقہ) چنانچہ میں کھڑی ہوئی تو مجھے کوئی مرض نہیں تھی۔ امام مرجانی کہتے ہیں اس موفقہ عورت کی قبر جنت المعلٰی کی شعب دکانا میں ہے اس

پر یہ لکھا ہوا ہے فَقِیْرَۃُ اِلَی اللہِ عَتِیْقَۃ رَسُوْلِ اللہِ مَعْذُوْرُ مُوَفِّقَۃُ کَلْثُوْمُ بِنْتُ خَلِیْلِ ابْنِ اِبْرَاھِیْمِ اَنْصَارِیْ کی قبر ہے۔(البحر)

• حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں سرکار مدینہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ بِھَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَمُوْتُ بِھَا (البحر بحوالہ ترمذی) جو مدینہ منورہ میں وفات پانے کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور اس کے لئے کوشش کرے اور فوت ہو بے شک میں اس آدمی کی شفاعت کروں گا جو شخص مدینہ میں فوت ہوگا۔

(اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَمَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ)

(محمد رفیق حسنی)

• حضرت خواجہ محمد نقشبند نقشبندیؒ خواجہ محمد معصوم کے دوسرے بیٹے اور آپ کے خلیفہ بھی تھے اور حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے تھے۔ آپ سات رمضان المبارک سن ۱۰۳۴ھ میں جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور جمعہ کی رات نویں محرم الحرام سن ۱۱۱۵ھ میں فوت ہوئے حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے تیسرے بیٹے خواجہ محمد معصوم (جن کا لقب عروۃ الوثقی تھا۔ آپ ایک ہزار سات سن ۱۰۰۷ھ میں پیدا ہوئے اور ایک ہزار نواسی ۱۰۷۹ھ میں فوت ہوئے۔) کو فرمایا کہ اسی سال میرے وصال کے بعد تمہارے ہاں بیٹا پیدا ہوگا جو قرب الٰہی کے کمالات میں میرے برابر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کے والد خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے بیٹے کا نام محمد نقشبند رکھا۔ خواجہ محمد معصوم فرماتے تھے کہ جس دن میرا بیٹا پیدا ہوا مدینہ منورہ سے نبی کریم ﷺ تشریف لائے، میرے بیٹے کے دائیں کان میں آذان اور بائیں میں اقامت پڑھی اور فرمایا یہ فرزند باپ اور دادا کی طرح اکثر اولیاء اللہ سے افضل ہوگا اور اسے مرتبہ قیومیت نصیب ہوگا۔ خواجہ محمد معصوم

فرماتے تھے، اسی لئے میں نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا۔

• حضرت خواجہ محمد نقشبند بیان کرتے ہیں: میں نے بیداری میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حضرت مجدد الف ثانی اور آپ کے پوتے شیخ عبدالاحد دونوں کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ (حالاتِ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، ص:۲۱۶)

• خواجہ محمد معصومؒ کے تیسرے بیٹے کا نام محمد عبیداللہ مجددی تھا۔ آپ کی ولادت سرہند شریف میں یکم شعبان ۱۰۳۷ھ میں ہوئی۔ والد صاحب پیار کی وجہ سے انہیں میاں صاحب کے لفظ سے پکارتے تھے۔ مقامات معصومیہ میں مذکور ہے جب آپ ساتویں برس میں تھے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کا سرہند شریف سے گذرا ہوا۔ آپ سے ملاقاۃ ہوئی۔ مولانا عبدالحکیم نے پوچھا: صاحبزادے دل تو ایک گوشت کا ٹکڑا ہے، دل سے ذکر کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ دل کا ذکر اولیاء نقشبند کا وظیفہ ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا: حضرت زبان بھی تو گوشت کا ٹکڑا ہے، قادر مطلق نے جس طرح ذکر بالجہر زبان کے ذریعہ پیدا فرمایا ہے اسی طرح ذکر قلبی دل کے ذریعہ پیدا فرمایا ہے۔ کیا وہ "عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" زبان سے ذکر کرا سکتا ہے اور دل سے ذکر نہیں کرا سکتا۔ جواب سن کر مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی خوش ہوئے۔

• حضرت خواجہ عبیداللہ مجددی حافظ نہیں تھے مگر جب رمضان المبارک آیا، لوگوں نے آپ سے کہا تراویح پڑھائیں۔ آپ روزانہ ایک پارہ یاد کر کے تراویح پڑھا دیتے تھے۔ جمعہ کے دن ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ دہلی سے آتے ہوئے سنبھالکہ شہر میں وصال فرمایا۔ وصال سے پہلے آپ نے پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے؟ خادم نے کہا وقت ہو گیا ہے۔ آپ نے تیمم فرمایا اور پیشانی پر ہاتھ رکھ کر السلام علیک یا رسول اللہ عرض کیا اور نماز کی نیت باندھ لی۔ جب سجدہ کیا تو آپ کی روح

انور پرواز کر گئی اور وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (حالات مشائخ نقشبند)

• حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے بیٹے خواجہ محمد سعید مجددی المعروف خازن حرم نبوی مسجد نبوی شریف میں تحیۃ المسجد کے نفل ادا کر رہے تھے۔ روضہ انور سے آواز آئی "العجل العجل انا اليك مشتاق" (جلدی کرو جلدی کرو میں آپ کا مشتاق ہوں) آپ نے مواجہہ شریف جاکر حاضری دی اور آپ نے بیان فرمایا کہ آٹھ مرتبہ میں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے بیداری میں سرورِ دو عالم ﷺ کی زیارت کی ہے۔

• خواجہ محمد معصوم مجددی حضرت مجدد الف ثانی کے تیسرے بیٹے تھے۔ نو لاکھ افراد نے آپ کے ہاتھ پر توبہ اور بیعت کی آپ کے دستر خوان پر روزانہ چار ہزار آدمی کھانا کھاتے تھے۔ ایک مرتبہ دکن شہر تشریف لے گئے۔ عالمگیر اورنگزیب صاحب ابھی نوعمر شہزادہ تھے۔ بارہ ہزار روپے لے کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دعا فرمائی اور اورنگزیب کو سلطنت کی بشارت دی جب اورنگزیب تخت نشین ہوئے ان کی بہن روشن آراء کہا کرتی تھیں میرے بھائی نے بارہ ہزار روپے میں سلطنت خریدی ہے۔ خواجہ محمد معصوم مجددی دو روز اجازت لے کر مسجد نبوی شریف میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھے۔ آپ فرماتے ہیں رات کے وقت جب سب لوگ باہر چلے گئے اور میں مواجہہ شریف کے سامنے سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا تو سرورِ دو عالم ﷺ باہر تشریف لائے میں نے قدم بوسی کی پھر تہجد کے ٹائم دوبارہ روضہ انور سے باہر تشریف لائے اور گلے لگایا۔ حضرت خواجہ محمد معصوم کا مقبرہ سرہند شریف میں ہے شاہ جہاں کی بیٹی روشن آراء نے تعمیر کرایا۔ (حالاتِ مشائخ نقشبند)

• شیخ طریقت خواجہ غلام حسنؒ نقشبندی مجددی کے شیخ خواجہ سراج الحسن

نقشبندی مجددی موسی زئی شریف اوران کے والد خواجہ محمد عثمان دامانی رحمہم اللہ خواجہ دوست محمد قندھاری کے خلیفہ تھے اور خواجہ دوست محمد قندھاری خواجہ احمد سعید نقشبندی مجددی کے خلیفہ تھے اور خواجہ احمد سعید کے والد خواجہ ابو سعید مجددی معصومی آپ کا نسب حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ چھٹی پشت پر ملتا ہے شاہ احمد سعید رام پور کے شہر میں سن بارہ سو سترہ (۱۲۱۷ھ) میں پیدا ہوئے اور ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ میں مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ شاہ احمد سعید فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ سرہند شریف کی خانقاہ میں رمضان المبارک کی تراویح کے دوران میں نے دیکھا سرورِ دو عالم ﷺ اور آپ کے ساتھ بعض صحابہ کرام تراویح میں میرا قرآن مجید سننے کے لئے تشریف لائے ہیں جب تراویح ختم ہوئیں تو آپ ﷺ نے میری قرأت کی تحسین فرمائی۔ (حالات مشائخ نقشبند) (محمد رفیق حسنی)

- حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ کمالات رسالت کے مظہر اور حامل تھے اور آپ سے پہلے آنے والے علماء اور اولیاء کمالات ولایت کے حامل اور مظہر رہے۔ ہوتا یہ ہے کہ کسی ولی میں کمالاتِ رسالت اور نبوت کا عکس غالب ہوتا ہے۔ وہ ولی رشد و ہدایت کے منصب پر فائز ہوتا ہے اور بعض اولیاء کرام میں کمالات ولایت غالب ہوتے ہیں وہ خلوت نشینی پسند کرتا ہے اور عوام الناس کے اختلاط سے اجتناب کرتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کو آج تین سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے آپ کی اولاد میں آج تک اولیاء کاملین چلے آ رہے ہیں اور ہر جگہ دینِ متینَ کی تبلیغ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ ان کے لیے خاص فضل ہے۔ اے اللہ! ہمیں بھی ان کے فیوضات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین (محمد رفیق حسنی)

- حضرت مجدد الف ثانی آگرہ (اکبر آباد) سے اپنے والد مخدوم عبد الاحد رحؒ کے

ساتھ واپس تشریف لا رہے تھے، راستہ میں دہلی اور سرہند شریف کے درمیان تھانیسر شہر سے آپ کا گذر ہوا تھا۔ تھانیسر کے رئیس سلطان اکبر بادشاہ کے مقرب آدمی تھے اور اکبر بادشاہ کی جانب سے دہلی اور لاہور کے درمیان واقع لاقہ کے حاکم اور گورنر تھے ان کا نام شیخ سلطان پکارا جاتا تھا۔ خواب میں اسے سرورِ کائنات رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اے سلطان اپنی بیٹی شیخ احمد کے نکاح میں دے دو۔ جب بیدار ہوئے تو شیخ سلطان حیران ہوئے کہ شیخ احمد کون آدمی ہے۔ میں اسے نہیں پہچانتا۔ تلاش کیا اور لوگوں سے پوچھا، معلوم ہوا شیخ احمد تھانیسر میں موجود ہیں۔ شیخ سلطان حاضر خدمت ہوا اور اپنا خواب بیان کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا مجھے والد گرامی مخدوم عبدالاحد قدس سرہ سے اجازت لینے دیں پھر میں نکاح کرلوں گا۔ آپ کے والد نے خوشی سے اس رشتہ کو منظور کرلیا چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی انہی ایام میں شیخ سلطان کی بیٹی کے ساتھ شادی کر کے اپنے گھر سرہند شریف واپس تشریف لائے۔ (سیرت امام ربانی، تالیف فیروزالدین)

- حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت سرہند شریف میں ۹۷۱ھ مطابق ۲۶ جون ۱۵۶۴ء میں ہوئی اور ۲۸ صفر المظفر سن ۱۰۳۴ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۶۲۴ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مقبرۃ مبارک سرہند شریف میں ہے۔
- حافظ غلام محمود صاحب ضلع اٹک سے ہجرت کر کے کراچی تشریف لائے تھے۔ آپ کی رفاقت میں مجھے (محمد رفیق حسنی) بیس سال سے زیادۃ صحبت حاصل رہی۔ آپ کے مکاشفات اور کرامات پر میں نے "البشریٰ المسعود" کتاب تحریر کی ہے۔ آپ کو خواب میں ہزاروں مرتبہ سرورِ دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور بیداری میں بھی کئی مرتبہ زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ حافظ

جی کے لقب سے مشہور ہوئے اور اسی نام سے ان کو سرکارِ مدینہ ﷺ یاد فرماتے تھے۔ آپ کی وفات ۱۲ جمادی الاول سن ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۳ جولائی سن ۲۰۰۳ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک نیو کراچی متصل تھانہ نیو کراچی عام و خاص کے لئے زیارت گاہ ہے۔

• ایک دن حافظ جیؒ نے مجھے (محمد رفیق کو) فرمایا ایک عمرے میں میں بیمار ہوگیا، سخت تکلیف ہوگئی۔ (حافظ جی کو جب تکلیف ہوتی تھی آپ کا سانس دمہ کے مریض کی طرح بند ہونا شروع ہو جاتا تھا، حتی کہ بات نہیں کر سکتے تھے، شدت کی تکلیف ہوتی تھی۔ میں نے ان کی تکلیف کو آنکھوں سے دیکھا ہے) آپ نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں رہائش کے کمرے میں چارپائی پر بیماری کی حالت میں لیٹا ہوا تھا، شدت کی تکلیف تھی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کرم فرمادیں، میں اتنا بیمار ہوں کہ اب اٹھ بھی نہیں سکتا۔ میرے عرض کرنے کی دیر تھی کہ میں نے دیکھا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ تشریف لے آئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی آپ کے ساتھ تھے، سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: ابو بکر! حافظ جی کے بازو کے اوپر چڑھ جاؤ۔ حافظ جی فرماتے تھے کہ میں بازو سیدھا کر کے ایک کروٹ لیٹا ہوا تھا، میرے پہلو کے اوپر صدیق اکبرؓ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: چلو چلیں۔ آپ ﷺ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ واپس تشریف لے گئے۔ حافظ جی کہتے تھے، بس وہی آن تھی، پھر میں بالکل ٹھیک ہوگیا۔

• مسجد نبوی میں اعتکاف کے سلسلہ میں آپ بیان فرماتے تھے کہ میں باب جبرائیل کے سامنے مسجد نبوی ﷺ کے اندر اعتکاف کی حالت میں چھوٹی سی کرسی پر بیٹھا رہتا تھا اور مجھے رمضان شریف کا روزہ بھی ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ میں

دورانِ اعتکاف شدید بیمار ہو گیا (حافظ جی عموماً ہر نماز کے لئے تازہ وضو فرمایا کرتے تھے اور آپ ہمیشہ سردیوں گرمیوں میں تہجد کے نوافل غسل کر کے پڑھتے تھے، آپ کے بیٹے طاہر صاحب نے بیان کیا کہ زندگی کی آخری رات بھی تہجد کے نوافل پڑھنے کے لئے غسل کیا تھا۔ غسل سے فارغ ہوتے ہی طبیعت خراب ہو گئی۔ اپنے بیٹے طاہر کو آواز دے کر بلایا اس کے ہاتھ کے سہارے چارپائی تک پہنچ کر لیٹے تو آپ کا وصال ہو گیا۔ (شاید آپ نے نوافل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھے ہوں گے)

• فرماتے تھے بیماری کی حالت میں جب بھی میں بابِ جبرئیل سے نکلنے کا ارادہ کرتا تھا ایک انجان آدمی جسے میں نہیں پہچانتا تھا، آجاتا تھا، مجھے ہاتھ سے پکڑ کر باتھ روم اور وضو کی جگہ لے جاتا تھا، جب میں وضو بنانا شروع کرتا تھا۔ وہ آدمی چلا جاتا تھا اور جب میں وضو بنا چکا ہوتا تھا ایک اور آدمی آجاتا تھا وہ مجھے پکڑ لیتا تھا اور مجھے مسجد کے اندر اپنی جگہ لے جاتا تھا اور میں کرسی پر بیٹھ کر قرآن کی تلاوت اور ذکر و فکر میں مشغول ہو جاتا تھا۔ (حافظ جی کی ایک عادت کریمہ یہ بھی تھی کہ وہ اس قسم کے انجان آدمی سے نہیں پوچھتے تھے کہ آپ کون ہیں) اسی وجہ سے وضو خانہ لے جانے اور واپس لانے والے سے کبھی نہیں پوچھا کہ آپ کون ہیں، کیونکہ یہ راز کی باتیں ہوتی ہیں اور پوچھنے پر موقوف ہو جاتی ہیں۔

• فرماتے تھے اسی دوران ۲۷ رمضان کی رات مجھے شدید تکلیف ہو گئی۔ ایک ڈاکٹر صاحب ڈاکٹروں کے یونیفارم میں مجھے مسجد میں ملے اور ملنے کے بعد کہنے لگے میں ان ڈاکٹروں سے ہوں جن کی ڈیوٹی گنبد خضراء کے بیمار زائرین کے لئے لگائی گئی ہے۔ آپ بیمار ہیں، آپ اعتکاف چھوڑ دیں اور آئندہ روزے نہ رکھیں۔ حافظ جی فرماتے ہیں، میں نے ڈاکٹر صاحب سے عرض کیا کہ میں پاکستان سے اس

لئے آتا ہوں کہ مدینہ منورہ میں روزے رکھوں گا اور سرکارِ دوعالم ﷺ کی مسجد میں اعتکاف بیٹھ کر عبادت کروں گا، جو آپ کہہ رہے ہیں وہ میں نہیں کر سکوں گا جو کچھ بھی ہو جائے۔

• ڈاکٹر نے کہا کہ اگر آپ روزہ اور اعتکاف نہیں چھوڑیں گے تو آپ کی تکلیف اتنی بڑھ جائے گی، شاید آپ برداشت بھی نہ کر سکیں۔ حافظ جیؒ فرمانے لگے کہ ڈاکٹر صاحب جو کچھ بھی ہو گا میں برداشت کرنے کی کوشش کروں گا۔ میں روزہ اور اعتکاف نہیں چھوڑ سکتا۔ ڈاکٹر صاحب چلے گئے۔

• حافظ جی نے فرمایا: اسی تکلیف میں عید گذر گئی، عید کے شاید دوسرے دن مجھے شدید تکلیف ہو گئی حتی کہ میرے ساتھیوں حاجی ادریس وغیرہ نے یہ سمجھا کہ میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں۔ میرا ایک ساتھی ہوٹل کے کاؤنٹر پر پہنچا، پوچھا کہ ہسپتال کہاں ہے۔ ہوٹل والوں نے کوئی صحیح جواب نہ دیا لیکن ہوٹل سے باہر روڈ پر کھڑے ہوئے ایک آدمی نے اشارہ کیا کہ میرے پاس آجاؤ۔ میرا آدمی اس آدمی کے پاس گیا، اس نے اپنی جیب سے ایک کارڈ نکال کر دیا اور فرمایا کہ باہر چلے جاؤ، ٹیکسی والے کو یہ کارڈ دکھاؤ ٹیکسی والا آجائے گا۔ حافظ جی کو ٹیکسی میں بٹھانا۔ وہ ٹیکسی والا ہسپتال کو بھی جانتا ہے۔ تم ہسپتال لے جا کر حافظ جی کا علاج کراؤ۔

• فرماتے تھے کہ ٹیکسی والا کارڈ دیکھتے ہی بھاگتا ہوا آیا۔ ساتھیوں نے مجھے ٹیکسی میں بٹھایا، وہ ٹیکسی والا ہمیں ہسپتال لے گیا۔ آگے ایک ڈاکٹر صاحب انتظار کر رہے تھے (نام بھی بتایا تھا میں بھول گیا) اس ڈاکٹر کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ ایک خاتون ڈاکٹر یا نرس بھی تھی جب میں اندر داخل ہوا تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ حافظ محمود صاحب آپ ہیں۔ میں نے کہا جی میں ہی حافظ محمود ہوں۔ ڈاکٹر کہنے

لگا کہ حافظ جی میری آج ڈیوٹی نہیں تھی، میں سویا ہوا تھا۔ اس وقت غالباً ۲ بج رہے تھے۔ ڈاکٹر کہنے لگا کہ مجھے ۹ بجے سے سونے نہیں دیا گیا اور مجھے کہا گیا کہ جاؤ حافظ محمود صاحب ہسپتال پہنچ رہے ہیں، ان کا علاج کرو۔ اس لئے میں یہاں آیا ہوں، حافظ جیؒ فرمایا کرتے تھے، بیماری بھی خود دیتے ہیں، علاج بھی خود کراتے ہیں۔ یہ بات کہتے ہوئے حافظ جی بہت ہنستے تھے۔ معلوم ہوتا ہے روڈ پر موجود آدمی اور ٹیکسی والا اور ڈاکٹر اور اس کا عملہ سب اولیاء اللہ تھے۔ روحانی اسرار انہیں کے حوالے کئے گئے تھے اور حجاج کی خدمت پر مامور تھے۔ (البشریٰ المسعود)

- میرا (مفتی محمد رفیق حسنی کا) اپنا واقعہ: عمرے کے دوسرے سفر میں میں حضرت حافظ غلام محمدؒ حافظ جی کے ساتھ تھا اور عمرہ میں میری دو چھوٹی بچیاں سلمیٰ اور اسمیٰ بھی میرے ساتھ تھیں۔ جب ہم جدہ امیگریشن سے گزرنے لگے مجھے تو کلیئر کر دیا گیا مگر امیگریشن افسر نے حافظ جی کا پاسپورٹ لے کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ حافظ جی نہایت پریشان ہو گئے، میں بھی پریشان ہو گیا کہ پتہ نہیں کیا یہ لوگ کیا کریں گے۔ وہ شخص تھوڑی دیر کہیں آگے چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا اور پاسپورٹ حافظ جی کو واپس کر دیا۔ جب میں اور حافظ جی ایئرپورٹ سے باہر نکلے میں نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا تھا۔ فرمایا یہ ظالم لوگ ہیں، جب انہوں نے میرا پاسپورٹ لے لیا تو میں نے فوراً سرکار دوعالم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس آرہے ہیں۔ ہمیں پریشانی سے بچائیں۔ بس میں نے یہ اپیل کی اور خدا نے کوئی چیز اس شخص کے دل میں ڈال دی اس شخص نے پاسپورٹ واپس کر دیا۔
- اسی سفر میں ہم وہاں سے مکہ مکرمہ پاک پہنچے۔ جدہ میں ایک شخص میرے جاننے والوں سے جس کا نام حاجی رمضان خوشابی تھا۔ اس نے ہمارے لئے گاڑی اور مکان کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ ہم نے عمرہ کیا حافظ جی نے فرمایا کہ مفتی صاحب

مجھے آپ اجازت دیں، بچیاں آپ کے ساتھ ہیں، آئندہ آپ طواف کریں یا عمرے کریں، ہم عبادت اپنے اپنے طور پر کریں گے، لیکن روزانہ عشاء کی نماز کے بعد رکن یمانی کے برابر مطاف میں ملیں گے اور آخری فاتحہ ایصال ثواب کریں گے۔ باقی دن اپنے اپنے حساب سے گزاریں گے۔ چنانچہ مکہ مکرمہ میں ہم عشاء کے بعد مطاف میں اکٹھے ہوتے تھے۔ روزانہ حافظ جیؒ فرماتے تھے کہ مفتی صاحب میں نے آج ایک قرآن پاک ختم کیا ہے، اس کا ثواب میں آپ کو دیتا ہوں، آپ ایصال ثواب کے لئے فاتحہ پڑھ دیں، میں دعا کرتا تھا اور تلاوت کردہ قرآن مجید کا ثواب سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتا، مکہ مکرمہ میں اسی طرح ہمارا معمول رہا۔ ایک دن حاجی رمضان خوشابی نے کہا: "میں آپ کو جبل ثور اور غارِ حرا کی زیارتیں کرانے کے لیے لے چلتا ہوں"۔ ہم نے کہا بہت اچھا ہے۔ زیارتوں کے لئے نکل گئے۔ واپسی پر رات کے تقریباً دس گیارہ بج گئے تھے۔ اس دن حافظ جی قرآن پاک کی تلاوت نہیں کر سکے تھے، واپس آئے۔ مکان پر نماز پڑھ کر آرام کی غرض سے لیٹ گئے، صبح اٹھے نمازِ تہجد پڑھی، طواف کیا۔ اس کے بعد حافظ جی نے فرمایا مفتی صاحب آج رات سرکار ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ حافظ جی آج آپ نے مجھے قرآن پاک نہیں دیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آج زیارات پر جانے کی وجہ سے قرآن نہیں پڑھ سکا۔ اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ جی کا سرکار ﷺ کے ساتھ ہر وقت رابطہ ہوتا تھا۔ (حافظ جی فرماتے تھے میں بیس سال تک تقریباً روزانہ ایک وضو کے ساتھ پورا قرآن پڑھتا رہا اور صبح روزے رکھتا رہا۔) ہم جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے آپ نے فرمایا کہ ہم مدینہ منورہ میں ۴۰ نمازیں پوری کریں گے، میں چند دن روزے رکھوں گا، ہمارا تعلق مسجد اور گھر سے رہے گا، خریداری نہیں کریں گے،

بازار نہیں جائیں گے، آخری دو دنوں میں سرکار ﷺ سے اجازت لے کر خریداری کریں گے، اس کا طریقہ آپ نے یہ فرمایا کہ جانے سے دو دن پہلے دو نفل پڑھ کر سرکار ﷺ کی بارگاہ میں پیش کریں گے اور عرض کریں گے یا رسول اللہ! اب ہمیں اجازت عطا فرمائیں، ہم واپس جانا چاہتے ہیں، جب سرکار ﷺ کی جانب سے اجازت ہو گی تو مسجد کی کشش ختم ہو جائے گی۔ اس سے معلوم ہو گا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی جانب سے اجازت ہو گئی ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے پہلے دن روزہ رکھا افطاری کے وقت میں نے سوچا کہ آپ کے لئے کچھ افطاری لے جاؤں، افطاری خریدی، جاکر دیکھا تو دور "باب المجیدی" کے سامنے مسجد میں حافظ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ مغرب کا وقت ہونے والا ہے، آپ کے آگے چھوٹا سا دستر خوان بچھا ہوا ہے۔ دستر خوان پر دہی، دودھ، کھجوریں رکھی ہوئی تھیں، میں نے پوچھا یہ افطاری کس نے بھیجی ہے، اشارے سے بتایا اس شخص نے وہ شخص حافظ جی سے آگے بائیں جانب اگلی صف میں پتلا سا دوزانو بیٹھا ہوا تھا، جس نے جالی دار ٹوپی اور سبز قمیص جو کہ شرٹ نما تھی اور پائجامہ پہنا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس شخص نے دستر خوان لگایا ہے اور اس پر افطاری سجائی ہے۔ پھر وہ شخص روزانہ آتا تھا اور افطاری دے جاتا تھا۔ ایک دن میں نے پوچھا حافظ جی! یہ شخص کون ہے، فرمایا کہ مجھے کچھ پتہ نہیں، روزانہ آتا ہے افطاری دے کر چلا جاتا ہے۔ آپ نے جتنے روزے رکھے، وہ شخص برابر افطاری لے کر آتا رہا، جس دن آپ نے روزہ نہیں رکھا، اس دن وہ شخص نہیں آیا۔ مجھے ایسا لگتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ نے کسی شخص کی ڈیوٹی لگائی تھی، لیکن افسوس یہ ہے کہ میں بھی اس شخص سے نہیں پوچھ سکا کہ آپ کون ہیں اور نہ حافظ جی نے پوچھا۔

• اسی سفر میں مدینہ منورہ میں ایک رات مجھے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے سامنے دو پاسپورٹ اور تین کاغذ رکھے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید لباس اور سفید چادر اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جوانی کی عمر میں تھے، ابھی ڈاڑھی مبارک نہیں آئی تھی، شکل مبارک ایسی تھی، جیسے حافظ جیؒ کی ڈاڑھی اترنے سے پہلے جوانی کی شکل ہوگی۔ خواب میں مجھے اشارہ ہوا کہ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی۔ خاموش بیٹھے رہے۔ یاد رہے جب آدمی کو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے، خواب میں ہی اشارہ مل جاتا ہے کہ زیارت کرانے والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ صبح جب حافظ جیؒ سے مسجدِ نبوی میں ملاقات ہوئی میں نے ظہر سے پہلے مسجد میں ملاقات کے وقت رات کی بشارت کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: مفتی صاحب! سچی بات ہے میں نے کل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اوپر تو آپ کا بہت کرم ہے۔ مفتی صاحب میرے رفیقِ سفر ہیں، ان پر بھی کرم فرمادیں۔ چنانچہ اللہ نے میری دعا قبول فرمالی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ کو بھی زیارت کروادی۔

• میں نے پوچھا کہ یہ پاسپورٹ اور کاغذوں کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ کو اجازت ہے، آپ جا سکتے ہیں، ایک پاسپورٹ آپ کا، ایک میرا اور کاغذات بچوں کے ہیں۔

(مفتی محمد رفیق حسنی)

حج کے مسائل

- ❖ ..... فرائض کا بیان
- ❖ ..... فرائض کا حکم
- ❖ ..... حج اور عمرہ کرنے والے حضرات کے اقسام
- ❖ ..... حج کے واجبات کا بیان
- ❖ ..... حج کی سنتوں کا بیان
- ❖ ..... حج کے مستحبات
- ❖ ..... حج کے مکروہات کا بیان

حج کے مسائل

حج کے افعال اور اعمال کی پانچ قسمیں ہیں: اول فرائض، دوم واجبات، سوم سنن، چہارم مستحبات، پنجم مکروہات محرمات۔

فرائض کا بیان:

اصل اور بلاواسطہ حج کے فرض تین ہیں: اول احرام (نیت اور تلبیہ کا نام احرام ہے) دوم وقوف عرفات، سوم طواف زیارت کے چار چکر اور بالتبع اور بالواسطہ حج کے فرض پانچ ہیں: اول طواف میں طواف کی نیت، دوم فرائض کے درمیان ترتیب (یہ کہ پہلے احرام پھر وقوف عرفات پھر طواف زیارت) سوم ہر فرض موقت کو اپنے وقت میں ادا کرنا یہ کہ وقوف عرفات کو نو (۹) ذی الحج کے دن زوال سے یوم نحر کی صبح صادق کے درمیان ادا کرنا اور طوافِ زیارت کو وقوفِ عرفات کے بعد زندگی کے آخری لمحات کے درمیان ادا کرنا کیونکہ پوری زندگی طوافِ زیارت کا وقت ہے۔ چہارم ہر فرض کو اس کے لئے متعین مکان اور جگہ میں ادا کرنا یعنی وقوف عرفات کو عرفات کی حدود میں اور طواف زیارت کو مسجد حرام کی حدود میں ادا کرنا۔ پنجم محرم کا وقوفِ عرفات سے پہلے ترکِ جماع (جنسی عمل کا ترک) بھی فرض ہے کیونکہ وقوف سے پہلے جماع کرنے سے حج فاسد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اصل اور بالتبع حج کے کل فرائض آٹھ بنتے ہیں۔ (لباب المناسک مع الشرح

فرائض کا حکم: (اول) فرائض میں سے کسی ایک فرض یا زیادہ کے ترک سے حج ادا نہیں ہوگا۔ سارے فرائض ادا کرنے سے ہی حج ادا ہوگا۔ فرائض کے ترک کا کوئی کفارہ اور متبادل نہیں ہوتا۔ (دوم) جب تک فرائض سے کوئی فرض محرم کے ذمہ ہوگا اس وقت تک محرم احرام سے خارج نہیں ہو سکتا اگر وقوف عرفات فوت

ہو جائے محرم پر لازم ہے عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام سے خارج ہو اور اگر عرفات کا وقوف حاصل کر لیا تو طواف زیارت کے ادا کرنے تک محرم عورتوں کے حق میں اور عورتیں شوہر کے حق میں احرام میں ہوں گے مگر حلق یا قصر سے جنسی عمل کے ماسوا تمام امور کے لیے محرم احرام سے خارج ہو جائے گا۔

(لباب المناسک مع ارشاد الساری)

حج اور عمرہ کرنے والے حضرات کے اقسام: میقات کی نسبت سے عازمین حج و عمرہ کے تین اقسام ہیں: اول حرمی جو شخص حرم کی حدود میں مقیم ہو دوم میقاتی \ حلی جو شخص پانچ مواقیت پر قائم شہروں یا مواقیت کے محاذات میں قائم شہروں یا حرم کی حدود سے خارج اور مواقیت کے اندر مقیم ہو۔ سوم آفاقی مواقیت سے خارج کسی بھی جگہ مقیم۔

حج کے واجبات کا بیان: اصل حج کے واجب صرف چھ ہیں مگر بالواسطہ واجبات انیتس ہیں کل پینتیس (۳۵) ہیں۔ اصل اور بلاواسطہ حج کے چھ واجب یہ ہیں: مزدلفہ کا وقوف، جمرات کو کنکریاں مارنا، حج تمتع اور قران والے شخص کے لئے قربانی کرنا، حلق یا قصر، طواف زیارت کے بعد سعی اور طواف الوداع اور بالواسطہ واجبات حج کی تعداد انیتس (۲۹) ہے، وہ یہ ہیں: ا۔ میقات سے احرام باندھنا یعنی احرام تو فرض ہے مگر میقات سے احرام باندھنا واجب ہے مؤخر کرنا جائز نہیں مگر میقات سے پہلے باندھنا افضل ہے۔ مروی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود نے شام سے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے بیت المقدس سے احرام باندھا تھا۔ (حاشیہ ارشاد الساری) ۲۔ سعی کی ابتدا صفا سے کرنا۔ ۳۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی (پیدل) کرنا۔ ۴۔ عرفات کا وقوف آفتاب کے غروب ہونے تک جاری رکھنا جب کہ وقوف دن میں زوال کے بعد شروع کیا جائے۔ ۵۔ اور رات

کے ایک جزء تک عرفات کی حدود میں ہونا۔ ۶۔ امام اگر غروب کے بعد عرفات سے جلدی روانہ ہو تو امام کے بعد روانہ ہونا۔ ۷۔ مغرب کی نماز کا عشاء کی نماز کے وقت تک مؤخر کر کے مزدلفہ میں ادا کرنا اگر نمازوں کے قضاء ہو جانے کا اندیشہ ہو تو جہاں بھی ہو نماز پڑھ لی جائے۔ ۸۔ بعض علماء کے نزدیک رات کا ایک حصہ مزدلفہ میں گذارنا۔ ۹۔ حج افراد میں محرم کا یوم النحر میں جمرہ عقبہ کی رمی حلق یا قصر سے پہلے کرنا۔ ۱۰۔ گیارہ یا بارہ ذی الحج میں جمرات کی رمی کو دوسرے دن کی صبح صادق سے پہلے ادا کرنا اگر ایک دن کی رمی دوسرے یا تیسرے دن ایام تشریق تیرہ تک مؤخر کی گئی تو دم واجب ہو گا مگر دوسرے دن قضا کر لینا بہتر ہے قضا سے دم ساقط نہیں ہو گا البتہ صاحبین کے نزدیک اگر ایک دن کی رمی دوسرے دن حتی کہ تیرہ کے دن تک قضا کر لی جائے تو دم ساقط ہو جاتا ہے۔ ۱۱۔ حج تمتع اور قران میں حلق یا قصر کا قربانی کے بعد کرنا۔ ۱۲۔ حلق یا قصر کا ایام نحر دس یا گیارہ یا بارہ کے غروبِ آفتاب کے اندر کر لینا۔ ۱۳۔ حلق یا قصر کا حرم کی حدود میں ہونا۔ ۱۴۔ طواف زیارت کے کم از کم چار چکروں کا بارہ ذی الحج کے غروبِ آفتاب سے پہلے کرنا یعنی دس کی صبح صادق سے بارہ کے غروب تک طواف زیارت کا وقت ہے مگر تین یا تین سے کم چکر بارہ کے دن غروبِ آفتاب کے بعد ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ ۱۵۔ حطیم کے باہر سے طواف کرنا۔ ۱۶۔ طواف حدث اصغر اور اکبر سے پاک حالت میں کرنا۔ ۱۷۔ طواف کا دائیں طرف سے شروع کرنا۔ ۱۸۔ طواف کی ابتدا حجرِ اسود سے کرنا۔ ۱۹۔ طواف میں ستر عورت ہونا۔ ۲۰۔ ستر عورت کی مقدار کپڑوں کا پاک ہونا۔ ۲۱۔ بلا عذر پیدل طواف کرنا۔ ۲۲۔ ہر طواف کے بعد دو رکعت طواف ادا کرنا۔ ۲۳۔ قربانی کا ایام نحر میں ذبح کرنا۔ ۲۴۔ قربانی کا حدود حرم میں ذبح کرنا۔ ۲۵۔ احرام کے محظورات کا ترک کرنا۔ ۲۶۔ مکروہات تحریمیہ

سے اجتناب کرنا۔ ۲۷۔ طواف زیارت کے اقل چکر تین سے کم کا ادا کرنا اگرچہ
یام النحر کے بعد ہو۔ ۲۸۔ قارن اور متمتع کے لئے یوم النحر رمی اور قربانی اور
لق یا قصر میں ترتیب۔ ۲۹۔ حج افراد کے لئے رمی اور حلق یا قصر میں ترتیب۔
احب ''لباب المناسک'' فرماتے ہیں "فصار المجموع خمسة و ثلاثين"۔
اجبات کا مجموعہ پینتیس (۳۵) ہو جاتا ہے۔

• ان واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان واجبات میں سے کوئی واجب بلا عذر
چھوٹ جائے، اس کے ترک میں دم واجب ہے اور اگر واجب کا اعادہ کر لیا جائے تو
م ساقط ہو جاتا ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے کوئی واجب چھوٹ جائے دم واجب
ہیں ہوتا مگر ہر صورت میں حج فرض ادا ہو جاتا ہے اگر کسی شخص نے بلا عذر قصداً
اجب کا ترک کیا، دم کے علاوہ وہ گنہگار بھی ہے۔ اور اگر قصداً ترک نہیں کیا،
سیان ہو گیا یا کسی دوسرے عذر کی وجہ سے واجب نہیں ہو سکا وہ شخص گنہگار نہیں
ہے۔

• فائدہ: حج یا عمرہ کے واجبات میں سے کسی واجب کے ترک میں عذر ہونے
یں بعض علماء نے تفصیل ذکر کی ہے اور بعض علماء نے تفصیل ذکر نہیں کی اور
طلق عذر کے وجود کو دم کے وجوب کے لئے مسقط بنایا ہے۔ ایک تفصیل تو یہ ہے
ہ جن اعذار میں حدیث وارد ہے ان اعذار کی وجہ سے دم ساقط ہونے کا حکم ہے۔
ثلاً مزدلفہ کے وقوف میں نص موجود ہے کہ آپ ﷺ نے صبح صادق کے بعد
زدلفہ میں وقوف کے ترک میں خواتین اور کمزور لوگوں کو اژدہام کے خوف کی
جہ سے صبح صادق سے پہلے مزدلفہ چھوڑنے کی اجازت دی مگر دوسرے واجبات
یں جہاں نص نہیں عذر ہو یا نہ ہو، ہر صورت ترک واجب میں دم ہے۔ مگر اکثر
لماء کے نزدیک سب اعذار منصوصہ یا غیر منصوصہ سب میں دم ساقط ہے اور

ان کا ایک حکم ہے اور اسی پر امت کا عمل ہے، نص اور عدم نص کا فرق نہیں ہے۔ مطلق عذر کی وجہ سے ترک واجب میں دم واجب نہیں ہوتا۔

• دوسری تفصیل یہ ہے کہ عذر کی دو قسمیں ہیں: سماوی عذر جس میں مخلوق کو دخل نہیں ہے اور دوسرا وہ عذر جس میں آدمی یا کسی مخلوق کا دخل ہے یعنی ایک عذر من جانب اللہ ہوتا ہے اور ایک عذر من جانب العباد ہوتا ہے۔ پہلے عذر کی مثال بخار اور حادثہ میں ٹانگ وغیرہ کا ٹوٹ جانا ہے اور دوسرے عذر کی مثال دشمن ہے کہ دشمن نے مزدلفہ جانے سے دھمکی دے کر روک دیا۔ اگر سماوی عذر ہو اور واجب کا ترک لازم آئے دم واجب نہیں ہوگا اور اگر عباد کی جانب سے عذر ہو تو دم واجب ہوگا عباد کی جانب سے عذر میں دم واجب ہو جانے پر اعتراض کیا گیا ہے کہ صبح صادق کے بعد مزدلفہ کے وقوف کے دوسرے دن راستہ یا جمرہ عقبہ کی رمی کے اژدہام کے خوف سے ترک کرنے میں دم واجب نہیں ہوتا حالانکہ اژدہام عباد کی جانب سے عذر ہے اور یہ حدیث سے ثابت ہے کیونکہ سب لوگ جب صبح صادق کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہوں گے واضح ہے یکدم لاکھوں افراد کے نکلنے سے راستہ میں اور جمرہ عقبیٰ پر رش ہو جائے گا اسی لئے سرورِ دو عالم ﷺ نے اپنے اہلِ خانہ کو جن میں حضرت عبداللہ بن عباس بھی شامل تھے، صبح صادق سے پہلے منیٰ کے لئے روانہ کر دیا تھا۔ (اس اژدہام کا خوف کہ جب آپ ﷺ کے ساتھ صرف ایک لاکھ پچیس یا تیس ہزار لوگ تھے، دم کے ساقط ہونے میں عذر قرار دیا گیا اور آج تیس چالیس لاکھ لوگ مزدلفہ میں جمع ہوتے ہیں اور ابھی تک حکومت سعودیہ کی جانب سے رش کو ختم کرنے کے لئے کوئی ٹھوس منصوبہ سامنے نہیں آیا، کیسے عذر نہ مانا جائے؟) تاہم اس رش اور اژدہام کو عذر تسلیم کیا گیا ہے حالانکہ یہ عذر عباد کی جانب سے ہوتا ہے۔ اس کا جواب علامہ شامی نے دیا

نہ یہ اژدہام بھی من جانب اللہ ہے اور آدمی کا اس میں اختیار نہیں ہوتا کیونکہ عباد
کی جانب سے عذر وہ ہوگا جس میں دشمن کی جانب سے دھمکی ہو۔ (شامی باب
الجنایات) اگر عباد کی جانب سے دھمکی نہ ہو بلکہ لوگوں کے اکٹھے ہونے کا خوف
ہو تو یہ عذر من جانب اللہ ہے اس لئے دم واجب نہیں ہوگا۔ قاعدہ یہی ہے کہ
واجب کا ترک سماوی عذر کی وجہ سے ہو دم واجب نہیں اور عباد کی جانب سے ہو
دم واجب ہے اور بلا عذر ترک میں بھی دم واجب ہے۔

• آجکل حجاج کرام کے لئے منیٰ اور عرفات اور مزدلفہ کے لئے بسوں کا انتظام
ہوتا ہے اور بسوں اور گاڑیوں کی کثرت کی وجہ سے کچھ بسیں طلوع آفتاب تک
مزدلفہ نہیں پہنچ سکتیں اور مزدلفہ کا وقوف متروک ہو جاتا ہے اس اژدہام اور بھیڑ
کو بھی سماوی عذر شمار کیا جائے اور مزدلفہ کے وقوف کے تارکین پر دم واجب نہ ہو
تو کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو بس اور گاڑی سے اتر کر
پیدل سفر نہیں کر سکتے یا پیدل سفر کرنے میں انہیں مشقت شدید کا اندیشہ ہے۔

• اسی قسم کا ایک اور حادثہ عموماً پیش آتا ہے۔ بسوں کے ڈرائیور مصر اور سوڈان
وغیرہ سے حج کے سیزن میں ٹرانسپورٹ کے مالکان عارضی طور پر منگوا لیتے ہیں
ساتھ ہی رہبر (گائیڈ) نوجوان موسم سے کچھ پہلے منگوا لئے جاتے ہیں۔ ڈرائیور
اور رہبر حضرات نووارد ہونے کی وجہ سے راستے بھول جاتے ہیں عرفات سے
واپسی پر مزدلفہ کے راستے نہیں آتے دوسرے راستوں سے طلوع آفتاب کے بعد
مکہ مکرمہ یا کسی دوسرے مقام پہنچ جاتے ہیں اور مزدلفہ کا وقوف نہیں ہو پاتا بعض
مرتبہ ایام نحر کے کسی دن مکہ سے واپسی پر سارا دن بھٹکتے رہنے کی وجہ سے اس دن
کی رمی نہیں ہو پاتی اور حجاج بمشکل دوسرے دن کی صبح صادق کے بعد اپنے خیموں
میں پہنچتے ہیں۔ اسی طرح بعض مرتبہ پیدل حجاج کرام راستوں میں سارا سارا دن

اور رات بھٹکتے رہتے ہیں منیٰ کی بجائے مکہ میں دودن کے بعد جا پہنچتے ہیں۔ سنا ہے سن ۲۰۱۰ء کے حج میں ڈاکٹر زبیر صاحب کے ساتھ اسی قسم کا حادثہ پیش آیا ان کی ایک دن کی رمی نہ ہو سکی اور پچھلے سالوں میں جناب سردار جتوئی صاحب کی ہمشیرہ باتھ روم استعمال کرنے گئی اور واپس خیمے میں نہیں پہنچ سکی مگر کسی طرح دوسرے دن مکہ مکرمہ اپنے مکان پر مل گئی۔ ایسے واقعات کثرت سے ہوتے رہتے ہیں۔ مذکورہ ضابطوں کی روشنی میں مذکورہ اعذار آسمانی اعذار شمار ہوں گے۔ ایسے لوگوں پر واجبات کے ترک میں دم واجب نہیں ہوگا البتہ اگر کسی ڈرائیور نے قصداً حاجیوں کو کسی واجب کے ادا کرنے سے محروم کیا تو حاجیوں کو دم ادا کرنا ہوگا یا کوئی شخص خود جان بوجھ کر کسی واجب کا تارک ہوا اسے دم دینا ہوگا۔ راستہ بھولنا اور لوگوں کا رش اور اژدہام اور ٹریفک کی بدانتظامی سماوی اعذار سے شمار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (محمد رفیق حسنی)

حج کی سنتوں کا بیان: آفاقی کے لئے حج قران اور حج افراد میں طواف قدوم سنت ہے اور حج تمتع میں حاجی پہلے مفرد بالعمرہ ہوتا ہے پھر مکی آدمی کے طرح اس کا حج مکی کے حج کے حکم میں ہوتا ہے اور مکی کے لئے طواف قدوم نہیں ہے۔ حج قران والا آدمی پہلے عمرہ کا طواف اور سعی کرے گا پھر طواف قدوم کرے گا۔ حج کی سعی چاہے تو پہلے طواف قدوم کے بعد کرلے اور چاہے تو طواف زیارت کے بعد کرے۔ اور امام کا تین جگہوں پر خطبہ دینا سنت ہے پہلا خطبہ سات ذی الحج مکہ میں اور دوسرا خطبہ نو ذی الحج عرفہ میں اور تیسرا خطبہ گیارہ ذی الحج منیٰ میں سنت ہے۔ اور آٹھ ذی الحج کو فجر کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہونا سنت ہے تاکہ آٹھ کی پانچوں نمازیں منیٰ میں ہوں مگر خطبات اور آٹھ کا خروج تقریباً متروک ہوچکا ہے۔ اور عرفہ کی رات منیٰ میں گذارنا اور عرفہ کی صبح عرفات کے لئے

روانہ ہونااور عرفہ کے دن غسل کرنااور مزدلفہ میں رات کا اکثر حصہ گذارنااور مزدلفہ سے سورج کے طلوع سے پہلے منٰی کے لئے روانہ ہونااور منٰی میں رمی کے ایام میں رات منٰی میں رہنااور وادی محصب میں یا ابطح میں اترنا اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو، یہ سب سنن مؤکدہ بلاواسطہ حج کی سنتیں ہیں اور بالتبع سنتیں اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ سنن مؤکدہ کے ترک کا حکم یہ ہے کہ اگر عذر ہو کوئی گناہ نہیں اور بلاعذر ترک میں تارک کے لئے اساءت ہے یعنی گناہ صغیرہ ہے مگر سنن کے ترک میں دم اور صدقہ واجب نہیں ہوتا۔

حج کے مستحبات: حج میں مردوں کے لئے بلند آواز سے تلبیہ پڑھنااور نفلی قربانی کرنا مستحب ہے۔ حدیث شریف ہے "اَفْضَلُ الْحَجِّ الْعَجُّ وَ الثَّجُّ" (حج بلند آواز اور خون بہانے والا ہے۔ یعنی حج تلبیہ بلند آواز سے پڑھنے اور قربانی کرنے کا نام ہے۔ مکہ مکرمہ میں دخول کے لئے غسل کرنااور مزدلفہ میں دخول کے لئے غسل کرنااور عرفات میں جبل رحمت کے قریب قیام کرنا بشرطیکہ اژدہام نہ ہو اور عرفات میں ظہر اور عصر کو اکٹھے مسجد نمرہ کے امام کے پیچھے ادا کرنااور عرفات اور مزدلفہ میں دعاؤں کی کثرت کرنااور مزدلفہ میں صبح صادق کے بعد مشعر حرام کے قریب وقوف کرنااور مزدلفہ میں صبح کی نماز تاریکی میں ادا کرنااور دس ذی الحج کو سورج کے طلوع کے بعد فوراً جمرہ عقبٰی کی رمی کرنا اگرچہ احناف کے نزدیک رمی کا ٹائم صبح صادق کے بعد شروع ہو جاتا ہے اور طواف زیارت دس ذی الحج کو کرنااور وظائف اور اذکار کو ہمیشہ پڑھنا یہ سب مستحبات ہیں ان کے ادا کرنے میں اجر ہے مگر سنت کے اجر سے کم ہے اور ترک میں کامل اجر کا فوت ہونا ہے اور مستحبات کے ترک میں اساءت یعنی گناہ صغیرہ بھی نہیں ہے بلکہ مستحب کے تارک کو ملامت کرنا ممنوع ہے۔

حج کے مکروہات کا بیان: مکروہات بہت زیادہ ہیں۔ بعض اعمال مکروہ تحریمی اور بعض اعمال مکروہ تنزیہی ہیں۔ عرفات میں زوال سے پہلے امام کا خطبہ پڑھنا اور عرفات میں وقوف کے لئے دخول کو مسجد نمرہ کی نمازیں ہو جانے کے بعد شروع کرنا اور استعمال شدہ کنکریوں کے ساتھ دوبارہ رمی کرنا اور مسجد مزدلفہ کے اندر سے لے کر کنکریاں رمی کے لئے استعمال کرنا لیکن اب یہ ممکن نہیں رہا اور بڑے بڑے پتھروں سے رمی کرنا اور حلق یا قصر میں سر کے صرف چوتھے حصے کا حلق یا قصر کرنا اور عرفہ کی رات اور منیٰ کی راتوں میں منیٰ کے علاوہ دوسری کسی جگہ رات گذارنا اگرچہ مکہ مکرمہ میں ہو، مکروہ تنزیہی ہے اور خلافِ اولیٰ ہے اور بلا عذر ہر واجب کا ترک مکروہ تحریمی اور ہر سنت کا ترک مکروہ تنزیہی ہے بلا عذر مکروہ کے ارتکاب سے ثواب میں کمی آجاتی ہے مگر دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا مگر واجب کے بلا عذر ترک میں کراہت کے ساتھ ساتھ دم بھی واجب ہوتا ہے۔

- فائدہ: احرام کے محرمات اور مکروہات اور آداب اور مباحات کا بیان احرام کے مسائل کے بعد ذکر کیا جائے گا۔

مواقیت کا بیان

مواقیت کا بیان

• حج اور عمرہ کرنے والے حضرات کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے دو قسم کے میقات بیان فرمائے ہیں۔ میقات زمانی اور میقات مکانی.

میقات زمانی کا بیان: میقات زمانی ایک خاص وقت کا نام ہے اس وقت سے پہلے اور بعد حج کے افعال ادا نہیں ہو سکتے۔ احناف کے نزدیک میقات زمانی شوال اور ذی قعدہ اور ذی الحج کے پہلے دس دن ہیں۔ احرام کے علاوہ دوسرے افعال مذکورہ مہینوں سے پہلے یا بعد میں ادا نہیں ہو سکتے۔ قرآن مجید میں میقات زمانی کا خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے "اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمَاتٌ" (حج کے اعمال کا وقت معین مہینے ہیں) ہمارے نزدیک دو ماہ دس دن ہیں اور امام شافعی کے نزدیک دو ماہ نو دن اور دس راتیں ہیں یعنی یوم النحر کی رات بھی مراد ہے اور امام مالک کے نزدیک پورے تین ماہ مراد ہیں۔

احناف کے مذہب پر: افعال حج طواف قدوم اور سعی اور دیگر افعال انہی ایام میں کئے جائیں تو صحیح ہوں گے مگر حج کا احرام ان مہینوں سے پہلے باندھا جا سکتا ہے کیونکہ احرام حج کے لئے شرط ہے اور شرط مشروط پر مقدم ہو سکتی ہے جس طرح وضو نماز کے وقت سے پہلے کیا جا سکتا ہے۔

• حج کے فرائض اور واجبات اور سنن ان مہینوں سے پہلے صحیح نہیں ہوں گے مگر احرام لہٰذا اگر کسی شخص نے اشہر حج سے پہلے یا اشہر حج کے اندر حج کا احرام باندھا اور طواف قدوم اور اس کے بعد سعی شوال میں کر لی اس کی سعی طواف زیارت کے بعد والی سعی واقع ہو گی دوبارہ سعی کی ضرورت نہیں ہو گی اور اگر طواف قدوم اور اس کے بعد سعی رمضان میں کر لی تو طواف قدوم اور سعی معتبر نہیں ہو گی۔

دوبارہ حج کے مہینوں میں اسے طواف قدوم اور سعی کرنا ہو گی اس طرح اگر طواف قدوم تو شوال میں کیا مگر اس کی سعی طواف سے پہلے کرلی تو اس سعی کا اعتبار بھی نہیں ہو گا۔

• عرفات کے وقوف کے لئے شرط ہے کہ وہ حج کے مذکورہ دنوں میں واقع ہو۔ مثلاً گیارہ ذی الحج کا وقوف معتبر نہیں ہو گا اور بالفرض عرفہ نو ذی الحج کے دن اشتباہ ہو جائے حجاج کرام نے عرفہ کا دن سمجھ کر وقوف کر لیا بعد میں معلوم ہوا وہ دن دس ذی الحج یوم النحر کا دن تھا تو یہ وقوف جائز ہو گا کیونکہ ہمارے نزدیک دسویں کا دن اشہر حج کا حصہ ہے اور گیارہ کا دن اشہر حج سے خارج ہے۔

• حج تمتع اور قران کے لئے عمرہ کے طواف کے کل چکر یا اکثر یعنی چار چکر کا حج کے مہینوں میں واقع ہونا شرط ہے۔ اگر عمرہ کا طواف حج کے مذکورہ ایام میں نہ ہوا تو حج تمتع اور قران واقع نہیں ہوں گے۔

• اگر کسی شخص نے دس ذی الحج کو اگلے سال کے لئے حج کا احرام باندھا اور طواف قدوم اور اس کی سعی اسی دن کرلی اور اگلے سال اسی احرام کے ساتھ حج ادا کیا تو یہ جائز ہے اور یوم النحر کی سعی طواف زیارت کی سعی بن جائے گی کیونکہ حج کے افعال حج کے مہینوں کے آخری دن اور اگلے سال کے حج کے مہینوں میں واقع ہوئے ہیں۔

• اگر کسی شخص نے حج تمتع کی نیت سے یوم النحر عمرہ کا احرام باندھا اور یوم النحر میں عمرہ کے افعال ادا کر لئے اور حلق کروانے کے بعد دس یوم النحر میں اگلے سال کے لئے حج کا احرام باندھ لیا اور پھر اگلے سال حج کیا اس شخص کا حج تمتع واقع ہو گا کیونکہ حج تمتع کی شرائط سے ہے کہ عمرہ اور حج اشہر حج میں واقع ہوں۔ مذکورہ صورت میں بھی دس کا دن اشہر حج کا دن ہے۔ اس نے عمرہ ادا کر لیا اور پھر حج

دوسرے سال اشہر حج میں کر لیا اس لئے حج تمتع ہو گیا۔ اگرچہ حج تمتع مسنون حج نہیں ہو گا۔

- حج تمتع اور قران میں قربانی کے عوض روزے انہی اشہر حج میں جائز ہوں گے اور اشہر حج سے پہلے یا بعد میں حتی کہ ایام نحر میں جائز نہیں ہوں گے۔ کیونکہ قربانی کے دنوں میں روزے حرام ہیں۔
- حقیقی مکی اگر اسی سال حج کرنا چاہتا ہے اس کے لئے اشہر حج میں عمرہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ مکی کے لئے حج تمتع اور قران مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اشہر حج میں عمرہ کے بعد حج کر لیا تو یہ مکی کے لئے حج تمتع ہو جائے گا اور اگر عمرہ سے حلال نہ ہو تو قران ہو جائے گا مگر یہ تمتع اور قران مکروہ ہوں گے، ہاں آفاقی اشہر حج میں عمرہ کر سکتا ہے کیونکہ آفاقی کے لئے حج تمتع اور قران جائز ہے اور اگر مکی حقیقی اسی سال حج نہیں کرنا چاہتا تو اشہر حج میں اس کے لئے عمرہ مکروہ نہیں ہے کیونکہ عمرہ سارے سال میں جائز ہے سوائے چار دن عرفہ اور ایام تشریق کے تین دنوں میں مکروہ ہے۔ یہ تفریعات میقات زمانی پر متفرع کی گئیں۔ (ارشاد الساری)

میقات مکانی کا بیان: لوگوں کے مختلف ہونے کی نسبت سے مکانی میقات بھی مختلف ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے لوگوں کے تین قسم ہیں: آفاقی، میقاتی یا حلی اور حرمی یا مکی۔ پھر آفاقی دو قسم کے ہیں: حقیقی اور حکمی۔ حقیقی آفاقی وہ شخص یا لوگ ہوتے ہیں جو حقیقۃً مواقیت سے خارج مقیم ہوں اور حکمی آفاقی وہ لوگ ہوتے ہیں جو کسی کام کے لئے میقات سے خارج چلے گئے مگر حقیقت میں وہ مواقیت سے خارج نہیں ہیں اور میقاتی یا حلی وہ لوگ ہیں جو حرم سے باہر اور مواقیت کے اندر یا مواقیت پر قائم شہروں کے اندر رہتے ہوں میقاتی لوگ بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: حقیقی اور حکمی اور حرمی یا مکی وہ لوگ ہیں جو حرم کی حدود پر

قائم شہروں یا حرم کی حدود کے اندر رہتے ہیں۔ مکی بھی دو قسم ہیں: حقیقی اور حکمی۔

آفاقی کے لئے مکانی مواقیت کا بیان:

1. ذوالحلیفہ: مکانی میقات مختلف جہات سے آنے والے لوگوں کے لئے مختلف ہیں اہل مدینہ کے لئے میقات ذوالحلیفہ ہے یہ میقات دوسرے مواقیت کی نسبت سے مکہ مکرمہ سے بہت دور ہے مدینہ منورہ سے چھ یا سات میل کے فاصلے پر ہے اس جگہ کا مشہور نام بیر علی یا ابیار علی ہے کیونکہ حضرت علی نے یہاں تقریباً بائیس کنویں کھدوائے تھے۔ (وفاء الوفاء)

2. جحفہ: مصر اور شام اور مغرب سے تبوک کے راستہ آنے والے لوگوں کے لئے میقات جحفہ ہے جو کہ رابغ کے قریب ہے اور رابغ معمولی فاصلہ سے جحفہ سے پہلے ہے۔ یہاں قوم عاد سے بنو عبیل آباد ہوئے تھے۔ عمالقہ نے ان کو مدینہ منورہ (یثرب) سے نکال دیا تھا پھر سیلاب آگیا اور ان کی آبادی کو بہالے گیا اور ختم کر دیا تھا اس لئے اس کو جحفہ کہا جاتا ہے۔ (ارشاد الساری) اب بھی یہاں کوئی آبادی نہیں ہے۔ یہ لوگ بھی بیر علی سے احرام باندھتے ہیں۔

3. قرن: نجد اور طائف سے آنے والے لوگوں کے لئے قرن مکہ مکرمہ سے بیالیس میل کے فاصلہ پر میقات ہے آجکل یہ نام معروف نہیں ہے لوگ یہاں وادی محرم سے احرام باندھتے ہیں۔ یہاں مسجد بھی بنی ہوئی ہے۔

4. یلملم۔ پاکستان، ہندوستان اور یمن کے لوگوں کے لئے جبل یلملم مکہ مکرمہ سے جنوب کی جانب تقریباً بتیس میل کے فاصلہ پر میقات ہے آجکل اس کو سعدیہ کہتے ہیں۔

5. ذات عرق۔ اہل عراق، بصرہ، کوفہ اور اہل مشرق کے لئے ذات عرق میقات ہے مگر یہ شہر ویران ہو چکا ہے۔ یہ لوگ بیر علی سے احرام باندھتے ہیں۔

• آجکل ہوائی جہازوں کے ذریعہ لوگ حج اور عمرہ کے لئے جاتے ہیں پاکستانی ہوائی جہاز دو میقاتوں کے محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتے ہیں۔ ذات عرق کی میقات راستہ میں آتی ہے اور اہل نجد کی میقات قرن کے اوپر سے گذرنا ہوتا ہے لہٰذا ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر کرنے والوں کے لئے جدہ پہنچنے سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے احرام باندھنا ضروری ہے۔ اگر کسی شخص نے گھر سے یا اپنے ایئرپورٹ سے احرام نہیں باندھا تو وہ جدہ پہنچنے سے پہلے ایک گھنٹہ احرام باندھ لے ورنہ دم لازم آجائے گا۔

• ہر وہ شخص جو ان مواقیت میں سے کسی میقات سے یا ان کی محاذات سے گذرے گا اس کو اس میقات سے یا محاذات سے احرام باندھنا واجب ہے۔ میقات یا میقات کی محاذات شرط ہے، میقات ضروری نہیں۔

مواقیت کا حکم: آفاقی آدمی کے لئے مواقیت کے احکام سے ایک حکم یہ ہے کہ حج یا عمرہ کے ارادہ سے حرم میں داخل ہونے والے کے لئے واجب ہے کہ ان مواقیت سے احرام باندھے اس میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

• اور اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ تجارت یا کسی کی ملاقات یا تفریح یا اپنے گھر جانے کے ارادہ سے داخل ہو، عمرہ یا حج کے ارادہ سے داخل نہ ہو، احناف کے نزدیک اس شخص پر بھی ان مواقیت سے عمرہ یا حج کا احرام باندھنا واجب ہے۔

• فتح مکہ کے دن حضرت انس سے مروی حدیث میں مذکور ہے کہ "اَنَّ النَّبِیَّ دَخَلَ مَکَّۃَ عَامَ الْفَتْحِ وَ عَلٰی رَأْسِہِ الْمِغْفَرُ" (بخاری و مسلم) فتح کے سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر مبارک پر مغفر (زرہ) تھی اور

جابر کی حدیث میں ہے "وَ عَلٰی رَأْسِہٖ عَمَامَۃٌ سَوْدَاءُ بِغَیْرِ اِحْرَامٍ" (بخاری و مسلم) جب آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا یعنی آپ بغیر احرام کے تھے ان حدیثوں کی وجہ سے امام شافعی فرماتے ہیں اگر کوئی شخص حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ نہ جائے بلکہ کسی دوسرے ارادہ سے جائے وہ مواقیت سے احرام نہ باندھے۔ ہمارے ائمہ احناف ان حدیثوں کا جواب دیتے ہیں کہ بغیر احرام مکہ میں داخل ہونا یہ سرورِ دوعالم ﷺ کے لئے مخصوص تھا اس پر احناف یہ دلیل دیتے ہیں کہ سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا "لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِیْ وَ اِنَّمَا اُحِلَّتْ لِیْ سَاعَۃً مِنْ نَہَارٍ" (بخاری بحوالہ البحر العمیق، ج ۱، ص ۶۱۰) یہ میرے بعد کسی کے لئے جائز نہیں اور میرے لئے دن کی ایک ساعت میں حلال کیا گیا۔ اس حدیث سے مراد بغیر احرام کے دخول ہے لہٰذا کسی دوسرے کے لئے خواہ کوئی نیت ہو مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ تفصیل مبسوط کتب میں ملاحظہ فرمائیں:

- جس مسئلہ میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف واقع ہو جائے وہ مسئلہ اجتہادی اور ظنی ہوتا ہے۔ آفاقی کے لئے عمرہ یا حج کے ارادہ کے علاوہ کسی دوسرے کام کے ارادہ سے مکہ مکرمہ میں احرام یا بغیر احرام داخل ہونے میں احناف اور دیگر ائمہ کا اختلاف موجود ہے۔ احناف کے نزدیک ہر صورت میں احرام ضروری ہے اور شوافع کے نزدیک ضروری نہیں بلکہ عمرہ یا حج کی نیت سے دخول کے وقت احرام ضروری ہے۔
- ہمارے دور میں احناف کے مذہب کے مطابق عمل کرنا نہایت مشکل ہو گیا ہے۔ آج کل گاڑیوں اور ہوائی جہازوں کا سفر ہوتا ہے اور مکہ مکرمہ کی آبادی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے ہزاروں آفاقی افراد روزانہ مکہ مکرمہ آتے جاتے ہیں خصوصاً

گاڑیوں کے ڈرائیور اس میں زیادہ مبتلا ہیں۔ ریاض، طائف، دمام اور ینبوع اور دیگر علاقوں سے خصوصاً مدینہ منورہ سے ڈرائیور لوگ مکہ مکرمہ آتے جاتے ہیں۔ کرایہ کی گاڑیاں روزانہ زائرین کو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ لے جاتی ہیں اور لے آتی ہیں اگر روزانہ آنے جانے والے یا ایک دوسرے دن آنے جانے والے تاجر یا ڈرائیور وغیرہ روزانہ احرام باندھیں اور عمرہ کریں بلکہ ایک دن میں بار بار آنا جانا کبھی کبھی لازمی ہو جاتا ہے۔ کیا روزانہ ہر مرتبہ احرام باندھیں اور عمرہ کریں؟ بہت مشقت والا کام ہے جب احناف نے خود اجازت دی ہے کہ اجتہادی مسائل میں بوقت ضرورت اور حاجت دوسرے ائمہ کے مذہب کے مطابق فتویٰ دینا اور عمل کرنا جائز ہے۔ مثلاً مفقود الخبر کے احکام میں احناف امام مالک کے مذہب پر فتویٰ دیتے ہیں تو اس مسئلہ میں بھی فتویٰ اور عمل امام شافعی کے مذہب کے مطابق کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمہارے لئے دین میں حرج نہیں ہے (القرآن) اور مواقیت کے احکام سے ایک حکم یہ ہے کہ مواقیت سے احرام کو مؤخر کرنا حرام ہے اور ایسا شخص گنہگار ہے اور اس پر دم واجب ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ احرام باندھ کر عمرہ کرے لہٰذا جس شخص نے میقات سے احرام کو مؤخر کیا اس کو گناہ کی معافی اور توبہ ضروری ہے اور اس پر واجب ہے کہ آفاقی لوگوں کے کسی میقات پر واپس آئے اور میقات سے احرام باندھ کر میقات سے آگے روانہ ہو اگر افعالِ عمرہ یا حج شروع کرنے سے پہلے میقات پر واپس آکر اس نے احرام کی تجدید کر لی تو دم ساقط ہو جائے گا اور اگر عمرہ یا حج کا کوئی عمل مثلاً طواف شروع کر دے اور پھر واپس آئے یا نہ آئے دم ساقط نہیں ہو گا۔ میقات پر واپس آنے کے لئے پہلا میقات ضروری نہیں ہے کوئی ایک میقات ضروری ہے اگر پاکستانی آدمی اپنے میقات کو کراس کرتے ہوئے بغیر احرام کے جدہ پہنچ گیا اس پر

دم اور گناہ دونوں لازم ہو گئے اگر وہ جدہ سے احرام باندھ کر عمرہ یا حج کرے اس کو دم دینا ہو گا اور اگر جدہ سے اسپیشل گاڑی یا آنے جانے والی گاڑی پر بیٹھ کر طائف کے راستہ اہل طائف کے میقات قرن جا کر احرام باندھ لے تو دم ساقط ہو جائے گا کیونکہ واجب کوئی ایک میقات ہے مگر افضل اپنا میقات ہے۔ (ارشاد الساری)

● اگر آفاقی اب میقات پر عذر کی وجہ سے واپس نہیں آسکتا راستہ کے بھول جانے کا خوف ہے یا اپنے قافلہ اور گروپ سے انقطاع کا خوف ہے یا وقت کی تنگی ہے یا شدید مرض میں مبتلا ہو گیا ہے وہ شخص میقات کے بعد کسی جگہ سے احرام باندھ لے مگر میقات سے بلا عذر احرام کی تاخیر کی وجہ سے اس پر دم اور گناہ واجب ولازم ہے البتہ عذر کی وجہ سے اسے میقات واپس نہ لوٹنے کا گناہ نہیں ہو گا۔
(ہدایہ اور البحر العمیق)

اہلِ میقات یا حلی کے میقات کا بیان:

● مواقیت یا مواقیت کے اندر اور حرم سے خارج لوگوں کو میقاتی اور حلی کہا جاتا ہے۔ حل میں رہنے والے لوگوں کے لئے حرم سے خارج ہر جگہ حج اور عمرہ کے لئے میقات ہے جب عمرہ یا حج کرنا چاہیں گھر سے یا حرم کی شروع ہونے والی حد سے پہلے احرام باندھ لیں اور اگر عمرہ یا حج کرنا مقصود نہ ہو وہ حرم اور مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہو سکتے ہیں۔

● اگر آفاقی کسی ذاتی کام کے لئے حل میں داخل ہوا اور پھر اس کا ارادہ ہو جائے کہ عمرہ یا حج کرلوں اس کا میقات بھی حل ہے جدہ حل میں داخل ہے اگر کوئی شخص پاکستان سے اپنے کام کے لئے جدہ جائے اور پھر ارادہ ہو جائے کہ عمرہ کرلوں وہ جدہ سے احرام باندھے اسے حکمی حلی کہتے ہیں۔ اور اگر جدہ اور حرم دونوں جگہ جانے کا ارادہ ہو کہ پہلے جدہ جاؤں گا اپنے عزیزوں یا دوستوں کے ہاں قیام کروں گا

یا تجارت کروں گا پھر حرم جاؤں گا اس شخص کے لئے اپنے میقات سے احرام باندھنا ضروری ہے۔

• فائدہ: ردالمحتار میں مذکور ہے کہ مناسب یہ ہے کہ سارے مواقیت کے اندر رہنے والا حلی مکہ مکرمہ میں بغیر احرام جاسکتا ہے مگر وہ شخص جو دو میقاتوں کے درمیان رہتا ہے مثلاً ذوالحلیفہ اور جحفہ کے درمیان رہتا ہے وہ ذوالحلیفہ کے لحاظ سے خارج ہے اس کو حرم میں داخل ہونے کے لئے احرام باندھنا ضروری ہے۔

• فائدہ: الشیخ قطب الدین نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اہل جدہ عموماً چھ یا سات ذی الحج کے دن بغیر احرام مکہ چلے جاتے ہیں اور مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ کر حج کر لیتے ہیں ان کے لئے واجب تھا کہ حج کے لئے احرام حرم سے پہلے باندھتے لہٰذا ان پر دم واجب ہے مگر جب عرفہ کی طرف جائیں گے حج کی نیت اور تلبیہ پڑھیں گے اور حرم سے نکلیں گے اور عرفات میں داخل ہوں گے، دم ساقط ہو جائے گا کیونکہ میقات اور حل کی طرف عود دم کو ساقط کر دیتا ہے۔

(حاشیہ ارشاد الساری)

حرمی کے میقات کا بیان: حدود حرم اور منیٰ میں رہنے والے لوگوں کو حرمی کہا جاتا ہے ان کے لئے حج کے احرام کا میقات سارا حرم ہے مگر ان کے لئے مسجد حرام سے احرام باندھنا افضل ہے اور حرمی کے لئے عمرہ کے احرام کا میقات حل ہے مگر افضل تنعیم سے ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جعرانہ سے افضل ہے۔ ہمارے نزدیک دلیل یہ ہے کہ دلیل قولی اقوی ہے دلیل فعلی ہے تنعیم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول موجود ہے اور جعرانہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل موجود ہے۔(ارشاد الساری)

• حرمی دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں: حقیقی اور حکمی دونوں کے لئے حج کا میقات حرم ہے اور عمرہ کا میقات حل ہے حرمی حقیقی وہ لوگ ہیں جن کا مکہ مکرمہ یا

حرم وطن ہے اور حکمی حرمی وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں آفاقی ہیں مگر عمرہ یاحج تمتع کرنے کی وجہ سے مکہ میں داخل ہوئے وہ مکی کے حکم میں ہیں ان کے لئے حج کا میقات حرم ہے اور عمرہ کا میقات تنعیم ہے اسی طرح اہل حل جب مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کسی کام کے لئے داخل ہوئے مگر اب حج یا عمرہ کرنا چاہتے ہیں، ان کے لئے حج کا میقات حرم اور عمرہ کا میقات حل ہے اور اگر حلی عمرہ یاحج کی نیت سے مکہ مکرمہ بغیر احرام داخل ہوئے ان پر دم لازم ہے الا یہ کہ واپس حل سے احرام باندھیں۔

- آدمی کے حال کے ساتھ میقات بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ یہ کہ آفاقی کا میقات حرم یا حل ہو سکتا ہے اسی طرح میقاتی اور حلی کا میقات آفاقی والا میقات ہو سکتا ہے۔ اس میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جائز طریقہ سے دوسرے آدمی کے شہر پہنچ جائے اس کا میقات دوسرے آدمی کا میقات ہو جائے گا بالفرض مکی یا حلی کسی کام کے لئے اشہر حج میں آفاقی کے مواقیت سے خارج چلا گیا اس کا یہ خروج جائز ہے اور اس کا حج افراد اور عمرہ کے لئے میقات آفاقی کا میقات ہو جائے گا مگر حج تمتع اور قران اس کے لئے مکروہ ہو گا اور اگر اشہر حج سے پہلے آفاقی دوست کی طرف چلا گیا تو اس کے لئے حج تمتع اور قران کرنا جائز ہو گا اور اس کا میقات آفاقی کا میقات ہو گا۔ اسی طرح اگر آفاقی کسی پرائیویٹ کام کے لئے حل میں چلا گیا اس کا میقات حل ہو جائے گا بشرطیکہ اس آفاقی کا حل میں جانا اپنے کام کے لئے ہو تو۔
- اگر آفاقی اس ارادہ سے اپنے میقات کو قصداً چھوڑتے ہوئے بغیر احرام کے حرم میں داخل ہوا کہ وہ مکی کی طرح عمرہ کا احرام حل سے باندھے گا یا حج کا احرام حرم سے باندھے گا اس کے لئے یہ جائز نہیں ہے اس پر دم واجب ہو جائے گا۔ عود کی صورت میں دم ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر آفاقی اپنے میقات سے بغیر

احرام حل مثلاً جدہ میں اس ارادہ سے داخل ہوا کہ میرا میقات حل جدہ ہو جائے اور حل سے احرام باندھوں گا اس پر اپنے میقات پر واپس آنا واجب ہے ورنہ دم واجب ہو گا۔

• اگر مکی یا حلی اس نیت سے آفاقی کے مواقیت سے خارج ہوا کہ میرا احرام آفاقی کی طرح ہو یہ جائز نہیں ہے اگر دوبارہ اس نے اپنے میقات حرم یا حل سے احرام کی تجدید نہ کی اسے دم دینا واجب ہو گا۔ الحاصل قصداً اپنے میقات کو ترک کرنا اس نیت سے کہ میرا میقات تبدیل ہو جائے اس نیت سے میقات شرعاً تبدیل نہیں ہو گا، دم واجب ہو جائے گا۔ (لباب المناسک مع ارشاد الساری)

میقات سے بغیر احرام گذرنے کا حکم: اگر کوئی شخص اپنے میقات سے بغیر احرام کے گذر گیا خواہ اس نے اس کے بعد احرام باندھ لیا تھا یا احرام نہیں باندھا تھا، اس پر واجب ہے کہ وہ کسی میقات پر واپس جا کر احرام باندھے اس کے لئے اپنے میقات پر واپس جانا ضروری نہیں ہے مثلاً پاکستانی عازم عمرہ یا حج یلملم سے بغیر احرام کے اندر چلا گیا اس کے بعد عمرہ یا حج کا احرام نیت اور تلبیہ سے باندھ لیا یا نہیں باندھا اس پر واجب ہے کہ اپنے میقات یلملم پر واپس آئے یا مکہ سے قریب میقات ''قرن'' پر واپس جائے اگر ابھی احرام نہیں باندھا تھا تو نیت اور تلبیہ سے احرام باندھے اور اگر میقات کے اندر جا کر احرام باندھ لیا تھا تو میقات پر واپس آکر صرف تلبیہ پڑھ لے دم ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر کسی میقات پر واپس نہیں آیا اس پر دم واجب ہے۔ سیدنا امام ابو یوسف نے فرمایا اپنے میقات پر واپس جائے یا اپنے میقات کے محاذی یا ابعد پر واپس جائے گا تو دم ساقط ہو گا اور اگر اپنے میقات سے اقرب میقات پر واپس جائے گا تو دم ساقط نہیں ہو گا مگر فتوی طرفین کے قول پر ہے کہ دم ساقط ہو جائے گا۔ (ملا علی قاری)

• اگر آفاقی میقات کے بعد احرام میں داخل ہوا یا حرمی اور مکی نے حج کا احرام حل سے اور عمرہ کا احرام حرم سے باندھا یا اہل حل نے حج یا عمرہ کا احرام حرم سے باندھا ان پر واجب ہے کہ شرعی معین میقات پر واپس آئیں اور تلبیہ پڑھیں تا کہ مجاوزہ کی وجہ سے حرام کا ارتکاب مرتفع ہو جائے اور کفارہ ساقط ہو جائے اگر واپس نہیں آئے اور اسی احرام کے ساتھ عمرہ یا حج ادا کر لیا تو دم واجب ہے اور گناہ قائم ہے اس سے توبہ کرنا لازم ہے۔

• اگر میقات کے بعد احرام باندھنے والے شخص نے عمرہ کا طواف یا حج کا طواف قدوم شروع کرنے سے پہلے یا عرفات میں وقوف شروع کرنے سے پہلے میقات کی طرف رجوع کر کے میقات پر دوبارہ تلبیہ پڑھ لیا اس کا دم ساقط ہو جائے گا اور اگر اس شخص نے طواف شروع کر دیا تھا بلکہ طواف کرنے کی نیت کر کے استلام کر لیا تھا یا عرفات کا وقوف شروع کر دیا تھا پھر میقات پر واپس لوٹ آیا تو دم ساقط نہیں ہو گا۔

• اگر کوئی آفاقی حل میں اپنے کام کے لئے داخل ہوا اور مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ نہ اصالۃً ہوا اور نہ تبعاً ہوا اس کا حکم اہل حل والا ہو گا اب اس نے مکہ مکرمہ عمرہ یا حج کے علاوہ کسی کام کے لئے جانا ہے وہ آفاقی حقیقی حکماً اہلِ حل سے ہے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ جا سکتا ہے۔

• اگر کوئی آفاقی جدہ یا حل میں موجود کسی شہر میں پہلے جاتا ہے مگر اس کا اصل ارادہ حرم میں جا کر عمرہ یا حج کرنا ہے وہ شخص بغیر احرام میقات سے نہیں گذر سکتا بغیر احرام گذرنے پر دم واجب ہو گا۔

• اور اگر کوئی شخص جدہ اور مکہ جانے کا برابر ارادہ کر کے سفر شروع کرتا ہے وہ بغیر احرام میقات سے نہیں گذر سکتا۔

• اگر کوئی آفاقی گھر سے صرف جدہ کے لئے سفر کرتا ہے کہ جدہ میں اس نے بیع و شراء کرنا ہے یا اپنے عزیزوں یا دوستوں کی غمی یا خوشی میں شرکت کرنا ہے لیکن اس کی نیت میں ہے کہ فارغ ہونے کے بعد عمرہ یا حج بھی کرلوں گا، ایسے شخص کے لئے میقات سے بغیر احرام گذرنا جائز ہے اور اہل حل کی طرح یہ شخص عمرہ اور حج کے لئے حل جدہ سے احرام باندھ سکتا ہے اور حج یا عمرہ کی نیت کے بغیر مکہ مکرمہ بغیر احرام داخل ہو سکتا ہے۔

• مثلاً مدنی آدمی اپنے کاروبار کے سلسلہ میں جدہ جاتا ہے مگر اس کا ارادہ ہے کہ فارغ ہونے کے بعد عمرہ یا حج کروں گا ایسا شخص اہل حل کے حکم میں ہے۔ بغیر احرام ذوالحلیفہ سے گذر سکتا ہے اور ہندی شخص جو کہ سعودیہ جدہ جاتا ہے اس کا اصل مقصد عمرہ یا حج کرنا ہے مگر جدہ میں چند دن ذاتی کام کے لئے قیام کرتا ہے اس آدمی کا جدہ رہنا تبعاً ہے اس کے لئے بغیر احرام میقات عبور کرنا جائز نہیں ہے۔

• آجکل ٹرانزٹ ویزہ کے ذریعہ جو لوگ عمرہ کا ویزا لگوا کر جدہ اترتے ہیں عمرہ کر کے اپنی منزل مقصود کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں ان کے لئے میقات سے بغیر احرام عبور کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اگرچہ ان کا سفر اصالۃً اپنے ملک یا منزل مقصود پر جانا ہوتا ہے مگر مکہ مکرمہ جانا بھی اصالۃً ہوتا ہے یعنی دونوں ارادے مساوی ہوتے ہیں ایک کو تابع اور دوسرے کو اصل نہیں کہہ سکتے۔ اگر ٹرانزٹ ویزہ عمرہ کے لئے حاصل نہیں کیا سعودیہ میں کسی دوسری جگہ جانے کے لئے حاصل کیا یا جدہ رکنے کے لئے حاصل کیا یا بغیر ویزہ کسی حادثہ کی وجہ سے انٹرنیشنل ایئرپورٹ جدہ کئی دن کے لئے رکنا پڑا، ایسے لوگوں کے لئے میقات جدہ ہوگا اگر جدہ اترنے کے بعد عمرہ ادا کر لینے کا ارادہ ہو جائے تو جدہ سے احرام باندھیں اور عمرہ نہ کرنا چاہیں صرف زیارت کرنا چاہیں تو بغیر احرام بھی مکہ مکرمہ

جا سکتے ہیں۔

• آفاقی جب مکہ میں احرام کے ساتھ پہنچ کر عمرہ یا حج کر لیتے ہیں وہ جدہ یا حل میں بغیر احرام آ جا سکتے ہیں اور اگر میقات سے خارج مثلاً طائف چلے گئے ان کے لئے حرم میں واپس آنے کے لئے طائف والوں کے میقات سے احرام باندھنا ضروری ہو گا۔

• یاد رہے تنعیم اور جعرانہ اور عرفات اور حدیبیہ اور جدہ حل میں واقع ہیں۔

• پاکستان سے لندن بذریعہ جدہ جانے والے مگر ٹرانزٹ ویزہ کے ذریعہ عمرہ کرنا چاہتے ہیں، ان کا میقات پاکستان کا میقات ہے۔ پاکستانی ایئرپورٹ سے یا اس سے پہلے گھر یا ہوٹل سے یا جدہ سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے احرام باندھ لیں اور لندن سے پاکستان آنے والے جدہ پہنچنے سے پہلے جہاز میں وضو کر کے اور نفل پڑھ کے یا بغیر وضو اور نفل جہاز اترنے سے ایک گھنٹہ پہلے احرام باندھ لیں۔

(مسائل حج وعمرہ المعین ٹرسٹ)

• قیاس کیا جاتا ہے کہ پاکستان سے لندن یا لندن سے پاکستان آنے والے حضرات کا سفر اپنی اپنی منزل جانے کے لئے ہوتا ہے عمرہ کے لئے نہیں ہوتا، بلکہ عمرہ بالتبع ہوتا ہے جس طرح مدنی کی شان گذر چکی ہے، لہٰذا ان کا میقات جدہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ ہونا چاہئے اور آجکل عملاً ایسا بھی ہو رہا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ ٹرانزٹ ویزہ حاصل کرنے کی غرض اگر درمیان میں عمرہ ادا کرنا ہو تو منزل مقصود مکہ مکرمہ بھی اصالۃً بن جاتا ہے لہٰذا مسافر کے لئے دو منزلیں مقصود بالذات ہو گئیں ایک مکہ مکرمہ اور دوسرا اپنا مقصودی ملک اس لئے ایسے لوگوں کا میقات جدہ سے پہلے ہو گا اور بغیر احرام جدہ جانے سے دم واجب ہو جائے گا۔

• جو لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے حج کرتے ہیں ان کا حج حج تمتع ہوتا ہے

حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضری دیتے ہیں واپسی پر عمرہ کا احرام باندھیں یا حج افراد کا دونوں صورتوں میں حج تمتع ہوگا اور قربانی واجب ہوگی کیونکہ حج کے مہینوں میں عمرہ سے حلال ہو کر حج کرنے والا آدمی متمتع ہوتا ہے خواہ حج کا احرام مکہ مکرمہ سے باندھے یا مدینہ منورہ کے میقات سے بشرطیکہ مدینہ منورہ اس کا اصل وطن نہ ہو۔ (ارشاد الساری) اور یہ جائز ہے اور اگر واپسی پر حج قران کا احرام باندھیں گے ان کے لئے حج قران مکروہ ہے، حج تو ادا ہو جائے گا مگر دم جنایت ادا کرنا واجب ہوگا کیونکہ حقیقی مکی ہو یا حکمی مکی کے لئے اشہر حج میں قران منع ہے۔ تفصیل اپنے باب میں ذکر کی جائے گی۔ (لباب مع الشرح)

• جہاز میں احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عازم حج یا عمرہ احرام کی چادریں ساتھ رکھے اور گھر سے غسل کرلے کیونکہ جہاز میں غسل کی سہولت نہیں ہوتی جدہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ اترنے سے ایک گھنٹہ پہلے دو چادریں پہن لے اگر وضو نہیں تو وضو کرلے اور کرسی پر دو رکعت نفل پڑھ کر نیت کرکے اور تلبیہ پڑھ کر احرام میں داخل ہو جائے اگر وضو نہ ہو سکے یا نفل نہ پڑھ سکے پھر بھی نیت اور تلبیہ سے احرام میں داخل ہو جائے کیونکہ احرام میں داخل ہونے کے لئے غسل یا وضو اور نفل مستحب ہیں واجب نہیں ہیں۔ اور احرام نیت اور تلبیہ کا نام ہے۔

• مکہ مکرمہ بغیر احرام کے داخل ہونے پر دم اور عمرہ یا حج واجب ہو جاتا ہے۔ اگر آفاقی بغیر احرام کے میقات عبور کر گیا اس کو احرام کے ساتھ حج یا عمرہ کرنا لازم ہے اور اس پر بغیر احرام میقات سے تجاوز کرنے پر دم بھی واجب ہے اگر وہ شخص اسی سال میقات پر واپس آکر احرام باندھے حج کا احرام ہو یا عمرہ کا، حج ادا ہو یا قضا ہو، عمرہ ادا ہو یا نذر کا، سب صورتوں میں دم ساقط ہو جائے گا اور مکہ مکرمہ میں دخول کی وجہ سے حج یا عمرہ میں سے جو ایک واجب ہو گیا تھا وہ ادا ہو جائے گا اگرچہ واجب

شدہ عمرہ یا حج کی نیت نہ کرے اور اگر وہ شخص اس سال میقات پر واپس نہ آئے لیکن میقات کے بعد احرام باندھ کر عمرہ یا حج کرلے تو دم ساقط نہیں ہوگا مگر واجب شدہ حج یا عمرہ ادا ہو جائے گا اور اگر دوسرے سال احرام باندھ کر مکہ میں بغیر احرام دخول کی وجہ سے واجب شدہ عمرہ یا حج ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کی نیت کرنا لازم ہے کہ یہ واجب شدہ عمرہ یا حج ہے۔ پہلی صورت نیت کی ضرورت نہیں اور دوسری صورت میں نیت لازم ہے اس میں فرق کی وجہ ہے کہ پہلا سال عمرہ یا حج واجب کے لئے معیار ہے جس طرح رمضان کے روزوں کے لئے وقت معیار ہوتا ہے اس لئے نیت کی ضرورت نہیں مگر دوسرا سال معیار نہیں رہا دوسرے حج یا عمرہ کی نیت بھی کی جاسکتی ہے۔ (لباب مع الشرح)

- اگر آفاقی آدمی مکہ مکرمہ میں بار بار بغیر احرام کے داخل ہوتا رہا یعنی مواقیت سے خارج ہو کر پھر مکہ مکرمہ داخل ہوا تو ہر دفعہ میقات سے بغیر احرام تجاوز پر دم اور مکہ مکرمہ میں دخول کی وجہ سے عمرہ یا حج واجب ہو جائے گا اگر دس مرتبہ ایسا ہوا تو دس دم اور دس عمرے موصوف پر واجب ہوں گے اگر کسی سال میقات پر اتر کر عمرہ یا حج کا احرام باندھ کر حج یا عمرہ کرلے اس سے آخری مرتبہ واجب عمرہ یا حج ادا ہو گا اور آخری دم ساقط ہو گا بقیہ دم اور عمرے قضا کرنے ہوں گے۔
- اگر میقات سے کافر کفر کی حالت میں گذر گیا اور میقات کے بعد مسلمان ہو گیا یا میقات سے گذرنے کے وقت صبی غیر بالغ تھا بعد میں بالغ ہو گیا یا مجنون تھا میقات کے بعد عقلمند ہو گیا پھر ان لوگوں نے مکلف ہو جانے کے بعد مکلف ہونے کی جگہ سے احرام باندھ لیا اور میقات پر واپس نہیں آئے ان کے لئے یہ جائز ہے اور دم واجب نہیں ہوگا کیونکہ میقات سے گذرنے کے وقت یہ لوگ مکلف نہیں تھے۔

احرام کا بیان

احرام کا بیان

جیسا ہم ذکر کر چکے ہیں احناف کے نزدیک عمرہ اور حج کے لئے احرام شرط اور فرض ہے رکن نہیں اس لئے اشہر حج سے پہلے حج کا احرام باندھنا جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے۔ احرام کے صحیح ہونے کی شرطیں: اسلام، نیت، تلبیہ یا تلبیہ کا قائم مقام قربانی کے جانور کو قلادہ گلے میں ڈالنا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک نیت اور تلبیہ احرام کا نام ہے احرام کے لئے شرط نہیں یعنی نیت اور تلبیہ احرام کا رکن اور عین ماہیت ہے یہ فنی بحث ہے مگر دونوں صورتوں میں نیت کے بغیر یا تلبیہ کے بغیر احرام منعقد نہیں ہوگا اور عازم احرام احرام میں داخل نہیں ہوگا۔ جن علماء نے نیت اور تلبیہ کو شرط کہا ان کے نزدیک احرام کی تعریف یہ ہے: "هُوَ الدُّخُوْلُ فِيْ الْتِزَامِ حُرْمَةِ مَا يَكُوْنُ حَلَالًا عَلَيْهِ قَبْلَ الْإِحْرَامِ بِالنِّيَّةِ وَ التَّلْبِيَةِ" (شرح لباب)

- ہر اس چیز کے حرام کر دینے کا التزام کرنا جو احرام سے پہلے حلال تھی نیت اور تلبیہ کے ساتھ یہ احرام ہے۔
- احرام کے لئے حج یا عمرہ کی تعیین شرط نہیں بلکہ نیت کرنا کہ میں کسی ایک حج یا عمرہ کی نیت کرتا ہوں، سے محرم احرام میں داخل ہو جائے گا مگر بعد میں تعین ضروری ہے اور اس طرح بھی احرام باندھنا جائز ہے کہ نیت کرے کہ جس چیز کا فلاں نے احرام باندھا ہے میں اسی چیز کی نیت کرتا ہوں حضرت علیؓ نے یمن سے واپسی پر اسی طرح احرام کی نیت کی تھی۔
- احرام کے بقاء کے لئے پہلی شرط یہ ہے حج میں وقوف عرفات سے پہلے جماع (جنسی عمل) نہ ہو اور عمرہ میں طواف سے پہلے جماع (جنسی عمل) نہ ہو اگر حج

میں وقوف عرفات سے پہلے جنسی عمل کر لیا گیا تو احرام فاسد ہو جائے گا اور عمرہ میں طواف سے پہلے جماع سے عمرہ کا احرام فاسد ہو جائے گا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ آدمی مرتد نہ ہو جائے اگر العیاذ باللہ کوئی مسلم شخص اسلام کے بعد مرتد ہو گیا تو اس کی ساری عبادتیں اور احرام بھی باطل ہو جائے گا اور تیسری شرط یہ ہے کہ حج یا عمرہ کے احرام کے بعد حج یا عمرہ کے اعمال پورے کرنے سے پہلے اس کے ہم جنس حج یا عمرہ کا احرام نہ باندھے۔ مثلاً حج کے احرام کے بعد افعال حج سے پہلے دوسرے حج کا احرام اور عمرہ کے احرام کے بعد عمرہ کے افعال سے پہلے دوسرے عمرہ کا احرام نہ باندھا جائے ورنہ ایک احرام کا ترک کرنا واجب ہو جائے گا اور احرام باقی نہیں رہے گا۔ اسی طرح خلاف جنس حج پر عمرہ یا عمرہ پر حج کا احرام پہلے احرام کے افعال مکمل کرنے سے پہلے احرام کے ترک کا باعث ہوتا ہے اور احرام باقی نہیں رہتا۔ (تفصیل دو حجوں یا دو عمروں یا حج اور عمرہ کے جمع کرنے کے فصل میں ذکر کی جائے گی۔)

احرام کے واجبات: احرام کا میقات سے ہونا اور احرام کے محظورات سے احرام کو بچانا احرام کا واجب ہے۔

احرام کی سنتیں: حج کے احرام کا اشہر حج میں ہونا سنت ہے اگرچہ پہلے جائز ہے مگر مکروہ ہے اور احرام اپنے شہر کے میقات سے باندھنا کیونکہ واجب کسی بھی میقات سے احرام باندھنا ہے اور احرام کے لئے غسل یا احرام کے لئے وضو نظافت کے لئے حتیٰ کہ حائض اور نفساء کے لئے بھی سنت ہے مگر طواف کی رکعتوں کے لئے وضو شرط ہے اور دو کپڑے تہہ بند اور چادر پہننا اگرچہ ایک چادر بھی کافی ہے اور احرام سے پہلے جسم اور کپڑوں پر خوشبو استعمال کرنا اس خوشبو کا اثر یا نشان احرام کے بعد باقی رہے یا نہ، سنت ہے اور احرام کے لئے دو رکعت نفل

پڑھنا بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو اور تلبیہ کے مخصوص الفاظ کی تعیین نہ ان میں زیادتی ہو اور نہ کمی ہو اور تلبیہ کا تکرار اور بار بار پڑھنا اور بلند آواز سے تلبیہ پڑھنا مگر عورت کے لئے بلند آواز سے پڑھنا جائز نہیں ہے مذکورہ امور احرام کی سنتیں ہیں۔ ترک سنت میں کوئی کفارہ نہیں ہوتا۔

احرام کے مستحبات: احرام کے لئے غسل کرنے سے پہلے بدن کی میل کچیل زائل کرنا، ہاتھ اور پیروں کے ناخن اتارنا، بغل کے بال صاف کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، غسل کرتے وقت احرام کے لئے غسل کی نیت کرنا، دونوں چادروں کا سفید ہونا، نئی یا دھلی ہوئی ہونا، اس نیت سے پہننا کہ میت کا کفن ہے اور ابھی تک نئی ہونے کی وجہ سے ان میں گناہ نہیں کیا گیا۔ چادروں کا ایک تہی ہونا، جوتے پہننا اگرچہ ٹخنے سے نیچے قطع شدہ موزے پہننا بھی جائز ہے، زبان کے ساتھ نیت کرنا کیونکہ مشروط دل سے نیت کرنا ہے، دو رکعت نفل سے فارغ ہوتے ہی بیٹھے بیٹھے نیت کرنا، میقات سے پہلے احرام باندھ لینا بشرطیکہ احرام کے محظورات سے احتراز کا یقین ہو۔

احرام کے محرمات کا بیان: احرام کی حالت میں محرمات آٹھ ہیں، جن کا ذکر اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

- تنبیہ: احرام کے لئے مفسد حج میں وقوف عرفات سے پہلے اور عمرہ میں طواف سے پہلے جماع کر لینا ہے اور حج کے لئے مبطل مرتد ہونا ہے اور احرام کے افعال سے مانع وقوف عرفات کا فوت ہو جانا ہے اور احصار ہے اور احرام کا رافع رفض اور ترک ہے ہر ایک کا بیان اپنے اپنے ابواب میں ہوگا۔
- **احرام کے مکروہات:** احرام کے مکروہات میں سے یہ ہے کہ اشہر حج سے پہلے احرام باندھ لینا یا میقات مکانی سے پہلے احرام باندھ لینا جبکہ احرام کی پابندی کرنے

کی قدرت مظنون نہ ہو اور بغیر غسل یا وضو احرام میں داخل ہونا اور ہر سنت کا ترک اور حج قران میں حج کا احرام پہلے اور عمرہ کا بعد میں باندھنا حتی کہ نیت میں حج کو پہلے اور عمرہ کو بعد میں ذکر کرنا مکروہ ہے اور دو حجوں یا عمروں کا احرام باندھ لیناہر عازم حج کے لئے خواہ آفاقی ہو یا غیر آفاقی اور مکی کے لئے حج قران یا حج تمتع کرنا مکروہ ہے۔

فوائد: احرام کا حکم: حج یا عمرہ جس چیز کا احرام باندھا گیا اس سے خروج اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اس حج یا عمرہ کے افعال ادا نہ کر لئے جائیں اگرچہ وقوف عرفات سے پہلے جماع کی وجہ سے حج فاسد ہو جائے گا پھر بھی احرام سے خروج حج کے اعمال ادا کرنے کے بعد ممکن ہو گا مگر جب وقوف عرفات فوت ہو جانے کی وجہ سے حج فوت ہو جائے تو احرام سے خروج عمرہ کے افعال یعنی طواف اور سعی کے بعد ممکن ہو گا اور جب احصار واقع ہو جائے تو ہدی (قربانی کے جانور) کے ذبح کروانے سے احرام سے خروج ہو سکے گا اور جب دو حجوں یا دو عمروں کو جمع کر لیا جائے اس وقت ایک حج یا عمرہ کے احرام سے نکلنا واجب ہوتا ہے اس وقت خروج کی دو صورتیں ہیں۔ بعض صورتوں میں حج یا عمرہ کے احرام ترک کرنے کی نیت کرنے اور اس کے اعمال کے ترک کر دینے سے خروج ہو گا اور بعض صورتوں میں دو احراموں میں سے ایک کے اعمال شروع کر دینے سے دوسرے احرام سے بغیر نیت خود بخود خروج ہو جاتا ہے۔ اس کی تفصیل اپنی جگہ آئے گی۔ انشاءاللہ۔ اور احرام کے احکام سے ایک حکم یہ بھی ہے کہ متروکِ حج یا عمرہ کی قضاء اس پر واجب ہو گی جس کا اس نے احرام باندھا تھا مگر اس نے جس چیز کے لئے احرام باندھا تھا اس کے احرام سے خارج نہیں ہو گا جب تک دو میں سے باقی رہنے والے ایک حج یا عمرہ سے حلال نہیں ہو گا اسی لئے اسے جنایت سے دو احراموں کی

جنایت کا کفارہ دینا ہوگا۔ جیسے فوات کی صورت میں عمرہ کے افعال سے اور احصار کی صورت میں دم ذبح کروانے سے محرم احرام سے خارج ہوتا ہے یا جیسے حج کے فاسد کرنے میں محرم کا خروج حج کے افعال سے ہوتا ہے اور اس کی قضا بھی لازم ہوتی ہے۔ (لباب مع الشرح لملا علی قاری)

• **احرام سے خروج کا طریقہ:** حج اور عمرہ کے احرام سے خروج کی شرط اور طریقہ عموماً اور اکثر حلق یا قصر ہوتا ہے خروج کے صحیح واقع ہونے کے لئے حج میں سر کے چوتھے حصے کا حلق یا قصر اپنے وقت میں ہونا شرط ہے کہ یوم النحر کی صبح صادق کے بعد ہو اور عمرہ میں طواف کے چار چکر کے بعد ہو اگر حج میں یوم النحر کی صبح صادق سے پہلے یا عمرہ میں طواف کی کم از کم چار چکروں سے پہلے حلق یا قصر کروالیا گیا تو محرم احرام سے خارج نہیں ہوگا دوبارہ اپنے وقت میں حلق یا قصر کروانا ہوگا اور وقت سے پہلے حلق یا قصر کروانے پر دم واجب ہوگا۔ اور خروج کے واجب ہونے کا وقت حج افراد میں جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد اور حج تمتع اور قران میں قربانی ذبح ہونے کے بعد ہوتا ہے۔ اگر اس سے پہلے حلق یا قصر واقع ہوا تو دم واجب ہوگا مگر دوبارہ حلق یا قصر کی ضرورت نہیں ہے اور عمرہ میں حلق یا قصر سعی کے بعد واجب ہونے کا وقت ہے اس سے پہلے اگر طواف کے بعد حلق یا قصر صحیح تو ہوگا مگر ترک واجب کی وجہ سے دم لازم ہوگا اور نفس جواز کے لحاظ سے تاحیات حلق اور قصر کا وقت ہے۔

• اگر حلق یا قصر متعذر ہو مثلاً حالق نہ ملے یا آلہ حلق (ریزر) نہ ہو یا سر میں علت اور بیماری کی وجہ سے حلق یا قصر نہ ہو سکے تو حلال ہونے کے لے حلق بغیر کفارہ دم یا صدقہ کے ساقط ہو جائے گا اور محرم خود بخود حلال ہو جائے گا۔ اگر سر پر بال نہ ہوں تب بھی استرا یا ریزر سر پر گھمانا واجب ہے۔ (لباب مع الشرح) اور

اگر سر کی جلد کے اندر مصنوعی بال پیوست ہوں ان کا حلق نہ ہو سکتا ہو جیسا کہ ہمارے دور میں گنجے لوگ سر جری کے ذریعہ سر کی جلد کے اندر بال لگوا لیتے ہیں ان کے حلق میں بالوں کے ضائع ہو جانے اور دوبارہ نہ لگ سکنے کا یقین ہو تو، ایسی صورت میں حلق یا قصر ساقط ہو جائے گا مگر سر جری سے لگائے گئے بال دوبارہ پیدا ہو جاتے ہیں لہٰذا ان کا حلق یا قصر واجب ہے۔ اگر سر پر وگ چڑھائی ہوئی ہے، اس کو اتار کر سر پر ریزر گھمانا واجب ہے۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

• اگر محرم پر احرام کا ترک لازم ہو گیا ہے جس طرح دو احراموں میں سے ایک کا ترک تو حلق یا قصر کے بغیر خروج ہو جائے گا یعنی متروک حج یا عمرہ کے اعمال ساقط ہو جائیں گے اور وہ شخص باقی رہنے والے حج یا عمرہ کے اعمال سے دونوں احرام سے فارغ ہو گا جیسا کہ حجتین اور عمرتین کے جمع کرنے کے باب میں مذکور ہے اور اگر بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا شوہر کے کہنے پر بغیر قصر کے بیوی کسی بھی احرام کے ممنوع امر کا ارتکاب کر کے حلال ہو سکتی ہے اس کے لئے قصر واجب نہیں ہے اسی طرح عبد مملوک کا حکم ہے۔ معلوم ہوا اکثر صورتوں میں احرام سے خروج حلق یا قصر سے ہوتا ہے۔ تفصیل اپنے اپنے محل میں ذکر کی جائے گی۔

احرام کے احکام: احرام کے احکام مختلف لوگوں کی مختلف جگہوں کی رہائش کے حوالہ سے تفصیل یہ ہے کہ آفاقی محرم کسی بھی جگہ کا رہنے والا ہو اس کے لئے واجب ہے کہ مذکورہ مواقیت میں سے کسی ایک میقات سے احرام باندھ لے مگر سنت یہ ہے کہ اپنے شہر اور ملک کے میقات سے احرام باندھے اور افضل یہ ہے کہ اپنے گھر سے احرام باندھا جائے اور میقات سے احرام کو مؤخر کرنا حرام اور گناہ ہے اور ابعد میقات کو چھوڑ کر جس میقات کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے قریب ہو، اس سے

احرام باندھنا مکروہ ہے۔

• احرام کی صحت کے لئے معین مکان اور زمانہ شرط نہیں ہے نفس صحت کے لئے کسی جگہ سے اور کسی وقت بھی احرام باندھا جا سکتا ہے مگر امام شافعی کے نزدیک حج کا احرام اشہر حج سے پہلے صحیح نہیں ہوتا کیونکہ امام شافعی کے نزدیک احرام حج کا رکن ہے اور رکن مقدم نہیں ہو سکتا اور ہمارے نزدیک حج کے مہینوں سے پہلے بھی حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے کیونکہ احرام حج کے لئے شرط ہے اور شرط مقدم ہو سکتی ہے جیسے نماز کے لئے وضو، مگر مکروہ ہے۔

• اور صحت احرام کے لئے محرم کے لئے کوئی ہیئت اور حالت شرط نہیں ہے لہٰذا اگر کسی نے سلا ہوا لباس پہن کر احرام باندھا وہ بھی احرام میں داخل ہو جائے گا مگر اس پر لباس بارہ گھنٹے تک یا اس سے زائد پہنے رہنے کی صورت میں دم واجب ہو گا اور اس سے کم صورت میں صدقہ واجب ہو گا۔

• اگر کسی شخص نے بیوی کے ساتھ حالت جماع میں احرام کی نیت کر لی اور تلبیہ پڑھ لیا تو وہ شخص احرام میں داخل ہو جائے گا مگر اس کا حج فاسد ہو جائے گا اسے مفسد الحج کی طرح حج کے اعمال کرنے واجب ہیں اور پھر قضا بھی واجب ہے۔

• اگر جماع کے وقت آلہ تناسل داخل تھا اور نیت اور تلبیہ سے محرم احرام میں داخل ہوتے ہی آلہ تناسل نکال لے تو حج فاسد نہیں ہو گا کیونکہ نیت اور تلبیہ کے بعد دخول نہیں پایا گیا فساد ادخال سے ہوتا ہے اخراج سے نہیں ہوتا آلہ کے اخراج کی مثال سلے ہوئے کپڑے اتارنے کی ہے جیسے کپڑے اتارنے والا لابس نہیں کہلاتا اسی طرح آلہ خارج کرنے والا مجامع نہیں کہلاتا۔

(لباب مع شرح ملا علی قاری، ص: ۱۰۶)

احرام کے اقسام: احرام کے جائز اقسام چار ہیں: اول قران کا احرام کہ احرام

میں عمرہ اور حج دونوں کی نیت کی جائے دوم تمتع کا احرام کہ پہلے عمرہ کا احرام پھر حلال ہو کر دوبارہ حج کا احرام سوم حج افراد کا احرام چہارم عمرہ کا احرام خواہ حج سے پہلے یا حج کے بعد مگر اشہر حج میں نہ ہو ورنہ حج تمتع یا قران ہو جائے گا یا اشہر حج میں عمرہ کیا جائے مگر اس سال حج نہ کیا جائے ورنہ حج تمتع ہو جائے گا یا پھر اشہر حج سے پہلے عمرہ ہو اب حج تمتع نہیں بنے گا عمرہ مفردہ ہو گا۔

• حج تمتع اور قران صرف آفاقی کے لئے مشروع ہیں مکی اور میقاتی کے لئے مکروہ ہیں اور حج افراد اور عمرہ آفاقی اور مکی سب کے لئے مشروع ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حج تمتع کے متعلق ارشاد فرمایا: "ذَالِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" (البقرۃ:۱۹۶) یہ حج تمتع ان لوگوں کے لئے ہے جو مسجد حرام والے نہ ہوں یعنی مکی کے لئے حج تمتع نہیں ہے چونکہ قران تمتع کی طرح ہوتا ہے اس لئے قران بھی مکی کے لئے مکروہ ہے (لباب اور شرح) علماء و سلف اور خلف کی اکثریت کے نزدیک حج قران سب حجوں سے افضل ہے پھر حج تمتع پھر افراد مگر امام احمد بن حنبل کے نزدیک تمتع سب سے افضل ہے پھر قران پھر حج افراد افضل ہے مگر امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک سب سے افضل حج افراد ہے۔

ممنوع احراموں کے اقسام: وہ احرام جن سے شرعاً منع کیا گیا ہے اور وہ مکروہ تحریمی ہیں وہ بھی چار احرام ہیں: اول دو حجوں کا ایک احرام یا دوسرے حج کا پہلے حج کے افعال سے فارغ ہونے سے پہلے احرام دوم دو عمروں کا احرام یہ کہ دونوں کی نیت ایک احرام کے ساتھ ہو یا ایک کے افعال سے فارغ ہونے سے پہلے دوسرے عمرہ کے احرام کی نیت کر لی جائے ان دونوں صورتوں میں نہی تحریمی ہے ایسے آدمی پر ایک احرام کا ترک اور دم بھی واجب ہے۔ سوم پہلے حج کا احرام باندھا

جائے پھر عمرہ کا احرام باندھا جائے، ایسا کرنا آفاقی کے لئے مکروہ تنزیہی ہے اور مکی کے لئے مکروہ تحریمی ہے تیسری صورت کے احراموں کے متعلق علامہ شمنی فرماتے ہیں اس کی دو صورتیں ہیں یہ کہ میقات سے حج کا احرام ہو طواف قدوم سے پہلے پھر عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے یہ حج حج قران ہوگا اور امام شافعی کا یہی قول ہے کیونکہ امام شافعی کے نزدیک سرورِ دوعالم ﷺ کا حجۃ الوداع میں یہی عمل تھا اور دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے حج کا احرام ہو اور طواف قدوم کے بعد عمرہ کا احرام ہو ایسا محرم بھی قارن ہوگا مگر یہ مکروہ تحریمی ہے اور اس طرح کرنے والے پر جنایت کا دم واجب ہوگا مگر پہلی صورت میں آدمی پر دم جنایت واجب نہیں ہوگا اور حج قران کا دم شکر واجب ہوگا اور وہ قارن مکروہ تنزیہی کا مرتکب ہوگا۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری اس کا رد کرتے ہیں کہ علامہ شمنی کے قول کے مطابق حجۃ الوداع میں سرورِ دوعالم ﷺ کے فعل کا مکروہ ہونا لازم آئے گا لہٰذا ہم کہتے ہیں سرورِ دوعالم ﷺ نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام اکٹھے باندھا تھا یا پہلے احرام میں عمرہ کی نیت فرمائی تھی اور عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے دوبارہ احرام میں حج کی نیت فرمائی تھی یہ حج قران تھا مگر ان دونوں صورتوں میں کوئی کراہت نہیں ہے چہارم صرف مکی کے لئے عمرہ کے احرام پر حج کے احرام کو داخل کرنا مکروہ ہے آفاقی کے لئے مکروہ نہیں ہے جیسا کہ ایک روایت پر آپ ﷺ کا حج اسی طرح تھا۔ اگر مکی ایسا کر کے دونوں کو ادا کرلے گا تو اس کا حج حج قران ہوگا مگر وہ گنہگار ہوگا اور ان پر جنایت کا دم واجب ہوگا قران کا دم شکر واجب نہیں ہوگا مذکور چار احراموں کی مزید تفصیل اگر محرم نے صرف حج کا احرام باندھا اس احرام پر دوسرے احرام کو داخل نہیں کیا اس کا حج حج افراد ہوگا اور اگر صرف عمرہ کا احرام باندھا اور اس پر دوسرا احرام نہیں باندھا اور عمرہ کے طواف کے کل یا چار چکر یا سعی

بھی حج کے مہینوں (شوال کی ابتداء سے لے کر ذی الحج کی دس تک) سے پہلے کر لی یا ان حج کے مہینوں کے بعد عمرہ کے اعمال ادا کئے تو یہ شخص صرف مفرد بالعمرہ ہو گا خواہ اسی سال حج کر لے یا نہ کرے اور اگر عمرہ کا احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھا مگر عمرہ کے طواف اکثر چکر حج کے مہینوں میں ادا کئے یا عمرہ کا احرام حج کے مہینوں میں باندھا اور طواف بھی حج کے مہینوں میں کیا مگر اس سال حج نہیں کیا تو ایسا شخص بھی مفرد بالعمرہ ہے اور اگر عمرہ کے طواف کے اکثر چکر اشہر حج میں ادا کئے اور عمرہ کے افعال سے فارغ اور حلال ہو کر اسی سال حج بھی کیا تو یہ شخص متمتع ہو گا اس کا حج حج تمتع ہو گا بشرطیکہ اس نے کسی ایک عمرہ یا حج کو فاسد نہیں کیا اگر حج کو فاسد کر دیا تو مفرد بالعمرہ ہو گا اور عمرہ کو فاسد کر دیا تو مفرد بالحج ہو گا اور اگر عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا یا پہلے عمرہ کا احرام پھر حج کا احرام باندھا مگر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا یہ شخص قارن ہو گا بشرطیکہ عمرہ کے طواف کے اکثر چکر اشہر حج میں ادا ہوں اگر عمرہ کے طواف کے اکثر چکر حج کے مہینوں سے پہلے کر لئے تو یہ شخص شرعاً قارن نہیں ہو گا اگر آفاقی نے حج کا احرام باندھا اور طواف قدوم سے پہلے عمرہ کے احرام کو داخل کر دیا تو یہ شخص قارن ہو گا مگر یہ گنہگار ہو گا اس پر دم جنایت نہیں بلکہ دم شکر واجب ہو گا اور اگر طواف قدوم کے بعد عمرہ کا احرام حج کے احرام پر داخل کیا تو بھی قارن ہو گا مگر گنہگار ہو گا اور اس پر دم جنایت واجب ہو گا دم شکر واجب نہیں ہو گا کیونکہ اگر حج قران مکروہ تحریمی ہو جائے، شکرانے کی قربانی واجب نہیں ہوتی بلکہ کراہت کے کفارہ کے لئے جنایت کی قربانی واجب ہوتی ہے۔ (لباب مع الشرح)

- نوٹ: احرام کا طریقہ اور کیفیت بعد میں ذکر کی جائے گی۔

نیت مبہم اور مطلق رکھنے کے احکام: اگر کسی شخص نے احرام باندھتے وقت

صرف احرام کی نیت کی یہ کہ میں احرام کی نیت کرتا ہوں اس وقت حج یا عمرہ کی نیت نہیں کی یا کسی شخص نے بغیر تعیین حج یا عمرہ میں سے کسی ایک کی نیت کی اور کہا ''نویت احد ہما'' یعنی میں دو میں سے ایک کی نیت کرتا ہوں۔ دونوں صورتوں میں وہ شخص احرام میں داخل ہو جائے گا مگر اس کو اختیار ہے کہ حج یا عمرہ میں سے کسی ایک کے اعمال شروع کرنے سے پہلے اس مطلق احرام کو حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام بنا سکتا ہے اور اگر کسی کو معین نہیں کیا تھا اور طواف شروع کر دیا اگرچہ ایک چکر ادا کر لیا اس کا احرام عمرہ کے احرام میں بدل جائے گا یا اس نے بغیر طواف سیدھا عرفات کا وقوف کر لیا اس کا احرام حج کے احرام میں تبدیل ہو جائے گا۔

- اگر مبہم اور مطلق نیت والا شخص حج یا عمرہ کے افعال سے پہلے محصر ہو گیا یا اس سے عرفات کا وقوف فوت ہو گیا یا وقوف سے پہلے جماع کر کے احرام کو فاسد کر دیا ان تینوں صورتوں میں اس شخص کا مبہم احرام عمرہ کے احرام کے لئے متعین ہو جائے گا پہلی صورت میں اس پر صرف عمرہ کی قضا واجب ہے اور دوسری صورت میں عمرہ کے افعال طواف اور سعی کر کے محرم حلال ہو جائے گا۔ کسی چیز کی قضا نہیں۔ تیسری صورت میں اس شخص کے لئے لازم ہے عمرہ کے افعال کر کے حلال ہو جائے اور آئندہ عمرہ کی قضا ہے۔

- پاکستانی حجاج کرام میں اکثر لوگ لاعلم لوگ مطلق احرام کی نیت کر لیتے ہیں ان کے ذہن میں صرف احرام کی نیت ہوتی ہے یا پھر حج کے احرام کی نیت ہوتی ہے اگر مطلق احرام کی نیت ہو اور اس کے بعد اس کو معین نہ کریں اور طواف شروع کر دیں یہ احرام عمرہ کا احرام ہو جائے گا اور اگر حج کی نیت کریں گے افراد یا قران یا تمتع میں کسی ایک کو متعین نہیں کریں گے، ان کا یہ احرام حج افراد کا احرام ہو جائے گا الّا یہ کہ گھر سے نکلنے سے پہلے اس کے ذہن میں حج تمتع کا ارادہ تھا تو اب اس کا

احرام حج تمتع کا ہو جائے گا۔

• اگر کسی شخص نے اس طرح احرام کے وقت نیت کی کہ میں اس عبادت کے لئے احرام باندھتا ہوں جس کے لئے فلاں (زید) نے احرام باندھا ہے اور اسے زید کے احرام کا علم نہیں تھا اور نہ ہو سکا ایسے شخص کا احرام مبہم احرام کی طرح ہو گا اس پر حج یا عمرہ لازم ہو گا اس میں وہی تفصیل ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ وقوف کے فوات اور احصار اور افساد کی صورتوں میں یہ احرام عمرہ کا احرام ہو جائے گا اور اگر اسے عمرہ اور حج کے اعمال شروع کرنے سے پہلے فلاں (زید) کے احرام کا علم ہو جائے تو اس کا احرام بھی زید کے احرام کی طرح ہو گا۔ حضرت علی اور حضرت ابو موسی اشعری نے یمن سے واپسی پر اسی قسم کا احرام باندھا تھا ہر ایک نے کہا تھا جس چیز کا سرورِ دو عالم ﷺ نے احرام باندھا ہے میں اسی چیز کا احرام باندھتا ہوں۔

مطلق حج کی نیت سے احرام کا بیان: اگر کسی شخص نے احرام کے وقت صرف حج کی نیت کی جبکہ اس شخص پر حج فرض تھا لیکن اس نے فرض یا نفل حج کی نیت نہیں کی اس کا یہ احرام حج فرض کے لئے ہو گا اور اگر غیر کے لئے حج کی نیت یا نذر یا نفل حج کی نیت کی، اس کا احرام اس حج کے لئے ہو گا جس حج کی اس نے نیت کی ہے اگرچہ اس پر اپنا حج فرض تھا اور ابھی ادا نہیں کیا تھا۔ شیخین کے نزدیک نفلی حج کی نیت سے حج فرض ادا نہیں ہوتا بخلاف رمضان کے روزوں کے کہ اگر نفل کی نیت سے بھی روزہ رکھے گا تو فرض روزہ ادا ہو گا فرق کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کے لئے وقت معیار ہے مگر حج کے لئے وقت ظرف ہے اور ساری زندگی حج کا وقت ہے۔

• اگر کسی شخص نے نیت میں فرض اور نفل دونوں کی نیت کر لی تو حج فرض واقع ہو گا۔

• آدھے حج کی یا مکمل حج کی نیت کی مگر کہا طواف زیارت نہیں کروں گا یا

وقوف عرفات نہیں کروں گا اس کی شرط لغو ہے وہ احرام میں داخل ہو جائے گا اس پر حج کے سارے فرائض اور واجبات لازم ہوں گے۔

نسیان کا حکم: اگر حج یا عمرہ یا قران کی نیت سے احرام باندھا مگر بعد میں بھول گیا کہ میں نے کس چیز کا احرام باندھا تھا تحری اور غور و فکر سے کسی کو ترجیح نہیں دے سکا اس پر عمرہ اور حج دونوں لازم ہیں پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے جس طرح قارن ہوتا ہے لیکن اس پر قران کی وجہ سے دم واجب نہیں ہے کیونکہ نسیان کا تقاضہ تخفیف ہے اور قربانی کا لازم کرنا ایک قسم کا مواخذہ ہے اگر حج یا عمرہ بھولنے والا آدمی محصر ہو جائے تو ایک قربانی ذبح کروا کے حلال ہو جائے محصر قارن کی طرح دو قربانیاں ضروری نہیں ہیں مگر احتیاطاً عمرہ اور حج دونوں کی قضا اس پر واجب ہے متفرق وقتوں میں عمرہ اور حج قضا کرے جیسے تمتع کی صورت میں ہوتا ہے یا ایک وقت میں قضاء کرے جیسے قران میں ہوتا ہے دونوں ادا کرے اگر نسیان والے شخص نے عمرہ کے طواف سے پہلے جماع کر کے احرام کو فاسد کر دیا اس پر لازم ہے کہ عمرہ اور حج کے افعال ادا کر کے حلال ہو اور آئندہ اس پر دونوں عمرہ اور حج کی قضا لازم ہو گی اور اس پر جنایت کے دو دم ایک عمرہ اور ایک حج کی وجہ سے واجب ہو گا۔ اگر کسی محرم کو اتنا یاد ہے کہ میں نے دو کی نیت کی تھی مگر دو حج یا دو عمرے یا ایک عمرہ اور ایک حج سے کوئی چیز یاد نہیں ہے اس کو حج قران کرنا واجب ہے اور اس پر قربانی بھی واجب ہو گی۔ (لباب مع الشرح)

اغماء اور بیہوش ہونے کے وقت احرام کے مسائل:

• اگر کسی آدمی پر عارضی طور پر غشی طاری ہو جائے اور اس کے حواس کام چھوڑ دیں اس کو اغماء کہا جاتا ہے اگر حج یا عمرہ میں رفقائے سفر میں سے کسی ایک پر میقات سے پہلے یا میقات پر احرام کے وقت بیہوشی طاری ہو جائے بیہوش ہونے

والے آدمی نے اپنے رفقاء کو پہلے کہہ رکھا تھا یا نہیں مگر کسی رفیق سفر نے اپنے عمرہ یا حج کی نیت اور تلبیہ کے بعد بیہوش ساتھی کا احرام باندھا مثلاً کہا اے اللہ میں بیہوش ہو جانے والے رفیق کے حج کی نیت کرتا ہوں اس کو آسان فرما اور قبول فرما اور اس کی جانب سے تلبیہ پڑھ لیا یہ جائز ہے اس عمل سے بیہوش آدمی احرام میں داخل ہو جائے گا۔ اسی طرح موصوف بیہوش آدمی کی طرف رفیق سفر اور دوست کے علاوہ کوئی دوسرا شخص کہے "اَللّٰهُمَّ اُرِيْدُ الْحَجَّ لَهٗ فَيَسِّرْهُ وَ تَقَبَّلْهُ مِنْهُ" اے اللہ! میں بیہوش ہو جانے والے کے حج کی نیت کرتا ہوں اس کو آسان بنا اور اس کی جانب سے قبول فرما، تو بھی جائز ہے اور موصوف احرام میں داخل ہو جائے گا۔ احرام میں داخل ہونے کے لئے اور احرام کی صحت کے لئے سلا ہوا لباس اتارنا اور دو چادریں پہنانا ضروری نہیں ہوتا کیونکہ احرام نیت اور تلبیہ کا نام ہے اور سلا ہوا لباس احرام کے محظورات سے ہے۔ اگر بیہوش آدمی کا لباس نہیں اتارا گیا پھر بھی وہ نیت اور تلبیہ کے بعد احرام میں داخل ہو جائے گا۔ مگر مدہوش آدمی کو پہلے احرام کی چادریں پہنا دی جائیں تاکہ محظور کا ارتکاب نہ ہو اگر بیہوش آدمی نے احرام کے ممنوعہ امور میں سے کسی ممنوع امر کا ارتکاب کیا تو اس پر کفارہ دم یا صدقہ جو بھی ہوگا واجب ہوگا اور اس کی جانب سے احرام باندھنے والے رفیق پر کفارہ واجب نہیں ہوگا عارضی طور پر بیہوش ہو جانے والے کا اسی حالت میں ادا کیا گیا حج صحیح ہے اور اس کے ذمہ واجب حج ادا ہو جائے گا۔

- بیہوش آدمی کے رفیق نے اپنے حج کا احرام اصالۃً باندھا اور بیہوش کا نیابۃً مگر اس سے بیہوش آدمی احرام میں داخل ہو جاتا ہے جس طرح صغیر غیر عاقل کا ولی جب صغیر کی جانب سے احرام باندھتا ہے اس کا احرام صغیر غیر عاقل کی طرف منتقل ہو جاتا ہے چونکہ بیہوش آدمی مکلف ہے اس لئے احرام کی جنایات کا کفارہ

بیہوش آدمی پر واجب ہوگا اور صغیر غیر مکلف ہے اس کی جنایات جنایات ہی نہیں ہیں لہٰذا کوئی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

• اگر بیہوش آدمی احرام کے بعد ہوش میں آگیا اسے حج کے افعال خود کرنا ہوں گے اور اگر ہوش میں نہیں آیا صحیح قول کے مطابق اس کے رفقاء ایسے افعال حج اس سے کروالیں جو اس سے کروائے جاسکتے ہیں مثلاً طواف اور وقوف عرفات اور وقوفِ مزدلفہ وغیرہا

• آج کل تو مریضوں کو ویل چیئر یا چارپائی پر لیٹے آدمی کو طواف اور سعی کروادی جاتی ہے اور گاڑی پر وقوف کروادیا جاتا ہے اسی طرح بیہوش آدمی کو بھی طواف اور دیگر افعالِ حج کروادیئے جائیں مگر جمرات کی رمی ان کی طرف سے نائب ادا کرلیں اور اگر بیہوش سے وقوف مزدلفہ اور سعی نہ کروائی جائے تو عذر کی وجہ سے معاف ہے کیونکہ واجبات کا ترک عذر کی وجہ سے بغیر کفارہ کے معاف ہوتا ہے۔

• اگر احرام میں داخل ہوتے وقت آدمی ہوش میں تھا داخل ہونے کے بعد اغماء طاری ہوا اس صورت میں ایک ہی قول ہے کہ اسے رفقاء اٹھا کر یا ویل چیئر یا اسٹریچر پر لٹا کر حج کے افعال کروائیں حج کے افعال میں رفقاء کی جانب سے نیابت جائز نہیں ہے مگر پہلی صورت میں ایک قول یہ بھی تھا کہ بیہوش آدمی گھر پر رہے اور اس کے رفقاء حج کے افعال اس کی طرف سے ادا کرلیں تو یہ جائز ہے مثلاً پہلے اپنا طواف پھر بیہوش آدمی کا طواف کرلیں اور وقوف میں اپنی طرف سے اور بیہوش کی طرف سے نیت کرلیں۔ بیہوش آدمی کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ (لباب الشرح)

نابالغ بچے کے احرام کے مسائل: نابالغ بچے کے دو قسم ہیں: ممیز اور عاقل اور غیر ممیز غیر عاقل۔ تقریباً سات سال یا زائد عمر کا بچہ بلوغ تک عاقل ممیز ہوتا

ہے اور اس عمر سے کم بچہ غیر ممیز کہلاتا ہے اگر بچہ عاقل ممیز ہے اس کا حج اور عمرہ نفلی ہوں گے وہ خود احرام باندھے گا اور افعال حج خود کرے گا اور جنایات سے اجتناب کرے گا اور غیر ممیز بچہ اگرچہ ایک دن کا ہو اس کی طرف سے احرام اور افعال حج اور عمرہ اس کا ولی اقرب ادا کرے گا۔ عاقل بچہ کی نیت اور تلبیہ سے بچے کا احرام منعقد ہو جائے گا اور وہ بالغ آدمی کی طرح نیت اور تلبیہ ادا کرے گا اور غیر ممیز کی جانب سے اس کا ولی اپنے احرام کے بعد اس بچے کی طرف نیت کرے گا مثلاً کہے گا: اے اللہ میں عمرہ یا حج کی فلاں بچے کی طرف سے نیت کرتا ہوں اس کو آسان بنا اور قبول فرما۔ پھر تلبیہ پڑھ لے گا اس عمل کے بعد غیر ممیز بچہ احرام میں داخل ہو جائے گا ولی کے لئے مناسب ہے کہ بچے کو احرام کے محظورات سے دور رکھے۔ اگر بچہ افعالِ حج چل کر سکتا ہے تو چل کر افعال ادا کر لے ورنہ ولی اسے اٹھا کر اپنے ساتھ افعالِ حج اور عمرہ ادا کر لے اور اگر بچہ وزنی ہے مثلاً پانچ سال کا بچہ ہے اسے ویل چیئر کے ذریعہ طواف اور سعی کروائے۔ اٹھائے ہوئے بچے کا طواف اور سعی ولی کے طواف اور سعی کے ساتھ ادا ہو جائے گا ولی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ایک اپنا طواف کرے اور دوسرا بچے کا طواف کرے۔

- میں نے اپنی اہلیہ اور سب سے چھوٹی بیٹی شہلاء کے ساتھ جب عمرہ کیا تھا اس وقت تقریباً شہلاء چالیس دن کی تھی اور باقی بچوں کے ساتھ جب بھی عمرے کئے وہ سمجھدار تھے۔ بحمدہ تعالیٰ سہیل اور اویس اور جنید اور عمیر اور سلمیٰ اور اسمیٰ اور عظمیٰ اور لبنیٰ اور شہلاء نابالغ بیٹوں اور بیٹیوں میں سے ہر دو دو کے ساتھ میں نے ایک ایک عمرہ کیا اور شہلاء اور لبنیٰ نے بالغ ہونے سے پہلے دو عمرے کئے ہوئے ہیں۔
- نابالغ بچے اگر حج کریں گے تو نفلی ہو گا نابالغ بچوں کا حج اور عمرہ ائمہ اربعہ کے

نزدیک معتبر ہے اور انہیں ثواب ملتا ہے اور والدین کو حج یا عمرہ کروانے کا ثواب ملتا ہے۔

- نابالغ بچے بلوغ کے بعد اگر حج کی استطاعت رکھیں انہیں دوبارہ فرض حج ادا کرنا ہوگا نفلی حج فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔
- نابالغ بچہ اگر عمرہ اور حج کے افعال میں سے کوئی فعل چھوڑ دے یا احرام کے محظورات کا ارتکاب کرے اس پر نہ قضا واجب ہے اور نہ کفارہ کیونکہ وہ غیر مکلف ہے اور نہ اس کے ولی پر بچے کا کوئی کفارہ واجب ہے۔
- نابالغ بچہ جن اعمال پر قدرت رکھتا ہے اسے خود ادا کرنا ضروری ہے کسی کی نیابت جائز نہیں ہے اور اگر بچہ خود نہیں کر سکتا اسے کرنے کی قدرت نہیں ہے اس کا ولی اس کی طرف سے وہ عمل کر سکتا ہے مثلاً طواف اور سعی اور جمرات کی رمی میں سے کوئی عمل بچہ خود نہ کر سکے تو ولی اس کی نیابت کر سکتا ہے۔ بالفرض بچے کو خود اٹھا کر یا ویل چیئر وغیرہ پر طواف اور سعی نہیں کروائی جاسکتی تو اس کا ولی اس کی طرف سے اپنے طواف اور سعی کے بعد اس بچے کی طرف سے طواف اور سعی کر لے مگر طواف کے بعد دو رکعتیں بچے کی طرف سے ولی ادا نہیں کر سکتا لہٰذا اگر بچہ ممیز ہے خود دو رکعت نفل ادا کرے اور اگر غیر ممیز ہے اس سے دو رکعت نفل ساقط ہیں۔
- ولی کی نیابت اگرچہ جائز ہے مگر چھوٹے بچے کو ولی اٹھا کر یا ویل چیئر پر طواف اور سعی کروائے اور عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کے لئے لے جائے اور جمرات کی رمی بچے سے کروائے اگر بچہ بالکل چھوٹا ہے اس کی رمی ولی کر لے۔
- اگر بچہ حج کے اعمال میں سے کوئی عمل فرض یا واجب چھوڑ دے اس کی قضا واجب نہیں اور گناہ بھی نہیں ہے۔

• لوگ جھولے اور گود والے بچوں کے احرام کے متعلق سوال کیا کرتے ہیں کہ ان کا احرام کیسا ہونا چاہئے اور ان بچوں کا دوران طواف پیشاب وغیرہ کرنے اور وضو کے متعلق سوال کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے اتنا چھوٹا بچہ نہ نیت کر سکتا ہے اور نہ تلبیہ پڑھ سکتا ہے لہٰذا اس بچے کی ماں یا والد اس کی جانب سے نیت کر لے اور تلبیہ پڑھ لے اور احرام کی دو چھوٹی چھوٹی چادریں بطور علامت احرام اسے پہنا لے اگر ایسا نہ ہو سکے تو سلے ہوئے لباس میں کوئی حرج نہیں ہے بچے کو انڈر ویئر اور پیمپر پہنا کر طواف اور سعی کروانا چاہئے کیونکہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو پیشاب سے ماں اور باپ کے کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ ہے اسی طرح بچے پر وضو بھی فرض نہیں ہے تاہم جو کچھ ہو سکے کر لیا جائے ورنہ بچے کے لئے کوئی چیز فرض یا واجب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بچے کو نفلی حج یا عمرہ کا ثواب عطا فرما دے گا اور والدین کو بھی اجر عطا فرمائے گا۔

• اگر وقوف عرفات سے پہلے نابالغ بالغ ہو گیا اور اسی احرام کی نیت اور تلبیہ کے ساتھ تجدید کر کے وقوفِ عرفات اور طواف زیارت اور باقی افعال ادا کیئے اس کا فرض حج ادا ہو گیا اگر اس نے احرام کی تجدید نہیں کی اور پہلے احرام کے ساتھ افعال حج ادا کیئے اس کا حج نفلی حج ہو گا۔ (لباب المناسک مع الشرح)

مجنون کے احرام کا بیان: مجنون اس آدمی کو کہا جاتا ہے جس کا عقل زائل ہو جاتا ہے مجنون غیر عاقل بچے کی طرح غیر مکلف اور غیر عاقل ہوتا ہے مجنون کو اگر حج یا عمرہ پر لے جایا جائے تو اس کی طرف سے اس کا ولی نیت اور تلبیہ ادا کرے گا اسے غیر عاقل بچے کی طرح افعال حج اور عمرہ کروائے جائیں اور غیر عاقل بچے کی طرح مجنون کسی عمل کو چھوڑ دے یا محظور کا ارتکاب کرے اس پر نہ قضا ہے اور نہ کفارہ اور اگر وقوف عرفات سے پہلے مجنون صحیح ہو جائے اور احرام کی تجدید

کرلے اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا اور اگر احرام کی تجدید نہ کرے اس کا فرض حج ادا نہیں ہو گا۔ اسے نفلی حج کا ثواب ملے گا۔

• اگر احرام کے بعد اسے جنون عارض ہوا تو اس کا افعال حج ادا کرنا بلا اختلاف صحیح ہو گا یعنی اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا اور اگر جنون کی حالت میں احرام باندھا گیا احرام کے بعد افعال حج کا صحیح ہونا مختلف فیہ ہے یعنی علماء فرماتے ہیں حج ادا نہیں ہو گا۔ (شرح ملا علی قاری مع لباب المناسک)

عورت کے احرام کے مسائل:

• عورت کے احرام اور مرد کے احرام میں بارہ اشیاء کا فرق ہے: ا۔ عورت کا سلا ہوا لباس پہن کر احرام میں داخل ہو۔ ۲۔ پیروں پر موزے پہن سکتی ہے۔ ۳۔ ہاتھوں پر دستانے پہن سکتی ہے۔ ۴۔ عورت کے لئے سر اور سر کے بالوں کو کپڑے سے چھپانا لازم ہے مگر چہرہ کو نقاب سے چھپانا حرام ہے مگر یہ کہ سر پر ہیڈ کے اوپر کپڑا ڈال کر چہرہ کو چھپایا جائے اور کپڑا چہرہ سے دور رہے تو جائز ہے۔ ۵۔ عورت اجنبی مردوں کی موجودگی میں تلبیہ اور تلاوت بلند آواز میں سُر اور لے میں نہ کرے اور خوش آوازی میں تلبیہ نہ پڑھے کیونکہ سادہ اور طبعی آواز میں تلبیہ اور تلاوت بلند آواز سے جائز ہے جس طرح باہم باتوں کی آواز ہوتی ہے اگر اجنبی مرد موجود نہ ہوں عورت محرم مردوں یا عورتوں کی موجودگی میں بلند آواز سے تلبیہ اور قرآن کی تلاوت کر سکتی ہے۔ عورت کی طبعی آواز عورت نہیں ہے عورت کا غنا اور خوش آوازی سے پڑھنا اجنبی مردوں کے حق میں عورت ہے اور اس کا سنانا اور مردوں کا سننا حرام ہے۔ لیکن بغیر سر اور لے کے بلند آواز سے اجنبی مردوں کی موجودگی میں دعا یا تلاوت کرے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (کتب فقہ)

• فائدہ: بعض عورتیں غلاف کعبہ کو پکڑ کر بلند آواز میں دعا مانگ رہی ہوتی

ہیں اور عرفات میں بھی بلند آواز سے دعائیں مانگتی ہیں جبکہ ہر جگہ اجنبی مرد موجود ہوتے ہیں سادہ بلند آواز سے دعائیں مانگنا تو ممنوع نہیں ہے، خوش الحانی سے دعا مانگنا جائز نہیں ہے۔ ٦۔ عورت طواف میں رمل نہ کرے۔ ٧۔ اضطباع نہ کرے۔ ٨۔ سعی میں سبز ستونوں کے درمیان نہ دوڑے۔ ٩۔ حلال ہونے کے لئے سر کا حلق نہ کرے بلکہ انگلی کے پورے کے برابر قصر کرے کیونکہ عورتوں کا سر کے بالوں کا حلق اس طرح حرام ہے جس طرح مردوں کے لئے داڑھی کا حلق حرام ہے۔ ١٠۔ اجنبی مردوں کی بھیڑ اور رش میں حجرِ اسود کا بوسہ نہ لے اور بھیڑ میں مقام ابراہیم کے قریب دو رکعت نماز نہ پڑھے اور صفا اور مروہ کی زیادہ بلندی پر نہ چڑھے۔ ١١۔ حیض اور نفاس کے عذر کی وجہ سے عورت کے لئے طواف وداع ساقط ہے۔ ١٢۔ حیض اور نفاس کے عذر کی وجہ سے طواف زیارت کو ایام قربانی سے مؤخر کرنے پر عورتوں پر دم واجب نہیں ہے۔ (صاحب بدائع نے اس پر اعتراض کیا ہے اور ان کا اعتراض صحیح ہے کہ طواف وداع اور طواف زیارت کو ایام نحر میں ادا کرنا واجب ہے اور واجب کا ترک کسی بھی عذر کی وجہ سے جو آسمانی عذر ہو، دم کو ساقط کر دیتا ہے خواہ مردوں کے لئے عذر یا عورتوں کے لئے) لہٰذا آخری دو مسئلوں کو عورتوں اور پھر عورتوں کے حیض اور نفاس کے ساتھ مقید کرنا صحیح نہیں ہے۔

• صاحب بدائع کا اعتراض بالکل صحیح ہے کیونکہ اگر مرد حضرات کا عذر سماوی کی وجہ سے طوافِ زیارت ایامِ نحر سے مؤخر ہو جائے یا طوافِ وداع متروک ہو جائے مردوں پر بھی دمِ جنایت واجب نہیں ہے۔ (محمد رفیق عفی عنہ)

خنثیٰ مشکل کے احرام کا بیان: خنثیٰ مشکل اس آدمی کو کہا جاتا ہے کہ کسی علامت سے اس کا مذکر ہونا یا مؤنث ہونا ثابت نہ ہو بلکہ تانیث اور تذکیر میں سے

کسی کو ترجیح دینا ممکن نہ ہو ایسے خنثیٰ کے لئے عورتوں جیسا احرام لازم ہے بالغ ہونے سے پہلے بالکل عورتوں والا لباس ہونا ضروری ہے اور بالغ ہونے کے بعد بھی احتیاطاً عورتوں کے لباس میں اسے عمرہ یا حج کرنا چاہئے امام محمد کا یہی فتویٰ ہے مگر علامہ قوام الدین فرماتے ہیں چونکہ اس کے مذکر ہونے کا احتمال ہے اس لئے عورتوں کا لباس پہننے کی وجہ سے احتیاطاً اسے دم ذبح کروانا چاہئے۔(لباب مع حاشیہ)

عبد مملوک اور کنیز کے احرام کا ذکر: عبد مملوک اور آمہ مملوکہ اپنے مولی کے اذن کے بعد ہی حج یا عمرہ پر جا سکتے ہیں اگر عبد مملوک یا آمہ نے مولا کی اجازت کے بغیر احرام باندھ لیا مولا ان کو کسی محظور کے ارتکاب سے حلال کرا سکتا ہے اور اگر اجازت دی تھی مگر بعد میں احرام ترک کرادیا تو یہ بھی جائز ہے مگر مولا کے لئے مکروہ ہے کیونکہ یہ خلاف وعدہ ہے اور حلال ہو جانے کا دم مولا پر واجب نہیں ہے بلکہ عبد پر عتق کے بعد واجب ہے اور قضا بھی عبد پر واجب ہے اگر عبد ماذون نے حج یا عمرہ کیا اور جنایت کا ارتکاب کیا اگر عذر کی وجہ سے ہے جس میں روزہ بھی کفارہ ہو سکتا ہے عبد پر واجب ہے کہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ رکھنا مولا کے حق کے منافی نہیں ہے اور اگر دم یا صدقہ واجب ہے عبد پر واجب ہے کہ عتق کے بعد ادا کرلے اگر عبد نے عتق سے پہلے حج کر لیا پھر آزاد ہونے کے بعد اس پر حج فرض ہو گیا اسے عتق حج فرض ادا کرنا ضروری ہے۔ پہلا حج کافی نہیں ہے جیسے حالت صبا کا حج بلوغ کے بعد حج فرض کے لئے مسقط نہیں ہو سکتا۔

معذور آدمی کے حج یا عمرہ کا بیان: معذور یا صاحب عذر آدمی سے مراد ہر وہ شخص ہے جس کا وضو قائم نہیں رہتا، ریح ہر وقت خارج ہوتی رہتی ہے یا پیشاب کے قطرے گرتے رہتے ہیں یا عورت لیکوریا یا استحاضہ کی مریضہ ہے ہر وقت پانی یا خون جاری رہتا ہے ایسے محرم کو معذور کہا جاتا ہے عورت اور مرد اگر معذور ہوں

ان کے لئے شریعت کا حکم یہ ہے ان کا وضو ایک وقت کے لئے کافی ہوتا ہے بشرطیکہ عذر کے علاوہ کسی دوسرے ناقض سے وضو نہ ٹوٹے اور جب نماز کا وقت خارج ہو گا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اسے دوسرے وقت کی عبادات نماز اور طواف اور تلاوت وغیرہ کے لئے دوسرا وضو کرنا ہو گا مثلاً ایک شخص پیشاب کے قطروں کا مریض ہے اس نے ظہر کے وقت شروع ہوتے ہی وضو کیا اس کا وضو تمام عبادات کے لئے عصر تک قائم رہے گا اگر اسی دوران اس کی ریح خارج ہو گئی یا عادی پیشاب کر لیا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اسے دوبارہ وضو کرنا ہو گا اور اگر عصر تک قطروں کے علاوہ کوئی ناقض عارض نہیں ہوا اس کا وضو عصر تک قائم رہے گا۔ معذور آدمی احرام کے وقت غسل یا وضو کر کے دو چادریں پہن کر دو رکعت نماز نفل ادا کر لے اور نیت اور تلبیہ سے احرام میں داخل ہو جائے۔ احرام میں دخول کے لئے غسل یا وضو اور دو رکعت صرف سنت ہیں شرط نہیں ہیں لہٰذا طہارت اور نفل کے بغیر بھی نیت اور تلبیہ سے احرام باندھا جا سکتا ہے آئندہ ہر نماز کے لئے وضو کرتا رہے اور عبادتیں کرتا رہے۔

• معذور خواتین احرام میں کپڑوں کو نجس خون سے بچانے کے لئے انڈرویئر یا پیمپر پہن سکتی ہیں ان کے لئے کوئی کفارہ نہیں ہے اور محرم مرد پیشاب کے قطروں کے گرنے کی جگہ اگر پلاسٹک وغیرہ یا تھیلی باندھ لے یا پیشاب کی نالی پر ٹشو پیپر یا فوم یا پیڈ جس میں پیشاب جذب ہو جاتا ہے، رکھ کر اوپر بغیر سلائی کپڑے کے پٹی سے استنجا کی جگہ کو مضبوطی سے باندھ لے اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے کیونکہ احرام کی حالت میں چہرہ اور سر کے علاوہ ضرورت کی جگہ پٹی جیسی اشیاء باندھنے کو لبس نہیں کہا جاتا اور پٹی باندھنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا اور اگر پیشاب کے اعضاء پر سلا ہوا کپڑا پہن لیا جیسے انڈرویئر کے اندر ٹشو پیپر یا پیڈ رکھ کر پہن لیا جس

کے پہننے کو عرف میں لبس اور پہننا کہا جاتا ہے اس میں تو کفارہ لازم ہو گا اگر بارہ گھنٹے سے کم پہنا ہے تو صدقہ یا ایک دن کا روزہ کفارہ اور اگر بارہ گھنٹے سے زیادہ ہے تو دم یا تین دن روزے رکھنا ہوں گے جیسا کہ عذر کی وجہ سے جنایات میں کفارہ ہوتا ہے۔(کتب فقہ)

احرام کے مطلق محرمات کا بیان: محرمات احرام چاہے مکروہ ہوں یا حرام ان کے ارتکاب میں کفارہ کا ذکر یا صرف کراہت ہو، کا بیان جنایات میں تفصیل سے آئے گا۔ اجمالی تذکرہ یہ ہے: احرام کی حالت میں رفث اور فسوق اور جدال حرام ہے اور ان کی حرمت کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔(سورۃ بقرہ:۱۹۷) رفث سے مراد جماع اور جماع کے لوازم مثلاً شہوت کے ساتھ بوسہ اور معانقہ وغیرہ کا ارتکاب حرام ہے بلکہ لوگوں کے سامنے جنسی اعمال کا بغیر ضرورت ذکر بھی حرام ہے اور فسوق سے سارے معاصی مراد ہیں اور جدال سے مراد لوگوں کے ساتھ تنازعہ اور جھگڑا جس کی وجہ سے دوسرا آدمی ناراض ہو جائے مگر کسی مسئلہ پر علمی بحث اور مباحثہ جائز ہے۔

- اور بالوں کا زائل کرنا یا زائل کروانا۔ اور سر کا حلق کرنا یا قصر کرنا اپنا یا کسی دوسرے کا وہ غیر محرم ہو یا محرم ہو، مونچھوں، حلق اور قصر اور بغل اور زیر ناف اور گردن سے بالوں کا حلق، داڑھی کاٹنا یا مونڈنا۔ ناخن اتارنا یا سلے ہوئے کپڑے عادت کے مطابق پہننا، شلوار پہننا، عمامہ پہننا، ٹوپی پہننا، چہرے پر نقاب لگانا، مردوں کے لئے موزے اور جرابیں پہننا، ایسا جوتا پیروں میں پہننا جس سے پیروں کی پشت میں کعب (ٹخنہ) جہاں جوتے کے تسمے باندھے جاتے ہیں سے اوپر کی ہڈی، چھپ جائے اس ٹخنے سے پنڈلی کے آخر میں موجود ٹخنہ مراد نہیں ہے کیونکہ اس کو بھی کسی لباس سے چھپانا ممنوع ہے لیکن پیروں کو لٹکتی چادر یا سونے

کے کمبل وغیرہ سے چھپانے میں کوئی حرج نہیں اس کو پیروں کالباس نہیں کہا جاتا اسی طرح پیروں پر پٹی باندھنے میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ پٹی باندھنے کو لبس نہیں کہا جاتا مگر جرابوں سے پیروں کو چھپانا ممنوع ہے کیونکہ جرابیں پیروں کا لباس ہیں اسی طرح موزے پیروں کا لباس ہیں پیروں کے لبس میں ہر اس چیز کا پہننا جائز ہے جس سے پیر کی پشت سے جھکی ہوئی جانب اٹھی ہوئی وہ ہڈی جو قعدہ میں الٹے پاؤں پر بیٹھنے سے اس ہڈی پر داغ آجاتا ہے، وہ ہڈی نہ چھپے۔ اس ہڈی کے نہ چھپنے سے لازم آتا ہے کہ پیر کی پشت پنڈلی سے اترتی ہوئی ہڈی بھی نہ چھپے کیونکہ پشت چھپے گی تو پیروں کا مذکور ٹخنہ بھی چھپ جائے گا۔ معلوم ہوا محرم ایسا جوتا پہن سکتا ہے جس سے پیروں کی پشت کی اٹھی ہوئی اور سائیڈ پر موجود اٹھا ہوا ٹخنہ نہ چھپے۔ مثلاً ملتانی کھسہ جس سے پیر کی صرف انگلیاں چھپتی ہیں محرم کے لئے پہننا جائز ہے اسی طرح پیروں کی پشت پر چمڑے کی باریک باریک تسمے والے جوتے پہننا بھی جائز ہے کیونکہ اصل یہ ہے کہ پیروں پر موجود اٹھی ہڈی کا ٹخنہ نہیں چھپنا چاہئے۔

- سرورِ دو عالم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے احرام کی حالت میں وہی جوتے استعمال فرمائے جو عام سفر اور حضر میں استعمال ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کی نعلین مبارک کے جو نقشے ترکی کے میوزیم سے ملے ہیں اور اسلامی دنیا میں انہیں بطور برکت گھروں میں رکھا جاتا ہے، وہ نقشے دو قسم کے ہیں: ایک نقشہ ایسا ہے جیسے ملتانی کھسہ ہوتا ہے اور ایک نقشہ ایسا ہے جس میں پشت پر تسمے اور چمڑے کی پٹیاں نظر آتی ہیں۔ معلوم ہوا صرف وہ جوتے احرام میں منع ہیں جن سے پیر کی پشت سے اونچی جگہ پنڈلی کے قریب والی جگہ چھپ جائے جس طرح فوجی بوٹ یا عام لوگ مکیش استعمال کرتے ہیں اسی لئے آپ ﷺ نے موزوں کو پیر کی پشت

کی ایک سائیڈ پر موجود اٹھی ہوئی ہڈی یعنی ٹخنہ کے نیچے کاٹ کر پہننے کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا محرم کے لئے معروف ہوائی چپل پہننا ضروری نہیں ہے بلکہ ہوائی چپل کی وہ پٹی جو انگلیوں کے درمیان ہوتی ہے اس سے زخم ہو جاتا ہے خصوصاً شوگر کے مریضوں کے لئے نہایت خطرناک ہے اور ہوائی چپل میں چلنا بھی دشوار ہوتا ہے ہوائی چپل کا رواج شاید صرف پاکستان میں ہے کسی دوسرے ملک میں نہیں ہے۔

- مرد کے لئے دستانے پہننا ممنوع ہے کیونکہ دستانے ہاتھوں کا لباس ہے اور لباس محرم کے لئے ممنوع ہے مگر ہاتھوں کو چادر میں چھپانا یا ہاتھوں کے زخموں پر پٹی باندھنے میں کوئی کفارہ نہیں ہے۔

- احرام کی حالت میں کپڑوں یا بدن میں خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے یعنی خوشبو کا استعمال ممنوع ہے اور اگر استعمال کی چادر یا تہہ بند میں خوشبو باندھ دی جائے جس سے خوشبو پھوٹ رہی ہو، یہ بھی ممنوع ہے۔ اگر بند شیشی میں عطر یا پرفیوم یا باڈی اسپرے موجود ہو اور خوشبو خارج نہ ہو اس کے اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح لباس سے جدا پرس وغیرہ میں خوشبو رکھنے میں بھی کفارہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کو استعمال نہیں کہا جاتا خوشبو کا استعمال یا استعمال کے مشابہ عمل ممنوع ہوتا ہے۔ تیل یا کوئی مائع چیز بدن میں استعمال کرنا ممنوع ہے خواہ اس میں خوشبو ہو یا نہ ہو۔ مزید تفصیل اپنی جگہ آئے گی۔

- احرام کی حالت میں شکار کرنا اور شکار میں مدد کرنا اور شکار کے جانور کو ہاتھوں میں روکے رکھنا اور شکار پر رہنمائی کرنا اور شکار کو ڈرانا یہ سب امور احرام کے ممنوعات سے ہیں۔ شکاری پرندے کا انڈہ توڑنا اس کے بال نوچنا اس کی بیع اور شراء اور اس کا کھانا ممنوع ہے۔ جوئیں مارنا یا مارنے کے لئے کپڑے دھوپ میں رکھنا یا مارنے کا حکم کرنا یا اشارہ کرنا ممنوع ہے۔

- داڑھی اور سر اور دوسرے اعضاء پر مہندی لگانا ممنوع ہے کیونکہ مہندی خوشبو ہے۔ سر اور داڑھی کو خوشبو دار صابن سے دھونا اور خوشبودار وسمہ لگانا ممنوع ہے۔ سر اور داڑھی کے بالوں پر کسی گاڑھی چیز کے لیپ سے بالوں کو چھپانا ممنوع ہے۔ حرم کے ایسے درخت یا ان کی ٹہنیاں کاٹنا جو خود پیدا ہونے والے ہوں اور لوگ ان درختوں کو نہ اگاتے ہوں، جیسے ببول کے درخت کاٹنا ممنوع ہے۔

احرام کے مکروہات کا ذکر: بدن سے حالت احرام میں میل کچیل اتارنا خصوصاً گرم پانی سے مکروہ ہے، سر اور داڑھی اور جسم کو بیری کے پتوں یا کیمیکل ملے ہوئے پانی یا سادہ صابن سے دھونا مکروہ ہے۔ سر اور داڑھی میں کنگھا کرنا، بالوں اور جسم کی خارش کو دور کرنے کے لئے سخت کھجلانا جس سے بال گرنے کا اندیشہ ہو، طیلسان یا مفلر یا رومال کو گلے میں گرہ لگا کر روکنا مکروہ ہے۔

- قمیص یا جبہ وغیرہا کو کندھوں پر بغیر آستینوں میں ہاتھ ڈالے اٹھانا مکروہ ہے، تہہ بند اور چادر میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ گرہ لگا کر پہننا یا ایک ہی چادر کے ایک کونے کو دوسرے کونے سے گرہ لگا کر جسم پر روکنا یا پن اور سوئی وغیرہ سے چادر کی ایک جانب کو دوسری کے ساتھ ٹچ کر کے پہننا مکروہ ہے اسی طرح لاسٹک اور دھاگے وغیرہ سے چادر کو جسم پر روکنا مکروہ ہے مگر تہہ بند کے اوپر بیلٹ یا لاسٹک وغیرہ عذر کی وجہ سے مکروہ نہیں ہے مثلاً تہہ بند کے گرجانے کا خوف ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے شلوار کے عادی اور بڑے پیٹ والے لوگوں کا تہہ بند کمر پر نہیں ٹھہرتا، گرجانے سے ستر کے ننگے ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے ایسے لوگوں کو تہہ بند سختی سے کمر پر باندھنا چاہئے پھر بھی گرجانے کا خوف ہو تو بیلٹ باندھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایسا بیلٹ جس میں پاسپورٹ یا کرنسی وغیرہ

کی حفاظت ہو پہننا بھی جائز ہے۔

• قصداً خوشبو سونگھنا اور خوشبو کو ہاتھ لگانا اگرچہ جسم کو نہ لگے مکروہ ہے اسی لئے حجر اسود کو اس وقت چھونا یا بوسہ لینا مکروہ ہے جب کسی خوشبو کے ساتھ مہک رہا ہو۔ عطار کی دوکان میں خوشبو سونگھنے کے لئے بیٹھنا مکروہ ہے۔ خوشبودار پھلوں کو سونگھنا مکروہ ہے، زینت کے لئے کوئی چیز استعمال کرنا، جسم کے کسی حصہ پر پٹی باندھنا اگر بغیر وجہ کے ہو، مکروہ ہے اگر ضرورت ہو تو کوئی کراہت نہیں۔ (ابن ہمام) لیکن سر اور چہرے پر پٹی باندھنا عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر کے محظورات سے ہے اور اس میں کفارہ ہے۔ ہاتھوں اور پیروں پر بغیر عذر پٹی باندھنا مکروہ ہے، مگر کفارہ نہیں ہے اور جسم کے دیگر حصوں پر مکروہ نہیں ہے۔ (ارشاد الساری) تفصیل اپنی جگہ ذکر کی جائے گی۔

• احرام کی حالت میں کعبہ کے غلاف کے نیچے داخل ہو کر کھڑے رہنا مکروہ ہے بشرطیکہ کعبہ کا غلاف سر اور چہرہ کو مس کرتا ہے۔ ناک یا ٹھوڑی یا رخسار کو کپڑے سے چھپانا مکروہ ہے اور ایسا طعام کھانا جس میں غیر پختہ خوشبو ہو مکروہ ہے اسی طرح مشروب جس میں غیر پختہ خوشبودار کوئی چیز ملی ہوئی ہو۔

• تکیہ پر الٹا سونا جس سے چہرہ چھپ جائے مکروہ ہے مگر تکیہ پر چہرہ کے رخسار رکھنا مکروہ نہیں ہے۔

احرام میں مباحات کا ذکر: خالص پانی اور غیر خوشبودار صابن یا شیمپو وغیرہ کے ساتھ غسل مباح ہے لیکن مستحب ہے کہ میل زائل نہ کرے، پانی میں غوطہ لگانا، حمام میں داخل ہونا، کپڑے دھونا، انگوٹھی پہننا، گھڑی کلائی میں باندھنا، گلے میں تلوار کا بیلٹ یا ہینڈ بیگ کا بیلٹ لٹکانا جائز ہے۔ کمر میں بیلٹ اس لئے باندھنا کہ اس میں کرنسی یا کاغذات محفوظ رہیں، کسی چھت یا خیمہ یا کپڑے کے سایہ میں

بیٹھنا یا سونا مگر کپڑا سر سے اونچا ہو، سرمہ استعمال کرنا، آئینہ دیکھنا مسواک استعمال کرنا، داڑھ یا دانت نکلوانا، ٹوٹا ہوا ناخن اتارنا، جسم سے خون انجیکشن اور ٹیکے کے ذریعہ نکالنا یا ٹیکا لگوانا، آنکھ کے اندر پیدا ہونے والے بالوں کا نکالنا، حقنہ کرانا یا ختنہ کرانا، پھوڑے پھنسی سے پیپ اور خون نکالنا اور ٹوٹی ہڈی یا زخم پر پٹی یا سنی پلاسٹ یا پلستر لگانا مگر چہرہ اور سر پر پٹی باندھنے میں کفارہ ہے، کپڑوں کے تمام جائز اقسام کی چادریں پہننا، قمیص یا شلوار کو تہہ بند کی جگہ تہبند کی طرح پہننا، یا دستار کو تہہ بند کی طرح تہہ بند کی جگہ پہننا، اوپر کی چادر کی کونوں کو تہہ بند کے اندر بند کرنا تاکہ زمین پر نہ لگے۔ جیکٹ، جرسی، کوٹ، قباء وغیرہ کندھوں پر ڈال کر اٹھانا جبکہ ہاتھ اس میں نہ ڈالے جائیں، رخسار تکیہ پر رکھنا۔ اپنا ہاتھ یا دوسرے کا ہاتھ سر پر یا ناک پر رکھنا کیونکہ اس کو لبس نہیں کہتے اسی طرح ٹشو پیپر سے ناک کا بلغم صاف کرنا یا چہرے کو صاف کر کے ٹشو پیپر کو فوراً دور کر لینا مباح ہے اسی طرح وضو یا غسل کے بعد تولیہ سے بدن یا چہرہ کے پانی کو صاف کرنا مباح ہے کیونکہ اس کو لبس نہیں کہتے مگر تادیر تولیہ کو منہ پر رکھنا مکروہ ہے کیونکہ چہرہ کا کپڑے سے چھپانا مکروہ ہے بلکہ حرام ہے اور اس میں کفارہ واجب ہوتا ہے مگر چھپانا اس کو کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر تک کپڑا چہرہ پر قائم رہے صرف چہرہ صاف کرنے کو تغطیہ (چھپانا) نہیں کہتے تاہم وضو کے بعد چہرہ پر تولیہ استعمال کرنے سے اجتناب کیا جائے، مروج ایسے جوتے پہننا جن سے پیر کی پشت اور پیر کی ایک جانب گانٹھ جس کو عربی میں کعب کہتے ہیں، نہ چھپے مباح ہے، ملا علی قاری کے دور میں مروج جوتے ''مداس'' جس سے زمین کو روندا جاتا ہو، جمجم یہ مداس کا معرب ہے اور مکعب جسے ہندی میں کوش کہا جاتا ہے جو احرام کے ٹخنے (پیر پر گانٹھ) کو نہیں چھپاتی اور شمسک جسے سر موزہ بغدادیہ کہا جاتا تھا اور حضدلہ نام کے جوتے احرام کی حالت

میں پہننا جائز تھے لیکن یہ سب ایسے جوتے تھے جن سے پیر کی پشت نہیں چھپتی تھی مگر انگلیاں چھپ جاتی تھیں۔

- داڑھی کا وہ حصہ جو ٹھوڑی سے نیچے ہے اس کو چھپانا جائز ہے کیونکہ یہ چہرہ کا حصہ نہیں ہے۔
- کانوں اور گدی اور ہاتھوں کو کپڑے میں چھپانا مباح ہے مگر ہاتھوں پر دستانے پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ دستانے ہاتھوں کا لباس ہے اور لباس ممنوع ہے لہٰذا رومال یا تولیہ یا چادر میں ہاتھوں کو چھپانے میں کوئی حرج نہیں ہے، سر اور چہرہ کے علاوہ سارے جسم کو کمبل اور چادروں سے چھپانے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر بنیان اور انڈر ویئر یا اسی قسم کا کوئی کپڑا پہننا حرام ہے کیونکہ یہ لباس ہے انڈر ویئر ستر غلیظ کا لباس ہے اس لئے ستر غلیظ پر پٹی اور پلستر لگانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ پٹی اور پلستر کو لباس نہیں کہا جاتا۔
- سر پر اسٹیل یا پلاسٹک یا لکڑی یا مٹی کا برتن اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، کپڑوں کی گٹھڑی یا گندم وغیرہ کی بوری یا اٹیچی کیس یا بکس وغیرہ سر پر اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ شکار کے اس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے جس کو غیر محرم نے ذبح کیا ہو اور وہ جانور حرم کے اندر شکار نہ کیا گیا ہو اور اس کے شکار کرنے میں کسی محرم کی اعانت کا دخل نہ ہو۔ محرم اگر شکار کے جانور کو ذبح کرے وہ جانور میتہ کی طرح حرام ہوتا ہے اسی طرح حرم میں شکار کے جانور کو ذبح کرنے سے جانور حلال نہیں ہوتا۔ (لباب اور شرح)
- محرم کو ہر قسم کا آئل اور گھی کھانا جائز ہے جس میں خوشبو نہ آتی ہو۔ زخم پر یا پھاڑ پر تیل یا کریم جس میں خوشبو نہ ہو، لگانا مباح ہے۔ محرم کے لئے حل کے درخت اور گھاس خشک ہوں یا تر کاٹنا جائز ہے، احرام میں اچھے شعر پڑھنا جائز

ہے، احرام میں نکاح کرنا اور نکاح کر کے دینا جائز ہے، محرم کے لئے اونٹ، گائے، بکری اور مرغی کو ذبح کرنا جائز ہے۔ محرم کے لئے موذی جانور جیسے کوا اور سانپ اور بچھو اور مکھی اور مچھر اور لال بیگ اور کھٹمل وغیرہ مارنا جائز ہے۔

- حکایت: ایک عراقی نے غالباً حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ احرام کی حالت میں مکھی مارنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا "سُبْحَانَ اللهِ تَقْتُلُوْنَ اَوْلَادَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِغَيْرِ حَقٍّ وَ تَتَحَرَّجُوْنَ عَنْ قَتْلِ الذُّبَابِ؟" سبحان اللہ! تم اہل عراق نے بغیر حق کے جناب رسول اللہ ﷺ کی اولاد کو قتل کیا اور مکھی کے قتل کو عظیم سمجھ رہے ہو۔ یہ نہایت عجیب ہے۔
- اپنے خادم کو مارنا جب کہ وہ مستحق ہو احرام کی حالت میں بھی جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حجۃ الوداع کے سفر میں حضرت ابو بکر کے خادم سے راشن اٹھانے والی اونٹنی گم ہو گئی تھی اسے حضرت ابو بکر الصدیق نے مارنا شروع کیا سرورِ دو عالم ﷺ تبسم فرماتے رہے مگر ابو بکر کو نہیں روکا۔ معلوم ہوا احرام کی حالت میں ضرب کے مستحق کو مارنا جائز ہے۔
- احرام کی تکمیل کے بعد مکہ میں داخل ہونے کی کیفیت اپنی جگہ بیان کی جائے گی۔

طواف کے مسائل

- .... طواف قدوم
- .... طواف زیارت کا بیان
- .... طواف الوداع کا بیان
- .... عمرہ کے طواف کا بیان
- .... طواف نذر کا بیان
- .... نفلی طواف
- .... صحت طواف کے شرائط
- .... طواف کی نیت کے مسائل
- .... طواف کے واجبات
- .... طواف کی سنتوں کا بیان
- .... طواف کے مستحبات کا بیان
- .... مباحات طواف کا ذکر
- .... طواف کے محرمات
- .... طواف کے مفسدات کا بیان
- .... طواف کے مکروہات

بیت اللہ کے طوافوں کا ذکر

• طواف کے سات قسم ہیں: اول طواف قدوم دوم طواف زیارت سوم طواف وداع چہارم طواف عمرہ پنجم طواف نذر ششم طواف تحیۃ المسجد ہفتم طواف نفلی۔(لباب)

طواف قدوم: طواف قدوم آفاقی کے لئے سنت ہے میقاتی اور مکی کے لئے سنت نہیں ہے۔ طوافِ قدوم صرف حج افراد اور قران میں آفاقی کے لئے سنت ہے۔حج تمتع اور عمرہ میں سنت نہیں ہے اگرچہ حج تمتع آفاقی کرے اور مکی سے وہ مکی مراد ہے جو حقیقی مکی ہو یا وہ شخص جو عمرہ کر کے مکہ میں مقیم ہوا گرچہ اس کی پندرہ دن سے کم اقامت ہو، دونوں کے لئے حج کرنے سے پہلے طواف قدوم نہیں ہے اور اگر مکی اشہر حج سے پہلے آفاقی کی طرف نکل جائے واپسی پر حج افراد یا حج قران کے لئے میقات سے احرام باندھے اس کے لئے طواف قدوم سنت ہے اور اگر مکی حقیقی یا حکمی حج کے مہینوں میں آفاق کی طرف نکل آئے واپسی پر حج افراد یا حج قران کرنا چاہتا ہے اس کے لئے حج قران اور افراد مکروہ ہے اس پر جنایت کا دم لازم آجائے گا۔ طواف قدوم کا وقت اشہر حج میں مکہ میں داخل ہونے کے بعد سے لے کر وقوف عرفات تک ہے جب عرفات میں وقوف شروع ہوگا طواف قدوم کا وقت ختم ہو جائے گا اگرچہ اشہر حج کی وجہ سے دس یوم النحر کے غروب آفتاب تک نفس جواز کا ٹائم ہوتا ہے مگر یہ اگلے سال کے لئے ہوگا۔اگر آفاقی حج قران یا افراد کے احرام کے ساتھ سیدھا عرفات پہنچا اور وقوف عرفات کے بعد اسی عرفہ کے دن یا دس کو مکہ مکرمہ پہنچا تو طواف قدوم ساقط ہو جائے گا چونکہ یہ سنت ہے اس لئے اس کے ترک میں کوئی کفارہ نہیں ہے۔اگر کسی شخص نے وقت ہونے

کے باوجود طواف قدوم ترک کر دیا تب بھی کوئی کفارہ نہیں ہے۔ طواف قدوم کے بعد اگر طواف زیارت کی سعی نہ کرنا ہو صرف طواف کرنا مقصود ہو اور سعی ایام النحر میں طواف کے بعد کرنا ہو تو طواف قدوم میں اضطباع اور رمل نہیں ہے ورا گر طواف زیارت کی سعی طواف زیارت سے پہلے طوافِ قدوم کے بعد کرنا ہو تو طواف قدوم میں اضطباع اور رمل ہو گا۔ اصل یہ ہے کہ طواف زیارت فرض ہے اور سعی اس کا واجب لہٰذا سعی کو اس کے بعد ادا کیا جائے مگر ایام نحر میں بھیڑ کی وجہ سے صفا اور مروہ کی سعی کو پہلے کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور یہ رخصت ہے عزیمت یہ ہے کہ سعی طوافِ زیارت کے بعد کی جائے۔

- اگر نفلی طواف کے بعد سعی کرنا ہو تب بھی طواف حج کے احرام کے ساتھ ہو اور طواف میں اضطباع اور رمل سنت ہے۔ اگر حج تمتع میں منیٰ جانے سے پہلے احرام کی حالت میں نفلی طواف کے بعد اضطباع یا بغیر اضطباع کے سعی کرلی جائے طواف زیارت کے بعد والی سعی ادا ہو جائے گی مگر اس میں اضطباع اور رمل سنت ہے۔ اور اگر بغیر احرام نفلی طواف کر کے طواف زیارت کے بعد واجب سعی نفلی طواف کے بعد اس ارادہ سے کرلی جائے کہ پہلے ادا ہو جائے قیاس تو یہ ہے کہ سعی ادا ہو جانی چاہئے کیونکہ طواف زیارت کے بعد سعی کرتے وقت بھی احرام نہیں ہوتا شاید میں نے مولانا احمد بخش باردی کے سوال پر اور اسی قسم کے قیاس کے جواب میں بتایا تھا کہ بغیر احرام نفلی طواف کے بعد سعی کا کوئی تصور نہیں ہے لہٰذا بغیر احرام نفلی طواف کے بعد سعی معتبر نہیں ہے۔ اس وقت مجھے حج پر لکھی گئی کتب البحر العمیق اور ارشاد الساری وغیرہما میں صرف اتنی عبارت مل گئی تھی کہ ہر وہ طواف جو صحیح طریقہ پر ادا کیا گیا ہو اس کے بعد کی گئی سعی معتبر ہو گی لہٰذا جنابت کی حالت میں کیا گیا طواف قدوم یہ طواف صحیح نہیں ہے۔ اس کے بعد کی

ل سعی ہونے کا اعتبار نہیں ہو گا بلکہ ناقص ہو گا دوبارہ طواف قدوم
راف زیارت کے بعد سعی کا اعادہ واجب ہے مگر حدث کی حالت
میں کیا گیا طواف قدوم بھی صحیح کامل نہیں ہوتا مگر اس میں جنابت والے طواف
سے نقصان کم ہوتا ہے اس کے بعد کی گئی سعی کا اعادہ واجب نہیں مستحب ہے اس
سے زیادہ معلوم نہیں تھا مگر جزئیات میں احرام کے ساتھ نفلی طواف کے بعد کامل
سعی کا اعتبار کرنا تو صراحت کے ساتھ کتب فقہ میں مذکور ہے مگر بغیر احرام نفلی
طواف کے بعد سعی کے اعتبار یا عدم اعتبار کا تاحال کوئی جزئیہ نہیں ملا۔ مگر ارشاد
الساری کے صفحہ ۲۰۷ پر اور سعی کے باب میں ہے کہ سعی کی صحت کے لئے
تیسری شرط یہ ہے کہ سعی سے پہلے طواف میں احرام باندھا گیا ہو اگرچہ سعی کی
صحت کے لئے احرام کا حج کے اعمال سے فارغ ہونے تک باقی رہنا شرط نہیں ہے
جیسے کہ طواف زیارت اور اس کے بعد کی سعی میں احرام باقی نہیں ہوتا چونکہ
مذکورہ صورتِ مسؤلہ میں منیٰ جانے سے پہلے نفلی طواف میں حج کا احرام ابھی تک
نہیں باندھا گیا تھا اور نفلی طواف بغیر احرام کے کر لیا گیا اس لئے اس نفلی طواف
کے بعد سعی کا اعتبار نہیں ہو گا اور جو شروع میں عمرہ کا احرام تھا وہ ختم ہو چکا تھا لہٰذ
نفلی طواف اگر حج کے احرام کے ساتھ کیا جائے اس کے بعد سعی معتبر ہو گی ورنہ
سعی معتبر نہیں ہو گی۔ (محمد رفیق حسنی)

طواف زیارت کا بیان: طواف زیارت حج کا دوسرا رکن اور تیسرا فرض ہے اس
کے بغیر حج ادا نہیں ہوتا مگر طواف زیارت کا وقت زندگی تک ہوتا ہے اس لئے
طواف زیارت کا فوت ہونا اس وقت متصور ہو گا جس وقت زندگی ختم ہو گی۔

- طواف زیارت کے ادا کرنے کا واجب وقت ایام نحر دس ذی الحج کی صبح
صادق سے بارہ ذی الحج کے دن غروب آفتاب تک ہے اگر کوئی شخص بارہ ذی الحج

کے دن سورج کے غروب سے پہلے طواف زیارت کے چار چکر تک ادا نہیں کر سکا اور اس کے لئے کوئی عذر نہیں تھا اس پر دم واجب ہو گا۔ تفصیل جنایات میں ملاحظہ فرمائیں۔ شوافع اور حنبلیوں کے نزدیک طواف زیارت کا وقت لیلۃ النحر دس کی رات کے نصف سے شروع ہو جاتا ہے "قَالَ الشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ إِنَّهٗ يَدْخُلُ بِنِصْفِ لَيْلَةِ النَّحْرِ الخ" شوافع اور حنابلہ نے کہا لیلۃ النحر کے نصف سے طواف زیارت کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

- اگر محرم نے طواف زیارت تک سر نہیں منڈوایا اور اس نے طواف زیارت کے بعد سعی بھی کرنا ہے اس کے لئے طواف زیارت میں رمل اور اضطباع سنت ہے اور اگر سر منڈوا لیا تھا حلال ہو کر سلے ہوئے کپڑے پہن لئے تھے اب اضطباع نہیں ہے مگر رمل ہو گا۔
- اضطباع ہر اس طواف میں ہوتا ہے جس میں احرام ہو اور اس طواف کے بعد سعی بھی کرنا ہو جیسے طواف عمرہ یا طواف قدوم یا طواف زیارت اور ہر وہ طواف جس میں احرام نہ ہو مگر اس کے بعد سعی کرنا ہو اس میں اضطباع نہیں ہو گا مگر رمل ہو گا جیسے طوافِ زیارت اور ہر وہ طواف جس کے بعد سعی نہیں اس میں نہ رمل ہے اور نہ اضطباع ہے۔ (لباب)
- لہٰذا اگر طواف قدوم کے بعد یا احرام کے ساتھ نفلی طواف کے بعد طواف زیارت سے پہلے سعی کر لی گئی تھی اب احرام کے خارج ہو جانے والے آدمی کے لئے طواف زیارت میں رمل اور اضطباع نہیں ہو گا۔

طواف الوداع کا بیان: طواف وداع کو طواف صدر بھی کہا جاتا ہے صدر کا معنی رجوع ہے چونکہ یہ طواف واپس لوٹنے کے لئے ہوتا ہے اس لئے اس کو طواف صدر کہا جاتا ہے۔ طواف الوداع واجب ہے مگر اس شخص پر جو آفاقی ہے مکی اور جو

شخص مکی کے حکم میں ہے کہ مکہ میں اس کا قیام ہے اس پر طواف وداع واجب نہیں ہے۔ طواف وداع کا وقت طواف زیارت کے بعد شروع ہوتا ہے اور اس کا آخری وقت تازندگی ہے اس میں رمل اور اضطباع نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد سعی نہیں ہے۔ یہ تینوں طواف قدوم اور طواف زیارت اور طواف وداع حج کے ساتھ خاص ہیں باقی احکام عنقریب ذکر کئے جائیں گے۔

عمرہ کے طواف کا بیان: عمرہ میں طواف عمرہ کا رکن ہے اس میں رمل اور اضطباع سنت ہے اور اس کے بعد سعی واجب ہے طواف العمرہ کا اول وقت عمرہ کے احرام کے بعد ہے اور اس کا آخری وقت نہیں ہے۔ تفصیل عنقریب ذکر کی جائے گی۔

طواف نذر کا بیان: اگر کسی شخص نے طواف کی نذر مانی تھی اس کے لئے طواف کرنا واجب ہے کیونکہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے اگر نذر مطلق ہے تو اس طواف کے لئے پوری زندگی وقت ہے اور معین وقت کی نذر ہے تو وہی معین وقت طواف کا وقت ہے۔

طواف تحیۃ المسجد الحرام: یہ طواف ہر اس آدمی کے لئے مستحب ہے جو شخص مسجد حرام میں پہلی مرتبہ داخل ہو مگر دوسرے طوافوں سے کوئی طواف شروع کردینے سے یہ تحیہ ادا ہو جاتا ہے۔

نفلی طواف: اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں ہے مگر جب کسی شخص پر دوسرا طواف واجب ہو تو وہ پہلے کر لے یہ طواف ہر مسلمان طاہر کر سکتا ہے اور شروع کرنے کے بعد واجب ہو جاتا ہے اگر اس کو فاسد کر دیا یا شروع کرنے کے بعد ترک کر دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔ (لباب)

صحت طواف کے شرائط: پہلی شرط اسلام ہے کیونکہ کافر ایسی عبادت کا اہل

نہیں ہوتا جس میں نیت ضروری ہو اور طواف میں نیت ضروری ہوتی ہے۔ دوم نیت اکثر علماء کے نزدیک حج کی نیت طواف کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ طواف کی الگ انفرادی نیت شرط ہے مگر یہ طواف زیارت کے لئے اور طواف عمرہ اور طواف وداع کے لئے شرط ہے۔ نفلی طواف اور قدوم کے لئے شرط نہیں۔ سوم وقت جس کی تفصیل ہر طواف کے احکام میں مذکور ہے۔ چہارم طواف کا مسجد حرام میں بیت اللہ سے خارج ہونا شرط ہے۔ لہٰذا کعبہ کے اندر یا حطیم کعبہ کی دیوار یا کعبہ کی چھت پر طواف معتبر نہیں ہے اسی طرح کعبہ کی دیوار سے خارج پشتہ پر طواف جائز نہیں۔ پنجم طواف کا مسجد حرام یا مسجد کی چھت پر ہونا شرط ہے مزید تحقیق ذکر کی جائے گی۔ ششم طواف کے اکثر یعنی چار چکر ادا کرنا شرط ہے ورنہ طواف نہیں ہوگا۔

طواف کی نیت کے مسائل: طواف کے لئے اصل نیت شرط ہے کہ طواف شروع کرتا ہوں تعیین شرط نہیں کہ یہ طواف واجب ہے یا فرض یا سنت اس طرح یہ بھی شرط نہیں کہ طواف زیارت یا طواف وداع یا طواف قدوم کی نیت کرتا ہوں صرف نفس نیت شرط ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کعبہ کے چکر مقروض کو تلاش کرنے یا ظالم کے خوف سے بھاگنے کی نیت سے ادا کرتا ہے تو یہ طواف نہیں ہوگا۔ اسی طرح کسی کو علم نہیں کہ یہ بیت اللہ ہے اس کا طواف صحیح نہیں ہوگا۔

- لہٰذا صرف مطلق طواف کی نیت سے اگر کسی نے کسی طواف کے لئے معین وقت میں طواف ادا کیا تو وہی طواف شمار ہوگا جس طواف کا وہ معین وقت ہے خواہ طواف کرنے والے نے معین طواف کی نیت کی ہے یا نہیں کی یا کسی دوسرے طواف کی نیت کر لی تب بھی وہ طواف ادا ہوگا جس کے لئے وہ وقت معین ہے۔
- لہٰذا اگر عمرہ کرنے والے نے آتے ہی طواف کیا تو اس کا طواف عمرہ کا طواف واقع ہوگا اور حج افراد والے نے یوم النحر سے پہلے طواف کیا تو اس کا طواف طواف

قدوم ہوگا اگر حج قران کے احرام والے نے بغیر تعیین دو طواف یوم النحر سے پہلے کئے اس کا پہلا طواف عمرہ کے لئے ہوگا اور دوسرا طواف طواف قدوم ہوگا۔ اگر کسی نے ایام النحر میں پہلا طواف ادا کیا وہ طواف زیارت ہوگا اگرچہ وہ شخص نفل یا طواف وداع کی نیت کرے گا۔ اگر طواف زیارت کے بعد طواف کرے گا تو وہ طواف دواع ہوگا اگرچہ نفلی طواف کی نیت کرے یا مطلق طواف کی نیت سے طواف کرے وہ طواف دواع ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے ہر وہ شخص جس کو طواف کرنا ہے وہ طواف فرض ہے یا واجب یا سنت جب طواف کرے گا وہ طواف شرعاً وہ طواف شمار ہوگا جس کا وہ وقت ہوگا۔ نیت کی وجہ سے مقدم مؤخر نہیں ہوگا اور مؤخر مقدم نہیں ہوگا مگر یہ کہ دوسرا طواف پہلے طواف سے اقوی ہو تو پہلا طواف دوسرا شمار ہوگا مثلاً ایک شخص نے طواف الوداع کرنا ہے مگر جدید احرام کے ساتھ اس نے عمرہ کرنا ہے اس نے بغیر نیت تعیین طواف کیا اس کا طواف عمرہ کا طواف شمار ہوگا کیونکہ عمرہ کا طواف فرض ہے اور طواف الوداع واجب ہے حالانکہ طواف وداع سابق تھا مگر طواف عمرہ اقوی تھا اس لئے پہلا طواف عمرہ کا ہو جائے گا اس کے بعد طواف وداع کیا جائے گا۔

• ایک شخص طواف قدوم سے پہلے عمرہ کے طواف کے تین چکر ادا کر چکا تھا پھر طواف قدوم کے تین چکر ادا کئے قدوم کے مؤخر تین چکر عمرہ کے تین چکر شمار ہوں گے مزید ایک چکر ادا کر کے طواف عمرہ مکمل کیا جائے گا۔

• اگر کسی شخص نے عمرہ کے طواف کے چار چکر ادا کر لئے تھے پھر یوم النحر دسویں کے دن طواف زیارت ادا کیا طواف زیارت کے تین چکر عمرہ کے شمار ہوں گے اور عمرہ کا طواف مکمل ہو جائے گا۔ اس کے لئے ضروری ہے طواف زیارت کے بقیہ چکر ادا کر کے طواف زیارت مکمل کر لے کیونکہ طواف عمرہ کے چکر اور

طواف زیارت کے چکر وجوب میں برابر ہیں اس لئے واجب کا انتقال واجب کی طرف ہو گا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ طواف عمرہ کے آخری تین چکر واجب ہیں اور طواف زیارت کے آخری تین چکر بھی واجب ہیں لہٰذا ایک واجب دوسرے واجب کی طرف منتقل ہوا چونکہ طواف زیارت کے پہلے چار چکر فرض ہیں ان کا عمرہ کے طواف کی طرف انتقال ضابطہ کے خلاف ہے اس لئے فرض چکر منتقل نہیں ہوں گے۔ اگرچہ ہر طواف کے آخری تین چکروں کے وجوب میں مساوات ہے مگر عمرہ کے چکروں کو سبقت حاصل ہے لہٰذا وہ اس حیثیت سے اقوی ہیں اور یہ ضابطہ جامع مانع ہے۔

- اگر طواف زیارت کے بعض چکر ادا کئے پھر طواف وداع مکمل کر لیا جتنے چکر طواف زیارت کے لئے ضرورت ہیں طواف وداع کے اتنے چکر طواف زیارت کی طرف منتقل ہو جائیں گے اور طواف وداع کے بقیہ چکر دوسرے نفلی طواف وغیرہ سے مکمل کئے جائیں گے۔

- مذکورہ ضابطہ صرف طواف کے لئے ہے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا نہیں ہے بالفرض کسی آدمی کی حج کی سعی نہ ہو سکی تھی اس نے جدید احرام کے ساتھ بعد میں عمرہ کا طواف اور سعی ادا کی عمرہ کہ سعی حج کے لئے سعی شمار نہیں ہو گی۔ ملا علی قاری اس فرق کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حج میں طواف تو متکرر ہے یعنی طواف قدوم اور طواف زیارت اور طواف وداع مگر حج میں سعی صرف ایک ہوتی ہے طواف قدوم کے بعد سعی یا طواف زیارت کے بعد سعی لہٰذا طواف کی مثال نماز میں سجدوں کی طرح ہے کہ اگر ایک رکعت میں سجدہ نہ ہو سکے تو دوسری رکعت میں تین سجدے کر لئے جائیں تو تیسرے سجدہ کا پہلی رکعت میں سجدہ کا حکم ہو گا مگر رکوع چھوٹ جائے اور دوسرے رکعت میں دو رکوع کر لئے

جائیں تو دوسرا رکوع پہلی رکعت کا رکوع شمار نہیں ہو گا۔ (لباب مع الشرح)

• الحاصل اکثر عوام طواف کے وقت مطلق طواف کی نیت کر لیتے ہیں انہیں قدوم یا زیارت یا وداع کا علم نہیں ہوتا ان کا طواف ادا ہو جائے گا۔ (الحمد للہ علی ذالک)

اغماء یعنی بیہوش آدمی یا مریض نیند والے آدمی کے طواف کے مسائل:

• طواف کی صحت کے لئے نیت شرط ہے مگر وقوف عرفات اور مزدلفہ کے لئے نیت شرط نہیں لہٰذا اگر بیہوش یا نائم شخص کو چارپائی یا اسٹریچر پر طواف کروایا جائے اور چارپائی یا اسٹریچر اٹھانے والوں نے بھی طواف کرنا ہو تو طواف کروانے والوں اور محمول جس بیہوش کو انہوں نے اٹھایا ہوا ہے دونوں کا طواف ادا ہو جائے گا بشرطیکہ مدہوش کو اٹھانے والوں نے مدہوش کے طواف اور اپنے طواف کی نیت کرلی ہو۔ اپنی طرف سے طواف کی نیت اصالۃً ہو گی اور محمول کی طرف سے نیابۃً ہو گی خواہ محمول نے اپنے رفقاء کو کہا تھا یا نہ حاملین کی نیت محمول کی جانب سے نیابۃً معتبر ہو گی۔

• اگر حاملین اور محمول کا طواف مختلف ہے محمول کا طواف عمرہ کا ہے اور حاملین کا طواف حج کا ہے یا محمول کا طواف فرض ہے اور حاملین کا طواف واجب ہے یا بالعکس ہے اور حاملین نے اپنی طرف سے اور محمول کی طرف سے نیت کرلی ہے دونوں کا طواف وہی واقع ہو گا جو وہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر حاملین کی اپنی طرف سے طواف کی نیت نہیں ہے مگر محمول ہوش میں ہے یا مریض بیدار ہے محمول نے اپنے طواف کی نیت کرلی ہے طواف ادا ہو جائے گا کیونکہ صاحب طواف نے خود نیت کرلی ہے اور اگر طواف شروع کرتے وقت محمول بیہوش تھا یا مریض نیند میں تھا اور حاملین نے اپنی طرف سے طواف کی نیت نہیں کی بلکہ صرف محمول کے طواف کی نیت کی ہے، محمول کا طواف ادا نہیں ہو گا کیونکہ صاحب طواف کی طرف

سے نیت ہے اور حاملین کی جب تک اپنے طواف کی نیت نہ ہو ان کی محمول کی طرف سے نیت کا شرعاً اعتبار نہیں ہوتا۔

- اگر کرایہ کے لوگوں نے اپنے طواف کی نیت نہیں کی بلکہ غیر طواف کی نیت کی ہے کہ صرف اجرت پر اٹھانا ہے اور محمول ہوش میں ہے یا مریض بیدار ہے انہوں نے اپنے طواف کی نیت کرلی ہے تو طواف ادا ہو جائے گا۔
- اگر محمول بیہوش ہے یا مریض نیند میں ہے اگر بیہوش نے بیہوش ہونے سے پہلے اور مریض نے نیند سے پہلے حاملین کو امر کیا تھا کہ انہیں طواف کروایا جائے اور حاملین نے اپنے اور محمول دونوں کے طواف کی نیت کرلی تو طواف ادا ہو جائے گا اور اگر اجازت نہیں دی تھی تو بیہوش کا طواف ادا ہو جائے گا مریض کا طواف ادا نہیں ہوگا کیونکہ اغماء والے کا صریح اذن ضروری نہیں ہوتا مگر نیند والے مریض کا صریح اذن شرط ہے۔ (لباب المناسک)
- آج کل بھی مریضوں کو اسٹریچر یا چارپائی پر طواف کروانے کا رواج ہے چونکہ طواف میں نیت شرط ہے اس لئے اصالۃً یا نیابۃً ایسی نیت کا ہونا ضروری ہے جس کا شرعاً اعتبار ہو اگر حاملین اپنے طواف کی نیت ہی نہ کریں یا غیر طواف کی نیت کریں اور محمول بیہوش ہو یا نیند میں اور حاملین محمول کی جانب سے طواف کی نیت کریں ایسی نیت شرعاً معتبر نہیں ہوتی۔ کیونکہ حاملین کی مثال امام کی ہوتی ہے اور محمول کی مثال مقتدی کی ہوتی ہے اگر امام اپنی نماز کی نیت نہ کرے اور مقتدیوں کی نماز پڑھانے کی نیت کرلے مقتدیوں کے لئے امام کی نیت معتبر نہیں ہوگی۔اس لئے شرط ہے حاملین اپنے طواف کی ضرور نیت کریں۔ (رفیق الحسنیٰ)
- مجنون اور غیر عاقل بچے کے حامل کے لئے بھی اپنے طواف کی نیت کے بعد مجنون اور بچے کے طواف کی نیت معتبر ہوگی ورنہ مجنون اور بچے کا طواف نہیں ہوگا۔

طواف کی جگہ کا تعین: بیت اللہ سے خارج مسجد حرام اور مسجد حرام کے برآمدے اور مسجد حرام کی چھت طواف کے لئے جگہ ہے لیکن مسجد حرام کی آخری دیوار سے خارج جگہ طواف کی جگہ نہیں ہے اگر کوئی شخص مسجد کی آخری دیوار سے خارج ہوٹلوں کے سامنے طواف کرے گا تو طواف ادا نہیں ہوگا۔ (لباب) اگر مسجد کی توسیع ہوتے ہوتے حدود حرم تک پہنچ جائے ساری مسجد مطاف ہوگی کیونکہ مسجد میں توسیع ہوتی رہی ہے پہلے نبی کریم ﷺ کے عہد میں توسیع ہوئی پھر حضرت عمر کے عہد میں توسیع ہوئی۔ آپ نے مسجد کی دیواریں آدمی کے قامت کے برابر رکھیں پھر حضرت عثمان کے عہد میں توسیع ہوئی آپ نے مسجد کے برآمدے مسقف بنوائے پھر حضرت عبداللہ ابن زبیر نے توسیع فرمائی پھر ولید ابن عبدالملک پھر منصور عباسی پھر مہدی نے توسیع کی پھر ۹۸۰ ہجری جمادی الاول ترکی سلطان سلیم عثمانی نے توسیع کی مگر اس کی تکمیل سلطان مراد ابن سلطان سلیم کے زمانہ ۹۸۴ ہجری میں ہوئی اور آج محرم ۱۴۳۲ ہجری مطابق جنوری ۲۰۱۱ عیسوی ترکی کی بنائی ہوئی مسجد کے تحتانی برآمدے نہایت مضبوطی کے ساتھ موجود ہیں جس کو آج چار سو اسی سال ہوگئے۔ ترکوں کی تعمیر میں برآمدے پر چھوٹے چھوٹے گنبد بنے ہوئے ہیں ان کی چھت پر طواف نہیں کیا جاسکتا ترکوں کے برآمدوں کی طرز پر موجودہ سعودی حکومت جو ۱۹۲۶ عیسوی میں قائم ہوئی، نے دو چھتی برآمدہ بنایا جن کی چھتوں پر بھی طواف کیا جاتا ہے مگر مسجد کے بین دروازوں کے اور آخری دیواروں کے باہر وسیع چاروں طرف گول میدان ہوٹلوں کے سامنے سنگ مرمر کے فرش کے ساتھ یہ تاحال فرش مسجد سے خارج ہے اس گولائی میں طواف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ مسجد سے خارج ہے۔ اس گول میدان میں حیض اور نفاس والی عورتیں جاسکتی ہیں اور جنابت والے لوگ

س میں آرام کر سکتے ہیں اس گول میدان کے تہہ خانوں میں باتھ روم بنے ہوئے
یں لوگ بھی اس جگہ کو مسجد سے خارج سمجھ کر جوتوں سمیت گھومتے رہتے ہیں
ذا اس میدان میں اگر معتکفین بلا حاجت آئیں گے تو ان کا اعتکاف فاسد ہو جائے
کا اس میدان کا حکم غیر مسجد کا ہے۔ اور برآمدوں کی چھتیں مسجد کا حصہ ہیں کیونکہ
عبہ ایک بقعہ خاص کا نام ہے جو تحت الثریٰ سے عرش تک کعبہ کے محاذی زمین اور
ضاء کعبہ ہے اس لئے مسجد کے تہہ خانوں سے کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا
جائز ہے اور اسی طرح برآمدوں کی چھت سے بھی قبلہ کعبہ کی فضاء ہے کعبہ کے
حاذی فضاء کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ ملا علی قاری نے ان لوگوں کا
د لکھا ہے جنہوں نے کعبہ کی تعریف مخصوص دیواروں اور چھت کے ساتھ کی
تھی۔ انہوں نے فرمایا: نوح علیہ السلام کے طوفان کے وقت کعبہ کی دیواروں کو
آسمان پر اٹھالیا گیا تھا اس کا نام آسمانوں میں بیت المعمور ہے۔ پھر اس کی دیواریں
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ قائم کیں اور یہ صحیح احادیث سے ثابت ہے
حضرت ہود اور صالح علیہ السلام نے بیت اللہ کا حج ادا کیا حالانکہ اس وقت بیت اللہ
کی دیواریں نہیں تھیں۔ معلوم ہوا بیت اللہ یا کعبہ زمین کے ایک ٹکرے کا نام ہے
جس کا حج میں طواف کرنے کا حکم ہے اور جس کی طرف نماز میں چہرہ کرنا ضروری
ہے۔ البتہ فقہاء کرام کی جزئیات میں کعبہ سے مراد مخصوص دیواریں اور بقعہ تھے
مثلاً کسی نے نذر مانی کی بیت اللہ کی چوکھٹ کو چوموں گا تو اس سے مراد دیوار میں
پیوست دروازے کی چوکھٹ ہے کیونکہ نذر اور یمین کی مدار عرف پر ہوتی ہے اور
عرف میں کعبہ اسی چہار دیواری کو کہا جاتا ہے جس پر غلاف چڑھا ہوا ہے۔
(شرح ملا علی قاری)

صفااور مروہ کے درمیان مسعیٰ کا حکم مسجد کا حکم ہے؟

• صفااور مروہ کا اب مسجد کا حکم ہے اور یہ جگہ مسجد کا حصہ اور جزء بن گئی ہے کیونکہ ہر عام وخاص کو معلوم ہے حج کے موقع پراوراس سے پہلے یابعد صفااور مروہ کے درمیان جماعت کی صفیں بنتی ہیں اور مسعیٰ کا احترام اس طرح کیاجاتاہے جس طرح مسجد کا احترام ہوتاہے لوگ مسعیٰ میں نماز پڑھتے ہیں مگر سمجھتے ہیں ہم نے مسجد حرام میں نماز پڑھی ہے مسجد سے خارج نہیں پڑھی۔ اب سعی کی جگہ کو چوڑا کردیا گیاہے۔ ۲۰۰۲ءسے پہلے جو مسعیٰ کی چوڑائی تھی اس کو ڈبل سے بھی زیادہ کردیا گیاہے کیونکہ لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی تھی اسی طرح مسعیٰ کو تین منزلہ بھی کردیا گیاہے سب چھتوں پر سعی کی جاتی ہے اور کسی قرآنی آیت یاحدیث میں مسعیٰ کاتاابد مسجد سے خارج رہنے کا حکم بھی نہیں کیا گیاجب ہر طرف سے مسجد کی توسیع جو کہ پہلے مسجد نہیں تھی، کو مسجد شرعی قرار دیا گیاہے اور آئندہ مزید توسیع کو قرار دیا جاتارہے گا تو پھر صفااور مروہ کی جانب سے مسجد کی توسیع کو مسجد کیوں نہیں کہاجاسکتاجب صفااور مروہ کی درمیانی جگہ کی چوڑائی کو جو پہلے مسعیٰ نہیں تھی، کو مسعیٰ اور سعی کی جگہ کادرجہ حاصل ہوگیاہے توصفااور مروہ کی چوڑائی تک ساری جگہ کو مسجد کادرجہ بھی حاصل ہوناچاہئے۔ اگرچہ قرون اولیٰ میں صفااور مروہ مسجد سے خارج چلے آرہے تھے مگراس وقت سعی کی جگہ پر مسجد کی تعریف صادق آتی ہے کہ مسجد اس جگہ کو کہاجاتاہے جس کو نمازوں کے لئے مختص کیا گیاہو لہٰذااس جگہ کا حکم مسجد والاہوگااب سعی کی جگہ جنبی اور حیض اور نفاس والی عورتیں نہیں جاسکتیں اور مسعیٰ کے درمیان سے طواف بھی کیاجاسکتا ہے کیونکہ یہ مسجد حرام کا حصہ ہے اور معتکفین کا مسعیٰ جانے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ (ھٰذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم)

• فائدہ: ۱۴۲۲ ہجری میں مولانا تقی عثمانی دارالعلوم کراچی کے سوال کے جواب میں مولانا محمد ابن عبداللہ السبیل امام اور خطیب مسجد حرام نے اس سوال کا جواب تحریر کیا جس کی عبارت یہ ہے:

• "وَالْجَوَابُ الَّذِیْ یَظْهَرُ لَنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ الْمَسْعٰی لَا یُعَدُّ الْیَوْمَ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ اِنْ کَانَ مُتَّصِلًا بِالْمَسْجِدِ وَ ذَالِكَ لِاَنَّ مَوْضِعَ الْمَسْعٰی مَشْعَرٌ مِنَ الْمَشَاعِرِ الَّتِیْ لَا تَتَغَیَّرُ وَ لَا تَتَبَدَّلُ لَا بِذَوَاتِهَا وَ لَا بِالْاَحْکَامِ الْمُتَعَلَّقَةِ بِهَا تَبْعًا لِذَالِكَ وَ بِنَاءً عَلٰی هٰذا فَاِنَّهٗ لَا بَأْسَ مِنْ بَقَاءِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ فِیْهِ وَ لَا یَخْفٰی عَلٰی فَضِیْلَتِکُمْ اَنَّ الْعُلَمَاءَ نَصُّوْا عَلٰی اَنَّ الْمَرْءَةَ یَجُوْزُ لَهَا اَنْ تَسْعٰی وَاِنْ کَانَتْ حَائِضًا اَوْ نُفَسَاءَ وَالْحُکْمُ لَا یَتَغَیَّرُ هٰذَا مَا یَظْهَرُ لَهَا وَ بِهَذَا اَفْتٰی الْمَجْمَعُ الْفِقْهِی الرَّابِعُ لِرَابِطَةِ الْعَالَمِ الْاِسْلَامِیْ بِمَکَّةَ فِیْ ۲۰ شَعْبَانَ ۱۴۱۵ھ (نقل من فتوی ابن السبیل)

• ترجمہ: جواب جو ہمارے لئے ظاہر ہے (اللہ تعالی زیادہ جانتا ہے) کہ مسعی (سعی کی جگہ) آج مسجد حرام سے شمار نہیں ہوگی اگرچہ مسجد کے ساتھ متصل ہے اور یہ اس لئے کہ مسعی کی جگہ ان مشاعر (تعظیم کی جگہیں) میں سے ایک مشعر ہے جو متغیر اور متبدل نہیں ہوتیں نہ اپنی ذوات کے لحاظ سے اور نہ ان احکام کے لحاظ سے جو ان کے ساتھ تبعاً متعلق ہیں اس بنیاد پر جنابت والے آدمی کا مسعی میں قیام اور حائض اور نفاس والی عورت کے قیام میں کوئی حرج نہیں اور آپ جیسے فاضل آدمی پر مخفی نہیں ہے کہ علماء نے صراحت کے فرمایا کہ عورت کے لئے سعی جائز ہے اگرچہ وہ حیض اور نفاس والی ہو اور حکم متغیر نہیں ہوتا یہ ہمارے لئے ظاہر ہوا اور اسی کے ساتھ اس مجلس فقہی نے مکہ میں فتوی دیا جو رابطہ عالم اسلامی کے تحت ہے۔ مورخہ ۲۰ شعبان ۱۴۱۵ھ میں۔

• تبصرہ: مسجد الحرام کے خطیب مولانا محمد ابن السبیل اور مجلس فقہی کے فتوی کی بنیاد ایک تو یہ امر ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ" بے شک صفا اور مروہ اللہ کے مشاعر میں سے ہیں لہٰذا یہ مستقل مشاعر ہیں، اب مسجد کا حصہ نہیں بن سکتے۔ دوم اس لئے کہ قدیم زمانہ سے صفا اور مروہ مسجد سے خارج تھے لہٰذا اب بھی خارج ہوں گے۔ اہل علم جانتے ہیں اگر صفا اور مروہ اور اس کے درمیان سعی کی جگہ کو مسجد کا حصہ بنا دیا جائے تو صفا اور مروہ شعائر اللہ سے خارج نہیں ہوں گے بلکہ ان کی تعظیم اور شعائر ہونا مزید بڑھ جائے گا کہ اب تو مسجد حرام کا حصہ بن گئے پھر اگر مشاعر اللہ میں اگر مسجد ہو جانے کا تغیر اور تبدل جائز نہ ہو پھر مسعی کو چوڑا کرنے سے جو حصہ مسعی سے خارج تھا اس کو مسعی اور شعائر اللہ میں داخل کرنے کا تغیر اور تبدل بھی جائز نہ ہو کیونکہ موجودہ حکومت نے سعی کی جگہ کو ڈبل سے بھی زیادہ چوڑا اور عریض کر دیا ہے خارجی جانب اور چوڑائی کا حصہ قرون اولی سے سعی کی جگہ سے خارج چلا آرہا تھا لہٰذا اس میں سعی جائز نہیں ہونی چاہئے جب مسعی کے خارج کو مسعی میں ضرورت کی وجہ سے داخل کرنے کا تغیر جائز ہے اور صفا اور مروہ کے شعائر ہونے کے منافی نہیں تو صفا اور مروہ اور مسعی کو مسجد میں داخل کرنے کا تغیر کیوں جائز نہیں لہٰذا یہ تغیر بھی جائز ہے اور شعائر اللہ کے منافی نہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ قدیم زمانہ میں مسجد بھی تنگ تھی اس میں توسیع جب جائز ہے اور ہر طرف سے توسیع کر دی گئی ہے تو اس کی توسیع صفا اور مروہ تک بھی جائز ہونی چاہئے۔ جب آئندہ بیس تیس برسوں میں مسجد کی توسیع اس سے زیادہ ہو جائے گی ہو سکتا ہے حدود حرم تک توسیع پہنچ جائے تو کیا پھر بھی صفا اور مروہ مسجد کی حدود سے خارج رہیں گے۔ خلاصہ الکلام یہ کہ صفا اور مروہ مسجد کی توسیع میں داخل ہیں اس کے لئے کوئی شرعی رکاوٹ نہیں

ہے اب یہ مسجد کا حصہ ہیں اس جگہ پر مسجد کی تعریف صادق آتی ہے۔اب جنبی ور حیض اور نفاس والی عورتیں سعی نہیں کر سکتیں اور مسعی میں نماز پڑھنے والوں لو مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔(محمد رفیق حسنی)

طواف کے واجبات: واجبات وہ ہوتے ہیں جن کے بلاعذر ترک کی تلافی دم ادا لرنے سے ہو جاتی ہے وہ سات ہیں: اول جنابت اور حیض اور نفاس اور بے وضوائی سے طہارت۔ دوم بدن اور کپڑوں کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا سوم ستر عورت اگر کسی نے کشف عورت کے ساتھ بلا لباس برہنہ طواف کیا دم واجب ہوگا وہ اعضاء جو مرد اور عورت کے ستر کہلاتے ہیں ان اعضاء کا چوتھا ¼ حصہ یا زائد اگر طواف میں مکشوف اور ننگا ہو تو دم واجب ہوگا۔ چہارم صاحب قدرت آدمی کے لئے طواف قدموں پر پیدل کرنا اگر قدرت ہونے کے باوجود کسی نے سواری پر یا ویل چیئر پر یا سرین پر گھسیٹ کر یا گھٹنوں اور ہاتھوں پر چل کر بغیر عذر کے طواف کیا تو دم واجب ہوگا اور عذر کی صورت میں دم واجب نہیں ہوگا۔ پنجم طواف اپنی دائیں جانب سے شروع کرنا اس طرح کعبہ بائیں طرف ہو اگر بالعکس یا کسی دوسرے طریقہ پر طواف کیا گیا تو دم واجب ہوگا۔ ششم حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا۔ ہفتم حطیم کے باہر سے طواف کرنا۔ مذکورہ واجبات میں سے اگر کسی واجب کو بغیر عذر کے ترک کیا گیا گناہ اور دم واجب ہوگا اور اعادہ کرنے پر دم ساقط ہو جائے گا گناہ سے توبہ لازم ہے اگر عذر کی وجہ سے کسی واجب کو ترک کیا گیا دم واجب نہیں ہوگا۔

طواف کی دو رکعت کا بیان: طواف فرض ہو جیسے عمرہ کا طواف یا طواف زیارت یا طواف واجب ہو جیسے طواف الوداع یا طواف النذر یا طواف سنت ہو جیسے طواف قدوم یا مستحب ہو جیسے طواف تحیۃ المسجد یا نفل ہو جیسے مطلق طواف سب

طوافوں کے بعد دو رکعت طواف نماز پڑھنا واجب ہے۔ ان دو رکعت کے لئے کوئی زمانہ یا مکان معین نہیں ہے جب چاہے جہاں چاہے مطاف میں یا رہائش گاہ پر یا اپنے وطن میں پڑھ لے دو رکعت واجب الطواف ادا ہو جائیں گی۔ دو رکعت واجب الطواف کی نیت سے پڑھی جائیں۔ چونکہ زندگی تک ان کا ٹائم ہے ان دو رکعت کا فوت ہونا موت کے وقت متصور ہو گا اسی لئے ان کے ترک میں دم نہیں ہے کیونکہ ترک متصور نہیں ہے مگر فوت ہونے کے بعد وارثوں کے لئے مستحب ہے کہ مرحوم کی طرف سے دم دے دیں تاکہ کفارہ ادا ہو جائے اور مرحوم پر وصیت واجب ہے۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ ہر طواف کے بعد دو رکعت فوراً پڑھی جائیں مگر مکروہ وقت میں نہ پڑھی جائیں نماز عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک مکروہ وقت ہے اور صبح صادق سے سورج کے طلوع ہونے تک بھی مکروہ وقت ہے طلوع آفتاب کے بعد پندرہ منٹ تک اور زوال کے وقت بھی نہ پڑھی جائیں۔ اگر لوگوں کی بھیڑ نہ ہو تو مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی جائے ورنہ کسی جگہ مطاف میں پڑھ لی جائیں۔ ان دو رکعتوں کی پہلی رکعت میں قل یاایہاالکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ احد پڑھنا مستحب ہے ان دو رکعتوں کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے۔ اگر مکروہ وقت میں پڑھ لی جائیں تو اعادہ کرنا مستحب ہے اعادہ نہ کیا گیا تو کراہت کے ساتھ نفل ادا ہو جائیں گے مگر طلوع اور غروب اور زوال کے وقت ادا کی گئیں نوافل ادا نہیں ہوں گی دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ (ردالمحتار)

طواف کی سنتوں کا بیان: حجر اسود کا ہر چکر میں استلام، ہر وہ طواف جو احرام کی حالت میں کیا جائے اور اس کے بعد سعی کرنا ہو اس میں اضطباع اور رمل وہ طواف جس کے بعد سعی ہو اس کے پہلے تین چکروں رمل، باقی چار چکروں میں ترک رمل، سعی شروع کرنے سے پہلے استقبال اور استلام، حجر اسود کے استقبال کے

وقت ہاتھوں کو کانوں تک تکبیر کہتے ہوئے اٹھانا، طواف کے چکروں میں موالات اور اتصال، سعی کے سات چکروں میں موالات، ایک قول کے مطابق کپڑوں اور بدن کے اعضاء کا نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا بھی سنت ہے۔

طواف کے مستحبات کا بیان: رکن یمانی کا استلام بغیر بوسہ اور پیشانی رکھنے کے، حجر اسود کی دائیں کونے اور جانب یعنی پہلے کونہ سے طواف شروع کرنا تاکہ سارا جسم طواف کے وقت پورے حجر اسود پر گھومے، حجر اسود کا بوسہ لینا بشرطیکہ بھیڑ نہ ہو، حجر اسود پر تین مرتبہ سجدہ کرنا، طواف میں اذکار اور دعائیں پڑھنا، کعبہ کے قریب طواف کرنا بشرطیکہ اژدہام نہ ہو، عورتوں کے لئے کعبہ سے دور طواف کرنا، عورتوں کے لئے رات کو طواف کرنا مگر آج کل الیکٹرک روشنی کی وجہ سے رات اور دن برابر ہیں، طواف کے اس حصہ کا اعادہ کرنا جس کو کراہت کے ساتھ ادا کیا گیا، دنیاوی مباح کلام کا ترک، ہر وہ عمل جو خشوع کے منافی ہو اس کا ترک کرنا مثلاً طواف کے دوران ادھر ادھر دیکھنا وغیرہ۔ ہاتھوں کو کمر پر یا سینہ پر باندھ کر طواف کرنا، اذکار اور دعائیں آہستہ پڑھنا اگر دوسرے لوگوں کے لئے جہر مشوش ہو تو اخفاء واجب ہے اور جہر حرام۔ آجکل کا جہر جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے حرام ہے نہایت بلند آواز سے بعض لوگ اجتماعی صورت میں اذکار پڑھتے ہیں جس میں ریا کے علاوہ دوسرے طواف کرنے والوں کو نہایت اذیت پہنچتی ہے۔ ہر اس چیز سے صرف نظر کرنا جس سے حضور میں فرق آتا ہو۔

مباحات طواف کا ذکر: بوقت ضرورت مباح کلام، اس شخص پر سلام جو ذکر کے ساتھ مشغول نہ ہو مگر سلام کا جواب واجب ہے، افادہ اور استفادہ علوم عربیہ وغیرہ میں مگر شرعی مسائل میں افادہ اور استفادہ مستحب ہے۔ طواف کے دوران طواف سے نکلنا جبکہ حاجت ہو، مباح ہے، پانی پینا مگر زیادہ دیر نہ ہو تاکہ طواف کے چکروں میں موالات قائم رہے۔ اگر احرام نہ ہو موزوں میں طواف کرنا مباح ہے

مگر پاک جوتوں میں طواف کرنے میں ترک ادب ہے اس لئے بغیر ضرورت پاک جوتوں میں طواف کرنا مباح نہیں ہے، اذکار کا ترک کرنا مباح ہے یعنی خاموشی کے ساتھ طواف کرنا، قرآن مجید کی قراءت کرنا مگر آہستہ تاکہ دوسروں کے اذکار میں خلل نہ آئے، عذر کی وجہ سے سواری ہو یا ویل چیئر پر یا چارپائی پر یا اسٹریچر پر جس کو لوگوں نے اٹھایا ہوا ہو مباح ہے۔

طواف کے محرمات: جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت میں طواف حرام ہے اور بے وضو طواف کرنا حرام ہے مگر بے وضو طواف کرنے میں جنابت سے حرمت کم درجہ کی ہے ستر کا اتنا حصہ مکشوف اور ننگا ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یعنی ستر کے اعضاء میں سے کسی کا چوتھا حصہ یا زائد کھلا ہو، حرام ہے، بغیر عذر سواری پر اور ویل چیئر پر اور چارپائی یا اسٹریچر پر محمول ہو کر اور سرین اور کولہوں پر گھس گھس کر اور الٹی جانب سے اور حطیم کے اندر سے اور طواف سے کسی چیز کو ترک کرنا اگرچہ نفلی طواف ہو، حرام ہے۔

طواف کے مفسدات کا بیان: طواف کے لئے کوئی چیز مفسد نہیں ہے مگر دوران طواف العیاذ باللہ قصداً کفر کے کلمات یا افعال کرنے سے طواف باطل ہو جاتا ہے کیونکہ ایمان ہی باطل ہو جاتا ہے۔

طواف کے مکروہات: فضول کلام جس کی ضرورت نہ ہو، خرید و فروخت، ایسے شعر پڑھنا جن میں حمد و ثنا اور افادہ علم نہ ہو اور ترغیب اور ترہیب سے خالی ہوں طواف کے دوران آواز بلند کرنا اگرچہ قرآن اور دعاؤں کے ساتھ ہو، رمل اور اضطباع کا ترک جس طواف میں سنت ہو۔ استلام کا ترک کرنا، طواف کے چکروں میں بہت زیادہ وقفہ کرنا، دو طوافوں کو ملا کر ادا کرنا جن میں درمیان میں دو رکعت طواف بھی ادا نہ ہوں اگر دو رکعت پڑھنے کی کراہت کا ٹائم ہو تو دو طوافوں کو ملا کر ایک مرتبہ ادا کرنا مکروہ نہیں ہے، طواف کی نیت کے وقت حجر اسود کے استقبال

سے پہلے رفع یدین کرنا، جمعہ کا خطبہ شروع ہونے کے بعد طواف کرنا، جماعت کے وقت طواف کرنا، طواف کے دوران بغیر عذر کھانا، پیشاب کے دباؤ کے وقت طواف کرنا یہ سب امور مکروہ ہیں۔

متفرق مسائل: عازمین حج اور عمرہ پر واضح ہے کہ طواف مسجد حرام میں ہوتا ہے مسجد اور پھر طواف دونوں کاادب اوراحترام لازم ہے علاوہ ازیں طواف میں ہر قسم کے مرد وزن جمع ہوتے ہیں ہر مسلم کا احترام واجب ہے لہٰذا طواف کرنے والے خواتین اور حضرات کو ہرایک کاادب ملحوظ رکھنا چاہئے۔

- آج کل لوگوں کے گروپ بلند آواز سے دعائیں اور اذکار اجتماعی حالت میں چلاکر پڑھتے ہیں جس سے دوسرے طواف کرنے والوں کے اذکار اور دعاؤں میں خلل واقع ہوتا ہے اور خشوع اور حضور کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے بہتر بلکہ ضروری ہے کہ طواف کے دوران ہر شخص آہستہ دعا مانگے اگر عربی دعائیں یاد نہ ہوں اپنی زبان میں دعائیں مانگیں ہاتھوں میں کتابیں لے کر اگر دعائیں پڑھنا ہے یا وظائف پڑھنے ہیں تو آہستہ آہستہ بھی پڑھے جاسکتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر نے طواف میں ایک شخص کو بلند آواز سے قرآن پڑھتے سنا، آپ نے اس کو اس کے سینے میں تھپڑ مارا اور خاموش کروادیا۔ آپ کے شاگرد حضرت عطاء نے سوال کیا آپ نے جواب دیا اس طرح بلند آواز سے قرآن پڑھنا مذموم اور بدعت ہے لہٰذا پست آواز سے دعائیں اور ذکر کرنا چاہئے۔ آفاقی اور مسافروں کے لئے نفلی عبادات میں افضل عبادت طواف ہے لہٰذا زیادہ سے زیادہ طواف کئے جائیں۔ اگر عمرے کرنا ہوں تو تنعیم سے عمرہ کا ثواب جعرانہ کے عمرہ سے زیادہ ہے کیونکہ تنعیم کے عمرہ کے لئے قول رسول سند ہے اور جعرانہ کے لئے فعل سند ہے اور قول فعل سے اقوی ہوتا ہے۔ (ارشاد الساری)

سعی کے مسائل

❖ .... صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے مسائل
❖ .... سعی کی صحت کے شرائط
❖ .... سعی کے واجبات
❖ .... سعی کی سنتوں کا بیان
❖ .... سعی کے مستحبات
❖ .... سعی کے مباحات کا ذکر
❖ .... سعی کے مکروہات

صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے مسائل

• جیسا کہ معلوم ہو چکا کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی واجب ہے۔ ایک سعی عمرہ میں عبادت اور واجب ہے اور ایک سعی حج میں عبادت اور واجب ہے ان دو سعی کے علاوہ تیسری سعی عبادت اور واجب نہیں ہے حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کر لی جائے تو طواف زیارت کے بعد سعی نہیں ہے اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہ ہو یا حج تمتع ہو اور نفلی طواف کر کے اس حج کی منٰی جانے سے پہلے سعی نہ کی گئی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی واجب ہے۔ (لباب المناسک)

• مگر امام شافعی کے نزدیک سعی حج کا رکن ہے اور عمرہ میں طواف کے بعد سعی واجب ہے۔ سعی کی کیفیت عنقریب ذکر کی جائے گی۔

سعی کی صحت کے شرائط: اول یہ کہ سعی طول میں صفا اور مروہ کے درمیان واقع ہو اور چوڑائی میں صفا اور مروہ کی چوڑائی کی محاذات میں ہو (شرح لباب المناسک) آجکل کی توسیع میں مسعی کی چوڑائی جبل صفا اور مروہ کی چوڑائی کے محاذی خطوط کے اندر ہے کیونکہ جبل صفا اور مروہ کی چوڑائی اور عرض کافی زیادہ ہے اگرچہ موجودہ حکومت نے صفا اور مروہ کے دائیں بائیں پہاڑ کو توڑ دیا ہے لہٰذا موجودہ توسیع میں سعی کرنا جائز ہے اور اس میں مزید توسیع کی بھی جائز ہو گی کیونکہ ہو سکتا ہے ایک سو سال بعد حجاج کی تعداد کروڑوں میں ہو اور شریعت کا ضابطہ ہے "مَا مِنْ اَمْرٍ اِذَا ضَاقَ عَلَى النَّاسِ اُتُّسِعَ" (کتب فقہ) کوئی بھی امر جب لوگوں پر تنگ ہو اس میں شرعاً توسیع کی گئی یعنی اس کی اجازت ہے۔ سعی کا صفا اور مروہ کے درمیان ہونا شرط ہے خواہ آدمی خود سعی کرے یا اسے دوسرے

کروائیں، پیدل ہو یا سوار ہو کر، ویل چیئر پر ہو یا محمول ہو کر ہو جس طرح شدید مریض کرتے ہیں۔

• مجنون اور غیر عاقل بچہ اور مغمی علیہ دائمی کی جانب سے امر ہو یا نہ ہو دوسرے لوگ ان کی سعی اپنی سعی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ مریض کی سعی بھی دوسرے لوگ کر سکتے ہیں یعنی ان افراد کو ساتھ لے کر سعی کی جائے مگر اس طرح جائز نہیں کہ مذکورہ معذور افراد گھر میں موجود رہیں اور ان کے رفقاء ان کی طرف سے سعی کر لیں۔ چونکہ سعی میں سعی کی نیت شرط نہیں ہے اس لئے مذکورہ افراد کے حاملین اپنی سعی کی نیت نہ بھی کریں تو سعی ادا ہو جائے گی بخلاف طواف کے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔

• دوسری شرط یہ کہ سعی کامل طواف کے بعد ہو اگرچہ نفلی طواف ہو یا اکثر طواف یعنی چار چکروں کے بعد ہو اگر پہلے طواف نہیں کیا یا طواف کے تین چکر ادا کئے تھے اور سعی کر لی شرعاً یہ سعی معتبر نہیں ہو گی۔

• تیسری شرط سعی سے پہلے عمرہ کا یا حج کا احرام باندھا گیا ہو اگر احرام سے پہلے اگرچہ طواف کے بعد سعی کی جائے تو یہ سع جائز نہیں ہو گی کیونکہ سعی حج کے واجبات سے ہے اور احرام حج کے لئے شرط ہے اور واجب اور رکن اور اس کے علاوہ دوسرے حج کے امور احرام کی تقدیم کے بغیر صحیح نہیں ہیں لیکن احرام حج کی ایسی شرط ہے جس کا وجود سعی تک باقی ہونا شرط نہیں ہے جس طرح نماز کی نیت شرط ہے مگر نیت کا نماز سے فارغ ہونے تک تمام افعال میں رہنا شرط نہیں ہے۔

• اگر حج کے لئے سعی ہے اور وقوفِ عرفات سے پہلے طواف قدوم یا نفلی طواف کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہے تو اس سعی میں احرام کا ہونا ضروری ہے اور اگر طواف زیارت کے بعد سعی کا ارادہ ہے اس سعی میں احرام کا موجود رہنا

ضروری نہیں ہے کیونکہ طواف زیارت سے پہلے حلق یا قصر سے احرام سے خارج ہونا جائز ہے۔ معلوم ہوا ابتداء میں احرام کا ہونا شرط ہے اس لئے حج تمتع والا شخص عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جب سات یا آٹھ ذی الحج کو منیٰ کے لئے روانہ ہونے لگے اور اس کا ارادہ ہو کہ وقوف عرفات سے پہلے حج کی سعی ادا ہو جائے تاکہ ایام نحر کی بھیڑ سے بچ جائے اس کے لئے ضروری ہے پہلے حج کا احرام باندھے پھر اضطباع اور رمل کے ساتھ نفلی طواف کرے اور اس کے بعد سعی کرلے تو حج کی سعی ادا ہو جائے گی اور اگر بغیر احرام نفلی طواف کے بعد سعی کرے گا تو حج کی سعی ادا نہیں ہو گی کیونکہ حج کی ابتدا نفلی طواف میں احرام نہیں ہے جیساکہ اس مسئلہ کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اگر عمرہ کی سعی ہے تو عمرہ کی سعی میں احرام کا ہونا واجب ہے شرط نہیں ہے لہٰذا اگر کسی شخص نے احرام کے بعد عمرہ کا طواف کر لیا پھر حلق کروالیا اس کے بعد سعی کرلی تو دوبارہ سعی کا اعادہ نہیں ہو گا مگر حلق کو سعی پر مقدم کرنے یا بغیر احرام سعی کرنے کی وجہ سے ایک دم لازم ہو گا کیونکہ حلق اپنے وقت میں نہیں کیا گیا اور سعی بغیر احرام کی گئی۔ (شرح اللباب) قیاس یہ ہے کہ یہاں دو دم واجب ہوں ایک سعی بغیر احرام ادا کرنے کا کیونکہ عمرہ کے احرام میں سعی واجب ہے دوسرا حلق کو مقدم کرنے کا مگر فقہاء نے ایک دم لکھا ہے ہو سکتا ہے وقت سے پہلے حلق کا اعتبار ہو مگر سعی میں احرام کے واجب ہونے میں اختلاف کی وجہ سے ترک احرام کا اعتبار نہ ہو۔ احتیاط یہ ہے کہ دو دم دیئے جائیں۔ (محمد رفیق حسنی) اس مقام پر ارشاد الساری کے اس نسخہ میں جو میرے پاس ہے، کی عبارت میں اضطراب ہے۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

- چوتھی شرط سعی کی صحت کی یہ ہے کہ سعی کی ابتداء صفا سے ہو اگر کسی شخص نے سعی کی ابتداء مروہ سے کی تو اس کا پہلا چکر شمار نہیں ہو گا، پہلے چکر کے علاوہ

سات چکر مکمل کرنے پر سعی مکمل ہو گی۔ صفا سے سعی شروع کرنے میں تین قول ہیں: یہ شرط ہے یا واجب ہے یا سنت ہے ابن ہمام کے نزدیک وجوب کا قول معتبر ہے لہٰذا خلاف سعی کرنے میں دم واجب ہو گا اور ہر شوط اور چکر کا شرعاً اعتبار کیا جائے گا۔

• پانچویں شرط سعی کی صحت کے لئے یہ کہ سعی ایسے طواف کے بعد ہو جس طواف میں جنابت اور حیض اور نفاس سے طہارت ہو اگر طواف کے وقت سعی کرنے والا آدمی یا عورت مذکورہ امور سے پاک نہیں اس طواف کے بعد سعی کا شرعاً اعتبار نہیں ہو گا۔ (بدائع) مگر تحقیق یہ ہے کہ طواف کے لئے جنابت اور حیض اور نفاس سے طہارت شرط نہیں ہے واجب ہے لہٰذا اس کا کفارہ بدنہ ہے اور طواف شرعاً معتبر ہو گا اور اس کے بعد سعی بھی معتبر ہو گی۔ (فتح القدیر)

• اگر بغیر طہارت ادا کئے گئے طواف کا اعادہ کر لیا گیا کفارہ ساقط ہو جائے گا اور پھر سعی کا اعادہ بھی واجب ہے۔ اور صحت سعی کے لئے طواف میں حدث اصغر (بے وضوائی) سے اور طواف میں بدن اور کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں ہے اگر بلا وضو طواف کیا گیا تھا یا نجس کپڑوں یا بدن کے ساتھ طواف ادا کیا گیا اور اس کے بعد سعی کی گئی تو یہ سعی کامل ہے اگرچہ طواف ناقص تھا۔

• چھٹی شرط: سعی کی صحت کے لئے چھٹی شرط یہ ہے کہ حج کی سعی حج کے مہینوں سے پہلے واقع نہ ہوا شہر حج میں واقع ہو یا دس ذی الحج کے بعد واقع ہو لیکن حج کی سعی کے لئے ابتداء میں احرام کا ہونا شرط ہے جیسا کہ گذر چکا ہے اور عمرہ اور اس کی سعی حج کے مہینوں سے پہلے ہو سکتی ہے۔ اگر کسی شخص نے حج کے لئے احرام باندھا اور نفلی طواف کے بعد حج کے مہینوں سے پہلے سعی کر لی تو اس سعی کا اعتبار نہیں ہو گا بلکہ طواف کا اعتبار بھی نہیں ہو گا کیونکہ حج کا طواف قدوم یا زیارت

بھی حج کے مہینوں سے پہلے نہیں ہو سکتے اور اگر حج کی سعی حج کے مہینوں میں طواف قدوم کے بعد یا حج کے مہینوں کے بعد ہو جیسے طواف زیارت کی سعی دس کے بعد گیارہ کی رات یا اس کے بعد کی جائے تو اس کا اعتبار ہو گا یاد رہے کہ حج کے مہینے شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحج کے پہلے دس دن ہیں چنانچہ لباب المناسک میں ہے "هُوَ شَوَالُ وَ ذُو الْقَعْدَةِ وَ عَشَرَةُ اَيَّامِ ذِی الْحَجَّةِ اَیْ عِنْدَنَا وَ تِسعَةُ ذِی الْحَجَّةِ بِلَيْلَةِ النَّحْرِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ وَ ذُوالْحَجَّةِ كُلُّهَا عِنْدَ مَالِكٍ" (لباب المناسک، ص:۸٦) میقات زمانی شوال اور ذی القعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن میں ہمارے نزدیک اور نو دن اور دس کی رات امام شافعی کے نزدیک اور پورا ذی الحج امام مالک کے نزدیک لہٰذا جب طواف زیارت کے بعد گیارہ کی رات یا دس کے بعد سعی کی جائے تو اشہر حج کے بعد واقع ہو گی۔

• ساتویں شرط: سعی کی صحت کے لئے ساتویں شرط سعی کے اکثر چکر یعنی چار چکر ادا ہو جائیں اگر کسی نے سعی کے چار چکر ادا نہیں کئے تین یا تین سے کم ادا کئے اس کی سعی معتبر نہیں ہو گی۔

سعی کے واجبات: ساتوں چکر مکمل کرنا یعنی آخری تین چکر ادا کرنا بھی واجب ہے اگر آخری تین چکر سعی کے چھوڑ دیئے جائیں وہ سعی تو صحیح ہے کیونکہ چار چکر رکن ہیں وہ ادا ہو گئے لہٰذا ہر متروک چکر میں ایک ایک صدقہ ہے طواف زیارت یا عمرہ کے تین چکر چھوڑنے میں دم اس لئے واجب ہے کہ طواف فرض ہے اور تین چکر فرض کی تکمیل ہے اور سعی واجب ہے اور تین چکر واجب کی تکمیل ہے طواف اقوی ہے اور سعی اضعف ہے اس لئے فرق ہے، سعی اگر قدرت ہو تو پیدل کرنا واجب ہے بغیر عذر چلنے کے چھوڑنے میں دم واجب ہے اور عذر ہو تو دم واجب نہیں ہے، عمرہ کی سعی میں احرام کا ہونا واجب ہے اگر بغیر احرام عمرہ کی سعی کی گئی

طواف کے بعد حلق کروالیا گیا تو ایک دم واجب ہے۔ سعی سے پہلے حلق کروانے میں قیاس یہ ہے کہ دو دم دیئے جائیں مگر پہلے گذر چکا ہے سعی سے پہلے احرام کا ہونا شرط ہے بعد میں احرام باقی ہونا شرط نہیں ہے مگر واجب ہے۔ علماء نے ایک دم کا ذکر کیا ہے۔ صفا اور مروہ پر چڑھ کر مڑنا واجب ہے درمیان میں مڑنے یا چڑھنے سے پہلے مڑنے پر دم واجب ہوگا مگر یہ پہلے چار چکروں میں واجب ہے آخری میں واجب نہیں ہے ہر واجب کے ترک میں دم واجب ہوتا ہے اور اعادہ سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر عذر ہو دم واجب نہیں ہوتا۔

سعی کی سنتوں کا بیان: طواف اور سعی کے درمیان زیادہ وقفہ نہ کرنا، صفا اور مروہ پہاڑی کے آخر تک چڑھنا، سعی کے چکروں میں تسلسل، اگر زیادہ وقفہ ہو مثلاً ایک دن میں ایک چکر دوسرے دن ایک چکر یہ بھی جائز ہے مگر خلاف سنت ہے، ہر چکر کے دوران صفا سے مروہ تک طویل وقفہ نہ کرنا پانی وغیرہ پینے یا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سبز ستونوں کے درمیان ہلکا ہلکا دوڑنا، ستر عورت سعی میں سنت ہے یعنی ستر عورت ہر حالت میں فرض ہے مگر سعی کے اندر سعی کے لئے سنت ہے لہٰذا سعی میں ستر عورت کے ترک میں کوئی کفارہ واجب نہیں ہوگا مگر بلا عذر ستر عورت کرنے پر عظیم گناہ ہوگا اور پہلے گذر چکا ہے طواف کے لئے ستر عورت واجب ہے۔

- ترک سنت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا مگر ثواب بہت کم ملتا ہے۔

سعی کے مستحبات: سعی کے دوران دعائیں اور ذکر، بدن اور کپڑوں کی طہارت مستحب ہے، جنابت اور حیض اور نفاس اور بے وضو ہونے سے پاک ہونا مستحب ہے اگر کسی شخص نے بغیر وضو یا جنابت یا ناپاک کپڑوں کے ساتھ سعی کی تو سعی ادا ہو جائے گی مگر ترک مستحب کا گناہ ہوگا۔ آجکل مسعی مسجد کا حصہ ہے لہٰذا جنابت

کے ساتھ سعی یا حیض اور نفاس کے ساتھ سعی کرنے میں مسجد میں جنابت کے ساتھ داخل ہونے کا گناہ ہوگا مگر سعی ہو جائے گی، سعی کی نیت کرنا مستحب ہے۔ خشوع، صفااور مروہ پر کافی دیر قیام کرنا، صفااور مروہ پر ذکر کا تین مرتبہ تکرار، بغیر عذر چکر کے درمیان زیادہ وقفہ کرنے اور چکر موقوف کر دینے پر اس کو دوبارہ کرلینا مستحب ہے اگر چکروں کے دوران جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز جنازہ آجائے چکر کاٹ کر نماز ادا کرنا ضروری ہے پھر جس جگہ سے چکر چھوڑا تھا اسی جگہ سے شروع کرنا چاہئے۔ ایسی صورت میں اعادہ مستحب نہیں ہے۔ بوڑھے اور مریض لوگ وقفہ کریں بلکہ عذر کی وجہ سے ایک دن ایک چکر ادا کریں، بھی کوئی حرج نہیں ہے اور سعی کا ایام نحر میں ہونا بھی واجب نہیں ہے۔

- بھیڑ اور رش کی وجہ سے بعض لوگ پہلے دن دو ایک یا تین چکر کے بعد تھک جاتے ہیں یا سانس پھول جاتا ہے ان کے لئے اجازت ہے کہ وہ وقفہ وقفہ سے سعی کرلیں ان کے لئے ویل چیئر پر سعی کرنا جائز نہیں ہے اگر وقفوں وقفوں سے آدمی چل کر سعی کر سکتا ہے مگر اس نے ویل چیئر پر سعی کرلی ہے اس پر دم واجب ہے یہی حکم طواف کا ہے ایسی کمزوری کو عذر نہیں کہا جاتا بلکہ عیاشی کہا جاتا ہے۔ آجکل دولتمند اور بڑے سرمایہ کار لوگوں نے تماشہ برپا کیا ہوا ہے ہلکی سی تکلیف یا کمزوری میں ویل چیئر اور کرسی استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں یہی حال نماز کا ہے معمولی تکلیف میں لوگ قیام اور رکوع اور سجدے جو کہ فرض ہیں، کو چھوڑ کر کرسی پر اور اشاروں سے نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں لہٰذا لوگوں کو عبادتیں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)
- سعی سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لینا مستحب ہے۔ مستحب کے کرنے میں ثواب ہوتا ہے اور ترک میں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

سعی کے مباحات کا ذکر: ضرورت کے مطابق باہم دنیاوی گفتگو اور کلام، پانی پینا اور کوئی چیز بغیر طویل وقفہ کے کھالینا مباح ہے۔

سعی کے مکروہات: بغیر عذر کے ویل چیئر استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ سعی کے چکروں میں تفریق اور طویل وقفہ مکروہ تنزیہی ہے، خرید و فروخت، صفا اور مروہ کی پہاڑی کے اوپر نہ چڑھنا، سبز ستونوں کے درمیان دوڑنے کو ترک کرنا اور مختار زمانہ سے بہت زیادہ سعی کو مؤخر کرنا، ستر عورت کا ترک کرنا۔

- مکروہ تحریمی کے ارتکاب میں گناہ اور دم بھی واجب ہوتا ہے اور مکروہ تنزیہی کے ارتکاب میں ثواب کم ملتا ہے مگر کوئی کفارہ نہیں ہوتا۔

متفرق مسائل: اگر عمرہ کی سعی سے فارغ ہونے والا آدمی حج قران کے احرام میں ہے یا حج افراد والا آدمی افراد کے احرام میں ہے یا حج تمتع والا آدمی قربانی کا جانور اپنے ساتھ لایا ہے یا عمرہ کرنے سے پہلے اس نے اصالۃً یا وکالۃً قربانی کا جانور خرید کرلیا ہے وہ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران وقوفِ عرفات اور رمی حج کے افعال تک احرام میں ہوگا اس کے لئے وقت سے پہلے حلق اور قصر جائز نہیں ہے اور اسے احرام کے محظورات سے اجتناب کرنا ضروری ہے اسی دوران جب چاہے طواف کرتا رہے مگر نفلی طواف بغیر رمل اور اضطباع کے کرنا ہوں گے۔

- ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ہے۔
- مسجد حرام اور مسجد سے خارج تلبیہ پڑھتا رہے۔
- حج کے لئے اس وقت تک تلبیہ پڑھنا جائز ہے جب تک جمرہ عقبہ کی رمی نہ کرے اور عمرہ والے کے لئے طواف شروع ہونے تک تلبیہ پڑھنا جائز ہے بعد میں موقوف کردے۔
- حج تمتع والا آدمی ہدی ساتھ لانے کی وجہ سے حلال تو نہیں ہو سکتا مگر عمرہ کا

طواف شروع کرتے ہی تلبیہ ترک کردے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد پھر حج کے احرام کے ساتھ تلبیہ جمرہ عقبہ کی رمی شروع کرنے تک پڑھتا رہے پھر بند کردے۔

• آدمی کے لئے حج افراد کے احرام کے بعد عمرہ کرنا ممنوع ہے کیونکہ عمرہ کرنے کے لئے عمرہ کے احرام کو حج کے اعمال ادا کرنے سے پہلے حج کے احرام میں داخل کرنا پڑے گا اور یہ ممنوع ہے اگر محرم داخل کرے گا تو دم واجب ہوگا کیونکہ یہ طریقہ خلاف سنت ہے اس لئے عمرہ کے احرام کا ترک کرنا لازم ہوگا لہٰذا دم واجب ہوگا ترک عمرہ کا دم ہوگا یا کفارہ کا دم ہوگا۔ دوم عمرہ کے افعال کے بعد حلق یا قصر کروانا ہوتا ہے تو اس کے لئے یہ کروانا ممکن نہیں ہوگا کیونکہ موصوف حج کا احرام باندھ چکا ہے اگر موصوف حلق یا قصر نہیں کروائے اور عمرہ کو ترک نہ کرے پھر بھی وقوف شروع ہوتے ہی عمرہ کا احرام خود بخود ختم ہو جائے گا۔ مزید تفصیل دو احراموں کے جمع کرنے کے باب میں ذکر کی جائے گی۔

• اسی طرح قارن اور متمتع (جس کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہے) حج کے افعال ادا کرنے سے پہلے احرام سے خارج نہیں ہو سکتے اس لئے حج تک فارغ دنوں میں صرف طواف کرتے رہیں عمرہ نہیں کر سکتے، اگر کوئی شخص حج تمتع کر رہا ہے اور اس نے قربانی کا جانور ساتھ نہیں لایا یا انتظام نہیں کیا وہ عمرہ کا طواف شروع کرتے ہی تلبیہ منقطع کردے عمرہ کی سعی کے بعد حلال ہو جائے اور حج کے احرام سے پہلے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران وہ حلال کی طرح ہے احرام کی پابندیاں اس کے لئے نہیں ہیں اور اس دوران جتنے عمرے کرے کر سکتا ہے۔ شرح اللباب میں ہے "والظاهر انه يجوز له الاتيان بالعمرة حينئذ لانه غير ممنوع منها لكراهتها فى الازمنة المخصوصة و انما كرهت العمرة للمكى فى اشهر

الحج لان الغالب انه يحج فيبقى متمتعا سيئا" (شرح اللباب ملا علی ص ۲۰۱، دار الکتب العلمیہ بیروت) ترجمہ: ظاہر یہ ہے کہ وہ متمتع جس کے ساتھ ہدی نہیں ہے اور عمرہ کر کے حلال ہو گیا ہے اس کو اس وقت عمرے کرنا جائز ہے کیونکہ مخصوص زمانوں میں عمروں کی کراہت ہوتی ہے۔ ہاں مکی کے لئے اشہر حج میں عمرہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ مکی حج کرتا ہے پھر مکی متمتع گنہگار ہو جائے گا اور آفاقی جو حج کرنے کے لئے مکہ میں داخل ہوا وہ حقیقی مکی نہیں ہے اس کے لئے اشہر حج میں عمرے کرنا جائز ہے۔

• یہ جو مشہور ہے کہ حج تمتع والا حج سے پہلے عمرے نہیں کر سکتا یہ غلط ہے حقیقی مکی جس کا حج کا ارادہ ہو، اسے اشہر حج میں عمرہ کرنا مکروہ ہے البتہ کوئی آفاقی شخص مکہ میں مستقل رہائش کر لے اور کہے کہ آئندہ مکہ میں رہائش رہے گی یا مکہ میں شادی کر لے اور بیوی ہمیشہ مکہ میں رہنے والی ہو ایسا شخص حقیقی مکی کی طرح حج تمتع نہیں کر سکتا اگر اشہر حج میں عمرہ کرے گا تو مکی کے لئے تمتع لازم آنے کا امکان ہے اور یہ مکروہ تحریمی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے "ذَالِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" (الآیہ) یعنی حج تمتع اور قران ان لوگوں کے لئے ہے جو مسجد حرام کے حاضرین میں سے اس کے اہل اور عیال نہیں ہیں جب خود اللہ تعالی نے مکی اور حرمی کے لئے ارشاد فرمایا کہ تمتع اور قران ان کے لئے نہیں ہے اگر کوئی اس کی خلاف کرے گا اس پر لازم ہے کہ وہ کفارہ میں دم ادا کرے۔ معلوم ہوا آفاقی جو عمرہ سے فارغ ہو کر حج کی انتظار میں مکہ میں پندرہ دن سے کم یا زیادہ مقیم رہتے ہیں اور ان کا وطن واپس آنے کا ارادہ ہوتا ہے وہ عمرے کر سکتے ہیں وہ عمرہ کے حق میں مکی کی طرح نہیں ہیں اور اگر اشہر حج میں مکی حقیقی حج کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا وہ بھی عمرے کر سکتا ہے۔

• اس امر میں علماء کا اختلاف ہے کہ مکہ میں اقامت کے دوران عمروں کی کثرت افضل ہے یا صرف طواف کی کثرت؟ ملا علی قاری فرماتے ہیں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ طواف کو عمرہ پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ طواف مقصود بالذات ہے اور تنعیم والا عمرہ مقصود بالتبع ہے۔ دوم یہ کہ طواف تمام حالات میں مشروع ہے مگر عمرہ اس طرح نہیں ہے اور اس لئے بھی طواف کو فضیلت حاصل ہے کہ بعض علماء مالکیہ نے فرمایا سال میں ایک عمرہ سے زیادہ عمرے کرنا مکروہ ہے اور بعض فقہاء نے فرمایا عمرہ صرف وہ شخص کر سکتا ہے جو آفاقی ہو مکی حقیقی اور حکمی دونوں عمرہ نہیں کر سکتے اگرچہ یہ قول جمہور فقہاء کے قول کے خلاف ہے مگر عمرہ میں اختلاف ہونے کی وجہ سے طواف کی کثرت عمرہ کی کثرت سے افضل ہے کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ وہ علماء جو حقیقی مکی یا عارضی مکی کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ کو جائز نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں مکہ میں رہنے والے کسی آدمی کے لئے مکہ سے خارج حل جا کر تنعیم یا جعرانہ سے عمرہ کرنا جائز نہیں ہے۔

• وہ علماء ام المؤمنین حضرت عائشہ کے عمرہ کو حضرت عائشہ کے ساتھ خاص ہونے کا قول کرتے ہیں جیسا کہ صرف اسی سال بعض صحابہ کرام کے لئے جو اپنے ساتھ ہدی نہیں لائے تھے اور حج کا احرام باندھا تھا، آپ ﷺ نے حج کے احرام کو فسخ کر کے عمرہ میں بدل دینے کا حکم فرمایا تھا۔ اور صحابہ کرام نے عمرہ کی سعی کرنے کے بعد حلق کروالیا تھا اور حج کا احرام دوبارہ باندھا تھا۔ لہٰذا تنعیم سے عمرہ کرنا صرف حضرت عائشہ کے لئے تھا اس کی وجہ یہ تھی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ حیض کی وجہ سے حج سے پہلے عمرہ نہیں کر سکتی تھیں آپ ﷺ نے سیّدہ عائشہ کو فرمایا حلال ہو جاؤ اور حج کا احرام باندھ لو یعنی عمرہ ترک کر دو آپ ﷺ حج کے بعد جب واپس جانے لگے سیّدہ عائشہ نے عرض کیا "یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! ذَھَبَ کُلُّ

النَّاسِ بِحَجَّةٍ وَ عمرہ وَ اَنْ اَکُوْنَ مَحْرُوْمَۃً عَنِ الْاِعْتِمَارِ" (یارسول اللہ! سارے حج اور عمرہ کے ساتھ واپس جائیں گے مگر میں عمرہ سے محروم ہوں گی) تب آپ ﷺ نے آپ کے بھائی عبدالرحمٰن کو فرمایا: انہیں تنعیم سے عمرہ کروالو۔

- مگر جمہور علماء کا مذہب ہے کہ آفاقی جب مکہ میں مقیم ہوں اور وطن واپس آنے کا ارادہ ہو تنعیم سے عمرے کر سکتے ہیں اور اسی پر فتوی اور عمل ہے۔
- اگر حج تمتع والا آدمی عمرہ کے بعد آفاق یعنی مواقیت سے خارج چلا جائے مگر گھر نہ جائے جیسا کہ لوگ مدینہ منورہ حاضری کے لئے چلے جاتے ہیں واپسی پر صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ مکرمہ عمرہ کرکے حلال ہو جائے پھر آٹھ کو حج کا احرام باندھے اس کا حج تمتع باطل نہیں ہوگا اگر وہ شخص گھر واپس آگیا پھر اسی سال حج ادا کیا تو اس کا حج تمتع باطل ہو جائے گا اس پر تمتع کا دم واجب نہیں ہوگا اس کا حج افراد ہوگا اور اگر وہ شخص گھر نہ جائے مدینہ منورہ سے واپسی پر ذوالحلیفہ سے حج افراد کا احرام باندھے پھر بھی وہ متمتع ہوگا اور اس پر دم تمتع واجب ہوگا کیونکہ اشہر حج میں عمرہ اور حج کرنے والا اگر اصلی گھر واپس نہ آئے تو وہ متمتع ہوتا ہے اور اگر وہ شخص ذوالحلیفہ سے حج قران کا احرام باندھے گا اس کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک جب وہ شخص اپنے وطن واپس نہ آئے وہ مکی کے حکم میں ہوتا ہے اور مکی حج قران نہیں کر سکتا اگر کرے گا اس پر کفارہ کا دم واجب ہوگا۔ دم تشکر واجب نہیں ہوگا کیونکہ تشکر کا دم مسنون حج قران میں ہوتا ہے اور حج تمتع اس کے لئے اس لئے جائز ہے کہ وہ تا حال مسافر ہے اور آفاقی ہے گھر واپس نہیں آیا اور عمرہ سے حلال ہو چکا ہے اس کے لئے مناسب تھا کہ مواقیت سے خارج نہ جاتا مگر جانے پر کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضری دینے پر حج کے

مقبول ہونے کی زیادہ امید ہے بعض حضرات اشہر حج میں عمرہ کر کے حلال ہونے والے مدینہ منورہ سے واپسی پر حج افراد کا احرام باندھ لیتے ہیں تاکہ قربانی واجب نہ ہو یہ تصور غلط ہے کیونکہ پھر بھی یہ حج تمتع ہو گا اور قربانی واجب ہو گی۔ ہاں اگر اشہر حج میں عمرہ کر کے حلال ہو جانے والا شخص اپنے اصلی گھر جو اس کے وطن میں ہے، واپس آجائے اور دوبارہ حج افراد کی نیت کر کے حج کرے اس کا یہ حج افراد ہو گا اب قربانی واجب نہیں ہو گی۔ اگر اسی آفاقی شخص نے اصلی گھر واپس آکر حج قران کا احرام باندھا اس کے لئے بلا کراہت جائز ہے اور اس پر دم قران واجب ہو گا۔ مگر عمرہ کر کے مدینہ منورہ جانے والے یا طائف جانے والے واپسی پر حج قران کا احرام باندھیں گے تو گنہگار ہوں گے اور ان کا حج قران مکروہ ہو گا اور ان پر مکی کی طرح دم جبر واجب ہو گا دم تشکر واجب نہیں ہو گا۔ مجھے بعض دوستوں نے سن ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۰۱۰ء کے حج کے سلسلہ میں بتایا کہ محترم ڈاکٹر زبیر صاحب زید مجدہ نے اپنے ساتھ جانے والے عازمین حج کو مدینہ منورہ سے واپسی پر کہا کہ حج افراد کا احرام باندھ لیں تاکہ قربانی واجب نہ ہو میں نے فوراً کہا ڈاکٹر صاحب نہایت سمجھدار اور متعدد حج کرنے کی وجہ سے حج اور عمرہ کے مسائل سے واقف ہیں، وہ ایسا نہیں کہہ سکتے اور نہ وہ ایسا کریں گے تاہم میں نے مذکورہ مسائل تحریر کرتے وقت خود ڈاکٹر صاحب سے فون پر بات کی تو انہوں نے فرمایا: لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ میرے اوپر الزام ہے انہوں نے فرمایا دراصل حقیقت یہ ہے کہ ہم حج تمتع کے احرام کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے تھے وہاں ہماری رہائش جبل ثور کے قریب تھی جو کہ حرم سے بہت دور ہے ہم نے عمرہ کیا اور حلال ہو کر مدینہ منورہ چلے گئے واپسی پر تقریباً تین چار دن حج کے لئے منیٰ کی طرف روانگی کے بنتے تھے میں نے اپنے ساتھ جانے والے حاجیوں سے کہا اگر آپ مدینہ منورہ کے میقات بیر علی سے حج کا احرام باندھ

لیں تو بہتر ہے کیونکہ حج کے آخری دنوں میں بہت زیادہ رش ہوتا ہے اور ہماری رہائش حرم سے بہت دور ہے اگر حج کا احرام ہو گا تو عمرہ واجب نہیں ہو گا غار ثور کے قریب اپنی رہائش گاہ سے حج کے لئے روانگی ہو جائے گی لیکن پھر بھی یہ حج حج تمتع ہو گا اور قربانی واجب ہو گی۔ انہوں نے فرمایا مجھے اس مسئلہ کا علم تھا کہ اشہر حج میں عمرہ کے بعد مدینہ منورہ سے صرف حج کا احرام باندھنے سے حج افراد نہیں بنتا مگر میں نے خواتین اور ضعیف لوگوں کو مشقت سے بچانے کے لئے یہ تجویز دی تھی کچھ لوگوں نے عمل کیا اور دوسرے لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا میرے اوپر یہ الزام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (الحمد للہ! مجھے بھی اطمینان حاصل ہوا۔) مگر قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مذہب ہے اور صاحبین کے نزدیک اشہر حج میں عمرہ ادا کرنے والا اگر مواقیت سے خارج ہو کر واپس اسی سال حج کا احرام باندھ کر حج کرے تو اس کا حج افراد بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ لباب المناسک میں ہے "وَالرُّجُوْعُ إِلٰى دَاخِلِ الْمِيْقَاتِ بِمَنْزِلَةِ مَكَّةَ وَ إِلٰى خَارِجِهٖ أَيِ الرُّجُوْعُ إِلٰى خَارِجِ الْمِيْقَاتِ حَالَ كَوْنِهٖ غَيْرَ بَلَدِهٖ قِيْلَ هُوَ كَمَكَّةَ وَ قِيْلَ هُوَ كَمِصْرِهٖ أَيْ مِنَ الْآفَاقِ"۔ (ص:٣٠٠) آفاقی کا میقات کے داخل کی طرف رجوع ایسے ہے جیسے مکہ کی طرف ہے اور مکہ سے خارج یعنی میقات سے خارج رجوع جبکہ اس کا اپنا شہر نہ ہو بعض نے کہا وہ مکہ کی طرح ہے اور بعض نے کہا وہ اس کے اپنے شہر کی طرح ہے یعنی آفاق سے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

(محمد رفیق حسنی)

مکہ مکرمہ سے احرام کے واسطہ سے حاجی کے اقسام:

- مکہ مکرمہ سے احرام باندھنے والا آدمی اصلی مکی ہو گا یا آفاقی ہو گا یا میقاتی ہو گا اگر اصلی مکی ہے وہ حج افراد کا احرام مکہ مکرمہ سے باندھے گا اس کے لئے قران اور

تمتع مکروہ تحریمی ہیں ”وہ آفاقی جو عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ داخل ہوا تھا اور مکہ مکرمہ میں ٹھہرا ہوا تھا اس نے حج تمتع کرنا ہے اس لئے اس نے اشہر حج میں عمرہ ادا کیا ہے وہ بھی حج کا احرام باندھے گا اور وہ آفاقی جس نے اشہر حج سے پہلے عمرہ ادا کیا تھا پھر مکہ مکرمہ مقیم رہا اور حج کرنا چاہتا ہے مگر وہ آفاقی جو حج تمتع کرنا چاہتا ہے اور ہدی ساتھ لانے کی وجہ سے حلال نہیں ہوا تھا ان سب کے لئے مکی کا حکم ہے اس کے لئے صرف حج افراد کے احرام کی اجازت ہے قران کی اجازت نہیں مکہ مکرمہ سے حج کی نیت سے احرام میں داخل ہوں گے اس جزئیہ سے معلوم ہوا جو شخص ہدی کی وجہ سے حلال نہیں ہوا تھا وہ بھی نئے احرام میں داخل ہو گا۔ (ارشاد الساری)

- آفاقی جس نے میقات سے حج قران یا حج افراد کا احرام باندھا ہے۔ اس کے لئے نئے احرام کی ضرورت نہیں ہے اور میقاتی جو حرم سے خارج اور مواقیت کے اندر رہتا ہے اگر مکہ میں وہ کسی ذاتی کام کے لئے داخل ہوا تھا وہ مکی کی طرح ہے صرف حج کا احرام باندھے اور اگر اپنے گھر سے میقاتی حج کے لئے روانہ ہوا تھا تو اپنے گھر سے احرام باندھے۔

سعی کو طواف زیارت سے مقدم کرنے کا مسئلہ: مکی یا آفاقی جو مکی کے حکم میں ہے یعنی حج تمتع والا ہے اور حج کا احرام مکہ سے باندھ رہا ہے اگر چاہے تو حج کے احرام کے بعد نفلی طواف کرے کیونکہ اصلی مکی اور آفاقی حکماً مکی کے لئے طواف قدوم نہیں ہوتا یعنی مکروہ ہوتا ہے حج کے احرام کے ساتھ اس طواف میں اضطباع اور رمل اور دو رکعت نماز بھی ادا کرے اس کے بعد سعی کر لے اس آدمی کو طواف زیارت کے بعد سعی نہیں کرنا ہو گی لباب المناسک میں ہے "اِنْ اَرَادَ تَقْدِیْمَ السَّعْیِ عَلَی الطَّوَافِ الزِّیَارَۃِ یَتَنَفَّلُ بِطَوَافٍ بَعْدَ الْاِحْرَامِ بِالْحَجِّ لِیَصِحَّ سَعْیُہٗ وَیَضْطَبِعَ فِیْہِ وَیَرْمِلُ ثُمَّ یَسْعٰی بَعْدَہٗ الخ (ص ۲۰۷ لباب اور شرح)

اگر حاجی طواف زیارت سے پہلے سعی کرنا چاہتا ہے وہ حج کے احرام کے بعد تاکہ اس کی سعی صحیح ہو نفلی طواف کرے اور اس میں اضطباع اور رمل کرے پھر اس کے بعد سعی کرے اس عبادت سے واضح ہے کہ سعی کی صحت کے لئے نفلی طواف میں احرام کا ہونا شرط ہے اگر احرام نہیں ہوگا شرط کی نفی سے مشروط کی نفی ہوتی ہے تو اس کی سعی بھی نہیں ہوگی مگر نفس طواف معتبر ہوگا۔اس امر میں اختلاف ہے کہ سعی کی طواف زیارت سے تقدیم افضل ہے یا تاخیر افضل ہے۔راجح قول یہ ہے کہ طواف زیارت کے بعد سعی کرنا افضل ہے۔(لباب اور شرح)

منٰی میں جانے اور رہنے کے مسائل

- ❖ .... منٰی میں جانے اور رہنے کے مسائل
- ❖ .... منٰی مکہ میں داخل ہے یا خارج
- ❖ .... منٰی میں قیام

منیٰ میں جانے اور رہنے کے مسائل

لفظ منی تنوین کے ساتھ اور الف مقصورہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اگر منی کی تاویل موضع کے ساتھ کی جائے تو یہ منصرف ہے اور بقعہ کے ساتھ کی جائے علمت اور تانیث کی وجہ سے غیر منصرف ہے منی کا لغوی معنی کسی چیز کو نیچے گرانا ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے "امنی النطفة" نطفہ کو آدمی نے گرایا۔ منٰی میں چونکہ جانوروں کا خون گرایا جاتا ہے اس لئے اس جگہ کو منی کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے "مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰی" (النجم:۴۰۱) (نطفہ سے جب وہ منی گراتا ہے)۔

منٰی مکہ میں داخل ہے یا خارج: متقدمین اور متاخرین علماء کی کتب فقہ میں منٰی کو مکہ مکرمہ سے خارج الگ جگہ لکھا گیا ہے اور اس کی بنیاد پر نمازوں کے مسائل اور سفر اور اقامت کے مسائل کا ذکر کیا گیا ہے مگر آج ۲۰۱۱ عیسوی مطابق ۱۴۳۲ ہجری ہے، آج سے بیس پچیس سال پہلے مکہ مکرمہ کی آبادی منٰی تک بلکہ منٰی سے آگے تک بڑھ گئی تھی اس لئے بلدیہ مکہ کی انتظامیہ نے مکہ مکرمہ کی حدود میں منٰی کو بھی شامل کر لیا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں مسجد الحرام کے امام اور خطیب مولانا محمد بن عبداللہ سبیل صاحب، مولانا تقی عثمانی کے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

اَلسُّوَالُ الثَّانِیْ: فِی الْاَزْمِنَةِ السَّابِقَةِ کَانَ مِنٰی مَوْضَعًا مُسْتَقِلًّا وَ مَکَّةَ الْمُکَرَّمَةَ بَلْدَةً مُسْتَقِلَّةً وَمِنْ هٰهُنَا تَخْتَلِفُ فِیْهِمَا حُکْمُ السَّفَرِ وَ الْاِقَامَةِ وَ اَمَّا فِی الْعَصْرِ الرَّاهِنِ قَدْ نَشَأَ بَیْنَهُمَا کَمَالُ اِتِّصَالٍ وَ اقْتِرَابٍ حَسْبَ الْعِمْرَانِ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الزَّائِرِ فَالْمَسْئُوْلُ مِنْکُمْ اَنَّ حَکُوْمَتَکُمْ هَلْ تُعَامِلُ هٰذَیْنِ الْمَوْضَعَیْنِ مُعَامَلَةَ مَوْضَعٍ وَاحِدٍ وَ بَلْدَةٍ وَاحِدَةٍ الْیَوْمَ وَ مِنٰی یُعَدُّ مِنْ مَکَّةَ الْمُکَرَّمَةِ اَمْ لَا فَالرِّجَاءُ مِنْکُمْ اِیْضَاحُ هٰذَا الْاَمْرِ

كَمَالَ الْإِيْضَاحِ لِتَوَقُّفِ مَسْئَلَةِ نِيَّةِ الْإِقَامَةِ عَلَيْهِ.

• اَلْجَوَابُ الَّذِيْ يَظْهَرُ لَنَا اَنَّ مِنٰى اَصْبَحَتِ الْيَوْمَ جَزْءً مِنْ مَدِيْنَةِ مَكَّةَ بَعْدَ اَنِ اكْتَنَفَهَا بُنْيَانُ مَكَّةَ وَ تَجَاوَزَهَا اِلٰى حُدُوْدِ عَرَفَةَ وَ بِنَاءً عَلٰى هٰذَا فَاِنَّهَا قَدْ اَصْبَحَتِ الْيَوْمَ مِنْ اَحْيَاءِ مَدِيْنَةِ مَكَّةَ فَلَا يُعَدُّ الذَّاهِبُ اِلَيْهَا مِنْ مَكَّةَ مُسَافِرًا وَ بِنَاءً عَلَيْهِ فَلَا يَجُوْزُ لِلْحَاجِّ اَنْ يَقْصُرَ وَ لَا اَنْ يَجْمَعَ بِهَا عَلٰى قَوْلِ مَنْ يَقُوْلُ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ الْعِلَّةَ فِي الْقَصْرِ بِمِنٰى اِنَّمَا هُوَ مِنْ اَجْلِ السَّفْرِ لِاَنَّ الذَّاهِبَ اِلٰى مِنٰى لَمْ يَخْرُجْ اِلٰى حُدُوْدِ مَكَّةَ وَ اَمَّا مَنْ قَالَ بِاَنَّ الْقَصْرَ اِنَّمَا هُوَ نُسُكٌ كَمَا هُوَ مَذْهَبُ الْمَالِكِيَّةِ فَلَا يَخْفٰى عَلٰى فَضِيْلَتِكُمْ اَنَّ الْحُكْمَ ثَابِتٌ. وَ سُوَالُكُمْ هَلِ الْحُكُوْمَةُ السَّعُوْدِيَّةُ تُعَامِلُ هٰذَيْنِ الْمَوْضَعَيْنِ مُعَامَلَةً وَاحِدَةً وَ بَلْدَةً وَاحِدَةً الْيَوْمَ؟ فَالْجَوَابُ اَنَّ حَكُوْمَةَ الْمُمْلَكَةِ الْعَرَبِيَّةِ السَّعُوْدِيَّةِ تَعِدُّ مِنٰى مِنْ مَكَّةَ عَلٰى اِعْتَبَارِ اَنَّهَا حَيٌّ مِنْ اَحْيَاءِهَا اِلَّا اَنَّ الْحَكُوْمَةَ لَا تَمْنَعُ الْبِنَاءَ فِيْهَا اِلَّا لِمَصْلِحَةٍ عَامَةٍ لِاَنَّهُ لَا يَجُوْزُ اَنْ يَتَمَلَّكَ وَ لَا يَخْتَصَّ بِشَيْءٍ مِنْ مِنٰى وَ لَا غَيْرِهَا مِنَ الْمَشَاعِرِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ مِنٰى مَنَاخُ مَنْ سَبَقَ. (محمد بن عبد الله السبيل)

• ترجمہ: آپ کا دوسرا سوال یہ کہ سابقہ زمانوں میں منی ایک مستقل جگہ تھی اور مکۃ المکرمہ مستقل شہر اور اسی وجہ سے ان میں سفر اور اقامت کے مسائل مختلف ہوتے تھے لیکن موجودہ زمانہ میں دونوں کے درمیان کمال اتصال اور اقتراب آبادی کے حوالے سے پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ زائر پر مخفی نہیں ہے آپ سے ہمارا سوال یہ ہے آپ کی حکومت ان دونوں جگہوں کے ساتھ ایک جگہ کا معاملہ کرتی ہے اور آج کل دونوں کو ایک شہر کا معاملہ کرتی ہے منی کو مکہ مکرمہ کا جزء شمار کرتی ہے یا نہ آپ سے کامل وضاحت کی درخواست ہے کہ اقامت کی نیت کا مسئلہ

اس پر موقوف ہے؟

• جواب: ہمارے لئے جو ظاہر ہے وہ یہ کہ منی آج مکہ مکرمہ کے شہر کا جزء ہوگیا ہے اس کے بعد کہ منی کو مکہ مکرمہ کی عمارتوں نے گھیر لیا ہے اور عمارتیں منٰی سے تجاوز کر کے حدود عرفہ تک پہنچ گئیں میں اس بنیاد پر بے شک منی آج مکہ مکرمہ کے محلوں میں سے ایک محلہ ہوگیا ہے مکہ سے منی جانے والے کو مسافر شمار نہیں کیا جاتا اس بنیاد پر حاجی کے لئے جائز نہیں ہے کہ منی میں قصر کرے اور نہ اس کے لئے (سفر کی بنیاد پر) عرفات میں نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔ اس قول پر کہ علماء فرماتے ہیں منی میں قصر کی وجہ سفر کا ہونا ہے کیونکہ منی جانے والا مکہ کی حدود سے نہیں نکلا اور ان علماء کے قول پر کہ منٰی میں قصر ایک مستقل عبادت ہے جیسے مالکیوں کا مذہب ہے، آپ پر مخفی نہیں ہے کہ حکم ثابت ہے اور تمہارا سوال کہ کیا سعودی حکومت ان دونوں کے ساتھ ایک معاملہ یا ایک شہر کا معاملہ کرتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سعودی حکومت منی کو مکہ کا حصہ شمار کرتی ہے اس اعتبار سے کہ منٰی مکہ مکرمہ کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے مگر حکومت منٰی میں عمارتیں بنانے سے منع نہیں کرتی مگر مصلحت عامہ کے لئے یعنی منع کرتی ہے کیونکہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ منٰی کا مالک ہو اور منٰی اور دیگر مشاعر سے کسی چیز کے ساتھ مختص ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ کا قول ہے منٰی پر اس شخص کے لئے بیٹھنے کا مقام ہے جس نے سبقت کی۔

• اعتراض: مالکیوں کا مذہب یہ نہیں کہ قصر نسک اور عبادت ہے بلکہ ان کا مذہب یہ ہے کہ نمازوں کو جمع کرنا نسک ہے سفر کے ساتھ خاص نہیں غیر مسافر بھی عرفہ میں نمازیں جمع کر سکتا ہے۔ (شرح ملا علی قاری)

• اس تحریر سے معلوم ہوا آجکل منٰی مکہ مکرمہ میں داخل ہے جو شخص منٰی اور

مکہ میں پندرہ دن یا زائد قیام کرے گا وہ مقیم ہو گا اس کے لئے نمازوں میں قصر جائز نہیں ہو گی۔ مزید تفصیل آخر میں ذکر کی جائے گی۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

منیٰ میں قیام: آٹھ اور نو کی درمیانی رات منیٰ میں جا کر رات گذارنا اور رہنا سنت ہے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور نو کی صبح کی نماز منیٰ میں ادا کی جائیں۔ اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ یا عرفات یا کسی دوسری جگہ پر رات کو رہتا ہے صبح منیٰ سے گذرتے ہوئے یا کسی دوسرے راستہ سے عرفات پہنچتا ہے اس میں کوئی کفارہ نہیں ہے اگر عذر کی وجہ سے ہے تو کوئی حرج نہیں اور بلا عذر مکروہ تنزیہی ہے اور خلاف اولیٰ ہے کیونکہ سنت غیر مؤکدہ مستحب کے معنی میں ہوتی ہے اور اس کے ترک میں اساءت ہوتا ہے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

- آٹھ ذی الحج کو مکہ سے منیٰ پہنچنا بھی سنت غیر مؤکدہ ہے آٹھ ذی الحج کو یوم الترویہ کہا جاتا ہے ترویہ کا معنی پانی پلانا ہے چونکہ حجاج آٹھ ذی الحج کو اونٹوں پر عرفات کی طرف روانگی کے لئے تیاری کرتے تھے اونٹوں کو پانی پلاتے تھے اس وجہ سے اس کو ترویہ کا دن کہا جاتا ہے۔
- موجودہ ایام میں حجاج کرام کی تعداد تقریباً پینتیس چالیس لاکھ تک پہنچ گئی ہے اور منیٰ تنگ ہو گیا ہے چنانچہ لاکھوں حاجیوں کے خیمے مزدلفہ میں لگائے جاتے ہیں اور لوگ منیٰ کے ایام میں رات کو مزدلفہ میں رہتے ہیں اور مکہ مکرمہ کے مضافات سے آنے والے لوگوں کے لئے رہائش کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ مکہ میں ہوٹلوں اور خیموں کے کرایہ جات ان کی استطاعت میں نہیں ہوتے وہ لوگ مکہ کے مضافات میں یا عرفات میں آٹھ سے پہلے پہنچ جاتے ہیں اور مکی حضرات منیٰ کے ایام مکہ میں گذارتے ہیں اور افعال حج ادا کر کے واپس مکہ اپنے گھر آجاتے ہیں اور بعض ضرورتوں کی وجہ سے منیٰ یا مزدلفہ کے خیموں میں رہنے والے رات کو

مکہ میں آکر رہتے ہیں۔

• یہ سب صورتیں جائز ہیں بغیر عذر ایسا کرنے میں ثواب میں کمی آجائے گی مگر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور آج اعذار سے بڑا عذر رش اور بھیڑ ہے اس کا اندازہ اسی شخص کو ہے جو حج کرنے جاتا رہتا ہے اس لئے علماء کے لئے عوام کو آسان تر راستہ بتانے میں زیادہ ثواب ہوگا کہ اگر حج کے فرض اور واجبات پورے طریقے سے ادا ہوجائیں تو غنیمت ہے ۱۹۸۴ عیسوی میں ہم چار پانچ آدمی منٰی میں مقیم تھے دس ذی الحج کو قربانی کے بعد طواف زیارت کے لئے دوسرے دن صبح تہجد کی نماز کے بعد جانے کا پروگرام بنایا مگر ہمارے ساتھ ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک ادھیڑ عمر حاجی نے فرمایا میں تو سنت کے مطابق آج ہی طواف زیارت کروں گا گرمی کے دن تھے موصوف چلے گئے اور طواف کے دوران شدت پیاس اور بھیڑ کی وجہ سے نیچے گر گئے کچھ لوگوں نے انہیں اٹھالیا اور بچالیا اور زندہ بچ کر واپس آئے (کیونکہ رش میں گرجانے والے لوگ پیروں کے نیچے روندے جاتے تھے اور دوبارہ اٹھ نہیں سکتے تھے اور مرجاتے تھے، آئے دن ایسی خبریں آتی رہتی تھیں) تو کہنے لگے مفتی صاحب آپ صحیح کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کرم فرمائے دس کے دن سب لوگ خصوصاً مکہ مکرمہ مضافات اور عرب ریاستوں کے لوگ طواف زیارت کرکے واپس جانے کے لئے بے تاب ہوتے ہیں اس لئے دس کو طواف میں بہت زیادہ رش ہوجاتا ہے۔

• مکہ سے منٰی کے لئے روانگی کی کیفیت اور دیگر مسائل عنقریب کیفیات حج میں ذکر کئے جائیں گے۔

عرفات میں وقوف کا بیان

- ❖ .... وقوف کی شرائط
- ❖ .... عرفات میں وقوف کی سنتیں
- ❖ .... وقوف کے مستحبات
- ❖ .... عرفات کے وقوف کے لئے مکروہات
- ❖ .... عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کرنے کا بیان
- ❖ .... سفر کے حوالہ سے نمازوں کا بیان

عرفات میں وقوف کا بیان

عرفات میں وقوف حج کا اہم رکن ہے اگر عرفات کا وقوف فوت ہو جائے حج فوت ہو جاتا ہے۔ وقوف کا فرض مقدار صرف ایک ساعت ہے مگر جب وقوف کے وقت میں ہو اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال سے لے کر دس کی رات صبح صادق تک ہوتا ہے اس وقت میں اگر کسی محرم کو قصداً یا خطاءً، اختیار کے ساتھ یا جبر کے ساتھ، علم کے ساتھ یا بغیر علم، عقل کے ساتھ یا بغیر عقل کے، بیداری میں یا نیند میں ایک ساعت وقوف حاصل ہو گیا اس کا حج ہو گیا بلکہ اس وقت میں چلتے ہوئے میدان عرفات سے گذرنے والے محرم کا حج بھی ہو جاتا ہے اور وقوف کا واجب مقدار زوال کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک ہے۔ (لباب المناسک)

وقوف کی شرائط: وقوف کی پانچ شرطیں ہیں: پہلی شرط اسلام ہے لہٰذا کافر کا وقوف صحیح نہیں ہے۔ دوم حج کا احرام جبکہ حج صحیح کا احرام ہو فاسد کا نہ ہو اور وقوف کے وقت میں ہو پہلے اور بعد میں نہ ہو۔ لہٰذا بغیر احرام کے وقوف سے، وقوف حاصل نہیں ہو گا اور احرام کے ساتھ وقوف کیا گیا مگر فقط عمرہ کے احرام کے ساتھ وقوف کیا گیا، وقوف حاصل نہیں ہو گا اور فوت شدہ حج یا فاسد حج کے احرام سے وقوف حاصل نہیں ہو گا اور وقت سے پہلے اور وقت کے بعد وقوف صحیح نہیں ہو گا۔

- فاسد حج سے مراد یہ ہے کہ محرم نے وقوف سے پہلے جماع کرنے سے حج کو فاسد کر دیا اس کے بعد اس کا وقوف احرام کی طرح صحیح نہیں ہو گا اگرچہ اس شخص پر لازم ہے کہ وقوف اور بقیہ افعال حج ادا کرے اور فاسد، حج اگلے سال قضا کرے

یعنی حج کا فاسد کرنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے پھر دوبارہ پڑھ لی جاتی ہے یہ کہ مفسد الحج نئے احرام کے ساتھ نئے حج کا احرام باندھ کر اسی سال دوبارہ حج کر لے ایسا نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اسے پہلے احرام فاسد کے ساتھ فاسد حج کے تمام افعال کرنا لازم ہوتا ہے دوسرا حج اسی سال نہیں کر سکتا۔ (ملا علی قاری)

• ''اور فوت شدہ حج کا احرام نہ ہو'' کا مفہوم یہ ہے کہ حج کا وقت گذر جانے کے بعد فوت شدہ حج کے احرام سے عمرہ کے افعال سے خروج ہو گا مگر جب وقوف کا وقت ہی نہیں رہا تو وقوف کیسے صحیح ہو گا البتہ احرام سے خروج عمرہ کے افعال سے ہو گا البتہ فائت الحج اگلے سال فوت شدہ حج کا نیا احرام باندھے گا اس کا احرام صحیح ہو گا اور اس کا وقوف بھی صحیح ہو گا۔

• وقوف عرفات کی تیسری شرط: عرفات کا میدان۔ اگر کسی شخص نے عرفات کی حدود سے خارج قصداً یا خطاءً، جہلاً یا نسیاناً وقوف کیا اس کا وقوف جائز نہیں اور وادی عرنہ عرفات کی حدود سے خارج ہے لہٰذا وادی عرنہ میں وقوف بھی جائز نہیں۔ مسجد نمرہ جس میں حج کا خطبہ دیا جاتا ہے اس کا اگلا حصہ وادی عرنہ میں ہے وہاں بورڈوں پر تحریر بھی ہوتا ہے اور نشانات لگے ہوتے ہیں کہ یہ وادی عرنہ ہے اگر کسی نے وہاں وقوف کیا جائز نہیں ہو گا۔

• عرفات مسجد حرام سے بائیس کلو میٹر دور ہے عرفات کا ایریا تقریباً ایک سو چار مربع کلو میٹر پر پھیلا ہوا ہے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وادی عرنہ کے قریب عرفات کی حدود میں خیمہ نصب فرمایا تھا اور اس میں قیام فرمایا تھا وہاں سے قریب ایک پہاڑی کا نام نمرہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ کی جگہ کی مناسبت سے مسجد نمرہ بنا دی گئی تھی پھر اس میں قبلہ کی جانب توسیع میں آدھی مسجد وادی عرنہ میں قائم کر دی گئی حالانکہ صحیح روایت کے مطابق وادی عرنہ جیسے عرفات کا حصہ نہیں اسی

طرح حرم کا بھی حصہ نہیں ہے مگر مسجد کا حصہ ہونے کی وجہ سے امام اور نمازیوں کی اکثر صفیں وادی عرنہ میں قائم کی جاتی ہیں مسجد میں عرفات کی حدود واضح کرنے کے لئے سبز قسم کی لائنیں اور بورڈ وغیرہ لگادئے جاتے ہیں تاکہ حجاج کرام کا وقوف وادی عرنہ میں نہ ہو اسی وادی عرنہ میں صحابہ کرام کو اہل عرینہ نے بے دردی سے قتل کردیا تھا اسی لئے وادی عرنہ کو عرفات سے خارج کردیا گیا۔

(ابو محمد عبدالمالک)

• بعض ٹور آپریٹر حضرات سے سنا ہے کہ اب حجاج کرام کے لئے عرفات کی آخری حدود تک خیمے نصب ہوتے ہیں اور سارا عرفات وقوف کی جگہ ہے لیکن معلوم نہیں جب کچھ عرصہ بعد کروڑوں لوگ حج کے لئے جائیں گے ان کے لئے علماء کا کیا فتوی ہو گا کیا مساجد کی طرح منٰی اور عرفات اور مزدلفہ کی حدود میں ضرورت کے مطابق اضافہ جائز ہو گا یا نہ ؟واللہ تعالیٰ اعلم۔(محمد رفیق حسنی)

• وقوف عرفات کی چوتھی شرط۔ وقوف کی چوتھی شرط یہ ہے کہ وقوف کے وقت کی ابتداء عرفہ کے دن زوال سے ہو اور آخری وقت یوم النحر دسویں ذی الحج کی صبح صادق تک ہے امام احمد بن حنبل کے نزدیک عرفہ کے دن صبح سے وقوف شروع ہو سکتا ہے۔

• پانچویں شرط۔ وقوف کی پانچویں شرط یہ ہے کہ عرفات میں وقوف اپنے وقت میں ہو اگرچہ ایک لحظہ ہو، نیت ہو یا وقوف کی نیت نہ ہو بشرطیکہ حج کے احرام کے ساتھ وقوف ہو علم ہو کہ یہ عرفات ہے یا علم نہ ہو، نیند میں ہو یا بیداری میں، اغماء اور جنون کے ساتھ ہو یا ہوش اور عقل کے ساتھ ہو، نشہ کی حالت ہو یا غیر نشہ کی حالت ہو، عرفات سے جلدی سے گزرتے ہوئے ہو یا ٹھہرنے کے ساتھ ہو بغیر اکراہ ہو یا اکراہ اور جبر کے ساتھ ہو، جنابت اور حیض اور نفاس کے

ساتھ ہو یا طہارت کے ساتھ ہو بے لباس ہو یا لباس کے ساتھ ہو، زوال کے بعد دن میں ہو یا رات میں مگر صبح صادق سے پہلے ہو، ہر صورت میں وقوف کے حصول سے حج ادا ہو جائے گا۔

• اور وقوف کا مقدار جو واجب ہے وہ یہ کہ زوال کے بعد جب بھی محرم عرفات میں پہنچے اس کے بعد غروب تک وقوف رہے حتی کہ سورج کے غروب کے بعد رات کا قلیل حصہ بھی وقوف میں شامل ہو۔ آج کل لوگ عرفات کی آخری حد کے کنارے سورج کے غروب ہونے کو دیکھتے رہتے ہیں، جوں ہی سورج غروب ہونے والا ہوتا ہے فوراً عرفات سے نکل کر مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں، اگر ان لوگوں کا وقوف رات کے حصہ سورج کے غروب کے بعد عرفات میں واقع نہیں ہوا تو ان پر دم واجب ہوگا۔ لباب المناسک میں ہے "وَوُقُوْفُ جُزْءٍ مِنَ اللَّيْلِ" اور رات کے ایک جز میں وقوف بھی واجب ہے۔

• وقوف زوال کے بعد شروع کرنے کا معین وقت نہیں ہے مگر شرط یہ ہے کہ جب وقوف شروع کیا جائے وقوف غروب آفتاب تک ممتد ہو۔ شرح اللباب میں ہے "وَالْاَوْلٰی اَنْ يُقَالَ مَدُّ الْوُقُوْفِ بَعْدَ تَحَقُّقِهٖ مُطْلَقًا اِلَى الْغُرُوْبِ الخ" اولی یہ ہے کہ کہا جاتا وقوف کے وجود کے بعد وقوف کو مطلقاً بغیر تعیین وقت غروب تک لمبا کرنا۔ (لباب اور شرح ۲۲۷)

• پھر مصنف کے قول کا جو کبیر میں ہے، رد کرتے ہوئے ملا علی قاری نے فرمایا: "وَاِمَّا اِنْ وَقَفَ بَعْدُ فَمِنْ حِيْنَ وَقَفَ يَجِبُ الْاِمْتِدَادُ" اور اگر زوال کے بعد وقوف کیا پس وقوف کا غروب تک امتداد واجب ہے۔

• اگر کوئی شخص عرفات میں رات کو غروب آفتاب کے بعد پہنچا اس کے لئے وقوف کو لمبا کرنا واجب نہیں ہے اس نے صرف ایک ساعت یا عرفات میں چلتے

ہوئے وقوف حاصل کیا فرض اور واجب ادا ہو گیا اس پر کوئی دم لازم نہیں ہے۔
(شرح اللباب لملا علی قاری، ص: ۲۲۷)

عرفات میں وقوف کی سنتیں: غسل کرنا، مسجد نمرہ میں خطبہ، خطبہ کا زوال کے بعد اور نماز سے پہلے ہونا، عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کرنا سنت ہے، نماز کے بعد وقوف کی طرف بغیر تاخیر متوجہ ہونا، عرفات سے امام کے خروج کے بعد خروج، غروب کے بعد وقوف کر کے فوراً روانہ ہو جانا۔

وقوف کے مستحبات: تلبیہ کا کثرت سے تکرار کرنا، دعا، ذکر، استغفار، مسکنہ اور احتیاجی کا اظہار، خشوع اور خضوع یعنی دل میں خوف اور اعضاء پر خوف کی کیفیت۔ امام کے قریب وقوف کرنا، قبلہ کی طرف منہ کرنا، زوال سے پہلے وقوف کے لئے تیاری کرنا، وقوف کی نیت، دعا میں ہاتھوں کو اٹھانا، ہر دعا میں تین بار تکرار، دعا کی ابتداء اور اختتام درود اور ثنا سے کرنا، ظاہری اور باطنی طہارت، اگر مشقت اور ضعف کا خوف نہ ہو تو، روزہ رکھنا، قابل برداشت دھوپ میں کھڑے ہونا، مخاصمہ و مجادلہ کا ترک کرنا اور اعمال خیر کی کثرت، لوگوں کو کھانا کھلانا پانی پلانا صدقہ کرنا۔

عرفات کے وقوف کے لئے مکروہات: راستہ پر یا روڈ پر وقوف کرنا، زوال سے پہلے خطبہ، غفلت کے ساتھ وقوف کرنا، غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کے لئے زیادہ تاخیر سے روانہ ہونا، چلنے میں بہت تیز چلنا جب کہ لوگوں کے ایذاء کا باعث ہو۔

عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کرنے کا بیان: عرفات میں نو ذی الحج عرفہ کے دن عصر کو ظہر کے وقت میں مقدم کر کے دونوں نمازوں کے فرضوں کو جمع کر کے پڑھنا سنت ہے یا مستحب ہے، واجب یا فرض نہیں ہے۔ احناف کے

نزدیک جمع کے جواز کے لئے بھی چھ شرطیں ہیں: اول یہ کہ ظہر اور عصر نماز پڑھنے سے پہلے حج کا احرام موجود ہو لہٰذا اگر کوئی شخص دونوں نمازیں پڑھتے وقت حج کے احرام سے خالی ہے، اس پر فرض ہے کہ عصر کی نماز عصر کے وقت میں پڑھے۔

• مثلاً ایک شخص نے بغیر احرام ظہر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی پھر حج کا احرام باندھ لیا اس کے لئے عصر کی نماز کو وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہیں ہے اسی طرح جس شخص کا دونوں نمازوں کے وقت احرام نہیں ہے وہ بھی جمع نہیں کر سکتا۔ اگر کسی شخص نے عمرہ کے احرام میں ظہر کی نماز پڑھی پھر حج کا احرام باندھا، امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہ بھی نمازوں کو جمع نہیں کر سکتا اور اگر دونوں نمازوں میں عمرہ کا احرام ہو پھر بھی جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ (لباب) دوسری شرط کہ ظہر کو عصر پر مقدم پڑھا جائے عصر کی تقدیم ظہر پر جائز نہیں ہے مثلاً امام بھول گیا عصر کی نماز پہلے پڑھ لی پھر یاد آیا دونوں نمازوں کا اعادہ فرض ہے۔ تیسری شرط: جمع بین الصلاتین کے لئے تیسری شرط یہ ہے عرفہ کا دن ہو اور زوال کے بعد اور عصر کے وقت سے پہلے نمازیں پڑھی جائیں اگر عرفہ کا دن نہیں یا زوال کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جائے تو جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ (لباب)

• چوتھی شرط: مکان یہ کہ جمع کرنا تب جائز ہے کہ عرفات یا عرفات سے خارج عرفات کے قریب نمازیں ادا کی جائیں جمع کرنے کی شرط یہ نہیں ہے کہ عرفات کے اندر نمازیں ادا کرنا ضروری ہے بلکہ عرفات سے خارج بھی جمع کی جا سکتی ہیں چنانچہ مسجد نمرہ کا اگلا حصہ (تقریباً آدھی مسجد) عرفات سے خارج ہے اور امام اور آدھی صفیں عرفات سے خارج وادی عرنہ میں پڑھی جاتی ہیں لیکن وقوف مسجد کے اگلے حصہ میں جائز نہیں ہے اور نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔

- پانچویں شرط: جمع کرنے کے جواز کی پانچویں شرط یہ ہے کہ دونوں نمازیں مسجد نمرہ کے امام کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ ادا کی جائیں لیکن یہ شرط امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہے صاحبین کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے اگر محرم نے ظہر کی نماز الگ پڑھی اور عصر کی نماز جماعت کے ساتھ یا بالعکس یا دونوں نمازیں بغیر جماعت کے پڑھیں اس کے لئے عصر ظہر کے وقت میں پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر مسجد نمرہ کے امام جو کہ حج کا امام ہوتا ہے اس کے یا اس کے نائب کے پیچھے نماز نہیں پڑھی کسی دوسرے امام کے ساتھ جماعت میں نمازیں پڑھیں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔
- چھٹی شرط: جمع کرنے کی چھٹی شرط یہ ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز امیر الحج سلطان یا اس کا ماذون امام پڑھائے اگر (حکومت) کے اذن کے بغیر کسی دوسرے امام نے نمازیں پڑھائیں تو عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھنا جائز نہیں ہے مگر صاحبین کے نزدیک جائز ہے جیسا کہ منفرد کے لئے جمع کرنا جائز ہے صاحبین کے نزدیک جماعت اور حکومت کی جانب سے مقرر کردہ امام شرط نہیں ہے۔
- اگر ظہر کی نماز اور عصر کی نماز کی ایک ایک رکعت جماعت کے ساتھ مل جائے پھر بھی جمع کرنا جائز ہے مثلاً ایک آدمی ظہر کی آخری رکعت میں شریک ہوا سلام کے بعد اس نے پہلی رکعت ادا کی اور امام عصر کی دوسری رکعت میں پہنچ گیا اس نے بھی دوسری رکعت میں شرکت کی اس کے لئے عصر اور ظہر کو جمع کرنا جائز ہے۔
- اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ حج کا امام حکومت کی طرف سے نہ ہو سکے جیسے بغاوت اور جنگوں کے ادوار میں ہوتا ہے لوگوں نے کسی کو امام نامزد کر دیا اور اس نے نمازیں پڑھائیں ان کے لئے جمع کرنا جائز ہے۔ (لباب)

• عرفات میں جمع صلاتین ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں جمع صلاتین مغرب اور عشاء اعمال حج سے حج کا ایک عمل اور عبادت ہے اس کا سفر کے ساتھ تعلق نہیں ہے لہٰذا مکی، میقاتی، عرفاتی اور آفاقی مسافر اور مقیم جنہوں نے حج کا احرام باندھا ہے، سب کے لئے نمازوں کو جمع کر کے ایک وقت میں ادا کرنا سنت ہے۔

(حاشیہ ہدایۃ السالک)

• آجکل پینتیس چالیس لاکھ لوگ عرفات میں جمع ہوتے ہیں حکومت کی طرف سے مسجد نمرہ کے امام کے ساتھ نماز پڑھنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ مناسب ہے کہ اپنے خیموں میں کسی امام کے ساتھ ظہر اور عصر اپنے اپنے وقت میں پڑھ لی جائیں اگر منفرد جمع کرلے یا امام الخیمہ دونوں نمازیں جمع کر کے پڑھائے تو یہ بھی صاحبین کے نزدیک جائز ہے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک جائز نہیں اور فتوی امام صاحب کے قول پر ہے۔ (شرح اللباب)

• آجکل بہتر ہے کہ ہر نماز اپنے وقت میں ادا کی جائے کیونکہ جمع کرنا فرض یا واجب نہیں اور رش اور راستے بھٹک جانے کے خوف کی وجہ سے ترک سنت میں کوئی حرج نہیں ہے نیز مسجد تک عرفات کی اطراف سے طویل سفر کرنا پڑتا ہے آنے اور جانے میں وقوف کا غروب تک مقدار جو نمازوں کے جمع کرنے سے مقصود تھا وہ فوت ہو جائے گا لہٰذا امام الخیمہ کے ساتھ ہر نماز اپنے وقت میں ادا کی جائے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

سفر کے حوالہ سے نمازوں کا بیان:

• ۱۹۲۶عیسوی سے آج سن ۲۰۱۱ء تک حجاز مقدس اور مکہ اور مدینہ پر آل سعود کی حکومت قائم ہے یہ فقہ حنبلی کے مطابق عمل کرتے ہیں منی اور عرفات اور مزدلفہ میں نماز کی قصر یا پوری نماز پڑھنے کے سلسلہ میں زمانہ قدیم سے اختلاف

چل رہا ہے۔ مالکی علماء کے نزدیک منی اور عرفات اور مزدلفہ میں نمازوں میں قصر حج کے اعمال اور عبادتوں میں سے خلاف قیاس ایک عمل اور عبادت ہے جیسا کہ عرفات اور مزدلفہ میں نمازوں کا جمع کرنا حج کا ایک عمل ہے۔ مالکی علماء فرماتے ہیں ان مواضع میں نمازوں میں قصر کی وجہ سفر نہیں بلکہ حج ہے لہٰذا منی اور عرفات اور مزدلفہ میں مسافر آفاقی، اصلی مکی یا مکہ میں مقیم جس نے حج کا احرام باندھا ہے، وہ قصر کرے گا جیسا کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے ان مقامات پر قصر فرمایا تھا مگر ائمہ ثلاثہ امام احمد بن حنبل اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک منی اور عرفات اور مزدلفہ میں قصر کا تعلق سفر کے ساتھ ہے اگر حاجی مسافر ہے تو قصر کرے گا اور مکی ہے یا مکہ میں مقیم تھا وہ پوری نماز پڑھے گا۔ نمازوں کا قصر حج کے مناسک اور اعمال سے نہیں ہے۔ دوسرا امر جو باعث اختلاف رہا وہ یہ تھا کہ مکہ الگ شہر ہے اور منیٰ الگ بستی ہے اگر کسی شخص نے دونوں جگہ قیام کی نیت کی یا مکہ مکرمہ میں آٹھ ذی الحج منیٰ کے لئے خروج تک قیام کی مدت شرعی پندرہ دن جیسا کہ حنفی مذہب ہے اور چار دن جیسے دوسرے ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے، نہیں بنتی۔ وہ حاجی منی اور عرفات اور مزدلفہ میں مسافر ہے اسے قصر کرنا واجب ہے جیسا کہ احناف کا مذہب ہے اور یا قصر کرنا رخصت ہے جیسا کہ دوسرے ائمہ کا مذہب ہے۔

• اہل علم پر واضح ہے کہ مسافر کے لئے قیام کی مدت جس سے مسافر کے احکام مقیم والے ہو جاتے ہیں اس میں ائمہ کا اختلاف ہے احناف کے نزدیک پندرہ دن کسی آباد جگہ قیام کی نیت کرنے سے انسان مقیم ہو جاتا ہے اور اس کے لئے وہ جگہ وطن اقامت کہلاتی ہے اور وطن اقامت شرعی سفر سے ختم ہو جاتا ہے لہٰذا جس شخص نے مسلسل بغیر شرعی سفر کے مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ پندرہ دن یا زائد قیام کیا وہ مقیم ہے اسے پوری نماز پڑھنی ہو گی اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قیام کی مدت چار

دن یعنی بیس نمازیں ہیں جس شخص کا قیام مکہ یا مدینہ میں چار دن ہو گا وہ مقیم ہو گا اسے پوری نماز پڑھنا ہو گی ان بنیادی اور اصولی اختلافات کی وجہ سے احکام اور فروعات میں اختلافات واقع ہوتے رہے۔ مگر اب کچھ اختلاف کم ہوئے ہیں کہ مکہ مکرمہ کی آبادی اور تعمیرات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ منٰی اور مزدلفہ مکہ مکرمہ کی رہائشی عمارتوں اور مکانوں کے درمیان آگیا ہے اور منٰی اور مزدلفہ مکہ مکرمہ کا ایک محلہ بن چکا ہے اور منٰی اور مزدلفہ بلدیہ مکہ کا جزء بن چکا ہے چنانچہ ہم اس سلسلہ میں امام کعبہ کی طرف سے ایک وضاحتی بیان تحریر کر چکے ہیں جو کہ انہوں نے دس پندرہ سال پہلے تحریر کیا تھا اور لکھا تھا کہ منٰی مکہ مکرمہ کا ایک جزء اور محلہ ہو گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں مالکی علماء کا قصر کے حوالہ سے ڈاکٹر نورالدین دمشقی نے ''ہدایۃ السالک الی المذاہب الاربعہ فی المسالک'' مصنفہ امام عزبن جماعہ کنانی متوفی ۷۶۷ ہجری کے حاشیہ مین مالکی علماء کا رد لکھا ہے جس میں انہوں نے بھی تحریر فرمایا ہے منٰی اور مزدلفہ اس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہو چکے ہیں مکہ مکرمہ سے خارج نہیں ہیں لہٰذا جو احکام مکہ والوں کے ہیں وہی احکام منٰی اور مزدلفہ والوں کے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: "ان مكة قد اتسعت و اتصل بنيانها بمنىٰ فلا يسمى الخروج اليها سفرا فان منىٰ متصلة بمكة و داخلة فى حدود ارض الحرم مكة فلم يبق للحجاج المكيين رخصة فى القصر فى أيِّ مذهب حتى مذهب المالكية و ابن تيميه فلا ندرى لماذا يقصر بعض المكيين الحجاج و من فى حكمهم فى منى الآن؟ و عَرَفَة مجاورة الارض الحرم فلا يسمى الانتقال من منىٰ الى عرفة سفرا للمجاورة ما بين حدود الحرم و عرفة فانها مسافة قصيرة ما كان يقصر فى مثلها فانه صلى الله عليه و سلم كان يخرج الى قباء و لم يرو عنه انه كان يقصر فيها كما انه من

المعلوم ان المسافة التی تقصر فیھا الصلوٰۃ مختلف فی تحدیدھا غیر ان المشھور بین اھل العلم و الذی علیہ الجمھور و منھم الائمۃ الاربعۃ ان الخروج القصیر لا یسمی سفرا لا یشرع معہ القصر و علی ھذا فالعمل بالاتمام متعین خروجا من الخلاف فخروج المکیین الی المشاعر لا یسمی سفرا لقصر مسافتہ۔ (ص: ۱۰۰۳، ج۳، ہدایۃ السالک، مکتبہ دار البشائر الاسلامیہ، بیروت لبنان مطبوعہ (۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء)

• ترجمہ: بے شک مکہ وسیع ہوگیا ہے مکہ مکرمہ کی عمارتیں اور مکان منیٰ کے ساتھ متصل ہوگئے ہیں پس منیٰ کی طرف خروج کو سفر نہیں کہا جاتا پس بے شک منیٰ مکہ کے ساتھ متصل ہے۔ حرم اور مکہ کی زمین کی حدود میں داخل ہوگیا ہے لہٰذا کسی مذہب میں مکی حجاج کے لئے نماز قصر کرنے کی رخصت باقی نہیں رہی حتی کہ مالکی علماء اور ابن تیمیہ کے نزدیک پس ہم نہیں جانتے بعض مکی حجاج اور وہ لوگ جو ان کے حکم میں ہیں کس وجہ سے منیٰ میں نماز کی قصر کرتے ہیں۔ اور عرفہ حرم کی زمین کے پڑوس میں ہے منیٰ سے عرفہ کی طرف منتقل ہونے کو سفر نہیں کہا جائے گا کیونکہ حرم (مکہ) اور عرفہ کی حدود باہم مجاور اور متصل ہیں اور بے شک یہ مسافت بہت کم ہے اس قسم کی مسافت میں قصر نہیں کیا جاتا کیونکہ آپ ﷺ قباء کی طرف تشریف لے جاتے تھے آپ سے وارد نہیں ہے کہ آپ قباء میں قصر فرماتے تھے جیسا کہ یہ معلوم ہے کہ بے شک وہ مسافت جس کی وجہ سے نماز میں قصر کی جاتی ہے اس کی حد میں اختلاف کیا گیا ہے مگر اہل علم کے درمیان مشہور اور جس پر جمہور فقہاء کا حتی کہ ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے، کم مسافت کے لئے خروج کو سفر نہیں کہا جاتا اور اس کے لئے قصر مشروع نہیں ہے اس بنیاد پر اختلاف سے خروج کے لئے پوری نماز پڑھنا متعین ہے لہٰذا مکی حجاج کا مشاعر کی طرف خروج کو سفر

نہیں کہا جائے گا بہت کم مسافت کی وجہ سے۔''

• ڈاکٹر نور الدین دمشقی کی تحریر سن ۱۹۹۵ء سے پہلے کی ہے جیسا کہ کتاب کے سن اشاعت سے واضح ہے اسی طرح امام کعبہ کا خط بھی کم از کم اتنے سال پہلے کا ہے انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ منیٰ اور مزدلفہ کے گراؤنڈ مکہ مکرمہ کے اندر اس طرح آگئے ہیں جیسے کسی شہر کے گراؤنڈ مثلاً ہمارے کراچی میں نشتر پارک اور ہل پارک اور سفاری پارک وغیرہ مگر منیٰ اور مزدلفہ کو تعمیرات سے خالی اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ حج کی عبادت کی جگہیں ہیں آج سن ۲۰۱۱ عیسوی مطابق ۱۴۳۲ ہجری ہے اور مکہ مکرمہ کی تعمیرات مزید آگے بڑھ گئی ہیں حتی کہ سنا ہے سعودی حکومت نے منیٰ میں حجاج کے لئے خیموں کی بجائے کئی منزلہ پلازے تعمیر کرنا شروع کر دیئے ہیں کیونکہ منیٰ کی حدود حجاج کی کثرت سے تنگ آگئی ہیں منیٰ کے ایام کے خیمے مزدلفہ میں لگانے سے بھی ضرورت پوری نہیں ہو رہی۔ تاہم یہ بات مسلمات اور مشاہدات سے ہے کہ منیٰ اور مزدلفہ مکہ مکرمہ میں ضم ہو چکے ہیں، لہٰذا اب فقہاء کی ذکر کردہ سابقہ جزئیات کو ترک کرنا ہو گا۔

اب نماز کے مسائل کی تفریعات یہ ہیں:

• اس بنیاد پر کہ منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک جزء اور محلہ ہے اگر شرعی سفر طے کرنے والے حجاج مکہ مکرمہ میں پندرہ دن یا زیادہ قیام کی نیت سے داخل ہوں جس میں منیٰ اور مزدلفہ کے ایام بھی داخل ہوں، انہیں پوری نماز ادا کرنا ہو گی۔ مثلاً یکم ذی الحج کو داخل ہوں اور سولہ ذی الحج کو مکہ سے خروج ہو یہ لوگ مکہ میں مقیم ہوں گے منیٰ اور عرفات اور مزدلفہ کی طرف جانا ایسا ہو گا جیسا کہ شہر کے ایک محلہ سے دوسرے محلہ کی طرف۔

• ایسے حجاج پر عید الاضحیٰ کی قربانی بھی واجب ہو گی اور ان پر جمعہ کی نماز بھی

واجب ہو گی۔

• اگر عرفہ کے دن امام مسافر ہے اور وہ ریاض سے پہنچا ہے جیسا کہ آجکل ایسا ہوتا ہے اس پر لازم ہے وہ ظہر اور عصر کی نماز میں قصر کرے اور مقتدی مقیم پوری چار چار رکعت ادا کریں مکی اور شرعی سفر سے کم مسافت کے لوگ پوری نمازیں ادا کریں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ منٰی اور مزدلفہ کے ایام کو اقامت کے ایام میں شمار کیا جائے گا۔ ہمارے علماء کو فقہ کی کتابوں سے یہ عبارت نکال دینی چاہئے کہ ''منٰی الگ قریہ ہے اور مکہ الگ قریہ ہے دونوں میں پندرہ دن قیام کی مدت سے مسافر مقیم نہیں بنے گا'' اور آٹھ ذی الحج منٰی کی طرف روانہ ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ میں پندرہ دن قیام نہیں تھا تو وہ محرم مسافر ہو گا اور مکہ میں پندرہ دن کے قیام کی نیت لغو ہو جائے گی وغیرہ وغیرہ یہ اور اس قسم کی جزئیات کو نکال دیا جائے۔

• آئندہ اگر مکہ مکرمہ کی آبادی عرفات کو گھیر لے تو عرفات میں جمعہ بھی پڑھا جائے گا جیسا کہ ابھی منٰی میں جمعہ پڑھا جاتا ہے اور سرورِ دو عالم ﷺ نے حجۃ الوداع میں جمعہ کے دن عرفات میں جمعہ نہیں پڑھا تھا کیونکہ آپ مسافر تھے۔

• غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ غروبِ آفتاب سے پہلے عرفات کی حدود سے تجاوز نہیں کیا گیا تو کوئی کفارہ نہیں ہے اور اگر غروب سے پہلے عرفات کی حدود سے خروج ہو گیا تو دم واجب ہو گا اور اگر غروب سے پہلے واپس لوٹ آیا دم ساقط ہو جائے گا اگر غروب کے بعد واپس آیا دم ساقط نہیں ہو گا۔

• اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذر کی وجہ سے محرم سورج کے غروب سے پہلے عرفات سے نکل گیا کوئی دم نہیں ہو گا۔

یوم عرفہ کے اشتباہ کے مسائل: قدیم زمانہ میں بعض دفعہ رویت کی شہادتیں

دیر سے موصول ہوتی تھیں اس وقت یوم عرفہ کے اشتباہ کے مسائل پیدا ہو جایا کرتے تھے۔ آج سائنس کی ترقی کا دور ہے ہر ملک میں رویت ہلال کمیٹیاں موجود ہیں۔ ریڈیو، ٹی وی، انٹرنیٹ، موبائل کے ذریعہ آناً فاناً اطراف عالم سے خبروں کا تبادلہ ہو جاتا ہے۔ چاند دیکھنے کے لئے جدید آلات اور فلکیات کے علوم سے مدد لی جاتی ہے۔ اب ساری دنیا ایک گاؤں کی طرح اکٹھی ہو چکی ہے۔ رویت کے حوالہ سے عرفہ کے دن کے تعین میں سعودی حکومت کی ہلال کمیٹی کی رویت پر اعتبار کیا جاتا ہے بالفرض رویت کا فیصلہ غلط ہو تو اس کی ذمہ دار وہی کمیٹی ہے۔ لباب المناسک میں ہے لوگوں نے عرفہ کے دن وقوف کیا مگر بعد میں شہادتوں سے ثابت ہوا وقوف یوم النحر دسویں کے دن واقع ہوا تھا لوگوں کا حج ادا ہو گیا، شہادت کو رد کر دیا جائے گا۔ اختلاف مطالع کے سلسلہ میں علماء کے دو قول ہیں جن کا ذکر عنقریب کیا جائے گا اس کی وجہ سے عیدین اور رمضان میں اختلاف ہوتا رہتا ہے مگر حج کے مسئلہ میں امت مسلمہ میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔ ہم نے یوم عرفہ کے اشتباہ پر مبنی فروعات کا ذکر ترک کر دیا ہے کیونکہ موجودہ زمانہ میں اس کی ضرورت نہیں رہی۔ حج کی قدیم کتب میں جزئیات مذکور ہیں اگر کسی آدمی کو مطالعہ کا شوق ہو تو ان کتابوں کی طرف رجوع کرے۔

مزدلفہ میں وقوف کے مسائل

❖ .... مزدلفہ میں وقوف کے شرائط
❖ .... مزدلفہ کی حدود
❖ .... حرم کی حدود

مزدلفہ میں وقوف کے مسائل

مزدلفہ میں وقوف اگرچہ ایک آن کے لئے ہو واجب ہے ہمارے نزدیک صبح صادق کے بعد اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ کی حدود میں وقوف واجب ہے اور باقی رات یا کچھ حصہ مزدلفہ میں رہنا سنت ہے۔ امام شافعی کے نزدیک رات کے اکثر حصہ کا وقوف واجب ہے اور صبح صادق کے بعد کا وقوف سنت ہے۔

• ہمارے نزدیک اگر کسی نے صبح صادق سے پہلے وقوف کیا اور صبح صادق کے بعد وقوف نہیں کیا اس کا اعتبار نہیں ہوگا اس پر دم واجب ہوگا مگر عذر کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوگا۔

مزدلفہ میں وقوف کے شرائط: وقوف حج کے احرام کے ساتھ ہو، مزدلفہ کے وقوف سے پہلے عرفات میں وقوف کیا گیا ہو، وقوف یوم النحر کی رات میں ہو، وقوف مزدلفہ کی حدود میں ہو۔

• مزدلفہ میں وقوف کا رکن مزدلفہ کی حدود میں وقوف کا ہونا ہے۔ وقوف میں نیت شرط نہیں ہے لہٰذا وقوف عرفات کی طرح اس وقوف میں بھی عموم ہے خواہ وقوف زمین پر ہو یا بس ریل گاڑی وغیرہ میں ہو حالت نوم ہو یا یقظہ، اغماء میں ہو یا ہوش میں، جنون میں ہو یا عقل کے ساتھ، اسے علم ہو کہ یہ مزدلفہ ہے یا علم نہ ہو۔

• اگر کسی نے بغیر عذر کے صبح صادق سے پہلے مزدلفہ چھوڑ دیا اور صبح صادق کے بعد وقوف نہیں کیا اس پر دم واجب ہے۔

• مزدلفہ میں صبح صادق کے بعد وقوف کے ترک میں اعذار بیمار ہونا اور کمزور ہونا خواہ کمزوری بڑھاپے کی وجہ سے ہو یا صغر اور کم عمر ہونے کی وجہ سے ہو اور وہ

عورت ہو یا مرد، جس کو ظن غالب ہو کہ صبح صادق تک رکنے میں جمرہ کی طرف جانے میں راستہ میں بھیڑ ہو جائے گی یا جمرہ عقبہ کی رمی پر بھیڑ ہو جائے گی جس میں نہایت مشقت کا اندیشہ ہے ان کے لے صبح صادق سے پہلے مزدلفہ کو چھوڑ دینا جائز ہے بلکہ مزدلفہ نہ جانا بھی جائز ہے اور ان پر دم واجب نہیں ہے کیونکہ واجبات کے ترک میں اگر عذر من جانب اللہ ہو تو دم واجب نہیں ہوتا۔ اژدہام کا خوف بھی سماوی عذر ہے جیساکہ ہم جنایات میں ذکر کریں گے۔ مزدلفہ سارا موقف اور وقوف کی جگہ ہے مگر وادی محسر کا وقوف معتبر نہیں ہے۔

(مزید مسائل باب الجنایات میں ملاحظہ فرمائیں)

مزدلفہ کی حدود: 12.25 کلومیٹر تک پھیلی ہوئی ہیں۔ مزدلفہ کا طول چار کلومیٹر ہے اس کی ابتدا وادی محسر سے ہوتی ہے اور مازمین (دو پہاڑ آمنے سامنے) تک جاتی ہے مزدلفہ کا معنی قرب کی جگہ ہے۔ مزدلفہ منٰی اور عرفات کے درمیان ہے وادی محسر عرفات جاتے ہوئے مزدلفہ سے پہلے ایک وادی کا نام ہے۔ یمن کے حاکم ابرہ کے ہاتھی یہاں سے آگے نہ جاسکے تھے اور شیطان نے حسرت اور افسوس سے کہا تھا ''واحسرتاہ'' اس لئے اس وادی کو وادی محسر کہا جاتا ہے یہ جگہ حدود حرم میں ہے مگر مشعر نہیں یعنی عبادت کی جگہ نہیں حجاج کے خیمے یہاں نہیں لگائے جاتے یعنی حرم مشعر ہے مگر حرم میں یہ جگہ مشعر نہیں ہے۔

حرم کی حدود: حرم کی حدود کا دائرہ ایک سو ستائیس ۱۲۷ کلومیٹر تک پھیلا ہوا ہے اور کل رقبہ ساڑھے پانچ سو مربع کلومیٹر ہے (ابو محمد عبدالمالک)۔

- عرفات اور منٰی کی طرح مزدلفہ کی توسیع بھی سوالیہ نشان ہے۔ علماء کو اس میں اجتہاد کرنا چاہئے آج لاکھوں حجاج کے سیلاب کے سامنے مزدلفہ تنگ ہو رہا ہے مگر رواں صدی یا اس کے بعد کروڑوں حجاج حج کریں گے ان کے لئے توسیع

کے بغیر کیا چارہ ہو گا۔ حال ہی میں سعودی حکومت نے صفااور مروہ کے درمیان سعی کی جگہ عرض میں ڈبل کر کے توسیع کی ہے اور امت نے اس کو قبول کر لیا ہے۔ مسجد الحرام اور مسجد الرسول ﷺ کی توسیع جاری ہے اور جاری رہے گی اور ابھی چند سالوں سے حکومت نے مزدلفہ کو منیٰ میں شامل کر دیا ہے اور حجاج کے خیمے مزدلفہ میں ہوتے ہیں تو کیا مزدلفہ اور عرفات کی توسیع جائز نہیں ہو گی؟ تو اس کا کیا حل ہے۔ اگر کہا جائے کہ مسجدوں کی توسیع میں تو سرورِ دو عالم ﷺ اور خلفاء راشدین کا عمل ہمارے لئے نمونہ ہے مگر دیگر مشاعر مسعی اور مزدلفہ اور منیٰ اور عرفات کی توسیع کے لئے کوئی نمونہ نہیں ہے۔ اگر ان مشاعر کی توسیع کی گئی تو مشعر مشعر نہیں رہے گا اور غیر مشعر مشعر میں داخل ہو جائے گا، غیر عرفات عرفات میں اور غیر مزدلفہ مزدلفہ میں داخل ہو جائے گا۔ اگر اس منطق کا جواب یہ دیا جائے کہ سب مشاعر اور شعائر اللہ سے اعظم مشعر مساجد ہیں جب غیر مسجد کو مسجد میں داخل کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ مسجد سے خارج جگہ جب مسجد قرار دے دی جائے اس میں ثواب اور اصل مسجد میں ثواب بھی برابر ہوتا ہے تو دیگر مشاعر حج میں خارج کو داخل کرنے سے خارج کا حکم مشعر والا کیوں نہیں ہو سکتا۔ اور قرآن و حدیث میں مذکورہ مواضع اور مشاعر کی توسیع میں نہی اور منع جب نہیں ہے تو توسیع کے قول میں کیا رکاوٹ ہے۔ صرف فقہاء عظام کے اجتہادی احکام میں کہا گیا ہے کہ مزدلفہ یا عرفات کی متعین حدود میں ہی وقوف ہو سکتا ہے اور ان سے خارج وقوف نہیں ہو سکے گا اگر اس کو مقید کر دیا جائے کہ جب تک ان مواضع میں گنجائش ہے تو یہی حکم ہے اور جب مشاعر تنگ ہو جائیں اور حکومت اور متولی ان مواضع میں توسیع کر دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ اجتہاد بھی صحیح ہونا چاہئے۔ فرض کریں اگر خود سرورِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا خلفاء راشدین اس وقت موجود ہوں جب مزدلفہ اور عرفات حجاج کرام سے تنگ پڑ جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم کیا ہوگا۔ مساجد کی تنگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں واقع ہوئی اور توسیع شروع ہوگئی۔ اگر ان مواضع کی تنگی آپ کے زمانہ میں ہوتی تو آپ اور آپ کے صحابہ کیا کرتے؟ صفا اور مروہ کو کئی منزلہ بنادیا گیا اور جمرات کو طول دے کر کئی منزلیں بنادیا گیا ہے یہ سب کچھ ضرورت کی وجہ سے ہو رہا ہے اور امت کے علماء اس کو قبول کر رہے ہیں بلکہ اس کا استحسان فرما رہے ہیں تو مذکورہ مشاعر کی توسیع بھی بوقت ضروت مستحسن ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

- اگر منیٰ کے ایام میں جمعہ واقع ہو تو جمعہ کی نماز پڑھی جائے اور عید کی نماز نہ پڑھی جائے۔ (لباب المناسک) قدیم کتبِ فقہ میں اسی طرح تحریر ہے مگر آج منیٰ مکہ مکرمہ کی حدود کے اندر داخل ہے لہٰذا منیٰ میں ایامِ منیٰ کے علاوہ مقیم لوگوں پر جمعہ فرض ہے، مسافروں پر فرض نہیں اور عید کی نماز چونکہ دس کے دن ہوتی ہے اور دس امور حج رمی اور ذبح اور حلق اور طواف زیارت میں مصروفیت کا دن ہے اس لئے عید کی نماز حجاج کرام کے لئے واجب نہیں ہے مگر غیر حجاج کے لئے واجب ہے۔ شرح لباب میں ہے "ثم فی شرح المنية انه لا يصلی بها العيد اتفاقا لاشتغال فيه بامور الحج" (ص: ۲۶۰) پھر شرح منیہ میں ہے منیٰ میں عید نہ پڑھی جائے اس دن میں امور حج میں مشغول ہونے کی وجہ سے۔

منیٰ میں مناسکِ حج کا بیان: مزدلفہ سے واپسی پر قارن اور متمتع اور حج افراد والا آدمی سب کے لئے یوم النحر دس کے دن جمرہ عقبہ کی رمی واجب ہے اور پھر حج قران اور تمتع والوں کے لئے قربانی کرنا واجب ہے اس کے بعد حلق یا قصر واجب ہے۔ ان تینوں مناسک میں احناف کے نزدیک ترتیب واجب ہے اور دیگر ائمہ کے

نزدیک واجب نہیں ہے۔ مزید باب الجنایات میں ملاحظہ فرمائیں۔

تلبیہ کا انقطاع: حج افراد اور تمتع اور قران میں احرام سے لے کر جمرہ عقبہ کی رمی تک گاہے گاہے تلبیہ پڑھنا مستحب ہے مگر جب جمرہ عقبہ کی رمی شروع ہو تلبیہ کے منقطع کر دینے کا حکم ہے۔ آئندہ تلبیہ پڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

- اگر کسی شخص نے رمی اور ذبح سے پہلے حلق کروالیا تو حلق کے بعد تلبیہ قطع کر دے۔ اگر رمی سے پہلے قربانی ذبح کروادی اور حج قران یا تمتع ہے تو ذبح کے بعد تلبیہ قطع کر دے اگر حج افراد ہے تو قطع نہ کرے۔
- اگر حاجی نے جمرہ عقبہ کی رمی کو مؤخر کر دیا حتی کہ سورج غروب ہو گیا اب تلبیہ کو قطع کر دیا جائے اور غروب تک تلبیہ پڑھی جائے۔ (لباب المناسک)

ذبح کے مسائل

ذبح کے مسائل: حج قران اور تمتع میں دم تشکر واجب ہے اور حج افراد میں مستحب ہے۔ اگر حج پر جانے والے خواتین و حضرات صاحب استطاعت اور مکہ میں ان کا قیام پندرہ یا پندرہ دنوں سے زیادہ ہے ان پر یوم الاضحی کی دوسری قربانی بھی واجب ہے۔ حج کی قربانی کا حدود حرم میں کرنا ضروری ہے مگر غنی کی وجہ سے دوسری یوم الاضحی کی قربانی منیٰ میں اور اپنے وطن میں بھی کرائی جاسکتی ہے۔

- اگر حج قران اور تمتع کرنے والا آدمی قربانی کے جانور کی قیمت کی استطاعت نہیں رکھتا اس کے لئے دس روزے رکھنا ضروری ہیں جیسا کہ اپنی جگہ بیان کی جائے گی۔
- اگر کسی شخص نے جمرہ کی رمی سے پہلے قربانی کرلی یا ذبح سے پہلے حلق کروالیا اس پر احناف کے نزدیک دم واجب ہے کیونکہ مذکورہ امور رمی اور ذبح اور حلق کے درمیان ترتیب واجب ہے۔ دوسرے ائمہ کے نزدیک ترتیب واجب نہیں لہٰذا ان کے نزدیک خلاف ترتیب میں دم واجب نہیں ہوگا۔
- آج کل لوگ بنکوں کے ذریعہ قربانی کرواتے ہیں۔ قربانی کے جانور کی رقم بنکوں میں جمع کروادی جاتی ہے اور بنک رسید جاری کرتے ہیں اور اس پر قربانی کے ذبح کرنے کا ٹائم لکھا ہوتا ہے مگر ساتھ ہی وہ فتوی کی نقل دکھاتے ہیں کہ اگر حلق یا قصر قربانی سے پہلے ہو جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ہمارے حنفی عوام اس دھوکہ سے قربانی کے ذبح کرنے سے پہلے حلق کروانے کو جائز سمجھنے لگتے ہیں حالانکہ احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے کسی حنفی کو اشد ضرورت کے بغیر اپنے مذہب کو ترک کر دینا جائز نہیں ہوتا اس لئے عوام کو چاہے وہ خود جاکر قربانی کریں یا وکیل کے ذریعہ قربانی کریں یا پھر یقین حاصل کرلیں کہ قربانی ہوگئی ہے اس کے بعد حلق یا قصر کروائیں۔ (لباب اور شرح)

حلق یا قصر کے مسائل

❖ .... حلق یا قصر کے مسائل
❖ .... حلق کا حکم

حلق یا قصر کے مسائل

- بالاتفاق حلق یا قصر واجب ہے اور قصر سے حلق افضل ہے۔
- حلق یا قصر محلوق اور حاجی کے دائیں جانب سے شروع کرنا مستحب ہے۔

حلق یا قصر میں سر کے چوتھے حصہ کا حلق یا قصر واجب ہے اور سارے سر کا حلق یا قصر سنت ہے۔

- حلق یا قصر کے بعد مونچھیں اور ناخن لینا مستحب ہے اور قبضہ سے زائد داڑھی کاٹنا مستحب ہے اور داڑھی منڈوانا حرام ہے مگر اس میں گناہ ہے اور سر کے حلق کے بعد داڑھی منڈوانے میں دم واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مثلہ ہے اور تشبہ بالنصاری ہے اور احادیث سے داڑھی کا وجوب ثابت ہے اس لئے داڑھی منڈوانا حرام ہے۔
- داڑھی کے مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ نفس داڑھی واجب ہے لہٰذا منڈوانے والا واجب کا تارک ہے اور ایک بار واجب کا ترک گناہ صغیرہ ہوتا ہے اور بار بار واجب کا ترک گناہ کبیرہ ہوتا ہے لہٰذا داڑھی منڈوانے والا فاسق مجاہر ہے اور داڑھی کی مقدار یہ کہ قبضہ کے برابر ہو سنت مؤکدہ ہے لہٰذا قبضہ سے کم کروانے والا سنت مؤکدہ کا تارک ہے اور سنت کا تارک ہو سکتا ہے کل قیامت کے روز سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کا حق دار نہ ہو۔ کیونکہ سنتوں کے ترک کی سزا شفاعت سے محرومی ہوتی ہے۔ (کتب فقہ)
- فقہ کی کتاب زیلعی میں درج ہے کہ داڑھی کا کوئی بال نہ کاٹا جائے کیونکہ یہ مثلہ ہے چنانچہ اس کی عبارت یہ ہے "وَلَا يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا لِاَنَّهٗ مُثْلَةٌ" (ص: ۲۵۱، شرح ملا علی قاری) کہ آدمی داڑھی کا بال نہ کاٹے کیونکہ یہ مثلہ ہے

داڑھی کے اخذ اور کاٹنے کو مثلہ کہنے پر ملا علی قاری اعتراض کرتے ہیں فرماتے ہیں "وَفِيْهِ اَنَّهُ وَرَدَ فِي السُّنَّةِ اِصْلَاحُ الْلِحْيَةِ بِمَا يَزِيْدُ عَلَى الْقَبْضَةِ فَلَا يَكُوْنُ اَخْذُهَا مُثْلَةً بَلْ حَلْقُهَا مُثْلَةً كَمَا يَأْتِيْ" (ص: ۲۵۱) زیلعی کی عبارت پر اعتراض ہے کیونکہ سنت اور احادیث میں داڑھی کی قبضہ سے زائد کی اصلاح کرنے کا ذکر موجود ہے لہٰذا داڑھی کا اخذ مثلہ نہیں ہوگا بلکہ داڑھی کا حلق مثلہ ہوگا جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

• میں نے یہ عبارت اور یہ مسئلہ اس لئے ذکر کیا کیونکہ مجھے بعض علماء (جو داڑھی قبضہ سے کم رکھتے ہیں) نے کہا تھا ملا علی قاری نے لباب المناسک کی شرح میں قبضہ کی مقدار کو سنت کہا ہے میں بھی بعض دفعہ یہی حوالہ ذکر کر دیا کرتا تھا مگر جب کتاب کو دیکھا معلوم ہوا اس میں قبضہ سے زائد داڑھی کے لینے کے جواز کا ذکر سنت یعنی حدیث سے ثابت ہونے کا ذکر ہے یہاں سنت سے مراد حدیث ہے اور قبضہ سے زائد داڑھی کاٹنے کو مثلہ کہنے کا رد ہے۔ لہٰذا اس قول کی نسبت ملا علی قاری کی طرف کہ انہوں نے قبضہ کے مقدار کو سنت لکھا ہے لہٰذا قبضہ سے کم کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ سنت کے ترک میں گناہ نہیں ہوتا، یہ استدلال غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

• حلال اور احرام سے خارج ہونے کے وقت محرم ناخن کاٹنے یا مونچھیں کاٹنے یا داڑھی قبضہ سے زائد کاٹنے سے حلال نہیں ہوگا حلال ہونے کے لئے سر کا حلق یا قصر شرط ہے۔ اگر کسی نے سر کے حلق اور قصر سے پہلے مذکورہ امور کر لئے ان پر کفارہ لازم ہوگا کیونکہ ابھی احرام موجود تھا اور اس نے احرام کے محظورات کا ارتکاب کیا۔ (لباب اور شرح)

• قصر کے لئے کم از کم انگلی کے پورے کے برابر بال کاٹنا واجب ہے اگر سر پر

ل چھوٹے ہیں پورے کے برابر کاٹنا ممکن نہیں تو حلق متعین ہے۔

جس آدمی کے سر پر بال نہیں ہیں خواہ پہلے منڈوا دینے کی وجہ سے یا پیدا ہی ہیں ہوئے دونوں صورتوں میں سر پر استرا اور ریزر گھمانا واجب ہے اور یہی صحیح ہے۔

اگر حلق متعذر ہے مثلاً حلق سے سر میں درد شروع ہو جاتا ہے یا سر زخمی ہے سر میں پھوڑے ہیں یا سر پر مصنوعی بال جلد میں پیوست کئے گئے ہیں کہ اس صورت میں قصر بھی نہیں ہو سکتا تو حلق اور قصر ساقط ہیں وہ شخص خود بخود حلال و جائے گا اور دم بھی واجب نہیں ہے کیونکہ عذر کی وجہ سے واجب کے ترک میں م واجب نہیں ہو گا۔ تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

اگر محرم اپنا سر یا اپنے جیسے محرم کا سر اس وقت حلق کرے یا قصر کرے جس قت دونوں کے لئے حلال ہونے کے جواز کا وقت ہو گیا ہو یعنی دونوں حج یا عمرہ کے وہ اعمال کر چکے ہوں جو حلق یا قصر سے پہلے ہیں، انہیں ایک دوسرے کا حلق یا صر کرنا جائز ہے۔

حج کے لئے حلق کے تین شرائط:- امام اعظم کے نزدیک مخصوص زمانہ اور خصوص مکان حلق کے وجوب کے لئے متعین ہے۔ زمانہ تین دن اور ان دنوں ں راتیں یوم النحر کی صبح صادق سے بارہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ اس میں لق کروانا واجب ہے اگر اس وقت سے پہلے یا بعد میں حلق ہوا تو دم واجب ہو گا ر حلال ہونے کے جواز کے وقت کے بعد محرم حلق یا قصر سے حلال بھی ہو جائے مگر حلال ہونے کے جواز کے وقت سے پہلے حلق یا قصر سے جنایت کی وجہ سے م واجب ہو گا اور حلال بھی نہیں ہو گا۔ مثلاً حج کے احرام میں یوم النحر کی صبح صادق سے پہلے اگر کسی شخص نے حلق کروا لیا حلال نہیں ہو گا کیونکہ یہ حلال

ہونے کے جواز کا وقت نہیں ہے۔ دم جنایت واجب ہوگا اور حلال ہونے کے لئے دوبارہ حلق کروانا ہوگا۔ اور اگر ایام نحر تین دن کے بعد حلق کروایا تو محرم حلال ہو جائے گا۔

• عمرہ میں حلال ہونے کے جواز کا وقت عمرہ کے طواف کے چار چکر کے بعد شروع ہو جاتا ہے مگر بغیر دم کے حلال ہونے کا وقت سعی کے بعد ہے اگر کسی شخص نے طواف کے چار چکروں سے پہلے حلق کروالیا اس حلق سے محرم حلال نہیں ہوگا اس پر جنایت کا دم اور دوبارہ حلق کروانا واجب ہوگا کیونکہ احرام سے خارج نہیں ہوا اور چار چکروں کے بعد سعی سے پہلے حلق کروانے سے حلال ہو جائے گا مگر سعی کو بغیر احرام ادا کرنے سے اس پر دم واجب ہوگا۔ عمرہ کی سعی میں احرام واجب ہے لہٰذا دم واجب ہوگا اور سعی سے پہلے حلق کروانے کی وجہ سے دوسرا دم واجب ہونا چاہئے مگر فقہاء نے ایک دم کا ذکر کیا ہے، ہم یہ مسئلہ پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

حلق کا حکم: حج میں طواف زیارت سے پہلے حلق کروانے کے بعد محرم احرام سے خارج ہو جاتا ہے اور احرام کی وجہ سے ممنوعات حلال ہو جاتے ہیں مگر طواف زیارت سے پہلے مرد کے لئے بیوی حلال نہیں ہوتی جماع اور دواعی جماع طوافِ زیارت کے بعد حلال ہوتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ رمی اور ذبح اور طواف زیارت جبکہ حلق سے پہلے ہوں محرم کے لئے محلل نہیں ہوتے صرف حلق یا قصر سے ہی محرم حلال ہوتا ہے مگر محرم محصر ہو جائے تو ذبح سے حلال ہو جاتا ہے اور احرام سے خارج ہو جاتا ہے حلق سے یا قصر سے حلال نہیں ہوتا۔ (لباب اور شرح)

طواف زیارت کے مسائل: طواف زیارت کے چار چکر حج کا رکن ہیں باقی تین واجب ہیں طواف زیارت کے نفسِ جواز اور صحت کا وقت ساری زندگی تا حیات ہے مگر ادا واجب کا وقت دس کی صبح صادق سے بارہ کے دن سورج کے

غروب ہونے تک ہے۔دس کی صبح صادق سے پہلے کا طواف معتبر نہیں ہوگا دوبارہ کرنا ہوگا اور وہ طواف نفلی شمار ہوگا اور بارہ کے دن سورج کے غروب کے بعد بلا عذر طواف کرنے میں دم واجب ہوگا اور اگر عذر ہو تو دم ساقط ہو جائے گا۔اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرلی گئی تھی اب طواف زیارت میں رمل اور اضطباع نہیں ہوگا۔اگر پہلے سعی نہیں کی گئی تھی اب سعی کرے گا تو طواف زیارت میں رمل کرنا ہوگا اور اگر طواف قدوم میں سعی کرلی گئی تھی مگر طواف میں رمل نہیں کیا گیا تھا تو رمل ساقط ہو جائے گا۔

● اور طواف قدوم میں اضطباع کرلیا گیا تھا اور سعی بھی کرلی گئی تھی اب طوافِ زیارت میں اضطباع نہیں ہوگا اور اگر سعی کرلی گئی تھی اور طواف میں اضطباع نہیں کیا گیا تھا مگر حلق کے بعد طواف زیارت کیا گیا تو اضطباع نہیں ہوگا کیونکہ اب محرم لباس پہن چکا ہے اور اگر طواف قدوم کے بعد سعی نہیں کی تھی، طواف زیارت کے بعد سعی کرنا ہے ابھی حلق نہیں کروایا تو طواف زیارت میں رمل اور اضطباع کرنا ہوگا۔اگر طواف قدوم جنابت یا حیض اور نفاس میں کیا گیا اور اس میں رمل اور اضطباع کیا گیا تھا اور اس کے بعد سعی کرلی گئی تھی یا طواف قدوم اضطباع اور رمل کے ساتھ بے وضو کیا گیا تھا اور اس کے بعد سعی کرلی گئی تھی، جنابت کی صورت میں طواف اور سعی کا اعادہ واجب ہے اور اس طواف میں رمل اور اضطباع سنت ہے اور بے وضو کی صورت میں طواف کا اعادہ مستحب ہے اور رمل اور اضطباع بھی سنت ہے کیونکہ طواف زیارت کے بعد سعی کا اور رمل کا سقوط اس وقت ہوگا جب سعی طواف قدوم کامل کے بعد کی گئی ہو۔(لباب)

● امام شافعی کے نزدیک دس کی رات کے نصف کے بعد طواف زیارت کا وقت شروع ہو جاتا ہے لہٰذا شوافع کے نزدیک صبح صادق سے پہلے کیا گیا طواف معتبر ہوگا۔(لباب)

رمی کے احکام

- ❖ .... رمی کے شرائط
- ❖ .... رمی کے واجبات
- ❖ .... مکروہات

رمی کے احکام

ایام نحر دس اور گیارہ اور بارہ ذی الحج کے دنوں میں جمرات کی رمی واجب ہے اور ان میں سے کسی دن کی رمی ترک کرنا جائز نہیں ہے اور تیرہ ذی الحج کے ن کی رمی بھی واجب ہے مگر اس کا ترک بھی جائز ہے اگر بارہ کے دن تیرہ کی ات صبح صادق سے پہلے منیٰ کو چھوڑ دیا جائے یہ جائز ہے تیرہ کی رمی واجب نہیں و گی اور اگر تیرہ کی رات صبح صادق منیٰ میں ہو جائے تو تیرہ کی رمی بھی واجب و گی۔ یوم النحر دس کو صرف ایک جمرہ عقبہ کی رمی واجب ہے اور باقی دنوں میں نوں جمرات کی رمی واجب ہے۔

) یوم النحر میں جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت: احناف کے نزدیک یوم النحر دسویں کے دن رمی کے نفس جواز کا وقت غیر معذور یعنی کمزور مرد اور خواتین کے علاوہ گوں کے لئے صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے اور دوسرے دن کی صبح صادق ک رہتا ہے اگر کسی شخص نے جمرہ عقبہ کی رمی صبح صادق سے پہلے کرلی اس کی رمی اعتبار نہیں ہوگا اور معذور لوگوں کے لئے رمی کا وقت آدھی رات کے بعد روع ہو جاتا ہے جیسا کہ امام شافعی اور دیگر ائمہ کا مذہب ہے۔ ہدایۃ السالک میں ہے "وَ يَدْخُلُ وَقْتُ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعُقْبَةِ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ بِانْتِصَافِ لَيْلَةِ عِيْدِ وَ يَمْتَدُّ وَقْتُ الْاَدَا اِلٰى آخِرِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ عَلَى الْاَصَحِّ" (ص:۱۰۹۴، ج۳) ترجمہ: شوافع کے نزدیک جمرہ عقبہ کی رمی کا وقت عید کی آدھی رات سے اخل ہو جاتا ہے اور ادا کا وقت ممتد ہوتا ہے ایام تشریق کے آخر تک۔ جمرہ عقبہ کی می کا مسنون وقت سورج کے طلوع ہونے کے بعد زوال تک ہے اور بغیر کراہت وال سے سورج کے غروب تک ہے اور کراہت کے ساتھ غروب سے دوسرے

دن کی صبح صادق تک ہے مگر معذور اور خواتین کے لئے رات کو رمی کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے آجکل نہایت زیادہ اژدہام بھی عذر ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

• ایام النحر میں سے دوسرے اور تیسرے دن کی رمی کا وقت۔ جمہور فقہاء احناف صاحب ہدایہ اور قاضی خان اور کافی اور بدائع وغیرہ کا مشہور قول یہ ہے کہ دوسرے اور تیسرے دن رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے اور دوسرے دن کی صبح صادق تک رہتا ہے اور بعض حنفی علماء کے نزدیک دوسرے اور تیسرے دن رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے جیسے پہلے دن صبح صادق سے وقت شروع ہوتا ہے چنانچہ لباب المناسک اور شرح میں مذکور ہے "قِيْلَ يَجُوْزُ الرَّمْيُ فِيْهِمَا قَبْلَ الزَّوَالِ لِمَا رُوِيَ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنَّ الْاَفْضَلَ اَنْ يَرْمِيَ فِيْهِمَا بَعْدَ الزَّوَالِ فَاِنْ رَمٰى قَبْلَهٗ جَازَ فَحَمَلَ الْمَرْوِيَّ عَنْ فِعْلِهٖ ﷺ عَلٰى اِخْتِيَارِ الْاَفْضَلِ كَمَا ذَكَرَهٗ صَاحِبُ الْمُنْتَقٰى وَ الْكَافِيْ وَ الْبَدَائِعِ وَغَيْرِهَا وَ هُوَ خِلَافُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَ فِي الْمَسْئَلَةِ رِوَايَةٌ اُخْرٰى هِيَ بَيْنَهُمَا جَامِعَةٌ لٰكِنَّهَا مُخْتَصَّةٌ بِالْيَوْمِ الثَّانِيْ مِنْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ لِمَا فِي الْمُرْغِيْنَانِيْ۔"

(ص: ۲۶۳، شرح لباب المناسک)

• ترجمہ: بعض علماء نے کہا دوسرے اور تیسرے دن زوال سے پہلے رمی جائز ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ سے روایت کیا گیا ہے کہ افضل یہ ہے کہ ان دنوں میں زوال کے بعد رمی کی جائے اگر زوال سے پہلے رمی کی گئی جائز ہے پس امام اعظم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کو افضل کے اختیار کرنے پر محمول فرمایا جیسا کہ اس کا صاحب المنتقی اور کافی اور بدائع وغیرہا نے ذکر کیا اور یہ ظاہر الروایہ کے خلاف ہے۔ اور اس مسئلہ میں ایک اور روایت ہے جو دونوں روایتوں کے درمیان جامع

ہے لیکن ایام تشریق کے دوسرے دن کے ساتھ مختص ہے جیسا کہ مرغینانی میں ہے۔

• قارئین! لباب المناسک کی عبارت سے واضح ہے کہ امام ابو حنیفہ سے دوسرے اور تیسرے دن کی رمی کے وقت کی ابتداء میں تین روایتیں ہیں: اول یہ کہ رمی کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے زوال سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔ دوم یہ کہ دوسرے اور تیسرے دن رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے جیسے پہلے دن میں۔ سوم یہ کہ تیسرے دن صرف صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ سن ۱۹۸۴ء سے پہلے تک حجاج میں زیادہ رش نہیں ہوتا تھا مگر اس کے بعد حاجیوں میں بے پناہ اضافہ شروع ہونا شروع ہوگیا حتی کہ جمرات پر خصوصاً بارہ کے دن زوال کے وقت لاکھوں افراد جمع ہو جاتے تھے، زوال کے ختم ہوتے ہی یکدم رمی شروع ہونے کی وجہ سے مسلسل کئی سالوں تک ہزاروں افراد بھگدڑ میں گر جاتے تھے میں نے آنکھوں سے ایک عورت گری ہوئی دیکھی جس کا پرسان حال کوئی نہیں تھا۔ بھگدڑ اور حجاج کی کثرت کی وجہ سے جو آدمی گر جاتا تھا پھر اٹھ نہیں سکتا تھا چنانچہ ہر سال ہزاروں حجاج کے مر جانے کی خبریں آتی تھیں ان حالات میں مکہ مکرمہ میں حنفی مدرسہ صدیقیہ کے حنفی علماء نے فتوی جاری کیا تھا کہ امام صاحب سے مروی دوسری روایت کے مطابق دوسرے اور تیسرے دن بھی رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے مگر اس وقت سعودی حنبلی علماء فقہ حنبلی کی وجہ سے اس فتوی پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ تھے کچھ عرصہ کے بعد سعودی حنبلی علماء مذکورہ مشکلات کی وجہ سے مجبور ہو گئے، انہوں نے بھی امام صاحب کی دوسری روایت کے مطابق فتوی جاری کر دیا نیز جمرات کے ارد گرد جمرات کو طول دے کر رمی کے لئے کئی منزلیں تیار کر لی گئیں اور جمرات کو طول دیا گیا اور رمی کے لئے

آمد ورفت کے راستے مختلف بنادیئے گئے ان اقدامات کی وجہ سے اموات کا سلسلہ بند ہو گیا ہے مگر پھر بھی اژدہام اور حجاج کے خیمے جمرات سے دودو تین تین میل تک دور ہونے اور مکہ مکرمہ آنے اور جانے کے راستوں پر بے پناہ رش ہونے کی وجہ سے بے پناہ مشکلات پیش آتی ہیں، شریعت مطہرہ کی روح کا ہمیشہ تقاضا رہا ہے کہ جب بھی کسی معاملہ میں تنگی واقع ہو اسے وسعت دی جائے۔ شاید اس لئے سعودی حنبلی علماء بھی ہمارے امام سے مروی روایت پر عمل کرنے لگ گئے ہیں اور میں نے اور میرے ساتھی بعض علماء نے امام صاحب کی دوسری روایت پر فتوی دینا شروع کر دیا اور پہلے فتوی سے رجوع کر لیا ہے۔ اہلِ علم پر واضح ہے اجتہادی مسائل میں اپنے امام کی دوسری روایات پر عمل کرنا جب ضرورت ہو بالاتفاق جائز ہے اگرچہ ضعیف ہوں اور ظاہر الروایات نہ ہوں بلکہ ضرورت کے وقت دوسرے ائمہ کی روایت پر بھی عمل کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے جیسے مفقود الخبر شوہر کی بیوی کی طلاق اور ممتدت الطہر کی عدت کے مسائل میں حنفی علماء امام مالک کے قول پر فتوے جاری کر رہے ہیں اور حج کی رمی میں تو اپنے امام کی اسہل ترین روایت پر فتوی دینا ہے لہٰذا عوام کی سہولت کے لئے رمی کے وقت کے لئے دوسرے اور تیسرے دن رمی کا وقت صبح صادق سے شروع ہونے کے قول پر فتوی جاری کیا جائے۔ اور سرورِ دوعالم ﷺ کا فعل مبارک افضیلت پر دلالت کرتا ہے کہ افضل ہے زوال کے بعد رمی کی جائے وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔

(واللہ تعالیٰ اعلم)

- تیرہ کے دن رمی کا وقت: صبح صادق سے سورج کے غروب ہونے تک تیرہ کے دن جمرات کی رمی کا وقت ہے اور غروب کے بعد جمرات کی رمی کی ادا اور قضا دونوں کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

مسائل: اگر پہلے یا دوسرے یا تیسرے دن کی رمی اگلے دن کی رات کو کرلی گئی ہے تو کوئی حرج نہیں اگرچہ عذر نہ ہو کیونکہ دن کی رمی کا وقت دوسرے دن کی صبح صادق تک ہوتا ہے۔ اگر کسی دن کی رمی بلا عذر یا خلق کی جانب سے عذر کی وجہ سے ترک کردی گئی دوسرے دن اس کی قضا کرے اور اس پر دم بھی واجب ہے مگر صاحبین کے نزدیک قضا کرلینے کے بعد دم ساقط ہوجاتا ہے اور آسمانی عذر کی وجہ سے کسی دن کی رمی نہ ہوسکے دم ساقط ہے مگر قضا کرلینا بہتر ہے۔ اگر کسی نے تینوں دن کی رمی کو مؤخر کردیا چوتھے دن رمی کی قضا کرے اور اس پر امام صاحب کے نزدیک ایک دم واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک دم واجب نہیں۔ اگر چوتھے دن بھی قضا نہ کرسکے اور تیرہ کا سورج غروب ہوجائے قضا ساقط ہے اور بالاتفاق ائمہ ثلٰثہ احناف اس پر ایک دم واجب ہے۔

• کسی دن کی بلا عذر رمی کے ترک کی وجہ سے دوسرے دن قضا کرنے کا وقت معین نہیں بلکہ تیرہ کی رات تک ہے وہ شخص جس نے رمی کی قضا کرلی ہے زیادہ غنی ہو اس کو امام اعظم کے قول پر عمل کرنا چاہئے کہ وہ دم بھی دے دے اور اگر وہ بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو صاحبین کے مذہب پر عمل کرے۔ اگر رمی کی قضا کا اعادہ نہ کرے تو اس پر بالاتفاق دم واجب ہے۔ مزید مسائل جنایات میں دیکھیں۔

رمی کے شرائط: جمرات کی رمی کے لئے دس شرطیں ہیں: ۱۔ کنکریاں جمرات کے اوپر گریں یا اس کے قریب گریں۔ اگر جمرات سے دور گریں تو اس رمی کا اعتبار نہیں ہوگا۔ تین شرعی گز تقریباً ساڑھے چار فٹ تک فاصلہ قریب ہے اور اس سے زیادہ بعید ہے۔ ۲۔ کنکریوں کا پھینکنا شرط ہے جمرات کے اوپر رکھنے سے رمی ادا نہیں ہوگی۔ ۳۔ کنکریاں جمرات کی رمی کی جگہ گر کر پہنچیں اگر کسی آدمی یا سواری کے اوپر جاکر ٹھہر گئیں تو رمی جائز نہیں ہوگی۔ ۴۔ ہر کنکری کو الگ الگ

پھینکنا شرط ہے اگر ساتوں یا بعض کو اکٹھے پھینکا تو ایک کنکری کی رمی شمار ہو گی۔ ۵۔ رمی پر قدرت کے وقت رمی خود کرنا شرط ہے قدرت کے وقت نیابت جائز نہیں ہے مگر قدرت نہ ہونے کی صورت میں حج کے امور میں واحد یہ عبادت ہے جس میں نیابت جائز ہے وہ مریض یا ضعیف جو خود رمی نہیں کر سکتا کھڑا نہیں ہو سکتا یا کھڑا ہو سکتا ہے مگر جمرات تک چل کر نہیں جا سکتا اور ویل چیئر یا کسی دوسری چیز کا انتظام بھی نہیں ہے کہ اس کی رہائشگاہ سے اسے جمرات تک لایا جائے اور پھر واپس پہنچایا جائے یا اژدہام کی وجہ سے اس مریض کو یا ضعیف کو مزید تکلیف کا غالب گمان ہے جس طرح خواتین کے لئے اندیشہ ہوتا ہے ان صورتوں میں مریض اور ضعیف کی اجازت کے بعد دوسرا آدمی اس کی طرف سے رمی کر سکتا ہے اگر مریض یا ضعیف نے اجازت نہیں دی اور کسی نے بلا اذن اس کی طرف سے رمی کر لی ہے تو رمی ادا نہیں ہوئی کفارہ واجب ہو گا۔ اگر آدمی بیہوش ہے یا مجنون ہے یا غیر عاقل بچہ ہے ان کی نیابت اذن کے بغیر جائز ہے۔ مذکورہ افراد اپنی رہائشگاہ پر رہیں۔ دوسرا آدمی ان کی طرف سے رمی کرے گا اگر اصالۃً اور نیابۃً معذور افراد کی رمی نہیں ہو سکی اور وہ عاقل اور مکلف ہیں ان پر کفارہ واجب ہو گا۔ ۶۔ کنکریاں زمین کی جنس سے ہوں پتھر اور پکی اینٹ کے ٹکڑے اور کچی مٹی کے گولے سب کے ساتھ رمی جائز ہے مگر لوہے اور دیگر دھاتوں کے ٹکڑے اور لکڑی اور گوبر وغیرہ کے گولوں اور جوتوں سے رمی جائز نہیں ہو گی۔ ۷۔ وقت: وقت کی تفصیل گذر چکی ہے۔ ۸۔ رمی کے ایام میں رمی کی قضا واجب ہے اگر کسی دن کی رمی چھوٹ جائے اس کی قضا اور کفارہ واجب ہے۔ ۹۔ کنکریوں کی تعداد مکمل کرنا یا اکثر تعداد پوری کرنا۔ مثلاً پہلے دن سات کنکریاں مارنا ہے اگر تین یا تین سے کم کا ترک ہو تو رمی صحیح ہے مگر اس کے ترک میں کفارہ ہے اور اگر چار کنکریاں

چھوٹ جائیں رمی صحیح نہیں لہٰذا دم واجب ہے۔ یہی صورت دوسرے دنوں کی ہے کنکریوں میں موالات اور تسلسل شرط نہیں ہے بلکہ سنت ہے اسی طرح ترتیب اور جہت بھی سنت ہے جس طرف سے شروع کی جائیں رمی ادا ہو جائے گی اسی طرح رمی میں رمی کے وقت مخصوص حالت اور طہارت اور قرب یا بعد شرط نہیں ہے۔ جمرات پر استعمال شدہ کنکریوں کے ساتھ اور نجس کنکریوں کے ساتھ اور مسجد کی کنکریوں کے ساتھ رمی مکروہ ہے مگر صحیح ہے۔ عورت اور مرد رمی میں اور دیگر شرائط میں مساوی ہیں حتی کہ اگر عورت خود رمی پر قادر ہے اس کی نیابت جائز نہیں ہے۔ ۱۰۔ بعض علماء کے نزدیک جمرات کی رمی ترتیب سے ہونا شرط ہے پہلے جمرہ اولی پھر وسطی پھر جمرہ عقبہ مگر تحقیق یہ ہے جمرات میں ترتیب سنت ہے خلاف ترتیب میں اعادہ کرلینا بہتر ہے مگر رمی ہو جائے گی کوئی کفارہ لازم نہیں ہے۔ (شرح اللباب)

رمی کے واجبات: رمی کی ذبح اور حلق سے تقدیم اور مفرد کے لئے حلق سے تقدیم واجب ہے اور کفارہ کے باوجود قضاء واجب ہے تاکہ گناہ ساقط ہو جائے۔

مکروہات: بلا عذر یوم النحر زوال کے بعد اور دوسرے دنوں میں زوال سے پہلے رمی مکروہ ہے اور بڑے پتھروں اور مسجد کے پتھروں اور جمرات کے کنکریوں اور نجس کنکریوں اور معین عدد سے زائد پتھروں اور مسنون جہت کا ترک اور بالکل قریب سے اور ترتیب کا ترک مکروہ ہے۔

طواف وداع کے احکام: آفاقی خواہ اس کا حج افراد ہو یا تمتع یا قران اس پر طواف وداع واجب ہے مکی حقیقی یا حکمی اور اہل حرم اور میقاتی اور اہل حل پر طواف وداع واجب نہیں ہے لہٰذا جدہ اور خلیص کے لوگوں پر طواف الوداع واجب نہیں ہے۔ جدہ اور خلیص اور فائت الحج اور محصر اور مجنون اور غیر بالغ لڑکا یا لڑکی اور حائض اور

نفساء اور وہ شخص آفاقی جس نے بارہ ذی الحج سے پہلے مکہ مکرمہ کو ہمیشہ کے لئے وطن بنالیا ان پر طواف وداع واجب نہیں ہے۔ اور عمرہ والے آدمی کے لئے بھی طواف وداع نہیں ہے۔

طواف وداع کے شرائط: طواف وداع کے لئے طواف کی مطلق نیت اور طواف زیارت کے بعد ہونا اور طواف کے اکثر (چار) چکر ادا کرنا اور بیت اللہ کا طواف کرنا طواف وداع کی صحت کی شرائط سے ہیں انَ کے بغیر طواف وداع معتبر نہیں ہو گا۔

- اور طواف الوداع کا وقت طواف زیارت کے بعد ہوتا ہے اگرچہ سالہا بعد ہو۔ طواف وداع کے لئے آخری وقت نہیں ہے جب بھی کرے گا ادا ہو گا۔ اگر کوئی شخص طواف زیارت کے بعد کسی نیت سے طواف کر لے وہ طواف وداع واقع ہو گا طواف وداع کی نیت کرے یا نہ کرے اگرچہ یوم النحر کے دن طواف زیارت کے بعد کوئی شخص طواف کر لے یعنی سعی سے بھی پہلے وہ طواف بھی طواف وداع ہو گا حالانکہ طواف وداع کا محل حج کے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد ہوتا ہے مگر پہلے بھی ہو سکتا ہے۔ (لباب المناسک مع الشرح)
- مستحب ہے کہ حاجی اعمال حج سے فارغ ہونے کے بعد جب مکہ مکرمہ سے وداع کرنا چاہے اس وقت طواف وداع کرے۔ حتی کہ امام اعظم سے ایک روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے طواف وداع کے بعد عشاء کی نماز تک مکہ مکرمہ میں قیام کیا اس کے لئے مستحب ہے کہ دوبارہ طواف وداع کرے تاکہ طواف اور مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کے درمیان کوئی دوسرا عمل حائل نہ ہو مگر یہ دوسرا طواف نفلی ہو گا اس کے ترک میں کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ صاحب لباب فرماتے ہیں اگر طواف وداع کے بعد مکہ مکرمہ میں تین یا تین دن سے زائد مقیم رہا اس میں

کوئی حرج نہیں واجب ادا ہو چکا ہے اگرچہ اس طرح استحباب کے خلاف ہے۔

- طواف وداع کبھی ساقط نہیں ہوتا مگر جب آفاقی بارہ ذی الحج سے پہلے مکہ کو آئندہ کے لئے وطن بنالے واپس آنے کا ارادہ ترک کردے طوافِ وداع ساقط ہو جاتا ہے اور اگر بارہ کے بعد واپس جانے کا ارادہ ملتوی کردے اور مکہ مکرمہ کو وطن بنالے طرفین کے نزدیک اس کو طواف وداع کرنا واجب ہے۔(لباب مع الشرح)
- اگر کسی شخص نے طواف وداع نہیں کیا اور واپس روانہ ہو گیا مگر ابھی میقات سے خارج نہیں ہوا تھا اس پر واجب ہے میقات سے پہلے واپس ہو کر طواف وداع کرلے اس کے لئے دوبارہ احرام نہیں ہے اور اگر وہ میقات سے خارج ہو گیا تھا۔ اس پر واپس لوٹنا واجب نہیں ہے، وہ دم ادا کرے اور اگر بالفرض وہ شخص میقات سے خارج ہونے کے بعد طواف وداع کے لئے واپس لوٹنا چاہتا ہے تو اسے میقات سے حج یا عمرہ کا جدید احرام باندھنا واجب ہے واپس آکر پہلے عمرہ کا طواف کرے پھر طواف وداع کرے اب دم ساقط ہو جائے گا مگر میقات سے خارج ہو جانے والے شخص کے لئے افضل ہے کہ واپس نہ لوٹے دم ادا کردے اس میں فقراء کا فائدہ ہے۔ حیض اور نفاس والی عورت اگر مکہ مکرمہ کی حدود سے خارج ہونے سے پہلے پاک ہو جائے اس پر طواف وداع لازم ہے واپس ہو ورنہ دم واجب ہے۔ اور اگر وہ عورت مکہ مکرمہ سے خارج ہونے کے بعد پاک ہوئی اس پر واپس لوٹنا واجب نہیں ہے اور عذر کی وجہ سے دم بھی ساقط ہے۔ طواف وداع میں رمل اور اضطباع نہیں ہوتا۔

حجِ قران کا بیان

❖ .... حج قران کی صحت کے شرائط

❖ .... قران کے ادا کرنے کا طریقہ

❖ .... حج قران کے متفرق مسائل

حج قران کا بیان

لغت میں قران بمعنی مقارنہ ہے اور باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور مقارنہ دو چیزوں کو باہم ملانے کا نام ہے اور شرعاً قران اس حج کو کہا جاتا ہے جس میں عمرہ اور حج کو ایک احرام میں ملادیا جائے۔ حج قران کی نیت "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعمرہ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْ هُمَا لِیْ وَ تَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعمرہ وَالْحَجَّ وَ اَحْرَمْتُ بِهِمَا لِلّٰهِ تَعَالٰی" اے اللہ! بے شک میں عمرہ اور حج کا ارادہ کرتا ہوں دونوں کو میرے لئے آسان فرما اور مجھ سے قبول فرما۔ میں عمرہ اور حج کی نیت کرتا ہوں اور دونوں کا احرام باندھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے۔

- ہمارے نزدیک حج قران حج تمتع اور افراد سے افضل ہے اور تمتع افراد سے افضل ہے مگر امام مالک اور شافعی کے نزدیک حج افراد قران اور تمتع سے افضل ہے۔
- حج قران یہ ہے کہ آفاقی حج اور عمرہ کا احرام باہم ملادے دونوں کی اکٹھے نیت کرے یا جدا جدا یہ کہ عمرہ کے احرام کے بعد عمرہ کے چار چکروں سے پہلے حج کا احرام باندھ لے اور یہ کہ عمرہ کے چار چکر حج کے مہینوں شوال اور ذی قعدہ اور دس ذی الحج میں ادا کئے گئے ہوں۔ اگرچہ حج کا احرام مکہ سے ہو اور عمرہ کا احرام میقات سے ہو یہ حج حج قران ہی ہے۔
- مکی اور میقاتی کے لئے حج قران نہیں ہے یعنی مکروہ ہے۔ صرف آفاقی کے لئے مسنون ہے مگر مکی اور میقاتی کا حج قران بھی کراہت سے ادا ہو جائے گا کراہت کی وجہ سے دم جنایت دینا واجب ہو گا اور دم تشکر واجب نہیں ہو گا کیونکہ تشکر کی قربانی حج قران مسنون میں ہوتی ہے۔
- حج قران کا طریقہ یہ ہے کہ محرم میقات سے عمرہ اور حج کا اکٹھے ایک ہی وقت

میں احرام باندھے یا پہلے عمرہ کا اور پھر حج کا احرام باندھے اگر اپنے گھر سے عمرہ اور حج کا احرام باندھا جائے تو یہ افضل ہے میقات سے احرام باندھنے سے۔

• مستحب ہے کہ محرم عمرہ کو نیت اور ذکر اور دعا میں حج سے پہلے رکھے اور اگر حج کا احرام باندھ لے پھر حج کے افعال شروع کرنے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ لے یہ بھی جائز ہے مگر یہ طریقہ خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔

حج قران کی صحت کے شرائط: پہلی شرط یہ کہ محرم عمرہ کے پورے طواف سے یا چار چکروں سے پہلے پہلے حج کا احرام باندھ لے اگر طواف کے کل یا اکثر چکر ادا کرنے کے بعد حج کا احرام باندھا گیا یہ حج قران شرعی نہیں ہوگا اور اس حج کے احکام قران والے نہیں ہوں گے۔ اگر اسی صورت میں عمرہ کا طواف یا اکثر چکر اشہر حج میں ادا کئے گئے تھے، یہ شخص متمتع ہو جائے گا اور اس کے لئے حج تمتع کے احکام لازم ہوں گے اور اگر محرم نے حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا طواف کر لیا تھا یا چار چکر کر لئے تھے اور پھر حج کا احرام باندھا، اب یہ شخص نہ قارن ہوگا اور نہ متمتع بلکہ مفرد بالحج ہوگا۔ دوسری شرط حج کا احرام عمرہ کے فاسد کرنے سے پہلے باندھے اگر عمرہ طواف سے پہلے جماع کر کے فاسد کر دیا پھر حج کا احرام باندھ لیا اس کا حج صحیح ہوگا مگر قران اور تمتع نہیں ہوگا اور اس کے لئے عمرہ فاسدہ کے افعال ادا کرنا لازم ہے اور آئندہ عمرہ فاسدہ کی قضا بھی لازم ہوگی۔ اگرچہ عمرہ فاسد ہو گیا ہے اس کے لئے حلق جائز نہیں ہے کیونکہ عمرہ کے احرام پر حج کا احرام داخل ہو گیا ہے۔ حج قران کی تیسری شرط یہ کہ عمرہ کا طواف یا چار چکر عرفات میں وقوف شروع کرنے سے پہلے ادا کر لئے گئے ہوں۔

• اگر کوئی شخص عمرہ کے طواف کے بغیر حج کے لئے وقوف عرفات حاصل کرنے کے لئے روانہ ہو گیا اس پر لازم ہے کہ راستہ سے واپس آجائے اور عمرہ کا

طواف کرلے تاکہ اس کا حج قران ہو جائے اگر واپس نہیں ہوا اور واپس ہونے کا ارادہ بھی نہیں ہے اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے ترک اور رفض کا ارادہ کر کے اسے ترک کردے۔

• عمرہ کے ترک میں صرف ارادہ کافی ہے اگر پہلے حج کا احرام باندھ چکا ہے اسے حلق کروانا جائز نہیں ہے کیونکہ حج کے احرام پر جنایت ہو گی اور اگر حج کا احرام نہیں باندھا تو حلق کروا کے عمرہ کو ترک کردے اور حج کا احرام باندھ لے جیسا کہ سیدہ عائشہ نے کیا تھا۔ ایک روایت میں آپ کا میقات سے احرام صرف عمرہ کا احرام تھا اور اگر عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے وقوف عرفات شروع کردیا نہ کل طواف کیا تھا اور نہ چار چکر بلکہ بالکل طواف نہیں کیا تھا یا تین چکر کر لئے تھے اور زوال کے بعد عرفات پہنچ گیا اس کا عمرہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ لباب المناسک میں ہے "اِرْتَفَضَتْ عُمْرَتُهٗ اَیْ لَوْ مِنْ غَیْرِ نِیَّۃِ رَفْضِہٖ اِیَّاھَا" (ص:۲۸۵) اس کا عمرہ مرتفع اور متروک ہو جائے گا اگرچہ ترک اور رفض کی نیت نہ ہو اس شخص پر لازم ہے حج سے حلال ہونے اور ایام تشریق کے بعد عمرہ قضاء کرے اور رفض یا ارتفاض دونوں صورتوں میں قضاء کے علاوہ اس پر دم جنایت بھی واجب ہے اس کا یہ حج قران واقع نہیں ہوا اس لئے اس پر دم تشکر واجب نہیں ہے۔

• عمرہ کے رفض یا ارتفاض سے پہلے جنایت کا کفارہ دوگنا دینا ہو گا اور شاید بعد میں صرف ایک احرام کی جنایت کا کفارہ دینا ہو گا کیونکہ عمرہ باقی نہیں رہا۔ بعض عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے عمرہ کے ارتفاض سے عمرہ کا احرام ختم نہیں ہوتا اس لئے دو کفارے لازم آئیں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) مگر عمرہ کے احرام کو ختم کرنے کے لئے حلق یا قصر نہیں ہو گا کیونکہ حج کا احرام حلق اور قصر سے مانع ہے اور حج کے احرام سے حلق اور قصر کا وقت دس کی صبح صادق کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جب

دس ذی الحج صبح صادق کے بعد یا اس کے بعد بعض افعال حج سے پہلے حلق کروائے گا اس کے ضمن میں عمرہ کے احرام کا حلق بھی ہو جائے گا۔

• اگر کوئی شخص حج کے جملہ افعال حتی کہ سعی بھی ادا کرلے اور حلق کو مؤخر کردے تاکہ عمرہ کی قضا کے بعد حلق کرواؤں گا، اس کی دو صورتیں ہیں: ایسا ایام تشریق میں کرنا چاہتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ ایام تشریق میں عمرہ کے اعمال مکروہ ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والے پر دم واجب ہو جاتا ہے اور اگر حلق کو ایام تشریق سے مؤخر کرتا ہے اور عمرہ کے افعال عمرہ کے احرام اور حج کے احرام کے ساتھ قضا کرنا چاہتا ہے تو حج کی وجہ سے حلق کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے دم واجب ہو جائے گا لہٰذا تارک عمرہ کے لئے مناسب یہ ہے کہ حج کی وجہ سے حلق اپنے وقت میں کرلے اور عمرہ کے لئے جدید احرام باندھ کر ایام تشریق کے بعد عمرہ قضا کرے جس طرح سیّدہ عائشہ نے کیا تھا۔

• عمرہ کے رفض اور ترک یا ارتفاض کا مفہوم یہ ہے کہ وہ شخص عمرہ کے افعال ادا نہیں کرسکتا اور اس کے لئے افعال عمرہ حج کے افعال شروع ہو جانے کی وجہ سے موقوف ہو گئے ہیں مگر احرام حلق کے وقت ختم ہوگا یا یہ ہے کہ حج کے افعال شروع ہونے سے احرام بھی ختم ہوگیا ہے وقوف عرفات کے بعد صرف حج کا احرام باقی ہے؟ مذکورہ صورت سے ظاہر ہے کہ عمرہ کا احرام باقی ہوتا ہے اور وہ حلق یا قصر سے ختم ہوتا ہے۔ فقہاء کی عبارات سے تاحال ابہام دور نہیں ہو سکا ہر صورت عمرہ کی قضا واجب ہے۔

• اگر کسی شخص نے وقوف عرفات سے پہلے عمرہ کے طواف کے چار چکر یا پانچ ادا کرلئے تھے پھر وقوف کرلیا یہ شخص قارن ہوگا اس کا عمرہ ادا ہوگیا باقی ماندہ چکر طواف زیارت سے پہلے ادا کرلے کیونکہ عمرہ کے چکر سابق ہونے کی وجہ سے حق

وار ہیں کہ انہیں پہلے ادا کیا جائے اگرچہ قوت میں طواف زیارت سے کم تر ہیں۔

• حج قران کی چوتھی شرط یہ ہے قارن عمرہ اور حج کو فاسد نہ کرے اگر اس نے عمرہ کے طواف کے چار چکروں سے پہلے یا وقوف عرفات سے پہلے جنسی عمل کا ارتکاب کر لیا اس کا حج قران باطل ہو گیا اور دم قران ساقط ہو گیا مگر احرام باطل نہیں ہوا اس لئے حج کے اعمال ادا کر کے حلق کروالے حلال ہو جائے اور اگلے سال حج قران کی قضا کرے۔ (شرح لباب المناسک) معلوم ہوا حج کے باطل ہونے سے احرام باطل نہیں ہوتا لہٰذا احرام کے محظورات سے اجتناب لازم ہے جب تک حلق نہ ہو۔ اگر عمرہ کے طواف کے کل یا چار چکر ادا کر لئے تھے پھر جنسی عمل کا ارتکاب کیا اس کا حج فاسد ہو گیا عمرہ فاسد نہیں ہوا احرام باقی ہے عمرہ کے اعمال ادا کر کے حلال ہو جائے چونکہ حج باطل ہو گیا اس لئے دم قران واجب نہیں ہے۔

• حج قران کی پانچویں شرط یہ ہے کہ عمرہ کے طواف کے کل یا چار چکر حج کے مہینوں میں واقع ہوں اگر کسی شخص نے رمضان میں عمرہ اور حج کا احرام باندھ لیا پھر رمضان میں عمرہ کیا یا عمرہ کے اکثر چکر یکم شوال سے پہلے ادا کر لئے تھے پھر اسی احرام کے ساتھ حج کر لیا اس کا یہ حج حج قران نہیں ہوگا لہٰذا دم قران واجب نہیں ہوگا اور اگر عمرہ کے اکثر چکر شوال یا ذیقعد میں کئے تو یہ شخص قارن ہوگا۔ کیونکہ عمرہ کے طواف کے اکثر چکروں کا حج کے مہینوں میں ادا ہونا حج قران کے لئے شرط ہے۔ صاحب فتح القدیر ابن ہمام نے فرمایا تحقیق یہ ہے کہ حج قران کے لئے عمرہ کے طواف کے کم از کم چار چکروں کا اشہر حج میں واقع ہونا شرط ہے بعض لوگوں کو تتار خانیہ میں مذکور مسئلہ سے دھوکہ ہوا وہ یہ کہ تتار خانیہ میں ہے کہ ایک شخص نے حج اور عمرہ دونوں کو احرام میں جمع کیا پھر مکہ مکرمہ آیا اور رمضان میں عمرہ کا

طواف کر لیا وہ قارن ہو گا مگر اس پر دم قران واجب نہیں ہے اور پھر محیط میں مذکور ہے کہ عمرہ کے طواف کے چار چکروں کا اشہر حج میں واقع ہونا شرط نہیں ہے اور محیط کی اس بات کی دلیل امام محمد سے مروی وہ روایت ہے جس کو تتار خانیہ نے ذکر کیا، ان دونوں عبارتوں سے دھوکہ ہوا ابن ہمام فرماتے ہیں رمضان میں عمرہ کا طواف کرنے والا قارن نہیں ہے مگر امام محمد کا اس کو قارن کہنا لغوی معنی کے لحاظ سے ہے وہ شرعی قارن نہیں ہے۔ ابن ہمام کا ملا علی قاری رد فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ شخص شرعی قارن ہے کیونکہ امام محمد کی عبارت سے یہی ظاہر ہے اور دوم وہ شخص کسی محظور کا ارتکاب کرلے تو اس پر کفارہ دوگنا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا رمضان میں عمرہ کا طواف کرنے والا شخص شرعی قارن ہے مگر اس پر دم قران نہیں ہے اس لئے کہ اس نے قران شرعی مسنون طریقہ پر نہیں کیا۔

- مگر ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری کی تحقیق پر اطمینان نہیں ہے کیونکہ ابن ہمامؒ نے فرمایا عمرہ کے طواف کے چار چکروں کا اشہر حج میں واقع ہونا قران کے لئے شرط ہے لہٰذا رمضان میں طواف کرنے والے کا قران لغوی ہے یہی امام محمد کی عبارت کا محمل ہے ورنہ دم شکر واجب ہوتا۔ باقی رہی جزاء کے تعدد کا ہونا یہ تو اس لئے ہے کہ ابھی عمرہ کا احرام باقی ہے عمرہ اور حج دونوں کا احرام ہونے کی وجہ سے دو احراموں کی جنایت پر جزاء متعدد ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ حج شرعی قران ہو۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

- حج قران کی چھٹی شرط یہ کہ قارن آفاقی ہو مکی کے لئے قران نہیں ہے یعنی مکروہ اور غیر مسنون ہے اشہر حج سے پہلے مکی اگر مواقیت سے خارج چلا جائے اور میقات سے عمرہ اور حج کا احرام باندھ لے یہ مکی آفاقی کے حکم میں ہو گا اس کا یہ حج قران ہو گا۔ بعض علماء نے فرمایا آفاقی حقیقی جب مکہ میں داخل ہو جائے اور عمرہ

ر کے حلال ہو جائے اہل مکہ میں سے ہو جائے اسے حکما مکی کہتے ہیں اس کے لئے
قران جائز نہیں ہے اسی طرح آفاقی حکمی یعنی مکی اشہر حج میں میقات سے خارج
جاکر میقات سے حج قران کا احرام باندھے تو اس کا قران ناجائز ہو گا کیونکہ حکمی مکی
کے احکام حقیقی مکی کی طرح ہو جاتے ہیں مگر تحقیق یہ ہے مکی مگر آفاقی حکمی کا قران
کروہ ہے حتی کہ اس پر دم قران واجب نہیں بلکہ دم جنایت واجب ہو گا۔

• آج کل اکثر حجاج حج تمتع کرتے ہیں۔ عمرہ کرنے کے بعد مدینہ منورہ زیارت
کے لئے حاضری دیتے ہیں واپسی پر بیر علی سے عمرہ کا احرام باندھ کر دوبارہ عمرہ
رتے ہیں پھر حلال ہو جاتے ہیں اور منٰی کے لئے روانگی کے دن حج کا احرام
اندھتے ہیں چونکہ حج تک ان کا قیام مکہ میں رہتا ہے اس لئے وہ بھی حکمی مکی ہوتے
یں۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں جب تک مکہ میں داخل ہونے والا میقات سے خارج
پنے اصلی وطن واپس نہ آئے وہ حج کے سلسلہ میں مسافر ہوتا ہے وہ حکمی مکی ہوتا
ہے حقیقی مکی نہیں ہوتا اس لئے بیر علی سے اگر وہ شخص دوبارہ صرف عمرہ کا احرام
اندھے پھر بھی متمتع ہے اور حج افراد کا احرام باندھے پھر بھی وہ متمتع ہے کہ اس
نے عمرہ اشہر حج میں کیا ہے اور اگر مدینہ منورہ سے واپسی پر قران کا احرام باندھے گا
مہور علماء کے نزدیک وہ گنہگار ہو گا اور اس کا حج قران مکروہ ہو گا کیونکہ وہ مکی کی
رح ہے اس پر دم جبر واجب ہو گا قران کی قربانی واجب نہیں ہو گی۔

• عموماً حجاج کرام جب مدینہ منورہ جائیں اور واپسی پر حج کے ایام بالکل قریب
وں وہ چاہتے ہیں افضل حج حج قران کر لیا جائے انہیں معلوم ہونا چاہیئے ان کے
لئے ایسا کرنا خلاف سنت ہے اور مکروہ ہے اس کی وجہ خود فرمانِ الٰہی ہے۔ فرمایا:
ذَالِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِيْ مَسْجِدِ الْحَرَامِ" (بقرہ:۱۶۹) ترجمہ: یہ
تع اور قران ان لوگوں کے لئے ہے جن کے اہل مسجد حرام کے حاضرین سے

نہیں ہیں لہٰذا انہیں قران نہیں کرنا چاہیے۔

• حج قران کی ساتویں شرط یہ کہ قارن کا حج فوت نہ ہوا اگر اس کا حج فوت ہو گیا وہ قارن نہیں رہے گا اور اس پر دم واجب نہیں ہو گا عمرہ کے افعال سے حلال ہو جائے اور آئندہ حج کی قضا کرے۔

قران کے ادا کرنے کا طریقہ:

• مکہ مکرمہ جا کر اپنا سامان رہائش گاہ پر رکھ کر بیت اللہ کے مطاف میں آئے پہلے عمرہ کرے عمرہ کے طواف کے ساتوں چکر میں اضطباع اور پہلے تین چکروں میں رمل کرے طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کرے پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے یہ عمرہ کے مکمل افعال ہیں حلق یا قصر حج کے احرام کی وجہ سے نہیں کر سکتا عمرہ سے اس وقت حلال ہو گا جس دن حج سے حلال ہو گا پھر حج کا طواف قدوم کرے اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہے اس طواف میں اضطباع اور رمل کرے کیونکہ ہر وہ طواف جس کے بعد سعی ہو اس میں رمل سنت ہوتا ہے پھر احرام میں مکہ مکرمہ قیام کرے اگر اس دوران جنایت کرے گا اس کی جنایت دو احراموں پر ہو گی اور ڈبل کفارہ واجب ہو گا۔ مثلاً اگر قارن حلق کروائے گا اس پر دو دم واجب ہوں گے اور اگر قارن پہلے دو طواف کر لے پھر دو سعی اکٹھی کر لے ایک طواف اور سعی عمرہ کی نیت سے اور ایک طواف اور سعی حج کی نیت سے یہ بھی جائز ہے کسی نیت سے طواف کرے گا پہلا طواف عمرہ کے لئے اور دوسرا طواف قدوم واقع ہو گا۔ (ارشاد الساری)

حج قران کے متفرق مسائل: قران کی صحت کے لئے عدم المام شرط نہیں ہے المام کا مفہوم یہ ہے کہ محرم اپنے وطن میں گھر چلا جائے۔ اس مسئلہ کا مفہوم یہ ہے اگر آفاقی حج قران کے بعد اشہر حج میں عمرہ کر کے اپنے گھر آجائے پھر موسم حج

میں حج کرلے تو یہ جائز ہے اس کا حج قران ہو گا مثلاً کسی شخص نے حج اور عمرہ کا احرام شوال میں باندھا عمرہ کرکے ہوائی جہاز یا کار یا بس کے ذریعہ گھر واپس آگیا اور احرام کے ساتھ گھر مقیم رہا پھر ذی الحج میں جا کر حج کر لیا تو یہ حج قران ہو گا کیونکہ صحت قران کے لئے عدم المام شرط نہیں ہے۔ اسی طرح اگر مکی قران کرنا چاہتا ہے اشہر حج سے پہلے میقات سے خارج ہو جائے واپس میقات سے عمرہ اور حج کا احرام باندھ لے اور اشہر حج میں عمرہ ادا کر کے مکہ مکرمہ اپنے گھر احرام کے ساتھ مقیم رہے پھر حج کرے اس کا حج قران ہو گا۔ حج قران کی صحت کے لئے میقات سے احرام باندھنا بھی شرط نہیں ہے اگر کسی شخص نے میقات کے بعد بلکہ مکہ مکرمہ سے عمرہ اور حج کا احرام باندھا اس کا حج قران ہو گا مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے قران غیر مسنون مکروہ ہو گا اور دم جبر واجب ہو گا اور گنہگار بھی ہو گا اسے توبہ کرنا ضروری ہے۔

• قران کی صحت کے لئے عمرہ کے احرام کو حج کے احرام پر مقدم کرنا اور پہلے باندھنا بھی شرط نہیں ہے اگر کسی شخص نے حج کے احرام کے بعد طواف قدوم سے پہلے عمرہ کا احرام یعنی نیت اور تلبیہ کے ساتھ باندھ لیا وہ شخص قارن ہو گا اگرچہ گنہگار ہو گا اس پر دم قران واجب ہو گا اور اگر طواف قدوم شروع کرنے کے بعد عمرہ کے احرام کو حج کے احرام میں داخل کیا یہ بھی حج قران ہو گا مگر زیادہ تاخیر کی وجہ سے پہلی صورت سے زیادہ گناہ ہو گا۔ امام الفقہ شمس الائمہ کے نزدیک اس پر دم شکر واجب ہے اور اس سے وہ خود کھا بھی سکتا ہے۔ صاحب ہدایہ کے قول پر اس پر دم جبر واجب ہے اس سے اسے کھانا جائز نہیں ہے چونکہ طواف کے شروع ہو جانے کے بعد عمرہ کا احرام باندھا گیا مستحب ہے کہ کراہت سے بچنے کے لئے عمرہ کو ترک کر دے اور عمرہ کے افعال ادا نہ کرے اس کی قضا کرے اور دم جبر ادا

کرے اسی طرح طواف قدوم کے بعد عمرہ کے احرام کو داخل کرنے والے کے لئے حکم ہے کہ اس کا حج بھی قران ہوگا اس کے لئے عمرہ کا ترک اور قضا اور دم مستحب ہے اگر مذکورہ صورتوں سے مبتلا آدمی عمرہ ترک نہیں کرتا عمرہ اور حج کے افعال ادا کر لیتا ہے اس کا حج قران ادا ہو جائے گا اور اس پر دم واجب ہے مگر شمس الائمہ کے نزدیک دم تشکر ہے اور دوسرے اماموں کے نزدیک دم کفارہ ہے۔ اگر کسی محرم نے عمرہ کا احرام وقوف عرفات کے بعد حج کے احرام پر داخل کیا وہ شخص قارن نہیں ہوگا اس پر واجب ہے عمرہ ترک کردے اور ایام تشریق کے بعد عمرہ قضا کرے اور کفارہ کا دم ادا کرے اگر عمرہ ترک نہ کرے اور عمرہ کے افعال ادا کرلے تو عمرہ ادا ہو جائے گا مگر منہی عنہ کے ارتکاب کی وجہ سے وہ شخص گنہگار ہوگا اس پر دم جبر واجب ہے عمرہ کی قضاء نہیں ہے۔

- ایام تشریق میں حلق سے پہلے یا حلق کے بعد عمرہ کا احرام باندھنے کا یہی حکم ہے اگر ترک کردے تو دم اور قضاء واجب ہے اور ترک نہ کرے تو صرف دم واجب ہے مگر ترک سنت کی وجہ سے یہ طریقہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر طواف زیارت اور حلق کے بعد اور سعی سے پہلے عمرہ کا احرام ایام تشریق میں باندھ لے پھر بھی عمرہ مکروہ ہے کیونکہ ابھی سعی باقی ہے بعض افعال حج کو عمرہ کے افعال کے ساتھ جمع کرنا مکروہ ہے لہٰذا عمرہ کا ترک افضل ہے اگر افعال ادا کر لئے تو یہ عمرہ ادا ہو جائے گا کفارہ کا دم واجب ہوگا اور ایام تشریق اور سعی کے بعد عمرہ کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (لباب اور شرح)

حج قران اور تمتع کی قربانی کے مسائل

- ❖ .... قربانی کے واجب ہونے کی شرطیں
- ❖ .... قربانی کے متبادل روزوں کے مسائل
- ❖ .... مکی کے قران کا حکم
- ❖ .... حج تمتع کے احکام
- ❖ .... حج تمتع کے شرائط

حج قران اور تمتع کی قربانی کے مسائل

صاحب قران اور تمتع اگر مکہ مکرمہ میں مقیم ہے اس پر دو قربانیاں واجب ہیں: ایک غنی اور صاحبِ نصاب ہونے کی وجہ سے اور دوسری شکریہ کی کہ حج کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے ایک سفر میں دو عبادتوں کی سعادت عطا فرمائی ہے۔ غنیٰ کی قربانی گھر میں بھی کروائی جاسکتی ہے مگر قران اور تمتع کی قربانی حدود حرم میں ذبح کرانا شرط ہے اگر کسی نے یوم النحر قربانی ذبح کروائی لاعلمی میں اس نے غنیٰ کی قربانی کی نیت کرلی اس کی حج کی قربانی ادا نہیں ہو گی اور حج کی قربانی ذبح کروانے سے پہلے حلق یا قصر کی وجہ سے احناف کے نزدیک ایک اور دم واجب ہو جائے گا اور حج کی قربانی دوبارہ کرنا ہو گی۔ حج قران اور تمتع کی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور اغنیاء اور سید بھی کھا سکتے ہیں مسافر اور یتیم غنی اور فقیر غیر سید یا سید سب کھا سکتے ہیں۔ اور کفارہ کی قربانی کا گوشت خود نہیں کھا سکتا اور نہ غنی اور سیّد کھا سکتا ہے اس کا گوشت صرف فقیر غیر سید کھا سکتے ہیں۔

قربانی کے واجب ہونے کی شرطیں: اول یہ کہ قربانی کرنے کی قدرت ہو دوم قران اور تمتع صحیح ادا کئے گئے ہوں فاسد نہ ہوں سوم عقل چہارم بلوغ پنجم حریت لہٰذا مجنون اور غیر بالغ اور عبد مملوک پر قربانی واجب نہیں ہو گی۔ عبد مملوک پر قربانی کی جگہ دس روزے رکھنا واجب ہیں۔ حج قران اور تمتع کی قربانی حدود حرم میں ذبح کرنا شرط ہے حدود حرم سے باہر قربانی جائز نہیں ہو گی دوبارہ کرنا ہو گی۔ قربانی کا وقت ہمارے نزدیک یوم النحر دس کی صبح صادق سے بارہ ذی الحج کے غروب آفتاب تک ہے۔ اگر کسی شخص نے دس کی صبح صادق سے پہلے قربانی کرلی تو جائز نہیں ہے دوبارہ کرنا واجب ہے اور اگر کسی نے بارہ کے بعد قربانی

کی تو قربانی ادا ہو جائے گی کیونکہ ایام نحر میں قربانی کرنا واجب ہے شرط نہیں ہے مگر بلا عذر ایسا کرنے میں دم جنایت واجب ہو گا۔ قربانی کا ذبح کرنا جمرہ عقبہ کی رمی اور حلق کے درمیان واجب ہے خلاف ترتیب میں دم واجب ہو گا۔ سنت یہ ہے کہ قربانی منیٰ میں ذبح کی جائے مگر مکہ مکرمہ اور حدود حرم میں کہیں بھی قربانی کی جاسکتی ہے۔ اگر قارن یا متمتع قربانی پر قادر قربانی کرنے سے پہلے فوت ہو جائے اس پر لازم ہے فوت ہونے سے پہلے وصیت کرے اگر وصیت نہیں کر سکا تو اس سے قربانی ساقط ہے اگر وارث یا دوست احسان کریں اور اس کی جانب سے اپنے مال سے قربانی کر دیں تو یہ جائز ہے۔

قربانی کے متبادل روزوں کے مسائل: اگر قارن اور متمتع قربانی نہیں کر سکتا کہ اس کے پاس سفری اخراجات کے علاوہ اتنا مال نہیں ہے کہ وہ قربانی کرے اس کے لئے ضروری ہے حج ادا کرنے سے پہلے اشہر حج میں تین روزے رکھے اور سات روزے حج کے بعد مکہ مکرمہ میں یا واپس اپنے وطن آکر رکھے۔ (القرآن) مگر تین روزوں کے لئے متعدد شرطیں ہیں: ا۔ اول یہ کہ حج قران میں عمرہ اور حج کے احرام کے بعد روزے رکھے اور حج تمتع میں عمرہ کے احرام کے بعد روزے رکھے۔ ۲۔ دوم یہ تین روزے حج کے مہینوں میں رکھے جائیں۔ (فائدہ) ہر وہ شرط جو قران کے روزوں کے لئے ہے وہ تمتع کے روزوں کے لئے بھی ہے مگر حج کا احرام تمتع کے روزوں کے لئے شرط نہیں ہے حلال ہونے کی صورت میں عمرہ کے احرام کے بعد بھی روزے رکھے جا سکتے ہیں۔ (ارشاد الساری) ۳۔ تیسری شرط یہ کہ تین روزے یوم النحر سے پہلے واقع ہوں اگر پہلے بالکل روزے نہیں رکھے یا ایک یا دو روزے رکھے پھر دس ذی الحج ہو گیا تو اب قربانی کا بدل فوت ہو گیا اب اصل قربانی واجب ہے اور اس کا وقت زندگی کے آخری لمحات تک ہے۔ ۴۔

چوتھی شرط روزوں کی نیت صبح صادق سے پہلے رات کو کر لے اگر صبح صادق کے بعد یا سورج کے غروب سے پہلے نیت کر لی تھی روزے جائز نہیں ہوں گے۔ ۵۔ پانچویں شرط یہ کہ ایام نحر میں قارن اور متمتع قربانی کرنے سے عاجز ہو اگر پہلے یا بعد قادر ہو جائے روزے رکھنا معتبر ہوگا اس قدرت کا اعتبار نہیں ہوگا۔ سات روزوں کے لئے شرط یہ ہے کہ رات کو نیت ہو اور سات روزوں سے پہلے تین روزے رکھے گئے ہوں۔ تین روزوں میں مستحب ہے کہ متتابع ہوں اور آخری دن یوم عرفہ ہو۔ تواتر نہ تین میں واجب ہے اور نہ سات میں اور سات روزوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ گھر آکر رکھے۔

مکی کے قران کا حکم: اصلی مکی اور وہ شخص جس نے مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کر لیا اور وہ شخص جو میقات یا ان کے محاذی شہروں میں اصلی مقیم ہے یا حکمی ان سب کے لئے حج قران ممنوع ہے یعنی مکروہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ذَالِكَ لِمَنْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" (بقرہ: ۱۹۶) یہ تمتع (اس کے معنی میں قران) ان لوگوں کے لئے ہیں جن کے اہل مسجد حرام کے حاضرین نہیں ہیں۔ لہٰذا قران مسنون صرف آفاقی کے لئے ہے۔ مذکورہ غیر آفاقی لوگوں میں سے اگر کسی شخص نے قران کا احرام باندھ لیا اس پر جنایت اور خلاف سنت عمل کرنے کی وجہ سے دم لازم ہے اور اس قران کا دم تشکر واجب نہیں رہا کیونکہ دم تشکر مسنون قران کے لئے ہوتا ہے یہ تب ہے کہ قران کے اعمال ترک نہ کئے جائیں اور عمرہ اور حج کے اعمال ادا کر لئے جائیں ورنہ اس پر لازم ہے عمرہ ترک کر دے اب عمرہ کے ترک کا دم لازم ہوگا اور عمرہ ایام تشریق کے بعد قضا کرنا ہوگا مگر ایسا کرنے سے خلاف سنت عمل سے محفوظ ہو جائے گا۔

- اگر عمرہ کے ترک کی نیت سے پہلے محرم نے جنایت کر لی اس پر قران کی

جنایت کا کفارہ لازم ہو گا۔ اگر مکی حج کے مہینوں سے پہلے مواقیت سے خارج جاکر واپسی پر حج قران کا احرام باندھتا ہے عمرہ اشہر حج میں کرتا ہے اس کا یہ حج قران مسنون ہو گا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اگر مکی حج کے مہینوں میں مواقیت سے خارج ہو کر واپسی پر قران کا احرام باندھتا ہے امام اعظم کے نزدیک اس کا قران مسنون نہیں ہے لہٰذا اس پر دم جبر لازم ہو گا۔ صاحب مبسوط نے فرمایا جب آدمی اشہر حج میں مواقیت کے اندر ہوتا ہے اس کا حکم مکی والا ہوتا ہے اسے حج قران سے منع کیا گیا ہے۔ حج قران کے احرام کے شائقین کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ ثواب زیادہ حاصل ہو اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی سنت حاصل ہو کیونکہ احناف کے نزدیک آپ ﷺ کا حج قران تھا مگر یہ سعادت وہ آدمی حاصل کر سکتا ہے جو آفاقی ہے اور میقات سے حج کے مہینوں میں قران کرنا چاہتا ہے مثلاً پاکستان سے سیدھا مدینہ منورہ جاکر بیر علی سے قران کا احرام باندھے یا پاکستان سے میقات سے پہلے قران کا احرام باندھے لیکن وہ لوگ جو حج تمتع کی نیت سے پہلے مکہ مکرمہ جاکر عمرہ کرتے ہیں پھر مدینہ منورہ زیارت کے لئے حاضری دیتے ہیں واپسی پر قران کا احرام باندھنا چاہتے ہیں ان کے لئے حج قران مکروہ ہے ان پر دم جبر اور خلاف سنت کا گناہ لازم آئے گا اور دم تشکر لازم نہیں ہو گا کیونکہ آفاقی مکہ مکرمہ میں جانے کے بعد حج کے معاملہ میں مکی کی طرح ہو جاتا ہے جس طرح مکی کے لئے قران مکروہ ہے اسی طرح آفاقی اور حکماً مکی کے لئے بھی قران مکروہ ہے یہی قول مختار ہے مگر صاحب ہدایہ اور کافی میں مطلق ذکر کیا گیا کہ اگر اصل مکی یا حکمی مکی اشہر حج میں بھی مواقیت سے خارج ہونے کے بعد واپسی پر قران کا احرام باندھیں گے ان کے لئے جائز ہے اور یہ قران آفاقی کا قران ہو گا اور بعض علماء نے اس قول کی نسبت صاحبین کی طرف کی ہے کہ ان کے نزدیک یہ مسنون قران ہے میری نظر میں اشہر حج میں آفاقی کا حیلہ

مختلف فیہ ہے اسے نہ کیا جائے تو بہتر ہے۔ (لباب اور شرح) (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

حج تمتع کے احکام: لغت میں تمتع کا معنی تلذذ ہے اور شریعت میں غیر مکی کے لئے حج کے مہینوں میں عمرہ اور حج دونوں کا ایک سال میں ادا کرنا بغیر المام صحیح کے کہ عمرہ کے احرام سے خارج ہونے کے بعد اپنے اصل گھر نہ جانا حج تمتع ہے۔ حج تمتع میں اپنے میقات سے عمرہ کا احرام ہوتا ہے اور عمرہ سے حلال ہو کر پھر منیٰ کے لئے روانگی کے دن حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔

حج تمتع کے شرائط: پہلی شرط یہ کہ محرم طواف کے کل چکر یا اکثر حج کے مہینوں میں ادا کرے اگرچہ وہ احرام حج کے مہینوں سے پہلے باندھے۔ اگر کسی شخص نے رمضان میں عمرہ کا طواف جنابت یا حدث کی حالت میں ادا کیا تھا پھر شوال میں اس کا اعادہ کیا اور اسی سال حج ادا کیا وہ شخص متمتع نہیں ہوگا کیونکہ امام کرخی کے نزدیک اعادہ سے پہلا طواف مرتفع نہیں ہوتا اور ابو بکر الرازی کے نزدیک اگرچہ اعادہ سے پہلا طواف مرتفع ہو جاتا ہے مگر امام محمد نے صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ وہ شخص متمتع نہیں ہو سکتا۔ اگر محرم حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ لے اور مکہ مکرمہ داخل ہو جائے جب حج کا مہینہ شوال شروع ہو جائے عمرہ کا طواف اور سعی کر لے پھر حلق کروا لے اسی سال حج کر لے اس کا حج تمتع واقع ہوگا یہ حج تمتع کا ایک حیلہ ہے۔ اگر کل طواف یا اکثر شوال سے پہلے کر لیا اور عمرہ مکمل کرنے کے بعد دوبارہ دوسرے عمرہ کا میقات کے اندر سے احرام باندھا اور اسی سال حج کر لیا بالاتفاق یہ شخص متمتع نہیں ہوگا کیونکہ وہ شخص مکی کے حکم میں ہے اسی لئے اس کے لئے حج کا میقات مکی کا میقات حرم پاک ہے۔ ۲۔ تمتع کی دوسری شرط یہ کہ عمرہ کے طواف کے کل چکروں سے پہلے یا اکثر چکروں سے پہلے حج کا احرام نہ باندھا گیا ہو ورنہ یہ شخص متمتع نہیں رہے گا قارن ہو جائے گا۔

ظاہر ہے جب عمرہ کے احرام سے فارغ ہونے اور حلق کروانے سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا اب دونوں احراموں کا حلق دس ذی الحج کو ہوگا۔ دونوں عمرہ اور حج کے لئے ایک حلق کافی ہوگا اسی کو قران کہتے ہیں۔ تمتع کی چوتھی شرط یہ کہ محرم عمرہ کو فاسد نہ کرے اگر عمرہ کا احرام اشہر الحج میں باندھا طواف سے پہلے جماع کرنے سے عمرہ کو فاسد کر دیا اور فاسد عمرہ کے اعمال عمرہ کر کے حلق سے حلال ہو گیا پھر اسی سال حج کیا تو وہ شخص متمتع نہیں ہوگا۔ (فائدہ) قارئین پر واضح ہونا چاہئے عمرہ یا حج کے فساد سے احرام فاسد نہیں ہوتا اس لئے عمرہ فاسد ہو جائے تو افعال عمرہ سے اور اگر حج فاسد ہو جائے تو افعال حج ادا کر کے حلق کے ساتھ احرام سے خروج ہوگا۔ اگر مفسد العمرہ نے اشہر حج میں عمرہ قضا کر لیا اور اسی سال حج کر لیا اس میں اختلاف ہے کیا وہ متمتع ہوگا یا نہ؟

- پانچویں شرط یہ کہ حج کو فاسد نہ کرے اگر کسی شخص نے عمرہ کر لیا مگر وقوف عرفات سے پہلے جنسی عمل کر کے حج کو فاسد کر دیا وہ شخص متمتع نہیں ہوگا۔
- چھٹی شرط یہ کہ محرم عمرہ سے حلال ہونے کے بعد اپنے وطن اور گھر نہ جائے یعنی اس کا المام صحیح نہ ہو فقہ اور حج کی کتابوں میں حج تمتع میں المام صحیح اور المام فاسد کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ المام صحیح سے مراد عمرہ سے حلال ہونے کے بعد اپنے اصلی گھر چلے جانا ہے اور المام فاسد سے مراد احرام کے ساتھ گھر واپس جانا ہے لہٰذا اگر ایک شخص نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا اور حلال ہو کر گھر واپس آ گیا پھر اسی سال حج کیا وہ متمتع نہیں ہوگا اور یہ المام صحیح ہے اور اگر کوئی شخص عمرہ کے احرام کے بعد طواف سے پہلے یا بعد مگر حلق سے پہلے گھر واپس آ گیا اور پھر اسی سال حج کیا وہ متمتع ہوگا کیونکہ اس کا المام اور نزول فاسد ہے۔
- اگر کسی شخص نے مثلاً شوال میں عمرہ کیا حلال ہونے کے بعد جہاز یا گاڑی کے

ذریعہ گھر واپس آگیا کیونکہ حج کے ایام میں کافی دن باقی ہیں پھر میقات سے احرام باندھا اور اسی سال حج کیا تو متمتع نہیں ہوگا البتہ جب دوبارہ میقات سے گذرے پہلے عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور حج کا احرام باندھ کر اسی سال حج کرلے تو یہ شخص متمتع ہوگا اور اگر عمرہ کا طواف کر کے حلال نہ ہو اور حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرلے وہ قارن ہوگا کیونکہ دوسرے عمرہ اور حج کے درمیان المام صحیح یعنی بغیر احرام گھر واپس آنا نہیں ہے۔

• اگر کوئی شخص عمرہ سے حلال ہو کر یا احرام کے ساتھ مواقیت کے اندر کسی جگہ چلا جائے اس کے تمتع میں کوئی فرق نہیں آتا اور اگر مواقیت سے خارج چلا جائے مگر اپنے گھر اور رہائش کی جگہ نہ جائے وہ شخص بھی متمتع ہوگا مثلاً آفاقی عمرہ کے بعد حلال ہو کر مدینہ منورہ چلا جائے پھر میقات سے عمرہ کا یا حج افراد کا احرام باندھے وہ متمتع ہوگا۔ یا حیض اور نفاس والی عورت احرام کی حالت میں عمرہ کرنے سے پہلے مدینہ چلی جائے واپسی پر عمرہ کر کے حلال ہو جائے پھر حج کا احرام باندھے تو یہ عورت متمتع ہوگی۔

• اور اگر وہ شخص مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہے عمرہ سے حلال ہو کر مدینہ منورہ واپس آجائے پھر اسی سال حج کرے اس کا حج تمتع نہیں ہوگا اگر عمرہ کے احرام میں یا حج کے احرام کے بعد دوبارہ مدینہ منورہ اپنے گھر آجائے اور حج کرے وہ متمتع ہوگا۔ ضابطہ یہ ہے کہ گھر واپس آنے والے پر اگر مکہ واپس آنا حق بنتا ہے کہ احرام میں ہے تو یہ المام صحیح نہیں ہے اور اگر واپس آنا حق نہیں بنتا جیسے کوئی عمرہ سے حلق کروا کے حلال ہو جائے اور حج کا احرام نہ باندھے پھر گھر چلا جائے اس پر دوبارہ مکہ مکرمہ حج یا عمرہ کی وجہ سے واپس آنا حق نہیں بنتا کیونکہ عمرہ کر کے اس نے احرام ختم کر دیا ہے اس کا المام صحیح ہوگا اور اس کا حج تمتع نہیں بنے گا۔

• ساتویں شرط۔امام محمد کے نزدیک عمرہ کا طواف یا چار چکر یا مکمل عمرہ اور حج کے اعمال ایک سفر میں ہوں۔ مثلاً کسی شخص نے عمرہ کے چار چکر ادا کئے پھر گھر آگیا دوبارہ سفر کر کے عمرہ کے بقیہ چکر اور سعی ادا کیا اور پھر حج کیا وہ متمتع نہیں ہوگا کیونکہ عمرہ اور حج کے لئے ایک سفر نہیں ہے اور اگر پہلے تین یا تین سے کم چکر ادا کئے تھے وہ شخص متمتع ہوگا مگر یہ شرط امام محمد کے نزدیک ہے۔ شیخین کے نزدیک اگر کوئی شخص عمرہ میں حلق سے پہلے گھر واپس آجائے پھر اسی سال دوسرے سفر میں حج کرے وہ متمتع ہوگا۔ عمرہ اور حج کا ایک سفر میں ہونا ضروری نہیں اور فتویٰ شیخین کے قول پر ہے۔ حج کی آٹھویں شرط یہ کہ عمرہ اور حج ایک سال میں ادا کیا جائے اگر کسی شخص نے اشہر حج میں عمرہ کرلیا اس سال حج نہیں کیا دوسرے سال حج کیا حالانکہ وہ گھر واپس نہیں گیا تھا یا اگلے سال تک احرام میں رہا تھا اس کا حج حج تمتع نہیں ہوگا۔ نویں شرط مکہ مکرمہ میں وطن نہ بنائے اگر کسی شخص نے اشہر حج میں عمرہ کیا پھر مکہ مکرمہ میں ہمیشہ رہائش کا عزم کرلیا اور اسی سال حج کیا وہ متمتع نہیں ہوگا کیونکہ اس کا سفر منقطع ہوگیا۔ اب حج اور عمرہ ایک سفر میں واقع نہیں ہوئے۔ اگر عمرہ کرنے کے بعد دو ماہ یا زائد رہنے کا عزم کیا مگر مکہ کو مستقل رہائش گاہ نہیں بنایا اس کا حج تمتع ہوگا۔ دسویں شرط یہ کہ حج کے مہینوں کے دخول کے وقت وہ شخص پہلے سے مکہ میں حلال بغیر احرام کے نہ ہو اگر حج کے مہینوں کے شروع ہونے سے پہلے مکہ میں موجود ہے اور حلال ہے وہ مکی ہے اور مکی کے لیے تمتع نہیں ہے یا مکہ میں محرم ہو مگر عمرہ کے کل یا اکثر چکر اشہر حج سے پہلے کر چکا ہو ایسا شخص بھی متمتع نہیں ہو سکتا تمتع کے لیے شرط ہے کہ عمرہ کے طواف کے کل یا اکثر چکر اشہر حج میں ہوں۔ گیارہویں شرط تمتع کرنے والا آفاقی ہو اگر مکی نے مدینہ وطن بنالیا ہے تو وہ بھی آفاقی ہے آفاقی سے مراد وہ شخص ہے جس کی

مستقل رہائش گاہ مواقیت سے خارج ہو۔ آفاقی یا غیر آفاقی میں اصلی وطن کا اعتبار ہوتا ہے وطنِ اقامت کا اعتبار نہیں ہوتا مثلاً کسی مدنی نے مکہ میں مستقل رہنے کا ارادہ کرلیا ہے وہ مکی ہو گیا اور اگر اس کا مکہ میں عارضی قیام ہے اگرچہ دو ماہ یا دو سے زیادہ ہو، وہ مکی نہیں ہے۔

- اگر کسی شخص کے اہل اور عیال مکہ میں ہوتے ہیں اور مدینہ میں بھی ہوتے ہیں دونوں جگہ اس کی رہائش اور بچے ہیں اگر دونوں جگہ اس کی رہائش برابر برابر رہتی ہے وہ متمتع نہیں ہو سکتا وہ مکی کے حکم میں ہوگا اور اگر ایک جگہ زیادہ دن اقامت کرتا ہے اس کے متعلق علماء نے تصریح نہیں کی مگر البحر الرائق نے ذکر کیا کہ کثرت کا اعتبار ہونا چاہیے اگر زیادہ دن مدینہ میں رہتا ہے وہ تمتع کر سکتا ہے مگر خزانۃ الاکمل میں مذکور ہے کہ اگر ایک شخص کی رہائش کوفہ میں ہے اور مکہ میں بھی ہے دونوں جگہ اس کے اہل و عیال رہتے ہیں اس کے لیے تمتع منع ہے اور کرمانی نے بھی یہی ذکر کیا کہ قلت اور کثرت کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ جب یہ شخص عمرہ کرکے حلال ہو گا مکہ میں اس کا گھر ہے وہ گھر رہائش رکھے گا۔ عمرہ کے بعد گھر حلال ہونے کے بعد نہ جانا تمتع کی شرط ہے لہٰذا ایسا شخص مطلق تمتع نہیں کر سکتا۔

فائدہ: اگر کسی شخص نے کسی شہر میں شادی کرلی ہے اور اس کی بیوی اسی شہر میں مقیم ہے وہ شخص شادی کرنے سے اس شہر کا متوطن ہو جاتا ہے اس لئے اگر کوئی شخص مکہ میں شادی کرلے وہ حج تمتع نہیں کر سکے گا۔ (ارشاد الساری)

مکی کے احکام: اصلی مکی اگر اسی سال حاضر حج نہیں کرنا چاہتا اس کے لیے اشہر حج میں حل سے احرام باندھ کر عمرے کرنا جائز ہیں اسی طرح آفاقی جو عمرہ کرکے حلال ہو گیا ہے حج کے ایام سے پہلے عمرے کر سکتا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ: لباب المناسک میں ہے کہ متمتع اشہر حج میں عمرے نہیں کر

سکتا اس سے مراد وہ متمتع ہے جس کے ساتھ قربانی کا جانور موجود تھا ورنہ آفاقی متمتع حج سے پہلے جتنے عمرے کرنا چاہے کر سکتا ہے ہدی اور قربانی کا جانور جس کے ساتھ ہو وہ شخص عمرہ کے بعد حلال نہیں ہو سکتا۔ وہ حج کے بعد حلال ہو گا۔ اسی لئے حج سے پہلے اس کے لئے عمرے کرنا منع ہے۔ اسی طرح حج قران والا شخص دس ذی الحج تک احرام میں ہوتا ہے اور عمرے نہیں کر سکتا مگر حج تمتع والا شخص جس کے ساتھ قربانی نہیں ہے عمرہ سے حلال ہونے کے بعد حج کے لئے دوسرے احرام میں جب تک داخل نہیں ہوتا وہ حج سے پہلے عمرے کر سکتا ہے شرح اللباب میں ہے "و هذا المتمتع الآفاقی غیر ممنوع عن العمرہ فجاز له تکرارها لانها عبادة مستقلة ایضا کالطواف۔" (ص: ۳۱۹) اور یہ متمتع آفاقی اس کو عمرے سے منع نہیں کیا جا سکتا اس کے لئے عمرہ کا تکرار جائز ہے اس لئے کہ عمرہ بھی عبادۃ مستقلہ ہے جیسے طواف۔ بعض لوگوں سے سنا ہے کہ حج تمتع والا شخص مکہ میں قیام کے دوران عمرہ سے حلال ہونے کے بعد بھی عمرے نہیں کر سکتا۔

- حج تمتع کے دو قسم ہیں۔ ایک یہ کہ عازم حج قربانی کا جانور اپنے ساتھ لے جائے اس کے احرام کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد جانور کے گلے میں جوتوں کا یا چمڑے کے ٹکڑے کا قلادہ پہنادے اور اونٹ کی کوہان میں بائیں جانب زخم کردے حتی کہ خون بہہ جائے یہ اشعار اور علامت ہے اس بات کی کہ یہ جانور قربانی کا جانور ہے اگر محرم نیت کے بعد تلبیہ نہ بھی پڑھے صرف اس قلادہ اور اشعار سے احرام میں داخل ہو جائے گا۔ تمتع کی اس قسم کا ذکر قرآن میں موجود ہے "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّينَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا" (المائدۃ: ۲) اے ایمان والو حلال نہ کرو اللہ تعالٰی کے شعائر کو اور حرمت والے

مہینوں اور ہدی (قربانی) کے جانور کو اور نہ قلادوں کو اور نہ بیت الحرام کا قصد کرنے والوں کو جو اپنے رب سے فضل اور رضا طلب کرتے ہیں۔

- اس آیت میں حج تمتع کے ایک قسم کی طرف اشارہ ہے۔ صدیوں سے یہ طریقہ تمتع کا ختم ہو چکا ہے ہو سکتا ہے مکہ مکرمہ کے مضافات سے اس قسم کے تمتع کرنے والے لوگ موجود ہوں۔ تمتع کا دوسرا قسم یہ ہے کہ آفاقی میقات سے عمرہ کا احرام باندھیں عمرہ کر کے حلال ہو جائیں پھر منیٰ روانگی سے پہلے حرم سے حج کا احرام باندھیں۔ دوسرے قسم کا متمتع چونکہ عمرہ کے احرام سے فارغ ہو جاتا ہے اس لئے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرے کرتا رہتا ہے بعض لوگ تنعیم سے عمرے کرتے ہیں اور بعض لوگ جعرانہ سے عمرے کرتے ہیں مگر افضل تنعیم سے عمرے کرنا ہے کیونکہ تنعیم کے عمرہ میں قول ہے اور جعرانہ کے عمرہ میں فعل ہے بعض لوگ حدیبیہ سے بھی عمرے کرتے ہیں۔ سب جائز ہیں کچھ لوگوں سے سنا ہے حج تمتع والا عمرے نہیں کر سکتا یہ غلط ہے۔

دو حجوں یا دو عمروں کو جمع کرنے کا بیان

❖ .... دو حجوں کو افعال میں جمع کرنا

❖ .... دو عمروں کے جمع کرنے کا حکم

❖ .... دو مختلف عبادتوں عمرہ اور حج کو جمع کرنے کا حکم

❖ .... عمرہ اور حج کے جمع کرنے میں اہم ضوابط

❖ .... حج کا احرام یا عمرہ کا احرام فسخ کرنے کا حکم

دو حجوں یا دو عمروں کو جمع کرنے کا بیان

دو عمروں یا دو حجوں کو یا زائد کو ایک احرام میں جمع کرنا یا افعال میں جمع کرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ آفاقی ہو یا مکی ہو بحر الرائق میں ہے حج کے دو احراموں اور عمرہ کے دو احراموں کو جمع کرنا بالاتفاق بدعت ہے۔ جامع صغیر میں ہے حرام اور اکبر الکبائر سے ہے محیط میں ہے مکروہ ہے لہٰذا ایک ہی جنس کے دو عمرے یا دو حج ایک احرام میں جمع کرنا مکروہ تحریمی ہے اسی طرح آفاقی کے لئے عمرے کے احرام کو حج کے احرام پر داخل کرنا مکروہ ہے مگر حج کے احرام کو عمرہ کے احرام پر داخل کرنا مکروہ نہیں ہے۔ دو حجوں کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ دو حجوں کی نیت کر کے دونوں کے لئے تلبیہ پڑھے یا پھر پہلے ایک حج کے لئے احرام باندھے پھر دوسرے حج کے لئے احرام باندھے جب کہ عرفات میں وقوف کا وقت باقی ہو۔

- اگر کوئی شخص اکٹھے دو یا دو سے زائد مثلاً بیس حجوں کا احرام باندھ لے یا پہلے ایک حج کا پھر دوسرے حج کا پھر تیسرے حج کا جتنے حجوں کا احرام باندھے گا اس پر سارے حج لازم ہو جائیں گے مگر معاً اور ایک ہی دفعہ متعدد احرام باندھنے میں ایک عمرہ یا حج کے علاوہ دوسرے مرتفع ہو جائیں گے اور ترتیب کے ساتھ احرام باندھنے میں پہلا احرام قائم رہے گا دوسرے مرتفع ہو جائیں گے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جب محرم حج ادا کرنے کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہو گا اس وقت ارتفاض ہو جائے گا ظاہر الروایت یہی ہے اور ایک روایت میں ہے دوسرے عمروں یا حجوں کا ارتفاع اور ختم ہونا اس وقت ہو گا جب محرم عمرہ کا طواف شروع کرے گا یا وقوف عرفات شروع کرے گا اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہونے سے پہلے یا حج کے اعمال شروع کرنے سے پہلے جنایت کرے گا۔ امام اعظم

کے نزدیک اس پر دودم واجب ہوں گے کیونکہ دواحراموں پر جنایت ہے۔اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں احرام منعقد ہو جاتے ہیں مگر دوسرا احرام اسی وقت خود بخود مرتفع ہو جاتا ہے اس لئے ذکر کردہ شخص پر ایک دم واجب ہو گا اور امام محمد کے نزدیک دوسرا احرام منعقد ہی نہیں ہوتا اس لئے اس پر ایک احرام پر جنایت کی وجہ سے ایک دم واجب ہو گا ظاہر الروایت کے مطابق اگر دو حجوں کا احرام باندھنے والا شخص مکہ کے لیے کئی دن تک روانہ نہیں ہوا، روانہ ہونے سے پہلے وہ دواحراموں میں داخل ہو چکا ہے اگر اس نے جنایت کا ارتکاب کیا اسے دو کفارے دینے ہوں گے جیسا کہ قارن پر دو کفارے لازم ہوتے ہیں۔اگر وہ محصر ہو گیا اس کو دودم ذبح کروانے ہوں گے تب حلال ہو گا اگر اس نے روانہ ہونے سے پہلے جماع کر لیا اس پر تین دم لازم ہوں گے ایک دم رفض کا اور دودم جماع کی وجہ سے کیونکہ دواحراموں پر اس نے جنایت کی ہے۔

- دو حجوں کو جمع کرنے والا شخص اگر مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہو گیا اس کا ایک احرام روانہ ہوتے ہی مرتفع ہو گیا اب جماع کرنے سے اس پر ایک دم واجب ہو گا مگر فساد کی صورتوں میں حاجی کو حج کے افعال کرنا ہوتے ہیں۔ جب ایک حج کا ارتفاع اور ترک ہو گیا اس پر ترک حج اور رفض پر دم لازم ہے اور متروک حج کی قضا اور عمرہ اگلے سالوں میں فرض ہے کیونکہ رافض الحج فائت الحج کی طرح ہوتا ہے۔اگر دو حجوں کے احرام والا شخص ایک حج ہی نہیں کر سکا احرام دو کا باندھا تھا اس پر آئندہ دو حجوں کی قضا اور عمرہ واجب ہے۔
- ضابطہ یہ ہے کہ اگر حج کا ترک بغیر افعال عمرہ ہو حالانکہ حکم یہ ہے کہ متروک حج کے احرام سے خروج افعال عمرہ سے ہو۔ مذکورہ صورت میں حج کا ترک عمرہ کے افعال سے نہیں ہو سکتا کیونکہ دوسرے حج کا احرام باقی ہے اس لئے

اسے حج کی قضا کے علاوہ عمرہ بھی کرنا ہوگا لہٰذا متروک حج سے خروج افعال عمرہ سے نہ ہو تو قضاء کے ساتھ عمرہ بھی کرنا ہوتا ہے اور فائت الحج عمرہ کے افعال سے احرام سے خارج ہوتا ہے اسے صرف حج کی قضا کرنا لازم ہے اور اگر افعال عمرہ سے خارج نہ ہو تو اسے آئندہ عمرہ بھی کرنا ہوگا۔

دو حجوں کو افعال میں جمع کرنا: اس کی صورت یہ ہے کہ محرم نے پہلے حج کے وقوف کے بعد یوم النحر دوسرے حج کا احرام باندھ لیا اب اگر پہلے حج کے حلق کے بعد دوسرے حج کا احرام باندھ لیا دوسرا حج اسے لازم ہو جائے گا اس پر دم واجب نہیں اور نہ حج کا ترک کرنا واجب ہے وہ اگلے سال تک محرم رہے گا اگلے سال حج کرے اور اگر اس نے دوسرے حج کا احرام حلق سے پہلے باندھ لیا اب دو احرام جمع ہو گئے اس پر دو دم اور دوسرا حج لازم ہو گیا ایک دو حجوں کو جمع کرنے کا دم واجب ہوگا اور دوسرا دم احرام ثانی کے بعد پہلے احرام کے لئے حلق کروائے یا حلق نہ کروائے حتی کہ اگلے سال حج کرے واجب ہوگا کیونکہ حلق کروائے گا تو دوسرے احرام پر جنایت ہوگی اور اگر حلق نہیں کروائے گا تو پہلے احرام کے حلق کی تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہوگا کیونکہ امام اعظم کے نزدیک ایام نحر سے حلق کو مؤخر کرنے پر دم واجب ہوتا ہے اور صاحبین کے نزدیک دم واجب نہیں ہوتا اور اگر ایامِ نحر کے تین دن کے بعد حلق کروائے گا تو تیسرا دم واجب ہو جائے گا کیونکہ پہلے احرام کے حلق کو مؤخر کر دیا۔ (لباب المناسک)

• مذکورہ جزئیات سے واضح ہوتا ہے حج کے مرتفع ہونے سے اس کا احرام بھی مرتفع ہو جاتا ہے اس لئے جنایت پر ایک دم واجب ہوتا ہے بخلاف فساد حج اور فوات حج کے ان میں احرام باقی ہوتا ہے جب تک افعال حج یا افعال عمرہ سے حلال نہ ہوں۔

دو عمروں کے جمع کرنے کا حکم: دو عمروں کے احرام کو جمع کرنے کا حکم دو

حجوں کے جمع کرنے کی طرح ہے اکٹھے یا ترتیب سے دو عمروں کو جمع کرنے اور دونوں کے لزوم اور رفض اور وقت رفض وغیرہ میں وہی حکم ہے جو حجوں کے جمع کرنے میں گذر چکا ہے مگر جو عمروں میں متصور ہو سکے۔

• اگر ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھا اس کے طواف سے پہلے یا طواف کے بعد یا طواف کے درمیان سعی سے پہلے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ دوسرا عمرہ اس کو لازم ہو گیا اور اس پر لازم ہے دوسرے کو چھوڑ دے اس پر رفض کا دم اور متروک کی قضا واجب ہے۔ اور اگر طواف اور سعی کے بعد دوسرے عمرے کا احرام باندھا دوسرا عمرہ اس کو لازم ہے دوسرا عمرہ مرتفع نہیں ہوگا اس پر دو عمروں کو جمع کرنے کا دم واجب ہے اگر دوسرے سے فارغ ہونے سے پہلے عمرہ کا حلق کروالیا دوسرا دم لازم ہو جائے گا جمع کرنے کا اور دوسرے کے احرام پر جنایت کا اور اگر دوسرے عمرہ کے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد پہلے کا حلق کروایا تو دوسرا دم واجب نہیں ہوگا۔ معلوم ہوا اگر کوئی شخص دو عمرے اکٹھے اس طرح کرے کہ حلق سے پہلے دوسرا عمرہ شروع کردے جیسا کہ آجکل کچھ لوگ تنعیم سے ایسا کرتے ہیں یا تین عمرے اکٹھے کرلے اور سب سے فارغ ہونے کے بعد آخر میں حلق کروائے اس پر دو یا دو سے زائد عمروں کو جمع کرنے کا ایک دم واجب ہوگا اور دوسرے عمرے کے افعال سے فارغ ہونے سے پہلے حلق کروانے پر دو دم واجب ہوں گے۔ ایک جمع کرنے کا دوسرا دوسرے احرام پر جنایت کرنے کا اور اگر دوسرے کو چھوڑ دے پھر بھی اس کو دو دم دینے ہوں گے ایک جمع کرنے کا دوم رفض کا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ چنانچہ در مختار میں ہے:

"مَنْ اَتٰی بِعمرہ اِلَّا الْحَلْقَ فَاَحْرَمَ بِاُخْرٰی ذَبَحَ"

ترجمہ: اگر کسی نے عمرہ ادا کیا مگر حلق پھر دوسرے کا احرام باندھ لیا وہ دم ذبح کرے۔

شامی میں ہے "ثُمَّ قَالَ فَلَوْ اَحْرَمَ بِعمرہ فَطَافَ بِهَا شَوْطًا اَوْ كُلَّهٗ اَوْ لَمْ يَطُفْ شَيْئًا ثُمَّ اَحْرَمَ بِاُخْرٰى لَزِمَهٗ رَفْضُ الثَّانِيَةِ وَ قَضَاءُهَا وَ دَمٌ لِلرَّفْضِ وَلَوْ طَافَ وَ سَعٰى لِلْاُوْلٰى وَلَمْ يَبْقِ اِلَّا الْحَلْقُ فَاَحْرَمَ بِاُخْرٰى لَزِمَتْهُ وَلَا يَرْفِضُهَا وَ عَلَيْهِ دَمُ الْجَمْعِ وَاِنْ حَلَقَ لِلْاُوْلٰى قَبْلَ الْفَرَاغِ مِنَ الثَّانِيَّةِ لَزِمَهٗ دَمٌ آخَرُ وَلَوْ بَعْدَهٗ لَا دَمَ" (ص: ۲۳۰، ج۳)

• شامی نے نقل کیا کہ صاحب اللباب نے کہا اگر محرم نے عمرہ کے طواف کا ایک چکر یا کل چکر یا طواف نہیں کیا پھر دوسرے عمرے کا احرام باندھ لیا اس پر دوسرے کا ترک لازم ہے اور اس کی قضا اور ترک کا دم بھی اور اگر طواف اور سعی کرلی صرف حلق باقی تھا دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا دوسرے عمرے کو نہ چھوڑے اس پر جمع کرنے کا دم ہے اور اگر دوسرے عمرہ سے فارغ ہونے سے پہلے حلق کروالیا تو دوسرا دم واجب ہوگا اگر دوسرے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد حلق کیا تو دم واجب نہیں ہوگا۔

دو مختلف عبادتوں عمرہ اور حج کو جمع کرنے کا حکم:

• آفاقی کے لئے عمرہ اور حج دونوں کو جمع کرنا مسنون ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ یہ حج کے اقسام سے افضل عبادت ہے اس جمع کو حج قران اور حج تمتع کہا جاتا ہے مگر مکی اور میقاتی کے لئے دونوں کو جمع کرنا تمتع اور قران کرنا مکروہ ہے اگر مکی یا میقاتی عمرہ اور حج کو جمع کرے اس پر لازم ہے کہ وہ کراہت سے بچنے کے لئے عمرہ کو ترک کردے اور ترک پر دم ادا کرے پھر عمرہ کی قضا کرے اور حج کے اعمال ادا کرے۔ حج کا عمرہ پر اضافہ اور زیادتی کے دو طریقے ہیں: اول یہ کہ حج کا عمرہ پر اضافہ کیا جائے۔ یہ کہ محرم پہلے عمرہ کا احرام باندھے عمرہ کے طواف سے پہلے یا بعد مگر حلق سے پہلے حج کا احرام باندھے۔ دوسری قسم یہ کہ محرم پہلے حج کا

احرام باندھے پھر طواف قدوم سے پہلے یا بعد عمرہ کا احرام باندھ لے پہلا قسم آفاقی کے لئے جائز بلکہ مسنون ہے کیونکہ سرورِ دو عالم ﷺ کے حج مبارک کے متعلق مروی احادیث کو اسی طریقہ پر محمول کر کے حج کرنے میں عمرہ اور حج جمع کرنے میں اور توفیق دی جاسکتی ہے اور پہلا طریقہ مکی کے لئے مکروہ ہے اور دوسرا طریقہ کہ پہلے حج کا احرام پھر عمرہ کا احرام آفاقی اور مکی دونوں کے لئے مکروہ ہے۔

پہلی قسم کی جزئیات: آفاقی نے جب حج کو عمرہ پر داخل کیا جب حج کا داخل کرنا عمرہ کے طواف کے کل چکروں یا طواف کے چار چکروں سے پہلے ہو وہ شخص قارن ہو جائے گا اس کو حج قران کا دم تشکر دینا واجب ہے اور اگر محرم نے حج کے احرام کو عمرہ کے چار چکر ادا کرنے کے بعد داخل کیا اگر اسی سال حج کر لیا وہ متمتع ہو گا اور دم شکر اس پر واجب ہو گا اور اگر حج کا احرام باندھ لینے والے شخص نے اس سال حج نہیں کیا یہ کہ دوسرے سال تک حج کے احرام میں رہا پھر حج کیا اس کا حج حج تمتع نہیں ہو گا کیونکہ تمتع کے لئے ایک سال میں عمرہ اور حج کرنا شرط ہے اور اگر عمرہ کے کل چکر ادا کرنے کے بعد حلق کروالیا اور گھر واپس آگیا پھر اسی سال حج کیا تو یہ مفرد بالحج اور مفرد بالعمرہ ہو گا چونکہ عمرہ کا حلق سعی سے پہلے کر لیا اس پر دم جنایت واجب ہے بقیہ افعال یعنی طواف کے بقیہ چکر اور سعی ادا کرلے ورنہ ان کا کفارہ دینا ہو گا۔ مکی اور میقاتی اور وہ آفاقی جو مکہ میں اشہر حج سے پہلے داخل ہو گیا اس کے لئے حج تمتع نہیں ہے۔ یعنی مکروہ ہے اگر مکی یا میقاتی نے اشہر حج میں پہلے عمرہ کیا پھر عمرہ کے احرام پر حج کا احرام داخل کیا اس کی تین صورتیں ہیں: پہلی یہ کہ عمرہ کے طواف سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا اس پر واجب ہے کہ عمرہ ترک کر دے تاکہ کراہت لازم نہ آئے اور عمرہ کے ترک کا دم دے دے اور صرف حج کے افعال ادا کرے اور عمرہ قضا کرے اگر مکی عمرہ ترک نہ کرے اور عمرہ اور حج دونوں

کے اعمال ادا کر لے عمرہ اور حج ادا ہو جائے گا اور عمرہ اور حج کو جمع کرنے کا دم واجب ہوگا۔ دوسری صورت یہ کہ حج کو عمرہ کے طواف کے چار یا چار سے زائد چکر ادا کرنے کے بعد حج کا احرام باندھے۔ اس صورت میں مکی حج کو ترک کر دے عمرہ پورا کرے اور حج کے ترک پر دم ادا کرے اور اگلے سال عمرہ اور حج قضا کرے اور اگر مکی عمرہ سے حلال ہونے کے بعد اسی سال حج کا احرام باندھ لے متروک حج ادا کر لے اس پر عمرہ نہیں ہے، حج بھی ادا ہو گیا۔ اور اگر مکی نے حج ترک نہیں کیا عمرہ اور حج ادا کر لیا اس پر جمع کرنے کا دم واجب ہے اور کراہت کے ارتکاب کا گناہ بھی ہے۔ اگر آفاقی نے عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد عمرہ کے طواف سے پہلے جنسی عمل سے عمرہ فاسد کر دیا مگر افعال عمرہ کے بعد حلق کروا کے عمرہ سے فارغ ہو گیا پھر مکہ سے عمرہ اور حج کا احرام باندھا اس پر لازم ہے عمرہ ترک کر دے اور ترک کا دم ادا کرے اور عمرہ قضا کرے اس سال صرف حج کرے کیونکہ آفاقی فساد عمرہ کے بعد مکی کے حکم میں ہو گیا ہے۔ تیسری صورت اگر مکی نے عمرہ کا احرام باندھا اور طواف کے اکثر چکر حج کے مہینوں سے پہلے ادا کر لئے اور پھر اسی سال حج کا احرام باندھا اس پر دم واجب ہے کیونکہ عمرہ سے فارغ ہونے سے پہلے مکی نے حج کا احرام باندھا مکی کے لئے یہ جائز نہیں کہ عمرہ اور حج کو جمع کرے یعنی مکروہ ہے۔

دوسری قسم عمرہ اور حج کو جمع کرنے کی: یہ ہے کہ پہلے حج کا احرام باندھا جائے اور پھر عمرہ کا دونوں کا محرم مکی ہو گا یا آفاقی اگر مکی نے پہلے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کے میقات حل جا کر عمرہ کا احرام بھی باندھ لیا اس پر لازم ہے وہ عمرہ چھوڑ دے دم ادا کرے اور عمرہ قضا کرے اور اگر اس نے عمرہ ترک نہیں کیا یہ کفایت کرے گا مگر جمع کرنے پر دم واجب ہو گا اور اگر دونوں کا احرام باندھنے والا

آفاقی ہے اس نے پہلے حج کا احرام باندھا طواف قدوم سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ لیا وہ آفاقی قارن ہوگا اس کا یہ عمل سنت طریقہ کے خلاف اور مکروہ تنزیہی ہے مگر اس کو دم شکر دینا ہوگا اس پر عمرہ کا ترک لازم نہیں ہے۔

• اگر آفاقی نے حج کے احرام کے بعد عمرہ کا احرام طواف قدوم شروع کرنے کے بعد یا پورا طواف کر چکنے کے بعد باندھا وہ شخص دوسرے احرام کے وقت مکہ میں ہے یا عرفات میں ہے یہ آفاقی بھی قارن ہوگا اور اس کا یہ عمل زیادہ مکروہ ہوگا اس لئے مستحب ہے کہ یہ آدمی عمرہ ترک کردے اگر ترک نہ کرے تو کوئی حرج نہیں مختار قول پر اس پر دم شکر واجب ہوگا۔ اگر آفاقی نے حج کے لئے حلق سے پہلے ایام نحر یا تشریق میں عمرہ کا احرام باندھ لیا اس پر عمرہ کا ترک اور دم اور اور قضا واجب ہے اسی طرح اگر اس نے حلق کے بعد اور سعی سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو عمرہ کا ترک اور دم اور عمرہ کی قضا واجب ہے کیونکہ سعی سے پہلے اور حلق کے بعد حج کے بعض افعال باقی ہو سکتے ہیں مثلاً طواف زیارت یا ایام تشریق کی رمی باقی ہو سکتی ہے۔ اس لئے یہ شخص حج سے حلق کے بعد بھی دونوں حج اور عمرہ کے افعال کے درمیان جمع کرنے والا ہوگا اور یہ مکروہ ہے ایام نحر میں عمرہ کے احرام کے کراہت کی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ عمرہ اور حج کو جمع کردیا حالانکہ یہ نہ قران بنتا ہے اور نہ تمتع اور دوم ایام نحر اور ایام تشریق میں عمرہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ایام تشریق کی قید سے معلوم ہوا اگر کسی شخص نے ایامِ تشریق کے گذرنے تک بھی حج کی سعی نہیں کی تھی اور عمرہ کا احرام ایام تشریق کے بعد باندھا اس کے لئے احرام باندھنا جائز ہوگا۔ اگر اس شخص نے جس نے ایامِ نحر میں حلق سے پہلے یا حلق کے بعد سعی سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ لیا تھا اس نے عمرہ ترک نہیں کیا، حج اور عمرہ دونوں کے اعمال ادا کر لئے حج اور عمرہ ادا ہو جائیں گے خلاف سنت ہونے کی وجہ

سے جمع کرنے پر دم واجب ہو گا۔

• اگر کسی آدمی کا حج فوت ہو گیا اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے افعال سے حلال ہو اور اگر عمرہ کے افعال سے حلال ہونے سے پہلے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا اس پر لازم ہے کہ دوسرا عمرہ ترک کر دے۔

عمرہ اور حج کے جمع کرنے میں اہم ضوابط: ہر وہ شخص جس پر مذکورہ صورتوں میں حج کا ترک واجب ہے اور اس نے ایک حج ترک کر دیا اس پر حج کے ترک پر دم لازم ہے اور حج کی قضا اور عمرہ کی قضا لازم ہے کیونکہ یہ تارک الحج فائت الحج کی طرح ہوتا ہے اور فائت الحج عمرہ کے اعمال سے حلال ہوتا ہے لہٰذا جب تارک حج حج قضا کرے گا حج کے علاوہ عمرہ بھی قضاء کرے گا۔ مثلاً ایک شخص نے دو حجوں کا احرام باندھ لیا ایک حج کے اعمال کرے گا دوسرے کے اعمال چھوڑ دے گا۔ متروک حج ایسا ہے جیسے فوت ہونے والا حج ہوتا ہے اور فوت شدہ حج کے لئے لازم ہے اس کے احرام سے خروج عمرہ کے افعال سے ہو چونکہ جمع ترک کرنے کے سال میں عمرہ کے افعال حج کے افعال کی وجہ سے نہیں ہو سکتے اس لئے اگلے سال حج اور عمرہ کی قضا کرے گا۔

• ہر وہ شخص جس پر عمرہ کا ترک لازم تھا اور اس نے عمرہ ترک کر دیا اس پر دم اور عمرہ کی قضا واجب ہے کیونکہ دم ترک عمرہ کی جنایت کی وجہ سے ہے اور قضاء عمرہ نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔

• ہر وہ شخص جس نے دو حجوں یا دو عمروں کو جمع کر لیا تھا اور اس پر ایک کا ترک شرعاً واجب تھا مگر اس نے ترک نہیں کیا اور دونوں کے اعمال ادا کر لئے اس پر جمع کرنے کا دم واجب ہو گا۔ ہر وہ شخص جس پر ایک حج یا ایک عمرہ کا ترک واجب ہے ایک کا ترک تب ہو گا جب وہ ترک کی نیت کرے گا اگر ترک کی نیت نہیں کرے

گا تو ترک نہیں ہوگا اور دونوں کے اعمال واجب رہیں گے اور دو احراموں کی جنایت کا ڈبل کفارہ لازم ہوگا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جن صورتوں میں ایک کے ترک کی نیت کی ضرورت ہوتی ہے اس کی تین صورتیں ہیں پہلی صورت یہ کہ حج کے وقوف کے بعد حلق سے پہلے عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے۔ یہاں عمرہ کے ترک کی نیت کی جائے گی تو عمرہ متروک ہوگا ورنہ عمرہ متروک نہیں ہوگا۔ دوم وقوف کے بعد دوسرے حج کا احرام باندھ لیا جائے یہاں دوسرے حج کا ترک نیت پر موقوف ہے اگر ترک کی نیت نہ کی گئی تو اگلے سال تک دوسرے حج کا احرام باقی رہے گا۔ سوم ایک عمرہ کی سعی کے بعد حلق سے پہلے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے۔ دوسرے کا ترک نیت پر موقوف ہوگا۔

- دو صورتیں ایسی ہیں کہ محرم ایک عمرہ یا حج کے ترک کی نیت نہ بھی کرے تب بھی ایک خود مرتفع ہو جائے گا اور ختم ہو جائے گا۔ پہلی صورت یہ کہ جس شخص نے وقوف عرفات سے پہلے دو حجوں کو جمع کر دیا تھا جب مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگا یا حج کے اعمال میں شروع ہوگا ایک حج ترکِ حج کی نیت کے بغیر مرتفع ہو جائے گا۔ دوسری صورت یہ دو عمروں کو جمع کیا ابھی پہلے عمرہ کی سعی نہیں کی تھی، دوسرا عمرہ خود ختم ہو جائے گا نیت کی ضرورت نہیں ہوگی۔ دونوں صورتوں میں جمع کا دم لازم ہوگا اور اگلے سال قضا لازم ہوگی۔ سب صورتوں میں ایک کے رفض یا ارتفاض کے بعد صرف ایک احرام باقی رہے گا اور جنایت کی صورت میں ایک کفارہ لازم ہوگا؟ ابھی شرح صدر نہیں ہوا۔
- تیسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عورت یا مرد حج تمتع یا قران کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھے ابھی عمرہ کا طواف یا اکثر چکر ادا نہیں کئے تھے کہ عرفات کے لئے روانگی لازم ہو گئی مثلاً وقت کی کمی کی وجہ سے یا عورت حیض کی وجہ سے عمرہ کا

طواف نہیں کر سکی اور مکہ سے عرفات کے لئے نو ذی الحج کو روانہ ہو گئی اور زوال کے بعد وقوف شروع کر دیا اس کا عمرہ بغیر نیت کے مرتفع ہو گیا اس پر ترک عمرہ کی وجہ سے دم لازم ہے اور ایام تشریق کے بعد عمرہ کی قضا واجب ہے جس طرح سیدہ عائشہ کے ساتھ ہوا تھا آپ کی طرف سے جناب رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں گائے قربان کی تھی۔ (البحر العمیق)

• ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں مجھے (مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے) حیض آگیا میں نے عمرہ کا طواف اور سعی ادا نہ کی میں ہمیشہ حیض کے ساتھ رہی حتی کہ عرفہ کا دن آگیا اور میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا مجھے سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا: "اَنِ انْقَضِیْ رَأْسِیْ وَ اَمْتَشِطِیْ وَ اَهِلَّ بِالْحَجِّ وَ اتْرُكِ الْعمرہ فَفَعَلْتُ الخ" یہ کہ سر کے بال کھول لوں اور کنگھی کر لوں اور حج کا احرام باندھ لوں اور عمرہ کو چھوڑ دوں پس میں نے ایسا کیا حتی کہ میں نے حج ادا کر لیا (چودہ کی رات) میرے ساتھ سرورِ دو عالم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا اور مجھے حکم دیا متروک عمرہ کی جگہ تنعیم سے عمرہ قضا کروں۔ (مشکوٰۃ، باب الحج) اس حدیث کا تفصیل کے ساتھ ذکر حجۃ الوداع کے بیان میں آچکا ہے۔ اس حدیث کے تحت حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں احناف کا یہی مذہب ہے فرمایا "هٰذَا صَرِيْحٌ لِقَوْلِ اَئِمَّتِنَا اَنَّهَا تَرَكَتِ الْعمرہ وَ حَجَّتْ مُنْفَرِدَةً" (یہ حدیث صریح دلیل ہے ہمارے ائمہ احناف کے قول کے لئے کہ سیدہ عائشہ نے عمرہ چھوڑ دیا تھا اور حج افراد ادا کیا تھا پھر فرمایا "اَخَذُوْا مِنْهُ اَنَّ لِلْعمرہ الخ" احناف نے اس حدیث سے یہ اخذ کیا کہ بے شک جب عورت حج تمتع میں عمرہ کا احرام باندھے اور طواف سے پہلے حیض والی ہو جائے عمرہ چھوڑ دے اور حج افراد کا احرام باندھ لے پھر فرمایا "وَ كَذَا اِذَا ضَاقَ الْوَقْتُ وَ وَقَفَ الْقَارِنُ قَبْلَ اَفْعَالِ الْعمرہ فَاِنَّهٗ يَكُوْنُ

رَافِضًا لِعُمْرَتِهٖ فَيَقْضِيْهَا وَ يَلْزَمُهٗ دَمٌ لِرَفْضِهَا الخ۔ (ص: ۲۹۷، ج۵)

ترجمہ: اور اسی طرح جب وقت تنگ ہو جائے اور قارن افعال عمرہ سے پہلے عرفات کا وقوف حاصل کر لے بے شک وہ وقوف کے عمل سے عمرہ کا تارک ہو جائے گا پس عمرہ کی قضا کرے اور عمرہ کے ترک کی وجہ سے اس پر دم لازم ہے۔ (حضرت عائشہؓ کے عمرہ قضا کرنے کا ذکر تو حدیث میں ہے مگر دم دینے کا ذکر نہیں ہے حالانکہ دم واجب ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ ﷺ نے دم دیا ہو مگر اس حدیث میں دم کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور البحر العمیق اور ہدایۃ السالک سے حجۃ الوداع کے باب میں ہم نے حدیث نقل کر دی کہ آپ کی طرف سے گائے کی قربانی دی گئی تھی۔)

• ذکر کردہ عبارت سے معلوم ہوا اگر عورت حیض کی وجہ سے وقوف عرفات سے پہلے عمرہ کا طواف وقت کی تنگی کی وجہ سے نہیں کر سکتی تو وہ عورت عمرہ کا احرام ترک کر دے جیسے سیدہ عائشہؓ نے کیا تھا، حلال ہو جائے اور حج کا احرام باندھ لے اور عمرہ کے ترک کی وجہ سے دم ادا کرے اور عمرہ قضا کرے اور اگر عمرہ کا طواف نہ کر سکنے والی عورت عمرہ کے احرام سے خارج نہ ہو اور حج کا پہلا عمل وقوف عرفات ادا کر لے تو اس کا عمرہ خود متروک ہو جائے گا اور وہ عورت حج قران ادا کرنے والی نہیں کہلائے گی۔ اور وقوف عرفات سے پہلے چونکہ اس نے دو احراموں میں سے عمرہ کا احرام نہیں چھوڑا اس لئے اس عرصہ میں جنایت کرنے پر دو دم واجب ہو جائیں گے اور وقوف عرفات کے بعد وہ عورت حج افراد کے ساتھ ہے اور ایک احرام میں ہے اس لئے جنایت پر ایک دم ہو گا۔

• اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ یا کسی دوسرے شہر جانے والی خاتون جس کے لئے ابھی حج کے ایام قریب نہیں ہیں اور وہ عمرہ کے احرام میں

حیض کی وجہ سے عمرہ ترک کرنا چاہتی ہے تو اس کے لئے عمرہ ترک کرنا جائز نہیں اگر وہ عورت افعالِ عمرہ کرنے سے پہلے احرام کے محظورات کا ارتکاب اس نیت سے کرے کہ عمرہ ترک کر دیا گیا ہے اور بال کٹوالے تو بھی احرام میں رہے گی اور احرام کی جنایات کی وجہ سے اس پر کفارہ بھی لازم ہو گا لہٰذا اگر ایسی عورت عمرہ سے فارغ ہونا چاہتی ہے تو وہ عورت حیض کے ساتھ طواف اور سعی کر کے پورے کے برابر بال کٹوا کر حلال ہو جائے اور حیض کی حالت میں طواف کرنے پر دم ادا کرے اس کا عمرہ ادا ہو گیا اب وہ مدینہ منورہ جائے یا کہیں جائے جا سکتی ہے مگر عذر نہ ہونے کی وجہ سے وہ گنہگار ہو گی۔

- ہر وہ دم اور قربانی جو دو حجوں یا دو عمروں کو جمع کرنے کی وجہ سے واجب ہوئی یا ایک کے ترک کی وجہ سے واجب ہوئی وہ کفارہ اور جبر کی قربانی ہو گی اور جنایت کی قربانی کے دو حکم ہوتے ہیں: ایک یہ کہ اس کے گوشت کو صرف فقراء کھا سکتے ہیں خود مالک اور غنی اور سید نہیں کھا سکتے۔ دوم یہ کہ جنایت کے کفارہ کی قربانی سے عجز کی صورت میں اس کے بدلے روزے نہیں رکھے جا سکتے۔ بخلاف حج قران اور حج تمتع کی قربانی کے اس قربانی کو دم تشکر کہا جاتا ہے اس کا گوشت سب کھا سکتے ہیں اور عاجز پر دس روزے قربانی کا بدل ہے۔
- ہر وہ صورت جس میں ایک حج یا ایک عمرہ کا ترک واجب تھا اور ایک کا ترک کر دیا گیا اس صورت میں ترک کی وجہ سے دم لازم ہے مگر دو کو جمع کرنے کا جو دم واجب تھا، کیا ترک کے بعد وہ بھی واجب رہے گا یا ساقط ہو جائے گا کیونکہ جمع متروک ہو چکا۔ اکثر کتب فقہ میں صرف ترک اور رفض کے دم کا ذکر ہے مگر بحر الرائق میں مذکور ہے کہ دو عمروں کو جمع کرنے والے پر دو دم واجب ہوں گے ایک ترک کی وجہ سے اور دوسرا جمع کی وجہ سے۔ اور دو حجوں کے جمع کرنے والے پر

اصح یہ ہے دو دم واجب ہوں گے ایک ترک کا اور ایک جمع کا مگر ایک دم کے وجوب کی روایت بھی موجود ہے۔(ارشاد الساری، ص:۳۲۸)

حج کا احرام یا عمرہ کا احرام فسخ کرنے کا حکم:

• اس امر میں کوئی شک نہیں کہ حجۃ الوداع میں صحابہ کرام اور صحابیات رضوان اللہ علیہم و علیہن جنہوں نے میقات سے حج کا احرام باندھا تھا اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے ان کو سرکار دو عالم ﷺ نے حج کا احرام فسخ کر کے عمرہ میں تبدیل کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ افعال عمرہ ادا کر کے حلق کروالو اس کی وجہ یہ تھی کہ کفر اور جاہلیت کے دور میں یہ سمجھا جاتا تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ کہا جاتا تھا "اِنَّ الْعمرہ فِیْ اَشْهُرِ الْحَجّ مِنَ اَفْجَرِ الْفُجُوْرِ" (ارشاد، ص: ۳۲۲) بے شک عمرہ حج کے مہینوں میں سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے۔ آپ ﷺ نے اس عقیدہ کے بطلان کے لئے حکم فرمایا کہ حج والے بھی حج کا احرام فسخ کر کے عمرہ کا بنالیں مگر ائمہ ثلثہ کے نزدیک یہ حکم صرف حجۃ الوداع کے لئے خاص تھا اس کے بعد امام اعظم، امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک حج کے احرام کو فسخ کر کے عمرہ کے احرام میں تبدیل کرنا جائز نہیں اور صحیح نہیں یعنی اگر کوئی شخص حج کے احرام کے بعد عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہونا چاہتا ہے وہ حلال نہیں ہو سکتا خواہ حلق بھی کروالے بلکہ اسے حج کے اعمال کرنا فرض ہیں اور اگر پہلے حلق کروالیا اس پر دم واجب ہوگا اور اسی طرح عمرہ کے احرام کو فسخ کر کے حج کے احرام میں تبدیل کرنا بھی جائز نہیں ہے کہ عمرہ کے اعمال ترک کر کے حج کے اعمال ادا کئے جائیں جائز نہیں ہیں اسے عمرہ کے اعمال کرنا ضروری ہیں ورنہ دم اور قضا لازم ہوگی مگر امام احمد کے نزدیک حج کو عمرہ اور عمرہ کو حج میں تبدیل کرنا جائز ہے۔ امام احمد حجۃ الوداع کی خصوصیت کے قائل نہیں۔(ارشاد الساری، ص: ۳۲۹)

موجودہ دور کے چیلنج مسائل

- ❖ .... عورتوں اور مردوں کی مخلوط جماعت
- ❖ .... احرام کا مشکل مسئلہ
- ❖ .... خواتین کا بغیر محرم اور شوہر کے حج کرنے کا مسئلہ
- ❖ .... خواتین کے لئے بعض مسائل

موجودہ دور کے چیلنج مسائل

ورتوں اور مردوں کی مخلوط جماعت:

• احناف کے نزدیک یہ نہایت پیچیدہ مسئلہ ہے۔احناف کے نزدیک کسی امام
ی اقتداء میں عورتوں کی نماز اس وقت صحیح ہوتی ہے جب امام عورتوں کے لئے امام
ونے کی نیت کرے یعنی عورتوں کی اقتداء کے صحیح ہونے کے لئے امام کا ان کے
مام ہونے کی نیت کرنا شرط ہے اگر امام عورتوں کے امام ہونے کی نیت نہ کرے یا
مام ہونے کی مطلق نیت کرے یا مردوں کے لئے امامت کی نیت کرے تو اقتداء
کرنے والی عورتوں کی نماز ہی ادا نہیں ہو گی انہیں اعادہ کرنا فرض ہے بخلاف امام
شافعی اور امام احمد اور امام مالک کے ان کے نزدیک عورتوں کی نماز کی صحت کے
لئے یہ شرط نہیں ہے کہ امام عورتوں کے امام ہونے کی نیت کرے گا تو عورتوں کی
نماز صحیح ہو گی اور اگر نیت نہیں کرے گا تو نماز صحیح نہیں ہو گی۔ مطلق نیت کافی
ہے۔ایک روایت یہ ہے کہ احناف کے نزدیک ان عورتوں کے لئے امامت کی
نیت شرط ہے جو مردوں کی صف میں مردوں کی محاذات میں نماز پڑھ رہی ہیں اور
گر مردوں کے کہیں پیچھے یا مردوں اور عورتوں کے درمیان میں کوئی چیز حائل
ہے یا مردوں کی صف سے آدمی کے قد کے برابر اونچی جگہ پر عورتیں پڑھ رہی ہیں
ن کی امامت کی نیت شرط نہیں ہے مگر پہلی روایت ظاہر الروایت ہے۔

• تبصرہ: اس شرط کی وجہ سے جن مساجد میں امام کی اقتداء میں خواتین نماز
پڑھتی ہیں خصوصاً جمعہ کی نماز پڑھتی ہیں احناف کے نزدیک امام کے لئے ضروری
ہے کہ عورتوں کے لئے امامت کی نیت کرے ورنہ عورتوں کی نماز نہیں ہو گی اسی
طرح مسجد الحرام اور مسجد الرسول ﷺ کے اماموں کے لئے بھی ضروری ہے

کہ عورتوں کے لئے امامت کی نیت کریں ورنہ احناف کے نزدیک عورتوں کی نماز نہیں ہو گی۔

• احناف کے نزدیک عورتوں کی اقتداء کی صحت کے لئے امامت کی نیت شرط ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں اقتداء کرنے والی عورتوں کی نماز صحیح نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے حرمین طیبین کی مساجد کے ائمہ امامت کی مطلق نیت کرتے ہوں کیونکہ آجکل سعودیہ میں مساجد کے ائمہ حنبلی یا غیر مقلد ہیں ان کے نزدیک عورتوں کے لئے امامت کی نیت ضروری نہیں ہے لہٰذا احناف کے مذہب پر نہایت مشکل پیش آئے گی کہ لاکھوں عورتوں کی نماز نہ ہو اور مساجد مقدسہ میں ترک نماز کا عظیم گناہ ہو۔ اس مشکل کے پیش نظر مفتیان احناف کو دوسرے ائمہ کے مذہب پر فتویٰ دینا ضروری ہو گیا ہے جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں ائمہ کے درمیان مختلف فیہ مسائل اجتہادی ہوتے ہیں اور اجتہادی مسائل میں ضرورت کے وقت ایک امام کے مقلدین دوسرے ائمہ کے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں۔

• احناف کے نزدیک اگر مردوں کی صفوں میں کھڑے ہو کر خواتین امام کی اقتداء کی نیت کریں اور امام نے ان کے لئے امام ہونے کی نیت کر لی ہے اگر صف میں کھڑی ہوئی عورت ایک ہے اور مردوں کے درمیان کھڑی ہے اور اس کے قدم مردوں کے قدموں کے محاذی ہیں اور نماز میں شریک ہے۔ اس عورت کی نماز ہو جائے گی مگر اس عورت کے دائیں اور بائیں دو مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر اس عورت کے پیچھے بھی مردوں کی صف ہے اس آدمی کی نماز فاسد ہو جائے گی جو عورت کے پیچھے سیدھ میں کھڑا ہے گویا تین مردوں کی نماز فاسد ہو گی اور اگر دو عورتیں مردوں کی صف میں شریکِ نماز ہیں تو دائیں اور بائیں

محاذی دو مردوں کی اور پیچھے کھڑے دو مردوں کی یعنی چار مردوں کی نماز فاسد ہو گی مگر عورتوں کے پیچھے مردوں کی ایک پہلی صف کے بعد ہونے والی صفوں میں کھڑے مردوں کی نماز فاسد نہیں ہو گی یعنی نماز کا فساد عورتوں کے پیچھے کھڑی مردوں کی صرف ایک صف تک محدود ہو گا۔ اور اگر تین عورتیں نماز میں شریک ہیں تو دو دائیں اور بائیں مردوں کی نماز فاسد ہو گی اور غایۃ البیان کی ایک روایت کے مطابق عورتوں کے پیچھے محاذات میں کھڑے ہوئے تین مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی اور یہ فساد پیچھے کھڑی صفوں کے آخر تک جائے گا یعنی مردوں کی ہر صف کے تین آدمیوں کی جو پہلی صف میں کھڑے لوگوں کے محاذی ہیں، کی نماز فاسد ہوتی جائے گی۔ تین کے علاوہ کسی کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔ مذکورہ تمام صورتوں میں نماز میں شریک عورتوں کی اپنی نماز صحیح ہو گی مگر محاذات میں کھڑے مردوں کی نماز نہیں ہو گی اور شامی کے ایک قول کے مطابق مردوں کی صف میں نماز میں شریک اگر تین عورتوں سے زائد عورتیں ہوں تو پچھلی صف میں کھڑے سارے مردوں کی خواہ مرد عورتوں کے محاذات میں ہیں یا محاذات میں نہیں ہیں دوسری جہت میں ہیں سب کی نماز فاسد ہو گی بلکہ عورتوں کی اس صف کے پیچھے اگر ہزار صفیں بنی ہوئی ہیں سب کی نماز فاسد ہو گی۔ شامی کے قول کے مطابق احناف کے نزدیک تین سے زائد عورتوں کا حکم یہ ہے کہ تین سے زائد عورتوں کی صف کو مکمل مسجد کی دائیں اور بائیں دیواروں تک صف شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً کعبۃ اللہ میں امام کے پیچھے پہلی صف میں چار عورتیں یا چار سے زائد نماز میں شریک اور مردوں کے محاذی ہیں اور امام نے ان کی امامت کی نیت کر لی ہے۔ احناف کے نزدیک پہلی صف کے صرف دو آدمی دائیں اور بائیں اور پچھلی صفوں میں لاکھوں مسلمانوں کی نماز نہیں ہو گی خواہ وہ مرد عورتوں کی جہت میں ہوں یا

کعبہ کی دوسری جہت میں ہوں۔ اور اگر مذکورہ صورتوں میں امام نے عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کی تو صفوں میں موجود نماز میں شریک سب عورتوں کی نماز نہیں ہوگی اور سارے مردوں کی نماز صحیح ہوگی اور الگ پیچھے کھڑی ہونے والی عورتوں کی بھی نماز نہیں ہوگی کیونکہ راجح قول کے مطابق احناف کے نزدیک عورتوں کے لئے خواہ صفوں میں شریک ہوں یاالگ پیچھے کھڑی ہوں، امام کے لئے ان کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے لہٰذا مسجد حرام میں امام نیت عورتوں کی امامت کی کرے تو لاکھوں مردوں کی نماز نہیں ہوگی اور عورتوں کی نماز ہو جائے گی اور اگرامام نیت نہ کرے تو لاکھوں عورتوں کی نماز نہیں ہوگی۔ حرمین میں آجکل ایامِ حج میں عورتوں اور مردوں کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے بلکہ رمضان المبارک اور ربیع الاول میں بھی خواتین اور مردوں کی تعداد لاکھوں میں ہوتی ہے اور سب اکٹھے نماز پڑھتے ہیں۔ کوشش کے باوجود خواتین مردوں کی صفوں میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور اپنے اپنے گراؤنڈ میں بھی خواتین شریک نماز ہوتی ہیں۔ احناف کے نزدیک مردوں اور عورتوں کی نماز کی صحت کے لئے امام کا عورتوں کی امامت کے لئے خصوصی طور پر نیت کرنا شرط ہے اور یہ امام کا نیت کرنا اس وقت مفید ہوگا اور مردوں اور عورتوں کی نماز صحیح ہوگی کہ عورتیں مردوں کی محاذات میں نہ ہوں یا تو سب عورتیں مردوں کے پیچھے ہوں جس طرح سرورِ دوعالم ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تھا اور صدیوں تک جاری رہا یا پھر عورتوں اور مردوں کے درمیان کوئی چیز حائل ہو یا مرد عورتوں سے آدمی کی قد کے برابر اونچے ہوں یا عورتیں اتنی مقدار مردوں کے قد کے برابر اونچی ہوں یعنی دائیں بائیں اور پیچھے کھڑے ہونے والے مردوں کی محاذات میں نہ ہوں تب سب مردوں اور سب عورتوں کی نماز جائز ہوگی۔ جیسا کہ آجکل مسجد الرسول ﷺ میں انتظام ہوتا ہے عورتوں کے

لئے مسجد کے اندر باپردہ الگ جگہ متعین ہے مگر مسجد الحرام میں الگ جگہ نہیں ہے احناف کے مذہب پر نہایت پیچیدہ صورت ہے اس لئے بجائے اس کے کہ احناف کے مذہب کے مطابق فتوی جاری کیا جائے کہ لاکھوں مردوں یالاکھوں عورتوں کی نماز نہیں ہوتی بلکہ یہ فتوی دیا جائے کہ سب کی نماز ہو جاتی ہے کیونکہ تینوں دوسرے اماموں کے نزدیک نماز کے لئے وہ شرائط نہیں ہیں جو احناف کے نزدیک ہیں۔ آج اگر امام اعظم ابو حنیفہ زندہ ہوتے یا صاحبین زندہ ہوتے اس مشکل کو دیکھ کر شاید اپنے قول سے رجوع کر لیتے کیونکہ احناف کا یہ قول کہ امام کے لئے ضروری ہے عورتوں کی امامت کی خصوصی نیت کی جائے اور محاذات سے مردوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے، اجتہادی ہے نص قطعی سے جس کی ان شرائط پر دلالت بھی قطعی ہو، سے یہ حکم اور شرائط ثابت نہیں ہیں بلکہ جس حدیث کو صاحب ہدایہ نے احناف کے استدلال میں مشہور کہا کہ "اَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ" اس کے متعلق صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام نے فرمایا یہ حدیث مشہور تو کجا یہ حدیث مرفوع بھی نہیں ہے یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے سرورِ دو عالم ﷺ کا قول نہیں ہے لہٰذا دوسرے ائمہ کے قول پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (محمد رفیق حسنی)

- ہمارے نزدیک جماعت میں شریک عورتوں کی وجہ سے مردوں کی نماز کو فساد سے بچانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عورتوں کے قدموں کی انگلیاں دائیں بائیں مردوں کے قدموں کی ایڑیوں سے پیچھے ہوں۔ مثلاً گھر میں شوہر اپنی بیوی کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھانا چاہتا ہے یا کسی محرم بیٹی بہن وغیرہ کی امامت کرنا چاہتا ہے اور وہ خاتون ایک ہی ہے، خاتون کی پیروں کی انگلیاں مرد کے پیروں کی ایڑیوں سے پیچھے ہوں تو نماز ہو جائے گی اور اگر قدموں میں محاذات ہوا اگرچہ

عورتوں کے پیروں کی انگلیاں مرد کے قدموں کی صرف ایڑیوں کے برابر اور محاذی ہوں تو نہ مرد کی نماز ہو گی اور نہ عورت کی کیونکہ محاذات کی وجہ سے امام کی نماز فاسد ہو گئی لہٰذا مقتدیہ عورت کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔ بعض لوگ گھروں میں اپنی محرم عورتوں کے ساتھ جماعت کرا لیتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ خواتین ان سے بہت پیچھے کھڑی ہوں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خواتین کے اور دائیں اور بائیں مردوں کے درمیان حائل ہو یا فاصلہ ہو۔ حائل سے مراد کوئی ایک لکڑی کم از کم جس کا طول ڈیڑھ فٹ اور اس کی موٹائی ایک انگلی کی موٹائی کے برابر ہو۔ وہ لکڑی دائیں اور بائیں مردوں اور عورتوں کے درمیان کھڑی کر دی جائے، اس حائل کی وجہ سے مردوں کی نماز فاسد نہیں ہو گی اور فاصلہ سے مراد یہ ہے کہ دائیں بائیں مردوں اور عورتوں کے درمیان خالی جگہ کم از کم اتنی ہو کہ ایک آدمی آرام سے کھڑا ہو سکے، اس حالت میں بھی دائیں بائیں مردوں کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔ یہ سب اس وقت ہو گا جب امام عورتوں کے امام ہونے کی خصوصی طور پر نیت کرے گا۔ اب عورتوں اور مردوں سب کی نماز صحیح واقع ہو گی۔

• عورتوں کے محاذی پیچھے کھڑے ہونے والوں مردوں کی نماز کو فساد سے بچانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کے پیچھے مردوں کی متصل صف میں موجود مردوں کے آگے ایک ایسا تختہ لگا دیا جائے جس کا طول کم از کم ایک ہاتھ یعنی ڈیڑھ فٹ اونچا ہو اور چوڑائی عورتوں کی صف کے طول کے برابر ہو۔ ایک عورت ہو تو ایک عورت کے جسم کی چوڑائی کے برابر تختہ یا کوئی کپڑا یا پردہ کی چیز چادر وغیرہ لگا دی جائے اگر دو ہیں تو دو اور تین ہیں تو تین کی صف کے طول کے برابر پردہ کی کوئی چیز لگا دی جائے تو مردوں کی نماز فاسد نہیں ہو گی۔ اگر عورتوں کے پیچھے متصل مردوں کی صف کے آگے کوئی چیز حجاب کی نہیں ہے یا دوسری یا تیسری

صف والے لوگوں کے سامنے حائل اور حجاب ہے اور عورتوں کی تعداد تین یا تین سے زائد ہے تو عورتوں کے پیچھے آخری حد تک صفوں سے کسی کی نماز نہیں ہوگی اور اس حجاب اور پردے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

• عورتوں کے پیچھے کھڑے ہونے والے مردوں کی نماز کے فساد کی علت عورتوں کا بلا حائل تقدم اور محاذات ہے لہٰذا اگر درمیان میں کوئی حائل نہ ہو عورتوں سے مردوں کی صف دس میٹر پیچھے ہو۔ مختار قول پر مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ عورتوں کے پیچھے حائل سترہ کو قرار دیا گیا ہے فاصلہ کو قرار نہیں دیا گیا اور اگر درمیان حائل اور حجاب ہو تو مردوں کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

• دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خواتین مردوں کی صفوں سے کم از کم آدمی کے برابر نیچے ہوں یا اوپر ہوں، مردوں کی نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ مردوں اور عورتوں کے درمیان محاذات نہیں رہی حتی کہ عورتوں کے جسم کے کسی حصہ کے ساتھ مردوں کے اجسام کے کسی عضو کی محاذات نہیں ہے اگر دو چھتی مسجد ہو جیسے مساجد میں برآمدے ہوتے ہیں، عورتیں برآمدے کی چھت پر نماز پڑھیں اور مرد نیچے پڑھیں برآمدے کی محاذات سے اگلے حصہ کی مردوں کی صفیں عورتوں کی صفوں کے محاذی نہیں ہیں اور برآمدے کی محاذات سے پیچھے مردوں کی صفیں بھی محاذی نہیں ہیں عورتیں اونچی کھڑی ہیں اور برآمدے کی چھت کے نیچے مردوں کی صفیں اگرچہ برآمدے کے اوپر عورتوں کی صفوں کے محاذی ہیں لیکن درمیان میں چھت حائل ہے ان سب صورتوں میں مردوں اور عورتوں کی نماز صحیح ہوگی۔

• مردوں کی نماز کو فساد سے بچانے کے لئے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ امام عورتوں کی امامت کی نیت نہ کرے۔ احناف کے نزدیک اس صورت میں مردوں

کی نماز فاسد نہیں ہوگی مگر عورتوں کی نماز باطل ہوگی کیونکہ احناف کے نزدیک امام کا عورتوں کی امامت کی نیت کرنا مختار قول پر عورتوں کی نماز باجماعت کی صحت کے لئے شرط ہے۔ جب امام نے نیت نہیں کی وہ عورتیں نماز میں داخل ہی نہیں ہوئیں کیونکہ اس صورت میں عورتوں نے اقتداء کی نیت کی تھی اور اقتداء باطل ہے لہٰذا عورتوں کی نماز باطل ہے مردوں کی نماز صحیح ہے۔

مفتی عبدالرشید دیوبندی کی جانب سے حرم میں نماز کے مسئلہ کا حل:

• ان کا گمان یہ ہے کہ سعودی حکومت کے ائمہ چونکہ حنبلی فقہ کے مقلد ہیں اور ان کے نزدیک عورتوں کی امامت کے لئے امام کو خصوصی نیت کرنا ضروری نہیں اور حنفیت کے خلاف سخت متعصب ہیں اس لئے قصداً احناف کی مخالفت کرتے ہوئے وہ عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کرتے ہوں گے اس لئے مسجد حرام یا مسجد نبوی میں جماعت میں شریک عورتوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جماعت میں شریک خواتین خواہ مردوں کی محاذات میں ہوں یا الگ سب کی نماز نہیں ہوتی اس کا فائدہ یہ ہے کہ مردوں کی نماز ہو جائے گی۔ وہ مشورہ دیتے نظر آتے ہیں کہ عورتیں جماعت میں شریک نہ ہوں اگر انہوں نے شرکت کر لی ہے تو نماز کا اعادہ کریں۔ چنانچہ احسن الفتاوی میں لکھتے ہیں حضرت امام اعظمؒ کا مسلک اوپر تحریر کیا جاچکا ہے کہ آپ کا آخری اور راجح قول یہ ہے کہ امام کے لئے نساء کی نیت ضروری ہے اگر امام نے عورتوں کی نیت نہیں کی تو ان کی نماز نہ ہوگی۔ دوسرے ائمہ کے ہاں امامت نساء کی نیت شرط نہیں (تا) اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ حرمین شریفین عورتوں کی نیت نہیں کرتے (تا) غیر مقلدین اور ائمہ حرمین کی رعایت مذہب غیر سے بے اعتنائی بلکہ عمداً مخالفت عام مشہور اور معروف ہے۔ لہٰذا دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں: (ا) ان کے مذہب میں وتر کی دوسری رکعت پر سلام

پھیرنا واجب نہیں صرف افضل ہے اور مذہب حنفی میں ناجائز ہے اس طرح وتر ادا نہیں ہوتے۔ اس کا مقتضی یہ تھا کہ رمضان میں جماعت وتر میں احناف کے رعایت سے دوسری رکعت پر سلام نہ پھیرتے مگر یہ لوگ دوسری رکعت پر لازماً سلام پھیرتے ہیں اور احناف کو علیحدہ جماعت کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ (۲) موسم حج میں منیٰ اور عرفات اور مزدلفہ میں امام حج قصر کرتا ہے حالانکہ ان کے نزدیک یہاں قصر واجب نہیں سنت ہے اور مذہب حنفی میں غیر مسافر کے لئے قصر جائز نہیں اس کے باوجود امام قصر ہی کرتا ہے۔ احناف کی نماز کی کوئی پرواہ نہیں۔ بندہ نے ایک مرتبہ امام حرم ابوالسمح سے گذارش کی تھی کہ آپ گاڑی پر بقدر مسافت سفر چکر لگا کر عرفات پہنچیں تو ہمیں بھی آپ کی اقتداء کا شرف حاصل ہو جائے مگر وہ اس ایثار پر تیار نہ ہوئے۔ (۳۶۶، ج ۳)

• قارئین دیکھ لیا احسن الفتاوی کے مصنف نے مشورہ دیا ہے کہ حرمین شریفین میں ادا کی گئی خواتین کی نمازیں ترک نیت امامت کی وجہ سے نہیں ہوتیں لہٰذا خواتین کو اعادہ کرنا چاہئے یا جماعت سے الگ نماز پڑھنی چاہئے۔ (ملخص از بحر و شامی و فتح القدیر وغیرہا)

• مگر ہمارا مشورہ یہ ہے کہ خواتین کو حرمین طیبین کے امام کی اقتدا میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لینی چاہئے تاکہ حرمین شریفین کی مساجد میں لاکھوں کے ثواب کے اضافہ کے ساتھ نمازیں ادا ہوں کیونکہ امام کے لئے خواتین کی امامت کی نیت کا شرط ہونا صرف ہمارے احناف کے نزدیک ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نہیں ہے، اس مشکل کا حل یہ ہے کہ دوسرے ائمہ کے مذہب پر فتویٰ دے دیا جائے اور لوگوں کو پریشان نہ کیا جائے۔ اور دوسرے ائمہ کے مذہب پر بوقتِ حاجت فتاویٰ کے جواز کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے۔ اس مشکل کا حل

یہ نہیں جو مفتی عبد الرشید نے ذکر کیا ہے۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

احرام کا مشکل مسئلہ: ہدایہ میں ہے "ثم الآفاقی اذا انتهی الیها علی قصد دخول مکة علیه ان یحرم قصد الحج او العمرة او لم یقصد عندنا" (الہدایہ، باب الحج) (پھر آفاقی جب مواقیت تک پہنچے اس ارادہ سے کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوگا اس پر واجب ہے کہ احرام باندھے حج اور عمرہ کا ارادہ ہو یا حج اور عمرہ کا ارادہ نہ ہو ہمارے نزدیک اور نہایہ میں ہے "قوله عندنا اشارة الی خلاف الشافعی فان عنده ان الاحرام یجب عند المیقات علی من اراد دخول مکة للحج والعمرة فاما من اراد دخولها لقتال فلیس علیه الاحرام قولا واحدا لان النبی ﷺ دخلها یوم الفتح بغیر احرام." (باب الحج) ترجمہ: ہدایہ کا قول عندنا امام شافعی کے خلاف کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس کے نزدیک میقات کے نزدیک احرام اس شخص پر واجب ہے جو مکہ میں حج اور عمرہ کے لئے دخول کا ارادہ کرتا ہے لیکن وہ شخص جس نے قتال کے لئے مکہ میں دخول کا ارادہ کیا، اس کے لئے احرام نہیں ہے۔ اور یہ امام شافعی کا ایک ہی قول ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ فتحِ مکہ کے دن مکہ میں بغیر احرام داخل ہوئے تھے۔ لباب المناسک میں ہے "و حکمها وجوب الاحرام منها لاحد النسکین و تحریم تاخیره عنها لمن اراد دخول مکة او الحرم و ان کان لقصد التجارة او غیرها ای من اراد النزاهة او دخول بیته و لم یرد نسکا ای عند دخوله فیها فعندنا یجب الاحرام مطلقا و عند الشافعی لا یجب الا اذا قصد نسکا و لزوم الدم بالتاخیر." (ص:۹۰) ترجمہ: اور مواقیت کا حکم یہ ہے کہ مواقیت سے احرام واجب ہے عمرہ اور حج میں سے کسی ایک کے لئے اور احرام کو مواقیت سے مؤخر کرنا اس آدمی کے لئے جو مکہ مکرمہ یا حرم میں داخل

ہونے کاارادہ کرتاہے اگرچہ تجارت یاغیر تجارت یعنی تفریح یااپنے گھر میں دخول کاارادہ کرتاہے اور حج یا عمرہ کاارادہ نہیں کرتا، مکہ میں دخول کے وقت ہمارے نزدیک مطلق احرام واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک مواقیت سے احرام واجب نہیں مگر جب حج یاعمرہ کاارادہ کرے اوراحرام کی تاخیر میں دم واجب ہے۔

ہدایۃالسالک میں ہے "قال الحنفیۃ انہ لیس لاحد ممن ینتھی الی المیقات اذا اراد دخول مکۃ ان یجاوزہ الا باحرام سواء کان من قصدہ الحج ام القتال ام التجارۃ و الاصح عند الحنابلۃ ان من مر علی شیء من المواقیت لحاجۃ لا تتکرر (کالحطاب والصیاد) غیر الخوف والقتال کالتجارۃ والزیادۃ والرسالۃ لم یجز لہ مجازوتہ بغیر احرام و کذالك مذهب المالکیۃ" (ص: ۲\۴۶۹) ترجمہ: احناف نے کہاکسی ایک کے لئے جائز نہیں جو میقات تک پہنچ جائے اور مکہ مکرمہ یاحرم میں داخل ہونے کاارادہ کرے اور میقات سے آگے بڑھے مگراحرام کے ساتھ برابر ہے کہ اس نے حج کا ارادہ کیاہے یاقتال کایاتجارت کااور زیادہ صحیح حنابلہ کے نزدیک یہ ہے کہ بے شک ہر وہ شخص جو مواقیت میں سے کسی میقات سے گذرے کسی حاجت کے لئے جو بار بار تکرار سے نہیں کی جاتی (جیسے لکڑیاں بیچنے والا یا شکار کرنے والا) دشمن کے خوف اور قتال کے علاوہ تجارت اور زیارت اور پیغام رسانی وغیرہ کی مثل اس کے لئے جائز نہیں ہے بغیراحرام کے میقات سے آگے بڑھنا اور اسی طرح مالکیہ کا مذہب ہے۔

- میں نے فقہ کی متعدد کتب بحر الرائق، شامی، عالمگیری، فتح القدیر اور اس پر موجود بنایہ اور حج کی ارشادالساری، لباب المناسک، ہدایۃالسالک، البحرالعمیق ودیگر کتب کا باب المواقیت خصوصی طور پر دیکھاتاکہ مذہب حنفی پر اس مسئلہ میں ائمہ

کرام سے کوئی ایک روایت ایسی مل جائے جس میں یسر اور لچک ہوتا کہ اس روایت کی روشنی میں موجودہ دور کی مشکلات کا حل تلاش کیا جائے مگر مجھے احناف کی کتب پر کہیں لچک نظر نہیں آئی صرف بنایہ میں ایک عبارت ہے کہ بعض علماء نے کہا تجارت کے لئے احناف کے نزدیک دو روایتیں ہیں: ایک یہ ہے کہ تاجر تجارت کی نیت سے بغیر احرام کے حرم میں داخل ہو سکتا ہے لیکن یہ روایت ضعیف ہے احناف کے نزدیک مختار اور قوی روایت یہ ہے کہ آفاقی تاجر، ڈرائیور، لکڑیاں لانے والا، شکار کرنے والا جن کو بار بار مکہ مکرمہ میں داخل ہونا ہے، کسی کی ملاقات کے لئے جانے والا، پیغام پہنچانے والا، مکہ پر قابض بے دین اور بد عقیدہ لوگوں کے لئے قتال کے لئے جانے والا یا دشمن کے خوف سے حرم میں داخل ہونے والا، حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جانے والا مواقیت سے خارج کسی مرد و زن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ حرم میں جانے کے ارادہ سے میقات سے بغیر احرام کے تجاوز کرے اس کے لئے احرام واجب ہے اور پھر عمرہ یا حج واجب ہے۔ اگر مواقیت سے خارج آدمی مواقیت سے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ یا حرم میں جانے کے لئے داخل ہوا اس پر بغیر احرام کے مواقیت سے تجاوز کا دم واجب ہوگا اور اس پر عمرہ یا حج واجب ہوگا اگر مواقیت کے بعد احرام باندھ کر عمرہ یا حج اسی سال کر لیا تو فبہا ورنہ اس کی قضا لازم ہوگی۔ مگر احناف کے نزدیک مواقیت کے اندر رہنے والے لوگ بغیر احرام کے حرم میں داخل ہو سکتے ہیں جب عمرہ یا حج کا ارادہ نہ ہو اور مواقیت کے اندر کہیں بھی جدہ وغیرہ جا کر واپس حرم میں بغیر احرام کے داخل ہو سکتے ہیں میقات کے اندر رہنے والوں کے لئے بغیر احرام مکہ میں دخول کے جواز پر احناف کے نزدیک نقلی دلائل کے علاوہ عقلی دلیل یہ ہے کہ مکی اور میقاتی کے لئے احرام اور عمرہ یا حج کے وجوب کے قول میں حرج اور مشقت ہے کیونکہ یہ لوگ روزانہ یا

ایک دوسرے دن حرم سے خارج جاتے اور حرم میں واپس آتے رہتے ہیں۔

• اس سلسلہ میں حنابلہ اور مالکیہ کا مذہب بھی یہی ہے مگر قتال اور خوف اور افعال متکررہ والے آفاقی لوگوں کے لئے ان کے نزدیک احرام کی ضرورت نہیں غالباً ان ائمہ نے بار بار احرام اور عمرہ یا حج کی مشقت کی وجہ سے مذکورہ افراد کے لئے احرام کو واجب قرار نہیں دیا مگر زیارت اور تجارت اور رسالت اور دیگر امور کے لئے ان ائمہ کے نزدیک بھی آفاقی کے لئے احرام واجب ہے۔ اور عمرہ یا حج بھی۔ مگر اس سلسلہ سے آسان تر مذہب شوافع کا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صرف اس آفاقی پر مواقیت سے احرام واجب ہے جو حرم یا مکہ مکرمہ میں عمرہ یا حج کی نیت سے داخل ہونا چاہتا ہے باقی کسی آدمی کے لئے احرام واجب نہیں۔

• قارئین پر واضح ہوا کہ آج تیز رفتاری کا دور ہے دنیا ایک گاؤں کی طرح ہو گئی ہے اور اس میں مزید ترقی کا امکان ہے۔ آج فاصلے سمٹ گئے ہیں۔ روزانہ مواقیت سے خارج آباد شہروں طائف، ریاض، دمام وغیرہ سے اور دیگر شہروں سے تجارت کی نیت یا دوسرے ضروری حوائج کے لئے لوگوں کا آنا جانا ہے خصوصاً خوراک اور روزمرہ اشیاء جن کی مواقیت کے اندر پیداوار نہیں ہوتی باہر سے درآمد کی جاتی ہیں ان اشیاء کے لانے والے مالکان اور تاجر اور ٹرانسپورٹ کے ڈرائیور اور دیگر عملہ کے لوگوں کی ہر ہفتہ بلکہ روزانہ آمد اور رفت جاری رہتی ہے اگر احناف کے قول کے مطابق ان پر مواقیت سے احرام اور اس کے بعد عمرہ واجب اور عمل نہ کرنے کی صورت میں دم اور قضا واجب ہو تو ان کے لئے سخت مشقت اور تکلیف کا باعث ہے اس لئے یا تو احناف کے مذہب پر الضرورات تبیح المحظورات کے قائدہ کے مطابق یا حرج اور مشقت کے رفع کے حکم کی روشنی میں امام شافعی کے قول پر فتوی دیا جائے کہ صرف حج اور عمرہ کی نیت سے داخل ہونے والے لوگوں پر مواقیت

سے احرام باندھنا واجب ہے دوسرے لوگوں پر احرام واجب نہیں ہے اور سرورِ دو عالم ﷺ کے مبارک عمل کو کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہوئے تھے۔ اس حدیث کو امام شافعی کی طرح اسی سال کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے بلکہ عام رکھا جائے چونکہ آج احرام کے مسئلہ میں نماز کے مسئلہ کی طرح احناف کے مذہب پر عمل کرنا مشکل بلکہ مشکل ترین ہے اس لئے امام شافعی کے قول پر فتوی دیا جائے۔ دین میں یسر ہے اور حرج اور مشقت مرفوع ہے۔ (محمد رفیق حسنی عفہ عنہ)

- رمی اور وقوف مزدلفہ کی مشکلات کا حل ہم نے کتاب کے اندر متعلقہ ابواب میں ذکر کر دئے ہیں ان ابواب کی طرف رجوع کیا جائے۔

خواتین کا بغیر محرم اور شوہر کے حج کرنے کا مسئلہ:

- اگر حج کرنے میں شرعی مسافت ۹۸\۵ کلومیٹر نہیں بنتی ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ خواتین کو بغیر محرم اور شوہر حج اور دیگر حاجات کے لئے سفر کرنے کی اجازت ہے بلکہ حج فرض ہونے کی صورت میں حج کے لئے سفر کرنا فرض ہے۔ مکہ مکرمہ کے آس پاس رہنے والے لوگوں کی خواتین پر بغیر محرم اور شوہر بھی حج فرض ادا کرنا فرض ہے اور دنیا بھر کی مسلمان عورتوں کے لئے مسافت قصر سے کم مسافت کے لئے بغیر محرم یا شوہر سفر کرنا جائز ہے اس میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔
- مہاجرہ یعنی دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنے والی خواتین کے لئے بھی سفر مسافت قصر سے کم ہو یا زیادہ دار الاسلام کی طرف سفر کرنا واجب ہے اگرچہ اس کے ساتھ محرم اور شوہر نہ ہو۔ اس طرح مأسورہ یعنی وہ عورت جو کافروں کے پاس اسیرہ اور قیدی ہے اگر وہ آزاد ہو جائے یا آزاد کر دی جائے اور کافروں کی قید سے اسے رہائی میسر ہو جائے، اس کے لئے دار الاسلام

اپنے وطن کی طرف واپس سفر کرنا واجب ہے خواہ کتنا طویل ہو۔

- وہ عورت جس پر مالی استطاعت کی وجہ سے حج فرض ہو جائے اور حج کا سفر مسافت قصر بنتا ہو، اس کے لئے حج کے لئے بغیر محرم اور شوہر سفر کرنا فرض ہے یا نہ، اس میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک ایسی خواتین کے لئے بغیر محرم یا شوہر حج کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے اگر ایسی خواتین حج کر لیں تو ان کا حج فرض تو ادا ہو جائے گا مگر بغیر محرم اور شوہر سفر کرنے کا گناہ ہو گا۔ امام شافعی کے نزدیک وہ خواتین جس پر غنی ہونے کی وجہ سے حج فرض ہے، ان کے ساتھ اگر محرم یا شوہر نہیں ہے مگر حج کے سفر میں کم از کم تین ثقہ خواتین یا صالح مرد شریک ہیں ان پر حج کا سفر کرنا فرض ہے۔
- عمرہ یا نفلی حج یا دیگر حاجات کے لئے مسافت قصر اور اس سے زائد کا سفر بغیر محرم اور شوہر کرنا جائز نہیں ہے۔ اس پر احناف اور شوافع کا اتفاق ہے صرف حج فرض کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔
- امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل قرآن مجید کی آیت "وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" اور دیگر احادیث کا عموم ہے۔ وہ فرماتے ہیں "الناس" کا لفظ مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے لہٰذا اس آیت کے عموم سے خواتین کو آحاد درجہ کی حدیثوں سے خارج کرنا جائز نہیں ہے۔
- نیز شوافع مہاجرہ اور مأسورہ خواتین کے مسافت قصر سے زائد سفر کے جواز پر حج فرض کے سفر کو قیاس کرتے ہیں۔ احناف نے جو شوافع کا جواب دیا ہے فقہ کی کتابوں میں پوری تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔
- قارئین پر واضح ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے زمانہ میں سفر گھوڑوں اور بیلوں اور اونٹوں اور گدھوں اور پیدل ہوا کرتے تھے اور حج کے سفر میں کئی کئی

مہینے لگ جاتے تھے خواتین کے لئے بغیر محرم یا شوہر سفر کرنا نہایت مشکل ہوتا تھا۔ اول یہ کہ جانوروں کی حفاظت اور ان کے پانی اور گھاس کا انتظام کرنا۔ دوم خواتین کے لئے سواری سے اترنا اور سوار ہونا بغیر تعاون مشکل تھا اور غیر محرم اور غیر شوہر کے تعاون سے غیر محرم کا خاتون کے جسم کو چھونا لازم آتا تھا۔ سوم بضع اور شرمگاہ اور عزت کے امن میں خطرہ ہوتا تھا اگر کوئی آدمی کسی خاتون سے بدتمیزی کرتا تو اس کا کوئی دفاع نہیں کر سکتا تھا۔ ان وجوہ کو احناف نے عقلی دلائل میں ذکر کیا ہے اور ان وجوہ کی بنیاد پر خواتین کے لئے حج کے سفر میں محرم یا شوہر کے ساتھ ہونے کو شرط قرار دیا ہے پھر اس میں بھی احناف کے دو قول ہیں بعض کے نزدیک محرم یا شوہر کا عورت کے ساتھ ہونا عورت پر حج کے وجوب کی شرط ہے اگر صاحب استطاعت عورت کے ساتھ محرم یا شوہر نہیں جاتا یا محرم یا شوہر نہیں ہے یا عورت محرم یا شوہر کے حج کے اخراجات کی استطاعت نہیں رکھتی تو اس عورت پر حج فرض نہیں ہے اور بعض کے نزدیک یہ وجوب الاداء کی شرط ہے اگر محرم یا شوہر ساتھ نہیں جاتا یا موجود ہی نہیں تو نفس حج تو واجب ہے مگر اس پر خود حج کا ادا کرنا واجب نہیں ہے حج بدل کروائے اس کے علاوہ حج کی استطاعت کے لئے عورت کے لئے اپنے اور اپنے ساتھ جانے والے محرم کے اخراجات کی استطاعت بھی شرط ہے جبکہ مرد کے لئے صرف اپنی استطاعت شرط ہے۔

• قارئین جانتے ہیں آج سفر کی وہ مشکلات موجود نہیں رہیں جو پہلے زمانہ میں ہوتی تھیں۔ آج سفر جہازوں اور گاڑیوں پر ہوتے ہیں، سواری کے گھاس اور پانی کی مشکلات نہیں رہیں اسی طرح جہاز اور گاڑی پر سوار ہونے اور اترنے میں خواتین کو مرد کی ضرورت نہیں ہوتی، ضعیف ترین یا بیمار خواتین کے لئے ویل چیئر کا انتظام ہوتا ہے، حرمین طیبین اور منیٰ اور عرفات اور مزدلفہ میں گاڑیوں کا استعمال

ہوتا ہے اور شہروں میں رہنے کے لئے مکانات اور ہوٹل ریزرو ہوتے ہیں اور منیٰ اور عرفات میں خیموں کا انتظام ہوتا ہے اور خواتین کی عزت کا تحفظ اپنے اپنے ملکوں میں اتنا یقینی نہیں ہوتا جتنا سعودیہ میں ہوتا ہے۔ کوئی شخص کسی خاتون سے زبردستی بدتمیزی نہیں کر سکتا۔ اب تو صرف چھ سات دنوں میں پاکستان سے حج ادا کر کے اپنے وطن واپس آنا ممکن ہو گیا ہے مہینے اور سال نہیں لگتے۔ بعض لوگ (جن کو میں جانتا ہوں) آٹھ ذی الحج کی صبح پاکستان سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوتے ہیں چار گھنٹوں میں مدینہ منورہ تک پہنچ کر اور حاضری دے کر اسی دن مکہ مکرمہ یا دوسرے دن سیدھا عرفات پہنچ کر حج ادا کر لیتے ہیں اور بارہ ذی الحج تک حج کے اعمال ادا کر کے تیرہ ذی الحج کو اپنے وطن واپس آجاتے ہیں۔ آج صدیوں پرانی مشکلات ختم ہو گئی ہیں جن کی وجہ سے علماء نے خواتین کو بغیر محرم یا شوہر حج کرنے سے منع کر دیا تھا۔

اب کیا ہونا چاہئے: اب احناف کو بھی موجودہ دور میں امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق فتویٰ جاری کرنا چاہئے۔ اگر خواتین ثقہ عورتوں کا گروپ ہو اور حج فرض ادا کریں تو انہیں بغیر محرم یا شوہر اجازت ہونی چاہئے۔

- اہل سنت و جماعت احناف کی پابندیوں کی وجہ سے غیر مقلدین نے فائدہ اٹھایا ہے چنانچہ مجھے کاروانِ حراء ٹریول ایجنسی کے مالک جناب منور صاحب نے بتایا لاہور سے بعض خواتین آرگنائزر چالیس چالیس یا اس سے بھی زائد خواتین کے گروپوں کو ان کے محرم یا شوہر کے بغیر حج کرواتی ہیں اور حج پر جانے والی خواتین نے کبھی مشکلات کی شکایت نہیں کی۔ ان گروپوں میں جتنی خواتین شریک ہوتی ہیں ان کی ایسی تربیت کر دی جاتی ہے کہ واپسی پر وہ اپنے صحیح اور حق عقیدہ سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔ علماء کرام نے ہمیشہ زمانہ کے تقاضوں کے پیش نظر اجتہادی فتاویٰ

تبدیل کئے ہیں اگر کوئی امر مختلف فیہ اور اجتہادی ہے اس میں اس امام کے قول کو اپنانا جو زمانہ کے تقاضوں پر پورا اترتا ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں۔

• ہدایہ میں ہے: "وَقَالَ الشَّافِعِيُّ يَجُوْزُ لَهَا الْحَجُّ إِذَا خَرَجَتْ فِيْ رَفْقَةٍ وَمَعَهَا نِسَاءٌ ثِقَاتٌ لِحُصُوْلِ الْاَمْنِ بِالْمُرَافَقَةِ" (۲\۴۲۶ فتح القدیر) اور امام شافعی نے فرمایا عورت کے لئے حج (بغیر محرم اور شوہر) جائز ہے جب وہ رفقاء سفر میں حج کے لئے نکلے اور اس کے ساتھ رفقاء ثقہ عورتیں ہوں کیونکہ جان اور مال اور عزت کا امن مرافقہ اور ہم سفر خواتین کی وجہ سے حاصل ہوگا۔ پھر صاحبِ ہدایہ نے احناف کے نقلی اور عقلی دلائل ذکر فرمائے جن کا جواب شوافع نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ تفصیل مبسوط کتابوں میں ہے۔

(هٰذَا مَا عِنْدِيْ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ)

(محمد رفیق الحسنی عفی عنہ)

عمرہ کا طریقہ قدم بہ قدم

- ❖ .... عمرہ کے احکام
- ❖ .... عمرہ کا طریقہ
- ❖ .... مردوں کے لئے احرام کی دو چادروں کی کیفیت
- ❖ .... نیت
- ❖ .... تلبیہ کے الفاظ
- ❖ .... عمرہ کے لئے طواف کا طریقہ
- ❖ .... صفا و مروہ کے درمیان سعی کے مسائل

عمرہ اور حج کے مسائل اور طریقہ

• مسئلہ: دورانِ طواف اور سعی اور منٰی اور عرفات اور مزدلفہ میں دعا مانگنا اور درود شریف پڑھنا قرآن مجید کی تلاوت سے افضل ہے کیونکہ سرورِ دو عالم ﷺ کا معمول اور سنت دعا ہے۔ ان مقامات میں آپ ﷺ کا تلاوت نہ کرنا دعا کی افضلیت کی دلیل ہے ورنہ ترک افضل لازم آئے گا۔ (ارشاد الساری)

• مختلف مقامات کے لئے منتخب اکثر دعائیں ہمارا انتخاب ہے مقامات کا تعین حدیث نہیں ہے لہٰذا یہ دعائیں ہر جگہ پڑھ سکتے ہیں۔ مثلاً طواف کی دعائیں منٰی اور عرفات اور مزدلفہ میں یا منٰی اور عرفات اور مزدلفہ کی دعائیں مطاف میں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

• مجھے اور میرے والدین اور اولاد اور اساتذہ اور مشائخ کو ہر مقام کی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

• عازمین حج اور عمرہ کے لئے احرام سے حلال ہونے تک **تلبیہ** کا بار بار پڑھنا مستحب ہے مگر طوافِ عمرہ اور طواف زیارت میں پڑھنا منع ہے۔

مزید مسائل:

• حج کے تین قسم ہیں: حج قران، حج تمتع اور حج افراد۔

۱۔ حج قران میں محرم میقات سے عمرہ اور حج دونوں کی نیت کرتا ہے اور احرام باندھتا ہے۔

۲۔ حج تمتع میں محرم میقات سے صرف عمرہ کی نیت کرتا ہے۔ عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد حلال ہو جاتا ہے پھر مکہ مکرمہ سے دوبارہ حج کی نیت کرتا ہے اور احرام باندھتا ہے اور حج کے افعال ادا کرتا ہے۔

۳۔ حج افراد میں محرم میقات سے صرف حج کی نیت کرتا ہے اور حج کے لیے احرام باندھتا ہے۔

● احرام حج یا عمرہ یا دونوں کے ادا کرنے کی نیت اور تلبیہ کم از کم اتنی آواز سے پڑھنے کا نام ہے کہ تلبیہ کی آواز محرم کے اپنے کانوں تک پہنچے باقی دو چادریں یا عورتوں کا اسکارف احرام کی علامت ہے احرام نہیں ہے۔

● عمرہ کے اصل دو فرض اور دو واجب ہیں۔ عمرہ کے لئے احرام اور طواف فرض ہے اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی اور حلق یا قصر واجب ہے۔ یہ فرض اور واجب اصل ہیں ضمنی فرض اور واجب ان کے علاوہ ہیں۔ مثلاً طواف کرتے وقت طواف کی نیت ضمنی فرض ہے اور طواف میں حدث اصغر یا اکبر سے طہارت ضمنی واجب ہے۔

● حج کے تین اصلی فرض ہیں اور چھ اصلی واجب ہیں۔ حج کے تین فرض: احرام، وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت ہیں اور حج کے چھ واجب (۱) وقوفِ مزدلفہ (۲) جمار کی رمی (۳) قربانی (۴) حلق یا قصر (۵) طواف زیارت کے بعد سعی (۶) طواف الوداع۔ اور ضمنی اور بالواسطہ واجبات: (۷) میقات سے احرام میں داخل ہونا (۸) غروب شمس تک عرفات میں وقوف (۹) ہر طواف کے بعد دو رکعت نفل واجب الطواف (۱۰) طواف پیدل کرنا اگر قدرت ہو (۱۱) اور سعی پیدل کرنا اگر قدرت ہو (۱۲) اور طواف میں طہارت (۱۳) اور طواف دائیں جانب سے شروع کرنا (۱۴) اور ستر عورت (۱۵) طواف زیارت ۱۰ ذی الحج سے ۱۲ کے دن غروب آفتاب تک کے درمیان کرنا (۱۶) طواف زیارت کے آخری تین چکر (۱۷) اور حطیم کے باہر سے طواف کرنا۔ یہ سترہ واجبات متفق علیہم ہیں۔ اور عرفات سے امام کے بعد مزدلفہ کی جانب لوٹنا اور

متمتع اور قارن کا حلق یا قصر سے پہلے رمی کرنا اور ذبح سے پہلے حق یا قصر کرنا اور ایام نحر میں حلق کرنا اور حرم میں حلق کرنا مختلف فیہ ہے۔ ان امور کے ماسوا سب سنن اور مستحبات ہیں۔ (البحر العمیق، ۱\۳۵۳)

• اور سنن مؤکدہ پانچ ہیں مگر ان کے ترک میں نہ قضا ہے اور نہ دم اور صدقہ۔ (۱) طواف قدوم (۲) طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (۳) اور سعی میامن کے درمیان دوڑنا (۴) اور ساری رات مزدلفہ میں رہنا (۵) اور ایام منٰی میں رات کو منٰی میں رہنا۔

• اگر عمرہ یا حج کے فرائض سے اصلی فرض چھوٹ جائے تو حج ادا نہیں ہوگا اور ضمنی فرض چھوٹ جائے تو وہ فعل دوبارہ کرنا ہوگا جس فعل کا فرض چھوٹ گیا ہے۔ مثلاً طواف زیارت اصل فرض ہے اور طواف زیارت شروع کرتے وقت طواف کی نیت ضمنی فرض ہے اگر کوئی شخص نیت نہیں کر سکا تو طواف دوبارہ کرنا فرض ہے اگر بالکل طواف نہیں کیا تو حج ادا نہیں ہوگا۔

• اگر عمرہ یا حج کا واجب چھوٹ جائے اگر یہ بلا عذر ہے یا مخلوق کی جانب سے لاحق عارض کی وجہ سے چھوٹ جائے تو دم واجب ہوگا خواہ ترک واجب بالارادہ ہو یا بلاارادہ اکراہ کے باعث ہو یا اختیار کے ساتھ سہواً ہو یا خطاً۔ (ارشاد الساری)

• زوال آفتاب سے اگلی رات کی صبح صادق تک عرفات کی حدود میں احرام کے ساتھ نفس وقوف قلیل ہو یا کثیر قصداً ہو یا خطاً جبراً ہو یا اختیار کے ساتھ ہو، فرض ہے اگر نو ذی الحج کے دن زوال کے بعد کے صبح صادق تک کے درمیان اگرچہ لمحہ کے لئے وقوف حاصل ہو گیا تو حج ادا ہو گیا اگر اس دوران وقوف چھوٹ گیا تو حج فوت ہو گیا مگر زوال سے لے کر غروب آفتاب تک عرفات کی حدود میں وقوف اور ٹھہرے رہنا واجب ہے اگر کوئی شخص عرفات پہنچ کر غروب آفتاب سے پہلے

عرفات سے واپس آجائے اور بلا عذر ہو یا دشمن کے خوف یا قتال کی وجہ سے ہو تو دم واجب ہو گا اور اگر عذر ہو مثلاً شدید بخار وغیرہ کی وجہ سے واپس آجائے تو دم واجب نہیں ہو گا۔

• احرام کے محظورات اور ممنوعات آٹھ ہیں: (۱) محرم کے لئے خوشبو کا استعمال کرنا۔ (۲) مردوں کو سلائی والے کپڑے پہننا اور مردوں کو سر اور چہرہ ڈھانپنا اور عورتوں کا چہرہ ڈھانپنا۔ (۳) بال دور کرنا (۴) تیل یا تیل جیسی چیز استعمال کرنا۔ (۵) ناخن کاٹنا۔ (۶) جنسی عمل یا جنسی عمل کے لوازم کا ارتکاب کرنا۔ (۷) خشکی کے جانور کا شکار کرنا۔ (۸) واجبات میں سے کسی واجب کا ترک کرنا۔

• احرام کے ممنوعات میں سے کسی ممنوع کے ارتکاب میں کفارہ واجب ہو گا خواہ ممنوع کا ارتکاب عذر کی وجہ سے یا بلا عذر، علم ہو یا نہ ہو، اکراہ، سہو، خطا اور قصد سب کا ایک حکم ہے کہ کفارہ واجب ہو گا۔ تفصیل اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

خواتین کے لئے بعض مسائل:

• خواتین کے لئے احرام اور احرام کے احکام مردوں جیسے ہیں مگر بارہ امور میں اختلاف ہے:

۱۔ محرمہ عورتیں سلے ہوئے اور ہر قسم اور ہر کلر کے کپڑے پہن سکتی ہیں مگر لباس ایسا ہو جس میں چہرہ اور پیروں اور ہاتھوں کے علاوہ سارا بدن مستور ہو جائے۔

۲۔ عورتیں احرام میں چہرہ کھلا رکھیں ان کے لئے چہرہ پر کپڑا یا نقاب ڈال کر چہرہ مستور رکھنا منع ہے البتہ ہاتھوں پر دستانے اور پیروں پر جرابیں پہن سکتی ہیں اور

ہاتھوں اور پیروں کو کھلا بھی رکھ سکتی ہیں اور اگر سر پر ہیٹ لگا کر کپڑے سے چہرہ کو اس طرح چھپائیں کہ کپڑا چہرہ کو مس نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے۔

۳۔ خواتین تلبیہ بلند آواز سے نہ پڑھیں بلکہ اتنا آہستہ پڑھیں کہ صرف اپنے کانوں تک آواز پہنچے مگر اتنی آواز سے بھی تلبیہ نہیں پڑھا کہ اپنے کانوں تک آواز پہنچے تو ترک تلبیہ کی وجہ سے احرام نہیں ہوگا اور عمرہ اور حج نہیں ہوگا۔

۴۔ عورتوں کے لئے طواف میں رمل نہیں ہے۔

۵۔ صفا اور مروہ میں سبز ستونوں اور لائٹوں کے درمیان عورتوں کے لئے دوڑنا منع ہے۔

۶۔ عورتوں کو احرام میں ریشمی کپڑے اور زیورات استعمال کرنا جائز ہے۔

۷۔ عورتوں کے لئے حلق نہیں ہے۔

۸۔ مگر انگلی کے پورے کے برابر بالوں کے آخر میں قصر کرنا ضروری ہے۔

۹۔ حجرِ اسود پر بھیڑ کے وقت حجرِ اسود کو عورتوں کا چھونا منع ہے۔

۱۰۔ عورتوں کے لئے حیض یا نفاس کی وجہ سے طواف الوداع ساقط ہے۔

۱۱۔ عورتوں کے لئے حیض یا نفاس کے عذر کی وجہ سے طواف زیارت کو بارہ ذی الحج کے غروب آفتاب سے مؤخر کرنے پر دم واجب نہیں ہے۔

۱۲۔ عمرہ اور حج کے شرعی سفر میں عورتوں کے ساتھ محرم یا شوہر کا ہونا واجب ہے اور اگر مکہ مکرمہ تک شرعی سفر نہیں ہے تو محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا ضروری نہیں ہے۔

● اگر احرام باندھتے وقت خواتین حیض یا نفاس کی حالت میں ہوں تو بغیر نفل ادا کئے حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کرلیں اور باآواز بلند تلبیہ پڑھ کر احرام میں داخل ہو جائیں۔

• مکہ مکرمہ پہنچ کر اگر حیض یا نفاس سے پاکی حاصل نہیں ہوئی تو پاک ہونے تک طواف اور نمازیں ترک رکھیں اور پاک ہونے کے بعد عمرہ کا طواف یا حج کا طواف قدوم ادا کریں۔

• اگر احرام میں داخل عورتوں کو مدینہ منورہ کا سفر لازم ہو تو ان کے لئے افضل یہ ہے کہ مدینہ منورہ چلی جائیں احرام کی پابندیاں جاری رکھیں واپسی پر پاک ہونے کے بعد عمرہ کا طواف کریں اور اگر عمرہ کا طواف جلدی کرنا چاہیں تو حیض کی حالت میں طواف اور سعی کر کے حلال ہو جائیں اور بغیر طہارت عمرہ کا طواف کرنے پر دم واجب ہو گا لہٰذا دم دے دیں اور اگر عمرہ قضا کریں اور ترک احرام کی وجہ سے دم ادا کریں۔ عمرہ کی قضا مسجد عائشہ سے بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ ایام نحر میں نہ ہو۔

• اور مدینہ منورہ سے واپسی پر عمرہ قضا کرنے کی نیت سے احرام باندھ کر افعال عمرہ ادا کرنے سے بھی عمرہ ادا ہو جائے گا۔

• اگر مدینہ منورہ سے واپسی پر خواتین حیض یا نفاس میں ہوں اور مکہ مکرمہ سے دوسرے یا تیسرے دن سیٹ کنفرم ہونے کی وجہ سے روانگی لازمی ہے تو بیر علی سے عمرہ کا احرام باندھیں اور حیض کی حالت میں عمرہ کرلیں اور دم ادا کر دیں۔ اور اگر جلدی نہ ہو تو ٹھہر جائیں حیض یا نفاس سے پاک ہو کر عمرہ کے افعال ادا کر کے وطن کے لئے روانہ ہوں۔

• اگر میقات سے حج تمتع کے عمرہ کے احرام میں داخل ہونے والی عورتیں مکہ مکرمہ پہنچ کر آٹھ ذی الحج یا آٹھ سے پہلے پاک ہو جائیں تو عمرہ ادا کر کے حج کا احام باندھیں اور اگر آٹھ ذی الحج تک پاک نہ ہو سکیں تو پھر حالت حیض میں عمرہ ادا کریں پھر حج کا احرام باندھ لیں یا عمرہ ترک کر دیں اور عمرہ تنعیم سے یا کسی جانب

سے حدود حرم سے خارج ہو کر احرام باندھ کر ایام تشریف کے بعد عمرہ قضا کریں اور دم ادا کریں۔

- اگر حیض یا نفاس والی عورتیں میقات سے عمرہ کا احرام نہ باندھیں اس خیال سے کہ ناپاکی کے دنوں کی وجہ سے عمرہ ادا نہیں کروں گی تو ایسی خواتین عمرہ کی قضا کریں اور دم بھی ادا کریں۔
- اور اگر طواف زیارت کے لئے اسی قسم کی مجبوری ہو اور مکہ سے واپس آنا لازم ہو تو طواف زیارت حیض کی حالت میں کرلیں اور اس کا کفارہ بدنہ ادا کریں۔

عمرہ کا طریقہ قدم بہ قدم:

- خواتین و حضرات غسل یا صرف وضو کرلیں مرد لباس اتار کر احرام کی دو چادریں باندھ لیں اور خواتین عمرہ کا لباس پہن لیں پھر دو رکعت نفل احرام کی نیت سے ادا کریں۔
- مرد حضرات سر اور شانوں کو ڈھانپ کر نفل ادا کریں اگر کراہت کا وقت ہو تو نفل نہ پڑھیں۔
- خواتین ایام مخصوصہ اور مکروہ وقت میں نفل ادا نہ کریں۔ نفل ادا کرنے کے بعد مرد حضرات سر سے کپڑا ہٹالیں پھر خواتین و حضرات عمرہ کی نیت کر کے کم از کم اتنی آواز سے تلبیہ پڑھیں کہ اپنے کانوں تک آواز پہنچ جائے۔ ایک دفعہ تلبیہ پڑھنا فرض ہے اور تین مرتبہ پڑھنا سنت ہے۔
- نیت اور تلبیہ کے بعد احرام کے محظورات سے اجتناب کریں۔
- نیت اور تلبیہ کے بعد مردوں کے لئے ایسا جوتا پہننا منع ہے جس سے قدم کی پشت کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے۔ مردوں کے لئے سر اور چہرے کو اور خواتین کے لئے صرف چہرے کو کپڑے یا کمبل وغیرہ سے ڈھانپنا منع ہے۔

- کعبۃ اللہ کے مطاف میں پہنچ کر حجرِ اسود کے محاذی سبز لائیٹ کی محاذات سے پہلے مرد حضرات اضطباع کر لیں یعنی احرام کی اوپر والی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیں۔
- عمرہ کے طواف کی نیت کریں اور حجرِ اسود کے محاذات، میں کھڑے ہو کر حجرِ اسود کی طرف منہ کر کے حجرِ اسود کا استقبال اس طرح کریں کہ دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھ کر ہاتھ چھوڑ دیں۔
- پھر حجر اسود کا استلام کریں کہ دونوں ہاتھ حجرِ اسود پر رکھ کر حجر اسود کا بوسہ لیں اگر یہ نہ ہو سکے تو دونوں ہتھیلیاں اپنی کمر سے تھوڑا اوپر اٹھا کے اس طرح اشارہ کریں گویا حجر اسود پر ہاتھ رکھ دیئے ہیں پھر ہاتھوں کو چوم لیں۔
- استلام کے بعد فوراً اس طرح مڑ جائیں کہ بایاں کندھا کعبہ کی طرف ہو جائے۔
- مرد حضرات اضطباع کی حالت میں پہلے تین چکروں میں رمل کریں یعنی پہلوانوں کی طرح اکڑ اکڑ کر چلیں اور باقی چار چکروں میں رمل منع ہے لیکن اضطباع ساتوں چکروں میں سنت ہے۔
- طواف کے سات چکر مکمل کریں صرف حجرِ اسود کی محاذات میں ہر چکر میں استلام کریں یعنی کعبہ کی طرف سینہ کر کے دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ دینے کے اشارہ کے بعد چوم لیا کریں۔
- طواف کے سات چکر مکمل کر کے دو رکعت واجب الطواف اوپر والی چادر سے دونوں کندھوں کو ڈھانپ کر ادا کریں۔ اگر وقت مکروہ ہو تو نفل مؤخر کر کے غیر مکروہ وقت میں پڑھیں۔
- آبِ زم زم پی کر دوبارہ حجرِ اسود کے محاذی کھڑے ہو کر حجرِ اسود کا استلام

کرتے ہوئے صفا پر جاکر سعی شروع کرنے سے پہلے کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگیں اور پھر سعی شروع کر دیں۔

- صرف مرد حضرات میلین اخضرین (دو سبز ستونوں) کے درمیان ہلکی دوڑ لگائیں۔
- صفا سے مروہ پر جاکر مروہ پر کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگیں۔
- اسی طرح سات چکر مکمل کریں، صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر شمار ہو گا اسی طرح ساتواں چکر مروہ پر ختم کریں۔
- سعی کے سات چکر مکمل کرنے کے بعد مرد حضرات سر منڈا لیں یا کترا لیں اور خواتین انگلی کے پورے کے برابر بال کاٹ لیں اور عمرہ کے احرام سے خارج ہو جائیں۔

عمرہ کے احکام:

عمرہ کے صرف دو فرض ہیں: احرام اور طواف، ان میں سے کوئی ایک چھوٹ جائے، عمرہ ادا نہیں ہو گا۔ عمرہ کے واجب بھی دو ہیں صفا اور مروہ کے درمیان سعی اور حلق یا قصر کسی ایک کے بلا عذر ترک سے دم واجب ہو گا۔

عمرہ کا طریقہ: روانگی سے پہلے جائز حجامت کر لینا کہ ناخن اور غیر ضروری بال اور مونچھیں اور داڑھی سے قبضہ سے زائد اور بغل اور ناک کے بال صاف کر لینا۔ غسل کرنا اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔ احرام کی نیت اور تلبیہ سے پہلے۔ مرد سلے ہوئے کپڑے اور پگڑی یا ٹوپی اتار کر دو چادریں ایک بطور دھوتی اور تہبند اور ایک اوپر اوڑھ لیں۔ (یہ احرام کے واجبات سے ہے)

مردوں کے لئے احرام کی دو چادروں کی کیفیت:

مستحب ہے کہ دونوں چادریں سفید ہوں، نئی ہوں یا دھلی ہوئی ہوں۔ یک سطحی ہوں دو یا دو سے زائد ٹکڑوں کو سلائی کر کے ان کو ایک نہ بنایا گیا ہو، اوپر والی چادر کے کونوں کو گرہ سے نہ باندھا جائے اور اوپر والی چادر کو بک سوؤں سے یا کانٹوں سے یا بٹنوں سے یا پن وغیرہ سے دو کونوں کو ملا کر بدن پر نہ روکا گیا ہو، اسی طرح نیچے والی چادر کو گرنے سے روکنے کے لئے کمر کو رسی، ازار بند سے یا چمڑے یا کپڑے کے بیلٹ سے چادر کے اوپر باندھنا مکروہ ہے لیکن باندھ لینے میں کوئی کفارہ بھی نہیں ہے اور اگر عذر ہے کہ محرم بچہ ہے یا بوڑھا ہے اس کی چادر بغیر بیلٹ نہیں ٹھہرتی یا اوپر والی چادر گر جانے کا اندیشہ ہو تو مذکورہ امور میں کراہت بھی نہیں ہے اور اگر ہمیانی یا بیلٹ چادر کے نیچے یا اوپر اس نیت سے باندھا جائے کہ اس میں رقم محفوظ رہے گی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح چادریں سفید نہ ہوں یا سفید اور پاک ہوں لیکن نئی یا دھلی ہوئی نہ ہوں یا سلائی سے متعدد ٹکڑوں کو ایک بنا دیا گیا ہو جائز ہے۔ اور اگر عذر ہو تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

- احرام کی چادروں کے متعدد سیٹ ہونے چاہئیں تاکہ ایک کے نجس ہونے یا میلا ہونے کی صورت میں دوسرا استعمال کیا جا سکے۔ دو چادریں پہن لینے سے محرم احرام میں داخل نہیں ہوتا بلکہ نیت اور تلبیہ سے محرم احرام میں داخل ہوتا ہے اور اوپر والی چادر نماز وغیرہ میں پورے بدن پر لپٹی رہنی چاہئے۔ دایاں کندھا نکالنا صرف اس طواف میں ہوتا ہے جس طواف کے بعد سعی ہو۔ اور احرام کی دو چادریں لباس ہوں۔
- چونکہ ہمارا میقات یلملم ہے لہٰذا احرام کے لئے ضروری ہے کہ گھر یا ایئرپورٹ پر یا ہوائی جہاز میں جدہ پہنچنے سے ایک گھنٹہ پہلے احرام باندھ لیا جائے۔

(احرام عمرہ کے لئے فرض ہے) پھر سر ڈھانپ کر دو نفل پڑھیں یہ دو نفل مستحب ہیں۔

• مرد نفل کے سلام کے بعد سر سے کپڑا اتار دیں آئندہ ایسا جوتا پہنیں جس سے پیروں کی پشت کی ہڈی نہ چھپے۔ حیض و نفاس سے پاک خواتین بھی عمرہ کی نیت سے دو نفل پڑھیں اور سلام کے بعد عمرہ کی نیت کریں اور تلبیہ پڑھیں اور حیض اور نفاس والی خواتین نفل نہ پڑھیں صرف نیت اور تلبیہ پڑھیں احرام میں داخل ہو جائیں گی، سختی سے سارے بدن کے ستر کا خیال رکھیں صرف چہرہ کھلا رکھیں خواتین ہر قسم کا لباس اور جوتے اور دستانے اور جرابیں پہن سکتی ہیں۔

• . خواتین و حضرات پہلے عمرہ کی نیت کریں اور کم از کم اتنی آواز سے تلبیہ پڑھیں کہ اپنے کانوں میں آواز پہنچے عمرہ کی نیت اور تلبیہ پڑھنے سے ہی احرام میں دخول ہو گا بغیر نیت اور تلبیہ صرف دو چادریں پہن لینا احرام نہیں ہے۔

نیت: نیت دل کے ارادہ کا نام ہے نیت یوں کرے کہ میں عمرہ کی نیت کرتا ہوں\ کرتی ہوں یا اللہ اسے میرے لئے آسان بنا اور قبول فرما (نیت احرام کے لئے شرط ہے) اگر عربی الفاظ سے نیت کرنا ہو تو عربی الفاظ میں یوں کہے کہ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ الۡعمرہ فَیَسِّرۡ هَا لِیۡ وَ تَقَبَّلۡهَا مِنِّیۡ" نیت کے بعد متصلاً تلبیہ پڑھے۔

تلبیہ کے الفاظ: لَبَّیۡكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیۡكَ لَبَّیۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ لَبَّیۡكَ اِنَّ الۡحَمۡدَ وَ النِّعۡمَةَ لَكَ وَ الۡمُلۡكَ لَا شَرِیۡكَ لَكَ. (تلبیہ احرام کی شرط ہے۔)

• نیت اور تلبیہ کے عمل کے بعد آپ احرام میں داخل ہو گئے۔ اگر کسی شخص نے نیت نہیں کی یا تلبیہ نہیں پڑھا یا پڑھا لیکن کانوں تک اس کی آواز نہیں پہنچی اس کا نہ احرام ہو گا نہ عمرہ۔

• خواتین کے لئے احرام کی حالت میں ضروری ہے کہ چہرہ (لمبائی میں سر کے

بالوں کی جڑوں سے ٹھوڑی کے نیچے جبڑے کی ہڈی تک اور چوڑائی میں ایک کنپٹی سے دوسری کنپٹی تک) کھلا رکھیں۔ باقی سارے بدن کو ڈھانپے رکھیں۔ قمیص کی آستینیں ہاتھوں کے گٹوں تک مکمل ہوں۔ کلائی اور پنڈلی کھلی نہ ہو۔

- خواتین کے لئے ایسے سلے ہوئے کپڑے جو سارے جسم کے لئے ساتر ہوں پہننا ضروری ہے اور ہر کلر کے کپڑے اور جرابیں اور دستانے پہننا جائز ہیں۔ سر کو رومال یا دوپٹہ سے اس طرح ڈھانپ دیں کہ گردن کان اور کوئی بال نظر نہ آئے۔ خواتین اور مردوں کے لئے احرام کی حالت میں خوشبو استعمال کرنا، خوشبودار صابن یا دانتوں کا منجن یا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا یا خوشبودار پھولوں کے ہار پہننا ممنوع ہے۔

- مرد حضرات کے لئے احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے پہننا، ایسا جوتا پہننا جس سے پیر کی پشت کی اٹھی ہوئی ہڈی چھپ جائے، مردوں کے لئے جرابیں پہننا، دستانے پہننا، سر اور چہرے کو ڈھانپنا، چہرے اور سر پر پٹی باندھنا، مرد کے لئے سر پر چادر یا کمبل اوڑھنا، سر یا داڑھی میں مہندی لگانا ممنوع ہے۔ خواہ بال مہندی کی تہہ میں چھپ جائیں اور سر یا داڑھی پر کپڑے کی طرح لیپ آجائے یا نہ آئے کیونکہ مہندی خوشبو ہے مگر سفید بالوں کو کلر کرنے کے لیے ایسی کریم یا پاؤڈر لگانا جس میں خوشبو نہ ہو اور اس کریم کا بالوں پر لیپ نہ آئے کراہت کے ساتھ جائز ہے اس میں کفارہ نہیں ہے۔ تفصیل آئندہ ذکر کی جائے گی۔

- محرم خواتین و مرد حضرات (دونوں) کو منہ پر پٹی باندھنا، چہرہ یا اس کے بعض حصے کو ڈھانپنا، اپنے سر سے یا کپڑوں سے جوئیں مارنا یا نکال کر پھینکنا، ناخن کاٹنا، سر اور داڑھی اور بدن کے کسی حصہ سے بال دور کرنا یا کاٹنا ممنوع ہے اور صابن سے میل کچیل دور کرنا، اوندھا لیٹ کر تکیہ پر پیشانی رکھنا مکروہ ہے مگر تکیہ

پر رخسار رکھنا جس طرح کسی کروٹ پر سونے میں ہوتا ہے مکروہ نہیں ہے، سر کو یا داڑھی کو زور سے کھجانا یاان میں کنگھا کرنا، یہ سب امور احرام کی حالت میں مکروہ ہیں لیکن سجدہ کی حالت میں قالین یا کپڑے پر پیشانی اور ناک رکھنا ممنوع نہیں ہے۔

• احرام کی حالت میں سفر کے دوران وقفہ وقفہ سے تلبیہ پڑھتے رہیں یا دیگر وظائف یا درود شریف یا تلاوت قرآن ان وظائف میں سے جس کے لئے دل چاہے پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچیں۔

مکہ مکرمہ پہنچنے اور سامان وغیرہ مکان پر رکھنے کے بعد وضو کرکے طواف کے لئے جب حرم میں داخل ہوں تو کعبۃ اللہ کو دیکھتے ہی دعا مانگیں، انشاءاللہ جو مانگیں گے عطا ہوگا۔

عمرہ کے لئے طواف کا طریقہ: اضطباع اوپر والی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لیں اور طواف شروع کرنے کے لئے حجر اسود کے محاذی (آج کل سبز لائٹ جو صفا کی جانب دیوار پر لگی ہوئی ہے حجرِ اسود کے محاذات کی علامت ہے) سے پہلے طواف کے لئے نیت کرے کہ میں اللہ تعالٰی کے لئے کعبۃ اللہ کے ارد گرد طواف عمرہ کے لئے سات دفعہ چکروں کی نیت کرتا ہوں۔ (طواف کی نیت فرض ہے۔)

• پھر بالکل محاذات میں کھڑے ہوکر سینہ اور چہرہ حجر اسود کی طرف کرکے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے اور تکبیر پڑھے "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ" پھر ہاتھ کھول دیں (اس کو استقبال کہتے ہیں) اور یہ سنت ہے۔ اس کے بعد حجر اسود کا استلام کریں جو کہ سنت ہے یعنی پھر اسی حالت میں دوبارہ دونوں ہاتھوں کو اٹھائیں اور ہتھیلیوں کو حجرِ اسود پر رکھ کر حجر اسود کا بوسہ لیں، اگر بھیڑ کی وجہ سے

بوسہ نہ لے سکیں تو ہاتھوں سے یا ایک ہاتھ سے یا لکڑی سے حجرِ اسود کو چھو کر اسے چوم لیں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو دونوں ہاتھوں کو اپنی کمر سے تھوڑا اوپر اٹھائیں ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف کر کے خیال کریں کہ گویا دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھے ہوئے ہیں اور یہ پڑھیں "اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ" پھر ہاتھوں کو چوم لیں، اس کو استلام کہتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہئے استقبال اور استلام دونوں الگ الگ امر ہیں اور دونوں سنت ہیں۔

- استلام کے عمل کے بعد پیروں کو اپنی جگہ رکھتے ہوئے طواف کی حالت میں داہنی طرف منہ کر لیں اور بایاں کندھا بیت اللہ کی طرف اور دایاں کندھا باہر کی طرف کر لیں۔ دوران طواف سینہ یا پیٹھ کعبہ کی طرف نہ ہو حجر اسود کی محاذات میں جا کر حجر اسود کی طرف منہ اور سینہ کر کے ہر چکر میں استلام کریں۔ سینہ اور پشت کا دوران طواف کعبہ کی طرف ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ لہٰذا دوران طواف سینہ اور پیٹھ کعبہ کی طرف نہ کریں اگر طواف کے کسی چکر میں ایسا ہو جائے تو اتنی مقدار کا اعادہ کر لیں یا پورے چکر کا اعادہ کریں لیکن اس کا کفارہ نہیں ہے۔
- دوران طواف نگاہیں نیچے رکھیں، درود شریف پڑھتے رہیں یا قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہیں اور دعائیں مانگتے رہیں۔ رونے کی کوشش کریں اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بنائیں کسی بھی زبان میں دعا مانگتے رہیں۔ رٹی رٹائی دعاؤں میں رقت نہیں ہوتی اس لئے ان سے احتراز کریں۔ یہ کیفیت مستحب ہے۔
- رکن یمانی پر بھیڑ نہ ہو تو اس کو دوران طواف دونوں ہاتھوں یا داہنے ہاتھ سے چھونا سنت ہے لیکن سینہ کعبہ کی طرف نہ ہو اگر بھیڑ ہو تو اس کا استلام (کہ دور سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو چومنا) ثابت نہیں ہے لہٰذا یہ نہ کریں۔
- سات چکروں میں سے صرف پہلے تین چکروں میں رمل کریں یعنی اکڑ کر

کندھے ہلاتے ہوئے چلیں یہ سنت ہے اور پورے سات چکروں میں اضطباع کریں یعنی اوپر والی چادر داہنے بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالیں۔ یہ اضطباع صرف اسی طواف میں سنت ہے جس میں احرام کی چادریں پہنی ہوں اور اس کے بعد سعی بھی کی جائے۔ لہٰذا احرام کی حالت میں نفلی طواف میں اضطباع نہیں ہے کیونکہ اس کے بعد سعی نہیں ہے طواف زیارت میں بھی اضطباع نہیں ہے کیونکہ اس میں احرام کی چادریں لباس نہیں ہوتیں صفااور مروہ کے درمیان سعی میں بھی اضطباع نہیں ہے کیونکہ اضطباع صرف طواف میں سنت ہے اور نماز کی حالت میں اضطباع مکروہ ہے۔

- طواف کے ساتوں چکر مکمل کرنے اور آخری استلام کے بعد دو رکعت واجب الطواف ادا کریں یہ دو رکعت ہر طواف کے بعد واجب ہوتے ہیں۔ مطاف کے کسی بھی حصہ میں ادا کریں۔ مقامِ ابراہیم کے قریب پڑھنا افضل ہے اور مکروہ وقت ہو تو بعد میں پڑھ لیں۔ عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد اور صبح صادق سے طلوع آفتاب تک نفل کے لیے مکروہ وقت ہے لہٰذا ان وقتوں میں نفل نہ پڑھیں۔ بعد میں پڑھیں اور یہ نفل کبھی ساقط نہیں ہوتے اگر حرم میں نہ پڑھ سکیں تو وطن آکر پڑھنا ضروری ہے۔
- طواف جو عمرہ کا رکن ہے مکمل کرنے کے بعد صفااور مروہ کے درمیان سعی (جو عمرہ کے لئے واجب ہے) اس طرح شروع کریں کہ ایک بار پھر حجر اسود کے محاذی کھڑے ہو کر حجر اسود کو استلام کریں (یہ استلام سنت ہے)۔
- استلام کے بعد صفا پر چڑھنے کے لئے کعبہ کی طرف پشت کر کے صفا کے لئے چلیں صفا پر چڑھ کر کعبہ کی طرف منہ کر کے سعی کی نیت کریں۔ سعی شروع کرنے کا مذکورہ طریقہ سنت ہے۔

• اس کے بعد جبل صفا پر کھڑے ہو کر اسی حالت میں دعا مانگنا مستحب ہے۔ دعا کے بعد صفا سے مروہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ میلین اخضرین (سبز ستونوں) کے درمیان عام رفتار اور چال سے زیادہ دوڑنا مردوں کے لئے سنت ہے۔ عورتوں کے لئے مکروہ ہے لہٰذا میلین کے بعد اپنی عام رفتار سے چلتے ہوئے مروہ پر پہنچ کر کعبہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگیں سعی کا ایک چکر مکمل ہو گیا پھر مروہ سے صفا پر آئیں یہ دوسرا چکر ہے اسی طرح آخری چکر مروہ پر ختم ہو گا۔ اس کے بعد مروہ پر بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر گڑگڑا کر آرام سے دعا مانگیں۔ سعی کے سات چکر ہیں اور دوران سعی دعا، درود شریف اور تلاوت کرتے رہیں، نگاہیں نیچے رکھنا افضل ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہے اور حسین چہروں اور عمارت کے حسن وزینت کے دیکھنے سے ذکر اللہ میں غفلت نہ ہو۔

• سعی مکمل کرنے کے بعد مردوں کے لئے سر کے چوتھے حصے کا حلق (بال منڈوانا) یا قصر (بال کتروانا) واجب ہے اور پورے سر کے بال منڈوانا یا کتروانا سنت ہے۔ خواتین کے لئے ایک پورے کے برابر چوتھائی حصہ بال کٹانا واجب ہے اور سارے بال پورے کے برابر کٹانا سنت ہے مرد کے سر کے بال اگر انگلی کے پورے سے کم ہوں تو صرف منڈوانا واجب ہے اگر گنج ہے تو استرا پھیرانا واجب ہے اگر سر زخمی ہے تو حلق ساقط ہے۔ سر کے چوتھائی حصہ سے کم بال کٹانے یا منڈانے سے واجب ادا نہیں ہو گا۔ آج کل وہاں موجود کچھ لوگ قینچی سے تین چار بال کاٹ لیتے ہیں اس سے محرم احرام سے خارج نہیں ہوتا اور اس طرح کے قصر کے بعد محظورات احرام کا ارتکاب سے کفارہ لازم ہو جائے گا مگر چونکہ ممنوعات احرام کا ارتکاب اس نیت سے کیا کہ وہ احرام سے خارج ہو چکا ہے اس لئے ایک کفارہ لازم ہو گا بار بار ارتکاب سے متعدد کفارے لازم نہیں ہونگے۔

- حلق یا قصر حدود حرم میں واجب ہے حدود حرم سے باہر حلق یا قصر کرانے سے دم واجب ہو جاتا ہے غیر محرم حلق یا قصر کا عمل کر سکتا ہے اگر عمرہ یا حج کے محرم (مرد یا عورت) نے حلق یا قصر کے علاوہ عمرہ یا حج کے باقی اعمال اور مناسک ادا کر لیے ہیں وہ اپنا اور اپنے جیسے محرم (جس نے حلق یا قصر کے علاوہ سب مناسک ادا کر لئے) کا حلق یا قصر کر سکتا ہے۔
- الحمد للہ! آخری عمل حلق یا قصر کے بعد آپ کا عمرہ مکمل ہو گیا اور آپ احرام سے خارج ہو گئے۔ اب غسل کر لیں سلے ہوئے کپڑے پہن لیں، خوشبو استعمال کر لیں۔ احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں۔ خوشبو، سلے ہوئے کپڑے، بال اور ناخن کاٹنا، زوجین کے لئے مباشرت یہ سب امور حلال ہو گئے۔

مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران طواف کثرت سے کریں، حضرت عائشہؓ کی مسجد سے عمرے کرتے رہیں۔ حسب توفیق تلاوت کریں۔ حدیبیہ یا جعرانہ سے عمرہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔

طواف عمرہ کے مسائل: اگر عمرہ کرنے والے شخص نے عمرہ کے طواف کے چار چکر یا کل چھوڑ دیئے تو ان کا اعادہ کرنا فرض ہے ورنہ عمرہ نہیں ہو گا کیونکہ یہ طواف عمرہ کا رکن ہے اس کا کوئی بدل نہیں اگر تین چکر یا کم چھوٹ گئے تو دم واجب ہے عمرہ ادا ہو جائے گا۔ ان چکروں کے اعادہ کی صورت میں دم ساقط ہو جائے گا۔

- طواف عمرہ کے کل چکر یا اکثر یا کم بلکہ ایک چکر بھی حالت جنابت میں یا بے وضوئی کی حالت میں یا حیض و نفاس کی حالت میں کرنے پر دم واجب ہے نہ اس میں بدنہ واجب ہوتا ہے نہ صدقہ مذکورہ صورتوں میں صرف دم واجب ہوتا ہے۔ طہارت کے ساتھ اعادہ کی صورت میں دم ساقط ہو جاتا ہے۔ حج افراد اور قران میں

طواف قدوم اور دیگر نفلی طواف کے مسائل ایک جیسے ہیں کہ ان طوافوں میں اگر کل یا اکثر چکر جنابت کی حالت میں کئے تو دم واجب ہے اور حدث کی حالت میں ہر چکر کے لئے ایک ایک صدقہ واجب ہے۔ اقل چکر جنابت کی حالت میں کرنے پر بھی ہر چکر کے لئے صدقہ واجب ہے طہارت کے ساتھ اعادہ کرنے پر دم اور صدقہ ساقط ہو جائے گا۔

● کسی بھی طواف میں کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں ہے لہٰذا ناپاک کپڑوں میں طواف اور سعی کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

تنبیہ: عمرے میں طواف وداع نہیں ہوتا۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی کے مسائل:

● سعی کے چکروں میں تسلسل یا اتصال شرط نہیں ہے اگر کوئی شخص صفا اور مروہ کے درمیان کچھ دیر بیٹھ جائے یا ایک چکر کے بعد دوسرا چکر دیر سے یا دوسرے دن کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

● سعی میں طہارت شرط نہیں ہے لہٰذا بغیر وضو کے سعی کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہے جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں بھی سعی کی جاسکتی ہے لیکن آج کل غالباً صفا و مروہ کے درمیان کی جگہ مسجد میں شامل ہے اس لئے جنبی اور حیض و نفاس والی خواتین کو وہاں داخل ہونا ناجائز ہے۔ مگر سعودی علماء صفا اور مروہ اور اس کے درمیانی جگہ کو مسجد سے خارج ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

● اگر عذر کی وجہ سے سعی کے بعض یا کل چکر چھوٹ جائیں تو کوئی چیز واجب نہیں ہے اگر بلا عذر کل یا چار چکر چھوٹ جائیں تو دم واجب ہے اور تین یا تین سے کم چھوٹنے میں ہر چکر کے لئے صدقہ واجب ہے۔ اعادہ کرنے پر دم اور صدقہ ساقط ہو جائے گا۔

• سواری یا ویل چیئر یا چارپائی وغیرہ پر عذر کی وجہ سے سعی کرنے میں کوئی حرج نہیں اور بلا عذر کل یا اکثر یعنی چار چکروں میں دم واجب ہے اور تین یا تین سے کم میں ہر چکر کے لئے صدقہ واجب ہے۔

یوم عرفہ میں اشتباہ کا حکم:

اہم مسئلہ: ذی الحجہ کے چاند کے سلسلہ میں بعض مرتبہ لوگ اپنے ملک اور سعودیہ میں تاریخوں میں فرق کی وجہ سے بحث کرتے ہیں اسی لیے ہم نے عمرہ کے مسائل کے آخر میں اس سلسلہ میں اپنی رائے پیش کر دی ہے۔

• اختلاف مطالع ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ مثلاً سعودیہ کا مطلع (دن اور رات کی ابتداء اور انتہاء کا وقت) الگ ہے اور پاکستان کا مطلع الگ ہے اسی طرح دیگر ممالک لندن، امریکہ، آسٹریلیا وغیرہ کے مطالع اور اوقات میں بہت فاصلہ ہے لہٰذا چاند کی رویت کے اختلاف کی وجہ سے مہینوں کی ابتداء اور انتہاء کا اختلاف نفس الامری ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا مگر عیدین اور حج وغیرہ احکام کے لئے ہمارے علماء میں سے بعض علماء مطالع کے اختلاف کا اعتبار کرتے ہیں اور بعض اعتبار نہیں کرتے۔ اختلاف اعتبار میں ہے وجود میں نہیں ہے، جو لوگ اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں اور ایک ملک کی رویت ہلال کا دوسرے ملک کے لئے اعتبار نہیں کرتے ان کے نزدیک عیدین اور حج کے ایام مختلف ممالک کے لئے مختلف ہو سکتے ہیں لیکن اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ایک ملک کی رویت ہلال اسی ملک کے باشندوں کے لئے معتبر ہو گی، لہٰذا سعودیہ والوں کی رویت ان کے لئے اور پاکستان کی رویت پاکستانیوں کے لئے معتبر ہو گی اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ رمضان المبارک میں ابتداء رویت کے وقت اگر پاکستانی آدمی سعودیہ میں تھا تو اس کے حق میں سعودیہ کی رویت معتبر ہو گی اور اگر سعودی آدمی

کستان میں تھاتواس کے لئے پاکستان کی رویت معتبر ہو گی اور نمازوں کے اوقات
ی ہر شخص کے لئے اسی ملک کے معتبر ہوں گے جس ملک میں وہ موجود ہے اب
مضان المبارک اور شوال کی رویت یا ذی الحج کی رویت کے سلسلے میں مشکل
ورت یہ ہے کہ ایک شخص رمضان کی ابتداء میں پاکستان میں تھا پاکستانی رویت
ے مطابق اس نے روزہ رکھا پھر سعودیہ چلا گیا وہاں عید کے چاند کی رویت کے
طابق اس کے اٹھائیس روزے بنتے ہیں اس کے لئے کیا حکم ہے؟ سعودیہ میں عید
ے دن روزہ رکھے یا نہ اسی طرح رمضان کی ابتداء میں ایک شخص سعودیہ میں تھا
ر پاکستان آگیا عید کے چاند کی رویت کے مطابق اس کے اکتیس روزے بنتے ہیں
ہ کیا کرے۔ اس میں ایک رائے تو یہ ہے کہ چاند کی رویت رمضان کی ہو یا شوال
ں دونوں رویتیں احکام کے لئے موجب ہیں لہٰذا پہلا شخص اٹھائیس روزے رکھے
ں کے حق میں رمضان اٹھائیس دن کا ہوگا جس طرح کسی ملک میں رہنے والوں
ے لئے ایک نماز کا وقت نہ ہو توان کے حق میں چار نمازیں فرض ہوں گی یا جس
رح کسی آدمی کے چار اعضاء سے دونوں ہاتھ کہنیوں سے کٹے ہوئے ہوں تو
ں کے حق میں وضو کے تین فرض ہوں گے پہلا شخص وقت نہ پانے کی وجہ سے
ٹھائیس روزے رکھے اور اسی طرح دوسرے شخص کے لئے رمضان المبارک
تیس دن کا ہوگا دونوں رویتیں ثبوت کے بعد احکام کے لیے موجب ہیں اور بظاہر
یک رویت ہلال کو دوسری رویت پر ترجیح نہیں ہے لہٰذا حضور علیہ الصلوۃ والسلام
ے فرمان کا مقصد کہ مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے یا انتیس کا۔ ان لوگوں کے حق میں
ہے جو لوگ دونوں مہینوں کی ابتداء میں ایک مطلع میں رہے لہٰذا اٹھائیس روزے
کھنے والے پر کسی روزہ کی قضا نہیں اور اکتیس روزے والے پر اکتیس روزے
رض تھے۔ دوسری رائے یہ ہے کہ پہلا شخص سعودیہ میں شوال کی رویت کے

مطابق عید نہ کرے بلکہ انیتس روزے پورے کرے اگر پورے نہیں کرے گا تو اس کو قضا کرنا واجب ہے اور اکتیس روزے والا صرف تیس روزے رکھے۔ پاکستانی لوگوں کے ساتھ تیس کا روزہ رکھ کر موافقت کر کے اکتیس روزے نہ رکھے البتہ عید میں پاکستانیوں کی موافقت کر سکتا ہے، دوسری رائے کی وجہ یہ ہے کہ ابتدائی رویت کو ترجیح ہوگی اور اس کا اعتبار ہوگا اس لئے کہ وہ دونوں مہینوں شوال اور رمضان کی رویتوں میں سے سابق ہے۔ سبقت کی وجہ سے اس کا اعتبار ہوگا۔

• حج کے لئے اس پاکستانی کے لئے مشکل پیش آئے گی جو ذی الحج کی ابتداء چاند رات میں پاکستان میں موجود تھا اس پر نو ذی الحج کو حج کرنا فرض ہے وہ گنتی کس حساب سے پوری کرے۔ اگر سعودیہ کی رویت کے مطابق عمل کرتا ہے جیسے آج کل ہو رہا ہے تو یہ ضابطہ کس طرح صحیح ہے کہ ہر ملک کے لئے اس کے اپنے ملک کی رویت موجب احکام ہوگی پھر رمضان المبارک میں سعودیہ کی رویت کا اعتبار کیوں نہیں کیا جاتا۔ رمضان اور ذی الحج کی رویت میں فرق کیوں ہے اگر ذی الحج کے ایام کی گنتی پاکستانی رویت کے مطابق کی جائے تو شاید پاکستانیوں کے لئے جو ذی الحج کی ابتداء میں پاکستان میں تھے ذی الحج سعودیہ کے نو ذی الحج سے پہلے ہو جائے تو ان کے حج کا کیا ہوگا۔ اس مشکل کا حل مشکل ہے مگر یہ کہ ریڈیو اور ٹی وی ہر رویت کے اعلان کا اعتبار کرتے ہوئے سعودیہ کے ٹی وی اور ریڈیو کے اعلان کا اعتبار بھی کر لیا جائے اگر ایسا ہو جائے تو رمضان المبارک کی عید بھی حج کی طرح پورے عالم اسلام میں ایک دن ہو سکتی ہے۔

رمضان المبارک کے متعلق تاحال ہماری رائے یہ ہے کہ اگر روزہ رکھنے والا شخص رمضان المبارک کی ابتداء چاند رات میں پاکستان میں تھا اور عید سعودیہ میں کی تو اس کو پاکستان کی رویت کے مطابق سعودیہ میں روزے مکمل کرنے ہوں گے

جنی ان کی عید کے دن اگر اس کا اکتیسواں روزہ ہو تو اس کو روزہ رکھنا لازم ہے
کیونکہ رمضان المبارک انیتس کا ہوتا ہے یا تیس کا۔

اور اگر روزہ رکھنے والا آدمی رمضان المبارک کی ابتداء چاند رات کے وقت
سعودیہ میں تھا پھر وہ پاکستان آگیا تو اسے سعودیہ رویت کے مطابق ۲۹ یا ۳۰
روزے مکمل کرنے پر عید کرنا جائز ہو گا لیکن بہتر یہ ہے کہ تیسویں روزے کے
بعد روزہ نہ رکھے اور عید پاکستانیوں کے ساتھ کرے۔

معلومات اور مسائلِ حج

❖ .... حج کا پہلا دن آٹھ ذی الحج

❖ .... حج کی نیت

❖ .... تلبیہ کے الفاظ

❖ .... حج کا دوسرا دن نو ذی الحج

❖ .... حج کا تیسرا دن دس ذی الحج

❖ .... حج کا چوتھا دن گیارہ ذی الحج

❖ .... حج کا پانچواں دن بارہ ذی الحج

❖ .... ضروری مسائل

معلومات اور مسائل حج

حج کے تین اقسام ہیں: قران، افراد اور تمتع۔ چونکہ پاکستان سے حج کے لئے جانے والی خواتین و حضرات میں سے اکثر عازمین حج کا حج، حج تمتع ہوتا ہے اس لئے ہم پہلے حج تمتع کے مسائل ذکر کریں گے۔ حج افراد میں صرف حج کا احرام ہوتا ہے۔ طواف قدوم کے بعد احرام کے ساتھ رہنا پڑتا ہے اور جمرہ عقبیٰ کی رمی تک احرام میں رہنا ہوتا ہے اور دس ذی الحج کو احرام کھولنا پڑتا ہے اور قران میں عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا جاتا ہے۔ عمرہ مکمل کرنے کے بعد طواف قدوم کیا جاتا ہے۔ پھر دس ذی الحج تک قربانی کرنے تک احرام میں رہنا ہوتا ہے اور دس ذی الحج کو احرام کھولنا ہوتا ہے، حج افراد والوں پر حج کی قربانی واجب نہیں ہوتی اور قران والوں پر قربانی واجب ہوتی ہے۔ تفصیل افراد اور قران کی فصل میں ملاحظہ کیجئے۔

- حج تمتع کرنے والی خواتین و حضرات کے لئے حکم ہے کہ پہلے عمرہ کریں اور پھر حج کریں۔ عمرہ کی تفصیل گزر چکی ہے ذکر کردہ طریقہ سے عمرہ کرنے کے بعد حج کے احکام اور طریقہ درجہ ذیل تفصیل کے مطابق ادا کریں۔ حج تمتع میں مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھا جاتا ہے۔ لہٰذا مکہ مکرمہ سے حج کا طریقہ قدم بقدم:

حج کا پہلا دن آٹھ ذی الحج: آٹھ ذی الحج کو حج کے احرام کے لئے مکہ مکرمہ میں رہائش کے مکان پر غسل یا وضو کے بعد دو چادریں پہن لیں اور سلا ہوا لباس اُتار دیں اور مکان یا کعبۃ اللہ کے مطاف میں دو رکعت نفل برائے احرام ادا کر کے حج کی نیت کریں اور تلبیہ پڑھیں ایک دفعہ تلبیہ پڑھنا فرض ہے اور تین بار سنت ہے۔ اس کے بعد منٰی کے لئے روانہ ہو جائیں۔

حج کی نیت: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ" اے اللہ میں حج

کی نیت کرتا\ کرتی ہوں پس حج کو میرے لئے آسان بنا اور قبول فرما۔

تلبیہ کے الفاظ: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

- احرام میں داخل ہونے کے بعد اگر اضطباع اور رمل کے ساتھ نفلی طواف کرلیں پھر اس نیت سے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرلیں کہ طواف زیارت کے بعد والی سعی جو واجب ہے ادا ہو جائے، یہ جائز ہے۔ دوبارہ سعی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی ایسا کرلینے کے بعد منٰی کے لئے روانہ ہو جائیں۔ مگر ایسا کرنا ضروری نہیں اور نہ نفلی طواف ضروری ہے۔
- آٹھ ذی الحج سے پہلے سات ذی الحج کو حج کا احرام باندھ کر منٰی کے لئے روانہ ہونا بھی جائز ہے اور اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بھیڑ سے بچ جائیں گے، مذکورہ نفلی طواف اور سعی سات تاریخ کو بھی کر سکتے ہیں۔
- منٰی میں پہنچ کر نو ذی الحج کی عشاء تک منٰی میں نمازیں ادا کریں صبح کی نماز منٰی میں ادا کر کے عرفات کے لئے روانہ ہو جائیں، اگر نو ذی الحج کی رات کو صبح کی نماز سے پہلے عرفات چلے جائیں تو یہ بھی جائز ہے اس طرح بھیڑ سے بچ جائیں گے۔

حج کا دوسرا دن نو ذی الحج: صبح صادق کے بعد منٰی میں نمازِ فجر ادا کر کے زوال سے پہلے عرفات پہنچیں اور غروب آفتاب تک عرفات میں رہنا ہے، اپنے کیمپوں میں اگر نماز ادا کریں تو ظہر اور عصر کی نماز اپنے اپنے وقت میں ادا کریں اور اگر مسجد نمرہ کے امام کی اقتداء میں نماز پڑھیں تو ظہر کی نماز کے ساتھ ہی عصر کی نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ عرفات کا وظیفہ دعائیں ہیں۔

- غروب آفتاب کے بعد فوراً مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائیں، مغرب کی نماز عرفات اور راستہ میں پڑھنا منع ہے، مزدلفہ میں عشاء کے وقت میں نماز مغرب

ر عشاء ایک ساتھ پڑھنا واجب ہے اگر راستہ میں صبح ہو جانے کا خوف ہو جائے تو
زدلفہ سے پہلے نمازیں پڑھی جائیں تاکہ قضا نہ ہو جائیں۔

• مزدلفہ میں صبح صادق تک قیام کرنا واجب ہے مزدلفہ سے کھجور کی گٹھلی کے
رابر ستر عدد کنکریاں تھیلی میں جمع کر لیں۔ • صبح کی نماز مزدلفہ کی حدود میں
ڑھیں کیونکہ صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں وقوف واجب ہے۔

حج کا تیسرا دن دس ذی الحج: دس ذی الحج کا دن حج کے سب دنوں سے مصروف
ترین دن ہوتا ہے، مزدلفہ سے واپسی کے بعد جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کو
کنکریاں مارنا ہے پھر قربانی کرنی ہے پھر سر کا حلق یا قصر کرنا ہے پھر مکہ مکرمہ پہنچ
ر طواف زیارت کرنا ہے۔

• جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا وقت دس ذی الحج کی صبح صادق سے لے کر
گیارہ ذی الحج کی صبح صادق تک ہے۔ اگر مزدلفہ سے سیدھا منیٰ میں اپنے خیمہ
جائیں ظہر یا عصر کی نماز کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کریں تو بھیڑ سے بچ جائیں گے۔
کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کر لیں پھر حلق یا قصر کر لیں اور گیارہ کی رات منیٰ
یں قیام کریں۔ صبح تہجد پڑھ کر مکہ مکرمہ چلے جائیں اور طواف زیارت کر لیں اس
طرح مذکورہ اعمال ادا کرنے سے آپ بھیڑ سے بچ جائیں گے کیونکہ قربانی اور حلق
یا قصر اور طواف زیارت کا وقت دس ذی الحج کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور
یارہ ذی الحج کے دن غروب آفتاب تک رہتا ہے اپنی آسانی کے لئے مذکورہ اعمال کا
شیڈول بنالیں لیکن یہ خیال رہے کہ قارن اور متمتع کے لئے جمرہ عقبہ کو کنکریاں
ارنے اور قربانی اور حلق اور قصر میں ترتیب واجب ہے۔ خلاف ترتیب تقدیم اور
تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہوگا لیکن طواف زیارت کے لئے تقدیم و تاخیر مطلقاً
جائز ہے۔ اسی لئے دس کی صبح مزدلفہ سے سیدھا مکہ مکرمہ جاکر طواف زیارت

کر لینا بھی جائز ہے۔

حج کا چوتھا دن گیارہ ذی الحج: گیارہ ذی الحج کو ایک روایت کے مطابق زوال کے بعد سے بارہ کی صبح صادق تک جمرات کو کنکریاں مارنے کا وقت ہے لیکن نماز عصر کے بعد خصوصاً بوڑھے کمزور اور عورتوں کے لئے مغرب کے بعد رمی میں آسانی ہوتی ہے، پہلے چھوٹے شیطان پھر درمیانی شیطان پھر بڑے شیطان کی رمی کی جائے، بارہ کی رات منٰی میں رہنا سنت ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک روایت میں گیارہ اور بارہ ذی الحج کے دنوں میں کنکریاں مارنے کا وقت بھی پہلے دن کی طرح ایک دن کی صبح صادق سے دوسرے دن کی صبح صادق تک ہوتا ہے آج کل اسی روایت پر عمل ہو رہا ہے۔ مزید تحقیق متعلقہ فصل میں دیکھیں۔

حج کا پانچواں دن بارہ ذی الحج: بارہ ذی الحج کو بھی ایک روایت کے مطابق زوال کے بعد رمی کا وقت شروع ہوتا ہے اور تیرہ کی صبح صادق تک رہتا ہے۔ بارہ ذی الحج کو بھی نماز عصر اور نماز مغرب کے بعد جمرات کی رمی میں بھیڑ نہیں ہوتی، تینوں شیطانوں کو رمی کرنے کے بعد تیرہ ذی الحج کی صبح صادق سے پہلے منٰی سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہو جائیں۔ اگر تیرہ کی صبح صادق منٰی میں ہو گئی تو تیرہ ذی الحج کے دن زوال سے پہلے تینوں جمرات (شیطانوں) کو رمی کر کے مکہ مکرمہ واپس آجائیں۔ آپ کا حج مکمل ہو گیا۔ اب صرف روانگی کے وقت طواف الوداع کرنا واجب ہے۔

ضروری مسائل: روانگی کے دنوں میں اگر طواف وداع کے وقت میں خواتین ایام مخصوصہ میں ہوں ان خواتین سے دم کے بغیر طواف وداع ساقط ہے بغیر طواف وداع واپس روانہ ہو سکتی ہیں۔

- طواف زیارت کے تین دنوں میں اگر خواتین ایام مخصوصہ میں ہوں تو

کی حدود میں بدنہ (بڑا جانور اونٹ یا گائے) ذبح کرادیں خواہ وطن آنے کے بعد بشرطیکہ اصالۃً یا وکالۃً جانور حرم کی حدود میں ذبح کیا جائے یہ جائز ہے۔ بغیر طواف زیارت وطن واپس لوٹ جانے پر جب تک خواتین طواف زیارت نہیں کریں گی۔ خواتین اپنے شوہروں کے لئے حرام رہیں گی۔

- عرفات سے کسی بیماری اور اللہ تعالٰی کی جانب سے کسی عذر کی وجہ سے غروب آفتاب سے پہلے لوٹ آنے کی اجازت ہے اور دم ساقط ہے۔
- مزدلفہ میں صبح صادق کے بعد وقوف کا ترک آسمانی رکاوٹ (جس میں بندوں کا دخل نہ ہو) کی وجہ سے بغیر دم کے ساقط ہے اور بوڑھوں اور کمزور اور عورتوں کے لئے نصف شب کے بعد مزدلفہ چھوڑنا جائز ہے۔
- رمضان المبارک میں عمرہ پر جانے والی خواتین و حضرات کو اگر عید الفطر سعودیہ میں ہو جائے تو ان کو حج تک رکنا اور حج ادا کر کے واپس لوٹنا ضروری نہیں ہے، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ حج ادا کر کے لوٹنا ضروری ہو جاتا ہے یہ غلط ہے۔
- خواتین کے لئے ضروری ہے کہ وضو کے وقت احرام کے لئے باندھا گیا رومال اتار کر سر کا مسح کرلیں ورنہ وضو نہیں ہو گا۔
- خواتین کے لئے ضروری ہے کہ محرم کے ساتھ عمرہ یا حج کریں غیر محرم کے ساتھ حج اور عمرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے تاہم اگر خواتین محرم یا شوہر کے بغیر یا اکیلے عمرہ یا حج کرلیں تو ان سے فرض حج ساقط ہو جائے گا لیکن عظیم گناہ کا ارتکاب

• احرام کی چادریں بدلنے یا غسل کے وقت اتارنے سے اور خواتین کا وضو کے وقت سر کا رومال اتارنے سے یا کپڑے بدلنے سے احرام فاسد نہیں ہوتا۔

• احرام میں داخل ہونے کے بعد احرام سے خارج ہونے کی صرف دو صورتیں ہیں اگر عمرہ یا حج کے ادا کرنے سے کوئی بیماری یا حکومتی مانع نہیں ہے تو افعال عمرہ یا حج ادا کر لینے کے بعد حلق یا قصر کے ذریعہ احرام سے خروج ہو سکتا ہے اور اگر افعال حج یا عمرہ ادا کرنے سے پہلے کوئی مانع اور رکاوٹ پیدا ہو جائے مثلاً محرم شدید بیماری یا کسی حادثہ کی وجہ سے سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا یا حکومت کی طرف سے کوئی رکاوٹ پیدا ہو گئی، سیٹ حاصل نہیں ہو سکی یا کینسل کر دی گئی یا سعودی حکومت نے افعال عمرہ یا حج سے پہلے کسی وجہ سے محرم کو گرفتار کر لیا جیل میں ڈال دیا یا محرم کو احرام کی حالت میں وطن بھیج دیا ایسی صورتوں میں محرم کے لئے ضروری ہے حرم پاک میں قربانی کا جانور ذبح کرائے جب محرم کو علم ہو جائے کہ میری طرف سے قربانی کر دی گئی ہے تو محرم حلق یا قصر کرا کے احرام سے خارج ہو جائے۔ جب تک قربانی ذبح نہیں ہو گی اس وقت تک محرم احرام میں رہے گا، اگرچہ کئی مہینے گزر جائیں۔

• اگر کسی وجہ سے بغیر عمرہ یا حج محرم وطن واپس آجائے یا گرفتار ہو جائے، وہ حرم میں قربانی ذبح کرانے سے پہلے احرام کے محظورات سے اجتناب کرے ورنہ اس مسئلہ کے علم کے باوجود کہ محصر حرم میں قربانی ذبح ہونے سے پہلے احرام سے

ممنوعات کی تعداد کے برابر کفارے واجب ہوتے رہیں گے اور اگر محرم کو اس مسئلہ کا علم نہیں تھا تو عدم علم کی صورت میں صرف ایک کفارہ لازم ہوگا۔

(ارشادالساری)

- اضطباع یعنی اوپر کی چادر داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا صرف اس طواف میں سنت ہے جس میں احرام کی دو چادروں کی حالت میں طواف کیا جائے اور اس کے بعد سعی بھی کرنا ہو جیسے طواف عمرہ یا طواف زیارت جس میں ابھی تک حلق یا قصر نہ کرایا گیا ہو اور احرام کی چادریں نہ اتاری گئیں ہوں اگر حلق یا قصر کے بعد احرام کی چادریں طواف زیارت میں اتار دی ہیں اور سلے ہوئے کپڑے پہن لئے گئے ہیں تو اس میں اضطباع نہیں ہے۔ • اضطباع کی حالت میں نماز بھی مکروہ ہوتی ہے نماز اور سعی میں اضطباع نہ کریں۔

۴	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب	۴	وقوف مزدلفہ	واجب
۵	اضطباع پورے سات چکروں میں کرنا	سنت	۵	رمی جمرہ عقبہ دس ذی الحج کے دن	واجب
۶	رمل صرف پہلے تین چکروں میں	سنت	۶	قربانی	اختیاری
۷	دوران طواف سینہ یا پشت کعبہ کی طرف کرنا	مکروہ	۷	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب
۸	طواف کی نیت کرنا	شرط	۸	طوافِ زیارت	رکن
۹	بوقت شروع استقبال کرنا	مستحب	۹	سعی	واجب
۱۰	طواف کے ہر چکر میں حجر اسود کا استلام کرنا	مستحب	۱۰	رمی جمار دسویں کی دن کے بعد	واجب
۱۱	سعی میں سبز بتیوں کے درمیان دوڑنا	سنت	۱۱	طواف وداع	واجب
۱۲	عمرہ اور حج کے احراموں میں نیت اور تلبیہ پڑھنا	فرض	۱۲	ہر طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا	واجب
۱۳	ہر طواف کی ابتداء حجر اسود اور سبز لائٹ کے محاذی کرنا	واجب	۱۳	حجر اسود کا بوسہ لینے کے لئے دھکے دینا	حرام
۱۴	حطیم کے باہر سے طواف کرنا	واجب	۱۴	خواتین کا مردوں کی بھیڑ میں جانا	حرام

	افعالِ حجِ قران			افعالِ حجِ تمتع	
	احرام حج وعمرہ	شرط	۱	احرام عمرہ	شرط
۲	طواف عمرہ	رکن	۲	طواف عمرہ	رکن
۳	سعی عمرہ	واجب	۳	سعی عمرہ	واجب
۴	طوافِ قدوم مع رمل و اضطباع	سنت	۴	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب
۵	سعی حج طواف زیارت کے بعد	واجب	۵	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
۶	وقوفِ عرفہ	رکن	۶	وقوفِ عرفہ	رکن
۷	وقوفِ مزدلفہ	واجب	۷	وقوفِ مزدلفہ	واجب
۸	رمی جمرہ عقبہ	واجب	۸	رمی جمرہ عقبہ	واجب
۹	قربانی	واجب	۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب	۱۰	سر منڈوانا یا کتروانا	واجب
۱۱	طوافِ زیارت	رکن	۱۱	طوافِ زیارت	رکن
۱۲	رمی جمار	واجب	۱۲	سعی حج	واجب
۱۳	طوافِ وداع	واجب	۱۳	رمی جمار	واجب
۱۴	طوافِ زیارت دس یا گیارہ یا بارہ کو کرنا	واجب	۱۴	طوافِ وداع	واجب

حج کا طریقہ

- .... مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لئے روانگی
- .... عرفات کے لئے روانگی
- .... عرفات سے روانگی
- .... مزدلفہ سے روانگی
- .... خواتین کے لئے ہدایات
- .... حج کے فرض ہونے کی سات شرطیں ہیں
- .... حج کی ادائیگی کی شرائط
- .... شرائط کی چوتھی قسم
- .... حج فرض کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرطیں
- .... وصیت کا حکم
- .... حج کے فرائض
- .... حج کے واجبات

حج کا طریقہ

مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لئے روانگی: حج تمتع والے حاجی آٹھ ذی الحج یا اس سے پہلے سات ذی الحج کے دن یا رات میں غسل یا وضو کرکے احرام کی دو چادریں پہن کر مکان پر یا مسجد حرام میں سر پر کپڑا رکھ کر دو نفل حج کے احرام کے لئے ادا کریں۔ نفل کے بعد سر سے کپڑا اتار دیں اور حج کی نیت کریں کہ اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اے پروردگار! اسے آسان بنا اور قبول فرما۔

عربی میں یوں کہے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ''

پھر بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں: لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ.

- حج کی نیت کرنا اور تلبیہ ایک دفعہ اتنی آواز سے پڑھنا کہ کم از کم اپنے کانوں تک آواز پہنچے، احرام کے لئے شرط ہے۔

حج تمتع کا احرام حرم کے حدود میں کسی جگہ سے باندھا جا سکتا ہے اور آٹھ ذی الحج سے پہلے بھی باندھا جا سکتا ہے سات ذی الحج کی شام کو احرام باندھ کر منیٰ میں جا کر رات گزاریں تو نہایت آسان رہتا ہے اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

- احرام کے بعد منیٰ روانگی سے پہلے اگر ایک نفلی طواف اور اس کے بعد سعی اس نیت سے کرلیں کہ اس سعی سے حج کی سعی جو طواف زیارت کے بعد کرنی ہوتی ہے وہ پہلے سے (ایڈوانس میں) ادا ہو جائے ایسا کرنا جائز ہے۔ اگر ایسا کریں تو اس نفلی طواف کے ساتوں چکروں میں اضطباع کریں اور پہلے تین چکروں میں رمل بھی کریں۔ اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سعی کرلیں۔ اب طواف زیارت کے بعد والی سعی ادا ہو گئی دوبارہ طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کی

ضرورت نہیں ہے۔اس طریقہ سے محرم دس گیارہ بارہ ذی الحج کے دن سعی میں بھیڑ سے بچ جاتا ہے خصوصاً بوڑھوں اور عورتوں کے لئے زیادہ آسانی ہے۔آئندہ صرف طواف زیارت کرنا پڑے گا۔آٹھ ذی الحج کو ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں منٰی میں پڑھنا اور رات کو منٰی میں رہنا سنت ہے۔(ضروری نہیں)

عرفات کے لئے روانگی: نو ذی الحج کو فجر کی نماز منٰی میں پڑھیں اور سورج کے طلوع ہونے کے بعد عرفات کے لئے روانہ ہو جائیں لیکن بھیڑ کی وجہ سے طلوع آفتاب سے پہلے بھی عرفات کی طرف روانہ ہو سکتے ہیں۔

- عرفات کے میدان میں نو ذی الحج کے دن وقوف (ٹھہرنا) اگرچہ ایک لمحہ کے لئے ہو، حج کا ایک عظیم رکن ہے۔اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔وقوف عرفات کا مطلق ٹائم نو ذی الحج کے دن زوال سے لے کر دس ذی الحج کی صبح صادق تک ہے اور زوال سے غروب آفتاب تک وقوف کہ سورج کا غروب عرفات میں ہو، واجب ہے۔ غروب آفتاب سے صبح صادق تک بھی وقوف جائز ہے۔اگر کسی نے نو ذی الحج کے دن زوال سے قبل عرفات میں وقوف کیا اور زوال کے بعد اعادہ نہیں کیا یا دس ذی الحج کی صبح صادق کے بعد عرفات میں وقوف کیا تو اس کا حج ادا نہیں ہوگا۔
- وقوف عرفات کے لئے حیض و نفاس اور جنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے حیض و نفاس والی عورت اور جنبی آدمی کا وقوف صحیح ہے اور حج ادا ہو جائے گا اسی طرح وقوفِ مزدلفہ کے لئے بھی طہارت شرط نہیں ہے۔
- عرفات میں اگر مسجد نمرہ کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو عصر کی نماز، ظہر کے وقت میں جمع کر کے ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھ لیں۔یہ جمع سنت ہے اگر آپ کا مکہ مکرمہ میں پندرہ یا پندرہ دنوں سے زیادہ تسلسل کے ساتھ قیام رہا

حج کے امام کی اقتداء میں نوذی الحج کو نمازیں پڑھی جائیں۔ اگر مسجد نمرہ کی جماعت کے ساتھ نمازیں نہ پڑھیں بغیر جماعت پڑھیں یا جماعت سے پڑھیں لیکن اپنے خیمہ میں ظہر اور عصر پڑھیں تو ہر نماز کو اپنے وقت میں پڑھیں۔

- پہلے حکم یہ تھا کہ اگر آپ کا مکہ مکرمہ میں آٹھ ذی الحج کو منٰی کے لئے روانگی سے پہلے پندرہ دن سے زائد مسلسل قیام رہا درمیان میں کہیں شرعی سفر نہیں کیا تو آپ منٰی، عرفات اور مزدلفہ میں مقیم ہیں پوری نماز ادا کریں قصر نہ کریں اور اگر آپ کا قیام منٰی کے لئے روانگی سے قبل تسلسل کے ساتھ مکہ مکرمہ میں پندرہ دن سے کم رہا تو آپ مکہ کی طرح منٰی، عرفات اور مزدلفہ میں بھی مسافر ہوں گے۔ نمازیں قصر کے ساتھ ادا کریں مگر مقیم امام کی اقتداء میں چار رکعت ادا کریں۔
- عرفات میں افضل عبادت دعا مانگنا ہے دھوپ میں یا سائے میں کھڑے ہو کر اخلاص اور عجز کے ساتھ دعا مانگیں۔ اگر دھوپ میں یا کھڑے ہونے میں مشقت ہو تو بیٹھ کر دعائیں مانگیں۔ مگر اب منٰی مکہ مکرمہ کا جزء اور ایک محلہ قرار دے دیا گیا ہے اس لئے منٰی اور عرفات اور مزدلفہ میں رہنے کے ایام مقیم ہونے میں شمار ہونگے اگر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے لے کر مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے تک کسی کا پندرہ دن یا زائد قیام ہو تو وہ مقیم ہے منٰی اور عرفات اور مزدلفہ میں پوری نماز پڑھنا ہوگی۔ مزید تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

عرفات سے روانگی: غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے مزدلفہ کے لئے

وتر نمازوں کے بعد پڑھیں۔ مسجد مزدلفہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں یا الگ پڑھیں یہاں مغرب اور عشاء کو جمع کرنا ضروری ہے۔

● مزدلفہ میں دس (۱۰) ذی الحج کی صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان وقوف اگرچہ ایک لحہ کے لئے ہو، واجب ہے البتہ عورتوں اور ان کے محرموں کو ہجوم کی وجہ سے نصف شب کے بعد صبح صادق سے پہلے وقوف کرکے منٰی کے لئے روانہ ہونے کی اجازت ہے۔ اگر مرد حضرات ساوی عذر کے بغیر صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے نکل کر منٰی کے لئے روانہ ہو گئے توان پر دم واجب ہو جائے گا۔ اگر من جانب اللہ عذر ہے تو مزدلفہ کے وقوف کا وجوب ساقط ہو جائے گا اور وقوف کے ترک میں دم واجب نہیں ہوگا۔ مثلاً شدید سردی یا گرمی یا بیماری کی وجہ سے مزدلفہ میں وقوف نہیں کیا جاسکتا تو دیگر واجبات کی طرح یہ واجب بھی بغیر دم کے ساقط ہو جائے گا۔

● مزدلفہ سے احتیاطاً ستر کنکریاں کھجور کی گٹھلی کے برابر یا اس سے چھوٹی اپنے ساتھ رکھیں۔ سات دسویں کے دن جمرہ عقبہ کو مارنے کے لئے اور اکیس اکیس کنکریاں گیارہ، بارہ اور تیرہ کے دن کے لئے بالفرض تیرہ کو منٰی میں صبح صادق ہو گئی تو تیرہ ذی الحج کو بھی تینوں جمرات کو کنکریاں مارنا واجب ہو جائے گا۔

مزدلفہ میں کوئی مخصوص عبادت نہیں ہے، تلاوت قرآن مجید، درود شریف اور دعا کرتے رہیں۔

کریں پھر طواف زیارت کریں۔ پہلی تینوں عبادتوں میں ترتیب واجب ہے، خلاف ترتیب کرنے سے دم واجب ہو جائے گا لیکن طواف زیارت کے لئے ترتیب واجب نہیں ہے لہٰذا ان امور سے پہلے یا درمیان یا بعد میں طواف زیارت کر لینا جائز ہے۔

- دسویں ذی الحج کو جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا وقت دسویں تاریخ کی صبح صادق سے گیارہویں رات کی صبح صادق تک ہے۔ قربانی کا وقت دسویں ذی الحج کی صبح صادق سے بارہویں کے دن غروب آفتاب تک ہے (یعنی تین دن تک) اور سر منڈوانے یا کتروانے کا وقت بھی قربانی کی طرح تین دن تک ہے اور طواف زیارت کا وقت بھی تین دن تک ہے یعنی بارہ ذی الحج کو سورج کے غروب ہوتے ہی قربانی، حلق یا قصر اور طواف زیارت کے لئے واجب وقت ختم ہو جائے گا لیکن بارہویں تاریخ کی رمی کے لئے اور منیٰ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانگی کے لئے صبح صادق تک وقت ہوگا۔
- جمرہ عقبہ کی رمی، قربانی اور حلق یا قصر میں ترتیب واجب ہے۔ اگر رمی سے پہلے قربانی کر لی یا قربانی سے پہلے حلق یا قصر کرا لیا تو دم واجب ہو جائے گا لیکن طواف زیارت رمی یا قربانی یا حلق اور قصر سے پہلے بھی کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے لئے ترتیب واجب نہیں ہے۔
- آج کل چونکہ بھیڑ ہوتی ہے لہٰذا آسان طریقہ یہ ہے کہ دسویں ذی الحج کے دن زوال کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی کر لیں۔ اپنے خیمہ میں واپس آکر خود بنفسہ یا

خواتین کے لئے یہ اوقات نہایت بہتر ہیں، بھیڑ کے خوف کی وجہ سے انشاءاللہ کوئی کراہت نہیں رہے گی۔ اور گیارہ اور بارہ کے دن زوال سے پہلے بھی رمی جائز ہے جس طرح ہم ذکر کریں گے۔

- منیٰ کی راتوں میں منیٰ میں رہنا سنت ہے اگر کوئی عذر ہو تو مکہ مکرمہ رات گزارنے میں بھی کوئی گناہ نہیں ہے وہاں سے آکر رمی کر کے دوبارہ مکہ مکرمہ لوٹا جا سکتا ہے۔

- کنکریاں مارنے میں معذور اور کمزور افراد کی جانب سے نیابت بھی جائز ہے اپنی طرف سے اور معذور کی طرف سے کنکریاں ایک ایک کر کے پہلے اپنے لئے یا پہلے معذور کے لئے دونوں طریقوں سے جائز ہے، کنکریوں کا ستونوں کے قریب تقریباً ساڑھے تین فٹ کے اندر گرانا واجب ہے ورنہ رمی جائز نہیں ہو گی۔ بیمار اور کمزور شرعاً معذور لوگ ہیں۔

- ظاہر الروایت میں ہے گیارہ اور بارہ ذی الحج کے دن کنکریاں مارنے کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے دوسرے دن کی صبح صادق تک ہے اگر کسی حاجی نے زوال سے پہلے کنکریاں ماریں تو رمی نہیں ہو گی زوال کے بعد دوبارہ رمی کرے ورنہ دم لازم ہو گا۔ مگر لباب المناسک میں ہے امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے گیارہ اور بارہ کے دن بھی رمی کا وقت پہلے دن کی طرح صبح صادق سے دوسرے دن کی صبح صادق تک ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع اور الکافی اور المنتقی میں اسی طرح ہے)

لئے زوال سے پہلے بھی رمی کے جواز کا فتویٰ دیا جائے تو بہتر ہے۔ جسکی تفصیل ہم ذکر کر چکے ہیں۔

لوگ مر رہے ہیں اور ہمارے علماء نے ظاہر الروایت کا حوالہ دے کر زوال کے بعد رمی کے وقت کی ابتداء کو ضروری قرار دیا ہوا ہے۔

سیدنا امام اعظم فرماتے ہیں سرور دوعالم ﷺ کا دوسرے اور تیسرے دن زوال کے بعد رمی فرمانا افضیلت پر دال ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

- اگر کوئی شخص بارہ ذی الحج کے بعد والی رات صبح صادق تک منٰی میں رہا تو اس پر تیرہ کے دن بھی تینوں جمرات کی رمی واجب ہے تیرہ کے دن زوال سے پہلے بالاتفاق رمی جائز ہے۔
- گیارہ اور بارہ ذی الحج کو پہلے جمرہ اولیٰ کو پھر وسطی پھر عقبہ کو ترتیب سے رمی کرنا سنت ہے۔ کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ ساتوں کنکریوں کو ایک ایک کرکے نر انگشت اور سبابہ سے پکڑ کر جمرات کی طرف پھینکے یک دفعہ نہ پھینکے کیونکہ ساتوں کنکریوں کو ایک دفعہ مارنے سے صرف ایک مرتبہ مارنا شمار ہوگا ہر کنکری کو مارتے وقت اللہ اکبر بلند آواز سے کہے۔ جمرہ اولیٰ اور ثانیہ کی رمی کے بعد دعا مانگنا سنت ہے لیکن جمرہ عقبہ کے بعد دعا مسنون نہیں ہے۔ جمرہ اولیٰ کی رمی کی پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دیا جائے۔
- جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد قربانی کرنا ہے اور قربانی میں یہ شرط ہے کہ حج تمتع

حج تمتع کی قربانی واجب ہے مسافر پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں ہوتی۔(شامی)

- اگر حاجی قارن یا حج تمتع والے شخص نے لاعلمی کی وجہ سے عید کی قربانی کی نیت کرلی تو عید کی قربانی تمتع والی قربانی کے قائم مقام نہیں ہوگی لہٰذا دوبارہ حج تمتع کی نیت سے قربانی کرے اگر دوبارہ قربانی کرنے سے پہلے حلق یا قصر کر چکا تھا تو دم جنایت بھی واجب ہوگا۔ قربانی کے بعد حلق یا قصر کیا جائے۔
- منیٰ میں حلق یا قصر کے بعد احرام کی ساری پابندیاں ختم ہو گئیں لیکن طواف زیارت تک زوجین کے لئے جماع اور اس کے دواعی حرام رہیں گے۔
- طواف زیارت کرنے اور اس کے شروع کرنے اور اس میں استقبال اور استلام کا وہی طریقہ ہے جس کا ذکر عمرہ کے طواف میں آچکا ہے یعنی عمرہ کے طواف اور دیگر تمام طوافوں کے ادا کرنے کا طریقہ ایک ہے صرف نیت، وقت اور جنایات میں فرق ہوتا ہے۔ لہٰذا طواف زیارت کے طریقہ کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔
- اگر احرام کی حالت میں منیٰ روانہ ہونے سے پہلے نفلی طواف ادا کرنے کے بعد طواف زیارت کے بعد والی سعی پہلے کرلی تھی تو اب طواف زیارت کے بعد سعی واجب نہیں ہے اور طواف زیارت میں رمل اور اضطباع بھی نہیں ہے اگر پہلے سعی نہیں کی تھی تو اب سعی کرنا واجب ہے اور طواف کے تین پہلے چکروں میں رمل بھی کریں لیکن احرام کی چادریں نہ ہونے کی وجہ سے اضطباع ساقط

اگر کسی عورت سے حیض و نفاس کی وجہ سے طواف زیارت بارہ تاریخ سے مؤخر ہو گیا تو دم واجب نہیں ہے کیونکہ عذر سماوی کی وجہ سے ترک واجب میں دم ساقط ہو جاتا ہے۔

● اگر قافلہ اور گروپ روانہ ہونے والا ہے ایئر لائنوں (جہاز کمپنیوں) میں سیٹ کنفرم ہے سیٹ چھوڑنے کی وجہ سے اخراجات کے علاوہ دیگر تکالیف شاقہ کا قوی اندیشہ ہے ایسی صورت میں حیض و نفاس والی عورتیں طواف زیارت کر لیں اور کفارہ کے طور پر بدنہ (اونٹ یا گائے) حرم میں ذبح کروائیں اگرچہ سال بعد اور اپنی کنفرم سیٹ پر قافلہ کے ساتھ روانہ ہو جائیں زوجین کے لئے مباشرۃ حلال ہو جائے گی اور طواف زیارت ادا ہو جائے گا جیسے جنابت والا آدمی اگر طواف زیارت جنابت کی حالت میں کرے تو طواف زیارت ادا ہو جاتا ہے لیکن بدنہ (اونٹ یا گائے کی قربانی) کرنا واجب ہوتا ہے حیض و نفاس کی حالت میں طواف کرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ (شامی)

● طوافِ زیارت کے بعد الحمد للہ آپ کا حج تمتع مکمل ہو گیا مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت طواف الوداع جو واجب ہے، ادا کریں۔ اس طواف وداع کے شروع کرنے اور اس میں استلام حجر اسود کا طریقہ بھی عمرہ والے طواف کی طرح ہے لیکن نہ اس میں رمل ہے نہ اضطباع اور نہ اس کے بعد سعی ہے نفلی طوافوں کا طریقہ بھی یہی ہوتا ہے۔

عمرہ کا احرام باندھیں گے اور عمرہ کر کے احرام سے فارغ ہو جائیں گے اگر حج سے پہلے مدینہ منورہ جانے کا پروگرام ہو تو مدینہ منورہ سے واپسی پر بھی ذوالحلیفہ سے صرف عمرہ کا احرام باندھیں گے اور عمرہ سے حلال ہو کر حج کا احرام آٹھ ذی الحج کو باندھیں اور اگر مدینہ سے صرف حج کا احرام باندھیں تو یہ بھی جائز ہے لیکن پھر بھی حج تمتع ہو گا افراد نہ ہو گا اور قربانی بھی واجب ہو گی اور اگر مدینہ منورہ سے حج قران کی نیت سے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھیں گے تو یہ جائز نہیں ہے مکروہ ہے۔ اگر ایسا کریں گے تو دم واجب ہو جائے گا۔ کیونکہ آفاقی اشہر حج میں اگر مکہ مکرمہ حرم کی حدود میں داخل ہو جائے تو وہ حکماً مکی ہو جاتا ہے اور جس طرح حقیقی اہل مکہ کے لئے حج قران کرنا منع ہے اگرچہ اشہر حج میں مواقیت سے خارج ہو کر قران کی نیت کریں اسی طرح حکمی مکی آفاقی کے لئے بھی حج قران منع ہے۔

(ارشادالساری)

- پاکستان واپس ہونے والے حضرات اگر مدینہ منورہ سے جدہ پہنچ کر عمرہ کرنا چاہیں تو انہیں ضروری ہے کہ مدنیوں کی طرح احرام مدینہ منورہ سے باندھیں یا بیر علی سے کیونکہ ان کا میقات یہی ہے۔ اور جدہ حل میں ہے۔ اور اگر یہ لوگ جدہ سے احرام باندھیں گے تو دم واجب ہو جائے گا لیکن اگر جدہ پہنچ کر پھر خیال آئے کہ کچھ وقت باقی ہے ایک اور عمرہ کر لیں تو وہ لوگ جدہ سے احرام باندھ سکتے ہیں ان کے لئے میقات جدہ ہے اور مدینہ منور میں دوبارہ عمرہ کا ارادہ کرنے والوں کا

• حج افراد کے افعال یہ ہیں: احرام، طواف قدوم، وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ، رمی جمرات، حلق یا قصر، طواف زیارت، سعی، طواف وداع، حج افراد میں قربانی واجب نہیں ہے اور پاکستان سے باندھا گیا احرام دس ذی الحج تک قائم رکھا جائے گا۔

• حج قران کے افعال یہ ہیں: حج اور عمرہ دونوں کا بیک وقت احرام، پہلے طواف عمرہ اور سعی پھر طواف قدوم حج کے لئے، وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ، رمی جمرات، قربانی، حلق یا قصر، طواف زیارت، سعی، طواف وداع، اس حج میں بھی دس ذی الحج تک احرام قائم رکھنا ہوتا ہے۔ قربانی واجب ہوتی ہے طواف قدوم بھی ہوتا ہے۔

• حج بدل میں حج بدل کروانے والا دوسرے آدمی کو عام اجازت دے دے کہ آپ میری طرف سے حج افراد کریں یا حج تمتع یا حج قران خود کریں یا کسی سے کروالیں کسی بھی میقات سے کروادیں مزید رقم ضرورت ہو تو لے لینا اور بچ جائے جس کو چاہیں دے دیں اس کو وکالت عامہ کہتے ہیں۔ وکالت عامہ سے حج بدل کرنے والے کو آسانی ہو گی۔

خواتین کے لئے ہدایات: بغیر محرم یا شوہر کے خواتین کا حج اور عمرہ کرنا حرام ہے۔

• عدت میں حج یا عمرہ کے لئے جانا بھی حرام ہے۔

خواتین کے لئے احرام اور غیر احرام کی حالت میں وضو کے وقت سر کے چوتھے حصے کا مسح کرنا فرض ہے۔اس لئے رومال یا دوپٹہ سر سے اتار کر مسح کریں ورنہ وضو نہیں ہوگا یہ خیال غلط ہے کہ سر سے رومال اتارنے سے احرام فاسد ہو جائے گا لہذا ضروری غسل کے وقت بھی کپڑے اتار کر اور وضو کے وقت سر سے کپڑا اتار کر مسح کریں۔

• خواتین احرام سے پہلے اگر حیض و نفاس کے ایام میں ہوں تو بغیر نفل پڑھے نیت اور تلبیہ سے احرام باندھ لیں عمرہ و حج کے تمام اعمال وہ کر سکتی ہیں دعائیں اور تسبیحات پڑھ سکتی ہیں صرف ایام مخصوصہ میں مسجد حرام میں نہیں جا سکتیں نہ طواف کر سکتیں ہیں اور نہ نماز پڑھ سکتی ہیں اور نہ قرآن کی تلاوت کر سکتی ہیں اور دوران نماز یا طواف حیض آجائے تو فوراً نماز اور طواف چھوڑ کر مسجد حرام سے باہر آجائیں پاک ہونے کی بعد طواف کریں اور نماز پڑھیں۔

حج کے فرض ہونے کی سات شرطیں ہیں: وجوب اور فرض کی شرطیں ان امور کو کہا جاتا ہے اگر وہ ساری شرطیں اور امور پائے جائیں تو حج فرض ہوگا اور اگر ان میں سے ایک شرط نہ پائی گئی تو حج نہ اصالۃً فرض ہوگا نہ نیابۃً فرض ہوگا اور نہ اس کی وصیت کرنا فرض ہوگا۔ (ارشاد)

پہلی شرط: اسلام: کافر پر حج فرض نہیں ہے کافر ذمی ہوں یا حربی ہو قادیانی ہو یا آغا خانی اگر کافر خود حج ادا کرے یا اس کی طرف سے اس کے اذن سے کوئی دوسرا حج ادا

فرض نہیں ہے مگر ان میں فرق اس لئے ہے کہ کافر میں کفر کی وجہ سے حج کی اہلیت نہیں ہے اور فقیر مسلمان میں اہلیت موجود ہے (ارشاد)اور اگر ایک مسلمان کسی طرح ایام راونگی یا درخواستیں داخل کرنے کے وقت صاحب استطاعت تھااور اس نے حج نہیں کیا پھر فقیر ہو گیاتو اس کے ذمہ حج واجب ہے۔ اب قرضہ لے کر حج ادا کرے اور پھر قرض ادا کرتا رہے اگر یہ شخص بغیر حج ادا کئے یا وصیت کے بغیر مر گیاتو سخت گنہگار ہوگا۔ اگر کوئی مسلمان حج کے بعد کافر مرتد ہو جائے اور پھر مسلمان ہو تو اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

دوسری شرط: علم: دار الحرب میں قیام پذیر مسلمان کے لئے حج کے فرض ہونے کا علم ضروری ہے لیکن دار الاسلام میں فرض ہونے کے لئے علم حج کے وجوب کی شرط نہیں ہے۔ لہٰذا دار الاسلام میں اگر کسی مسلمان جاگیر دار یا صاحب دولت کو اپنے اوپر حج ہونے کا علم نہیں تو بھی حج فرض ہوگا۔

تیسری شرط: بلوغ: بلوغ حج کے جواز یا صحت کی شرط نہیں اس غیر بالغ کا حج بھی جائز اور صحیح ہے مگر اس پر واجب نہیں۔ نابالغ بچے پر حج فرض نہیں ہے اگر بلوغ سے پہلے نابالغ نے حج کر لیا تھا اور بلوغ کے بعد صاحب استطاعت ہو گیا تو اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا کیونکہ پہلا حج نفلی تھا اگر نابالغ عاقل ہو وہ خود احرام باندھے اور غیر عاقل ہے تو اس کا ولی اس کا احرام باندھے یہ کہ اس کی طرف سے نیت اور تلبیہ کہے۔

پانچویں شرط: حریت: مملوک پر حج فرض نہیں ہے اگر کرے گا تو نفلی ہو گا۔
چھٹی شرط: استطاعت: فقیر پر حج فرض نہیں ہے لیکن کر لینے کی صورت میں حج فرض ادا ہو جائے گا کیونکہ استطاعت وجوب کے لئے شرط ہے جواز کی شرط نہیں ہے لہٰذا اگر فقیر کسی طریقے سے ایام حج میں مکہ پہنچ جائے نفلی حج کی نیت نہ کرے بلکہ فرض کی نیت کرے یا مطلق حج کی نیت کرے تو فرض حج ادا ہو جائے گا اور اگر نفلی حج کی نیت کرے گا تو نفلی حج ہو گا۔
استطاعت کی وضاحت: حاجت اصلیہ اور بنیادی ضرورت کی اشیاء کے علاوہ آدمی اتنے مال کا مالک ہو کہ مکہ مکرمہ جانے اور واپس آنے اور وہاں رہنے کے تمام دنوں کے لئے اخراجات کے لئے وہ مال پورا ہو اور وہ مال مندرجہ ذیل چیزوں کے علاوہ ہو: رہائش کے لئے مکان، سواری کے لئے گاڑی، ضرورت کا اسلحہ، ضرورت کے آلات حرفت اور پیشہ، پہننے کے کپڑے، گھر میں استعمال کے برتن، مکان کی مرمت کے اخراجات (بیوی بچے اور وہ رشتہ دار جن کا نفقہ فرض ہے) کے لئے صرف حج سے واپس آنے تک کے لئے جملہ اخراجات، میعادی اور غیر میعادی قرضے۔ مگر تجارتی طویل المیعاد قرضے حاجت اصلی میں داخل نہیں ہیں جس طرح مہر مؤجل استطاعت حج کے لئے رکاوٹ نہیں ہوتا اسی طرح طویل المیعاد تجارتی قرضے استطاعت کے منافی نہیں ہیں۔ "قیل لا یشترط کونه فاضلا عن اصدقة نسائه یعنی المؤجله دون المعجله" (ارشاد) بعض علماء نے کہا

قول پر ہوناچاہئے۔ (رفیق حسنی)

ذکر کردہ اشیاء حاجات اصلیہ میں شامل ہیں ان اشیاء کی قیمت کو صاحب استطاعت ہونے میں شمار نہیں کیا جاتا۔ اگران اشیاء کے علاوہ حج کے سفر کے جملہ اخراجات اٹھانے کی ان دنوں میں طاقت موجود ہے جن دنوں میں حج کے لئے روانگی کی درخواستیں دی جاسکتی ہیں تو ایسے شخص پر حج فرض ہو جائے گا اگرایسا شخص بعد میں فقیر ہو جائے تو اس سے حج ساقط نہیں ہوگا۔

● اگر کسی آدمی کے ملک میں حج کے سفر کے جملہ اخراجات کے لئے رقم موجود ہے مگر مکان، سواری، بیٹی یا بیٹے کی شادی کے اخراجات یادیگر کسی ضروری چیز کا محتاج ہے اگر یہ رقم حج کے لئے درخواست دینے کی اجازت کے ایام میں ہے ایسے آدمی پر حج فرض ہو گیااسے چاہئے کہ وہ مکان وغیرہ نہ خریدے بلکہ اس پر حج فرض ہے پہلے حج کرے اور اگر یہ رقم درخواستیں دینے کے ایام سے پہلے یا بعد میں جمع ہوئی ہے اور اس نے اس رقم سے مکان وغیرہ خرید لیا ہے تو خرید لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ درخواستیں دینے کے ایام سے پہلے یا بعد کی استطاعت کا اعتبار نہیں کیونکہ مخصوص ایام سے پہلے یا بعد میں حکومت کی طرف سے حج کے لئے جانے کی اجازت نہیں ہوتی اور صاحب استطاعت کو مکان، شادی وغیرہ میں رقم صرف کر دینے سے منع نہیں کیا جاسکتا جب رقم اجازت کے ایام میں باقی نہیں رہی تو استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے آدمی پر حج فرض نہیں ہوگا لہٰذا مال یا رقم کی

فاضل مکان ہے جو کرایہ پر چڑھاہواہے اوراس کو بیچ کر حج کے اخراجات پورے
سکتے ہیں تواس مکان کو بیچ کر حج پر جانافرض ہے۔ یعنی ضرورت سے زائد مکان بھی
استطاعت میں شمار ہو گا بشرطیکہ اس کی قیمت حج کے جملہ اخراجات کے لئے کا
ہو۔ (ارشاد۔ ص:۴۹)

- اگر کسی آدمی کے پاس زمین یاپلاٹ ہے جس کو وہ کاشت نہیں کرتایاسال بھ
کے اناج کی ضرورت کی مقدار سے زائد زمین ہے یاباغ ہے تواس زمین یاباغ کو
کرحج پر جانافرض ہے۔ (ارشاد۔ ص:۴۹)

- اگر پلاٹ یادکانیں یاکوئی دوسری جائیداد منقولہ یاغیر منقولہ، زیورات
جانور وغیرہ جن کو بیچ کر حج کیاجاسکتاہے توانہیں بیچ کرحج پر جانافرض ہے۔
(ارشاد۔ ص:۴۹)

- اگر کسی شخص کے پاس غلہ موجود ہے لیکن سال کے نفقہ سے زائد ہے او
زائد کو بیچ کر حج کیاجاسکتاہے توزائد کو بیچنافرض ہے۔ (ارشاد۔ ص:۴۹)

- اگر کسی شخص نے فقیر کومال حج کے لئے تملیک کے ساتھ دے دیااور اس
فقیر نے قبول کر کے قبضہ کر لیاتواس فقیر پر حج فرض ہے۔ اور اگر کسی نے فقیر ک
رقم ہبہ کر دی تاکہ وہ حج کرے اوراس نے قبول کر لی اور احرام باندھ لیاتو واہب
رجوع نہیں کر سکتا۔ (ارشاد۔ ص:۵۰)

تنبیہ: استطاعت کی وضاحت سے معلوم ہواآج کل بے شمار لوگ ایسے ہیں جن

شہری زمین بیچ دی جائے تو حج ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ایسے حضرات کے لئے ضروری ہے کہ حج کریں ورنہ اس وعید شدید سے ڈریں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے ایسے شخص کی کوئی پرواہ نہیں جس نے استطاعت کے باوجود حج نہ کیا وہ یہودی ہو کر مر جائے یا عیسائی ہو کر مر جائے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

- استطاعت مسافت کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے اس لئے اہل مکہ کے لئے استطاعت عرفات تک پہنچنے کی استطاعت ہے۔

ساتویں شرط: وقت ہے: ہمارے علماء نے مناسک کی کتابوں میں دو وقتوں میں حج کے فرض ہونے کے لئے استطاعت کے شرط ہونے کی تصریح کی ہے حج کے مہینے (شوال، ذیقعد اور ذی الحج کے دس دنوں میں) اور اپنے شہر یا اپنے ملک سے حج کے لئے لوگوں کی روانگی کے وقت۔ ان دو وقتوں میں سے کسی ایک وقت میں استطاعت کا ہونا شرط لکھا ہے مگر یہ اس دور کی بات ہے جب آفاقی لوگوں کو حج کے لئے روانگی کی عام اجازت ہوتی تھی ہمارے دور میں ایسا نہیں رہا بلکہ ہر ملک کے اپنے اپنے قوانین ہیں۔ پاکستانی حاجیوں کو حج کی درخواستیں دینے کے لئے شوال سے کئی ماہ پہلے چند مقررہ دنوں میں درخواست دینے کی پابندی کرنا ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمارے دور میں استطاعت کا وقت درخواستیں دینے کی اجازت کے ایام مخصوصہ میں ہونا ضروری ہے اگر کوئی شخص ان ایام میں صاحب استطاعت ہو تو اس پر فرض ہے وہ رقم حج کے لئے صرف کرے اور درخواست جمع کرائے کیونکہ

جانے کی اجازت نہیں ہوتی اس لئے درخواستیں جمع کروانے کے ایام سے پہلے یاان ایام کے بعد اگر رقم حاصل ہو جائے جس سے حج کیا جاسکتا ہو تواس رقم کو دوسری حوائج میں صرف کرنا جائز ہوگا اور اگر رقم خرچ ہو جائے اور اگلے سال تک باقی نہ رہے توحج فرض نہ ہوگا اور اسے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔(ارشاد۔ ص: ۵۴)

مذکورہ ساری سات شرطیں موجود ہوں تواس شخص پر حج فرض ہو جائے گا سات شرطیں یہ ہیں (۱) مسلمان ہونا (۲) دارالحرب میں رہنے والے مسلمان کے لئے حج کی فرضیت کا علم (۳) بالغ ہونا (۴) عاقل ہونا (۵) حر اور آزاد ہونا (۶) استطاعت (۷) حج کے لئے وقت کا ہونا۔

حج کی ادائیگی کی شرائط: کہ حج کے ادا کرنے کا فرض ہوناان شرطوں پر موقوف ہے۔اگر نفس وجوب کی شرطیں اور ادا کے وجوب کی شرطیں پائی جائیں تو خود آدمی کو حج کرنا فرض ہوگا ورنہ حج بدل یا وصیت کرنا واجب ہوگا۔

پہلی شرط: حج پر جانے کا ارادہ رکھنے والا صاحب استطاعت شخص، سلیم البدن ہو، مریض نہ ہو۔ لہٰذا نابینا، مفلوج، مقطوع القدمین، کینسر والا اور دیگر مہلک امراض میں مبتلا افراد کے لئے بنفسہ حج پر جانا فرض نہیں ہے بلکہ ان پر فرض ہے کہ حج بدل کروائیں یا مرتے وقت نصیحت کرکے جائیں۔ اور اگر مذکورہ مرضوں میں مبتلا آدمی خود حج کرلے تو ادا ہو جائے گا۔ بعض علماء کے نزدیک یہ بھی وجوب کی شرط ہے لہٰذا مذکورہ افراد پر حج فرض ہی نہیں ہے، نہ اصالۃً نہ نیابۃً نہ وصیۃً یہ اختلاف

ہلاک یا ضائع ہونے کا ظن غالب ہو مثلاً ظالم دشمن یا درندوں سے جان کے ہلاک ہونے کا خوف ہو یا ڈاکو اور چوروں کی وجہ سے مال کے ضائع ہونے کا خوف ہو یا غرق ہونے کا قوی اندیشہ ہو، ایسے آدمی پر حج کے لئے خود روانہ ہونا فرض نہیں ہے بلکہ حج بدل کروائے یا وصیت کرے۔

- راستہ کا پر امن ہونا اس وقت ضروری ہے جب وطن سے روانگی کے دن ہوں، روانگی سے پہلے یا بعد راستے کا امن شرط نہیں ہے۔
- اگر راستہ یا وطن میں رشوت دینے کی شرط پر حج پر جانا ممکن ہے تو رشوت دے کر حج کرنا فرض ہے رشوت کی وجہ سے حج کی ادا کا فرض ہونا ساقط نہیں ہوگا۔

ابن ہمام نے فرمایا گناہ لینے والے پر ہوگا رشوت دینے والے پر گناہ نہیں ہوگا فرمایا "فَلَا یُتْرَكُ الْفَرْضُ لِمَعْصِیَةِ عَاصٍ" (ارشاد الساری) کسی کی معصیت کی وجہ سے فرض ترک نہ کیا جائے۔ اسی پر فتویٰ ہے مگر فرض حج کے علاوہ نفلی حج یا عمرہ اور مستحبات وغیرہا مثلاً مزارات کی زیارت کے لئے جانے میں رشوت دینی پڑے تو رشوت دینا حرام ہے۔ رشوت دے کر نفلی حج اور عمرہ اور زیارت نہ کی جائیں۔ بعض علماء نے راستے کے امن کو نفس وجوب کی شرط کہا ہے مگر مفتی بہ قول یہ ہے کہ راستے کا امن ادا کی شرط ہے۔

تیسری شرط: آدمی حبس (جیل) میں قید نہ ہو اور حکومت یا حاکم کی طرف سے زبانی یا تحریری منع نہ ہو۔ لہٰذا اگر حکومت کی اجازت نہ ہو تو خود آدمی پر حج کا ادا کرنا

ہوتی اگر پکڑے جائیں تو انہیں جیل بھیج دیا جاتا ہے ایسے لوگوں کو بے شمار پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ حکومت کی اجازت نہیں ہوتی لہٰذا ان پر حج کا ادا کرنا فرض نہیں ہوتا۔ انہیں چاہیے کہ وہ واپس آجائیں غنی ہیں یا فقیر ان پر حج کی ادائیگی فرض ہی نہیں ہے اور اسی طرح وہ لوگ جو حج تک سعودیہ رہنے کے جملہ اخراجات برداشت کرنے کے لئے اتنے مال کے مالک نہیں ہیں جن سے جملہ حج کے اخراجات پورے کئے جاسکیں اگرچہ وہ سعودیہ میں ہیں وہ صاحب استطاعت نہیں ہیں ان پر بھی حج فرض نہیں ہے یعنی حج کی ادا فرض ہونے کے لئے ایسے لوگوں کو حکومت کی طرف سے اجازت کا ہونا ضروری ہے اور اخراجات کے لئے مال کا ہونا بھی ضروری ہے تاہم اگر چھپ چھپا کر مانگ تانگ کر حج کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا۔

چوتھی شرط: اگر حج پر جانے والی خاتون شرعی مسافر ہو یہ کہ اس کے رہائش کے شہر سے مکہ مکرمہ تک 5\98 کلومیٹر فاصلہ ہے تو اس کے لئے امین محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا شرط ہے لہٰذا عورت پر بغیر محرم یا شوہر کے حج کا ادا کرنا فرض نہیں ہے لیکن اگر خواتین بغیر محرم یا شوہر کے عمرہ یا حج ادا کرلیں تو بغیر محرم یا شوہر کے حج یا عمرہ پر جانے والی خواتین کا حج یا عمرہ تو ادا ہو جائے گا لیکن سخت گنہگار ہوں گی۔ محرم سے مراد وہ شخص ہے جس کا مسافر خاتون کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نکاح نہیں ہو سکتا خواہ نسب کی وجہ سے ہو جیسے بھائی، بیٹا وغیرہ یا رضاع کی وجہ سے ہو یا نکاح

حرام ہے

- اگر محرم یا شوہر خود حج پر ساتھ جارہے ہوں تو ان کے اخراجات عورت پر واجب نہیں ہیں اور اگر وہ نہ جانا چاہیں اور عورت لے جانا چاہتی ہے تو اب عورت پر محرم یا شوہر کے جملہ اخراجات برداشت کرنا واجب ہے۔
- اگر ایسی صاحب استطاعت عورت حج نہیں کر سکی تو اس کو مرتے وقت وصیت کرنا کہ میری طرف سے حج کروادیا جائے، فرض ہے۔
- عورت کے لئے شوہر یا محرم کی شرط میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ حج کے فرض ہونے کی شرط ہے یا حج کے ادا کرنے کی شرط ہے اگر حج کے فرض ہونے کی شرط ہونا تسلیم کیا جائے تو عورت پر محرم یا شوہر نہ ہونے کی صورت میں یا محرم اور شوہر کی جانب سے سفر کرنے سے انکار کی صورت میں حج فرض نہیں ہوگا لہٰذا وصیت کرنا فرض نہیں ہوگا۔
- حماد کا قول ہے کہ اگر عورت بغیر محرم صالح مردوں کے ساتھ سفر کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(ارشاد الساری)
- اور یہی امام مالک کا قول ہے۔(ارشاد الساری)
- اور امام شافعی کے نزدیک اور امام مالک کا ایک قول ہے کہ اگر چند ثقہ عورتیں ہم سفر ہوں تو محرم کے بغیر حج کرنے میں کوئی حرج نہیں اور دونوں اماموں کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر عورت کو اپنی عزت اور نفس کے امن پر اعتماد ہے تو اکیلے حج پر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(ارشاد الساری)

عورتوں کے قافلہ اور گروپ کی صورت میں حج کریں تو انہیں اجازت ہونی چاہئے۔ جبکہ امام شافعی اور امام مالک کا قول بھی موجود ہے۔ (محمد رفیق حسنی)

پانچویں شرط: عورت عدت میں نہ ہو۔ روانگی کے دنوں میں اور حج کے مہینوں میں وفات یا طلاق کی عدت میں ہونے کی وجہ سے عورت پر حج کا ادا کرنا فرض نہیں ہوتا اگر معتدہ حج پر چلی گئی تو سخت گنہگار ہوگی لیکن حج ادا ہو جائے گا۔ تفصیل خواتین کے مسائل میں ملاحظہ فرمائیں۔

شرائط کی چوتھی قسم: صحتِ ادا کی نو (۹) شرطیں ہیں (۱) اسلام (۲) احرام (۳) اشہر حج (۴) مکان (۵) نفع اور نقصان کی تمیز (۶) عقل (۷) حج کے اعمال خود کرنا مگر بعض امور میں نیابت جائز ہے۔ (۸) وقوف سے پہلے عدم مباشرت (۹) احرام کے سال میں ادائیگی حج۔ لہٰذا کافر کا حج صحیح نہیں اور بغیر احرام کے حج صحیح نہیں اور حج کے مہینوں سے پہلے افعال حج ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوگا مگر احرام پہلے ہو سکتا ہے عرفہ کے دن سے پہلے وقوف اور عرفہ کے دن زوال سے پہلے وقوف اور دسویں ذی الحج کی صبح صادق کے بعد وقوف سے حج ادا نہیں ہوگا اور ایام قربانی سے پہلے طواف زیارت صحیح نہیں ہوگا اور مسجد حرام میں طواف اور عرفات میں وقوف اور مزدلفہ میں وقوف اور منیٰ میں کنکریاں مارنا اور حدود حرم میں ذبح اور حلق اور قصر ضروری ہے ان مواضع کے غیر میں مذکورہ اعمال ادا نہیں ہوں گے۔ اور احرام کی حالت میں وقوف سے پہلے جماع کر لینے سے

حج ادا نہیں ہو گا بلکہ فاسد ہو جائے گا۔ غیر ممیز بچے اور مجنون کے وہ افعال جن میں نیت شرط ہوتی ہے وہ ان سے ادا نہیں ہوں گے مگر ان کی طرف سے ان کا ولی ادا کر سکتا ہے۔ جن کا ذکر آنے والے حج کے بیان کردہ طریقوں میں آرہا ہے۔

حج فرض کی ادائیگی صحیح ہونے کی شرطیں:

(یعنی ادا کی صحت کی شرطیں) اگر ان شرطوں میں سے کوئی نہ پائی گئی فرض کی ادا باطل ہو جائے گی۔ حج فرض ادا ہونے کی نو شرطیں ہیں:

اوّل: اسلام کا موت تک باقی ہونا اگر کوئی شخص حج کرنے کے بعد مرتد ہو جائے اس کا حج باطل ہو جائے گا اور دوبارہ اسلام لانے پر دوبارہ حج کرنا ہو گا۔

دوم: عقل۔ مجنون اور پاگل کا حج اس کے ولی کی طرف سے نیت اور افعال حج ادا کرنے کی وجہ سے ادا ہو جاتا ہے مگر وہ نفلی واقع ہوتا ہے اس لئے جنون سے افاقہ کے بعد اُسے دوبارہ حج کرنا ہو گا۔ اگر بالفرض کوئی آدمی احرام کے وقت صحیح العقل تھا اس نے حج فرض کی نیت کر لی اور تلبیہ پڑھ لیا احرام میں داخل ہو گیا پھر مجنون ہو گیا اس کے ولی نے اس سے وقوف عرفات کرایا اور باقی اعمال کرائے اس کا فرض حج ادا ہو گیا مگر اس پر طواف زیارت باقی ہے کیونکہ نیت کے بغیر طواف ادا نہیں ہو سکتا اور مجنون نیت سے خالی ہوتا ہے جب جنون ختم ہو اس وقت اسے طواف زیارت کرنا ہو گا۔

سوم: حریت۔ آزاد ہونا اور عبد اور آمہ نہ ہونا۔ عبد پر حج فرض نہیں اگر ادا کرلے گا تو نفلی ہو گا۔

چہارم: بلوغ حج کے فرض واقع ہونے کی شرط ہے کیونکہ مملوک اور نابالغ کا حج نفلی ہوتا ہے فرض واقع نہیں ہو گا۔

پنجم: اگر آدمی خود حج کرنے کی قدرت رکھتا ہے اُسے خود حج فرض ادا کرنا ضروری

ہے لہٰذا غیر معذور اگر کسی دوسرے سے حج کروائے تو اس کا حج فرض ادا نہیں ہوگا۔ اگر مریض یا محبوس نے حج بدل کروایا تو اس کا حج ادا ہو جائے گا بشرطیکہ مرض اور حبس تا زندگی موجود رہے۔

• اور جو لوگ خود حج کرنے پر قادر نہیں ہوتے جیسے بے ہوش آدمی اگر اس کے رفقاء نے اس کی طرف سے احرام باندھا اور وقوف عرفات کیا اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا اگر نابینا اور مفلوج اور دونوں ٹانگوں سے معذور تکلف کر کے حج ادا کر لیں ان کا حج فرض واقع ہوگا۔

چھٹی شرط: احرام کے وقت نفلی حج کی نیت نہ ہو اگر کسی شخص نے خواہ فقیر ہے یا غنی نفلی حج کی نیت کر لی اس کا حج فرض واقع نہیں ہوگا نفلی واقع ہوگا۔

ساتویں شرط: عدم افساد یہ کہ وقوف عرفہ سے پہلے جنسی عمل سے حج کو فاسد نہ کرے اگر جنسی عمل سے حج کو فاسد کر دیا حج فرض واقع نہیں ہوگا۔

آٹھویں شرط: غیر کے حج کی نیت نہ ہو اگر محرم غیر کے حج کی نیت کرے گا اس کا اپنا فرض حج ادا نہیں ہوگا آمر کا حج ادا ہو جائے گا۔

نویں شرط: کافر کا کفر کے زمانہ میں کیا گیا حج اسلام لانے کے بعد اسی کافر پر ہونے والا فرض حج کا بدل نہیں ہو سکتا۔

اور اسی طرح مسلمان کا کیا گیا حج مرتد ہونے کے بعد باطل ہو جائے گا اگر توبہ کر لے اسے دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

اسی طرح مجنون کا جنون میں اور نابالغ کا نابالغی میں اور عبد کا رقیق ہونے کے وقت میں کیا گیا حج افاقہ اور بلوغ اور حریت کے بعد فرض حج کے لئے بدل نہیں ہو سکتا نہیں دوبارہ حج کرنا ہوگا۔

وصیت کا حکم: ہر وہ شخص جس کے حق میں حج کے نفس وجوب کی سات

ر طیں پائی گئیں اور وہ حج نہیں کر سکا، معذور ہو گیا یا موت کے قریب ہو گیا، اس
ر واجب ہے کہ وہ زندگی میں حج بدل کروائے یا وصیت کرے کہ اس کی طرف
سے اس کے مال سے حج کروایا جائے۔

اگر نفس وجوب کی سات شرطیں اور ادا کے واجب ہونے کی پانچ شرطیں
ئی جائیں اور اس نے خود حج نہیں کیا اور موت کے قریب ہو گیا حالانکہ کوئی مانع
یں تھا اس پر آخر میں صرف وصیت کرنا واجب ہے اور حج بدل نہیں کروا سکتا
ونکہ ادا کی شرطوں کے پائے جانے کی وجہ سے خود اس پر فرض ہے کہ خود جائے
، کہ اس کا نائب جب خود حج نہیں کیا تو وصیت کرنا ہی فرض ہے۔ حج بدل وہ
روا سکتا ہے جو ادا کے واجب ہونے کی شرطوں سے کوئی شرط نہ پانے کی وجہ سے
د حج نہ کر سکے۔

اگر ادا کے واجب ہو جانے کی شرطیں پائی جائیں اور حج کے واجب ہونے کی
ر طیں نہ پائی جائیں اس پر نہ وصیت کرنا فرض ہے کیونکہ اس پر حج فرض ہی نہیں
ر نہ اس پر حج بدل کروانا فرض ہے۔

ب وجوب اور ادا کی شرطیں موجود ہوں: جب کوئی شخص حج کے فرض
ونے اور حج کے ادا فرض ہو جانے کی شرائط پر قادر ہے تو اُسے امام اعظم اور امام ابو
سف کی اصح روایت کے مطابق فوراً حج ادا کرنا واجب ہے اگر حج کر سکنے کی
درت کے پہلے سال سے حج مؤخر کرے گا تو گنہگار ہو گا یہ قول امام ابو منصور
تریدی کا بھی ہے۔

اگر اس شخص نے شادی نہیں کی ہوئی اور غلبۂ شہوت کی وجہ سے زنا میں
قع ہونے کا اندیشہ ہے اور شادی کرنے میں حج مؤخر ہو جائے گا تب بھی اس پر
زم ہے کہ حج پہلے کرے اور شادی واپس آکر کرے مگر امام اعظم کی ایک روایت

اور امام محمد کے نزدیک فوراً حج کرنا فرض نہیں اور تاخیر میں گناہ نہیں ہوگا اسی پر
فتویٰ ہے کیونکہ حج ادا کرنے کا وقت ساری زندگی ہے لیکن اگر صاحبِ قدرت
شخص حج مؤخر کرتے کرتے فوت ہو گیا تو گنہگار ہوگا۔

• اگر حج فرض ہو جانے کے باوجود کسی شخص نے حج نہیں کیا حتّٰی کہ فقیر ہو گیا
اور صاحبِ قدرت نہیں رہا اس کے ذمہ سے حج ساقط نہیں ہوگا خواہ اس کا مال
ہلاک ہو جائے یا خود اپنی حوائج میں مال خرچ کر کے ختم کر دے دونوں صورتوں
میں حج ساقط نہیں ہوتا اسی طرح اگر کوئی شخص حج کے فرض ہونے کے بعد معذور
ہو جائے، نابینا یا مفلوج ہو جائے حج ساقط نہیں ہوگا۔ اور فقیر ہو جانے والے کے
لئے قرض لے کر حج کرنا فرض ہے اگر وہ قرض واپس نہیں کر سکا اور فوت ہو گیا
امام محمد فرماتے ہیں مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔

• حج کی دو قسم کی شرطوں میں سات شرطیں حج کے واجب ہو جانے کی ہیں
جب وہ شرطیں پائی جائیں گی حج فرض ہو جائے گا اور جب ان میں سے کوئی ایک
شرط یا زیادہ نہ پائی گئیں حج فرض نہیں ہوگا۔ وہ سات شرطیں یہ ہیں: ۱۔ اسلام
۲۔ عقل ۳۔ بلوغ ۴۔ حریت ۵۔ وقت ۶۔ استطاعت ۷۔ دارالحرب میں رہنے
والے مسلمان کے لئے حج کے فرض ہونے کا علم۔ جب ان شرطوں کی وجہ سے حج
فرض ہو جائے پھر اس کے بعد حج کے ادا فرض ہونے کی پانچ شرطیں ہیں کہ اگر
وجوب کی شرطوں کے بعد ادا کے وجوب کی پانچ شرطیں بھی پائی جائیں گی، اس
آدمی کے لئے فرض ہے کہ خود جا کر حج ادا کرے، دوسرے کو نائب بنا کر حج بدل
نہیں کروا سکتا حتی کہ معذور نہ ہو جائے یا موت کے قریب نہ ہو جائے۔ وہ پانچ
شرطیں یہ ہیں: ۱۔ صحت بدن ۲۔ راستے کا امن ۳۔ حکومت کی طرف سے
اجازت اور عدم رکاوٹ ۴۔ عورت کے لئے محرم ۵۔ عورت کے لئے عدت کا

ہونا۔ اگر ان پانچ میں سے کوئی ایک شرط یا زیادہ نہ پائی جائیں اور آئندہ پائے جانے کا امکان بھی نہ ہو، اس آدمی پر اپنے اوپر فرض حج کا کسی کو نائب بنا کر حج بدل کروانا واجب ہے۔ حج بدل سے اس کے ذمہ حج ساقط ہو جائے گا۔ اگر اس نے حج بدل نہیں کروایا تھا اور موت قریب ہو گئی اس پر وصیت کرنا واجب ہے۔ مثلاً دائمی مریض اور نابینا اور مقطوع الرجلین اور عورت جب اس کے لئے محرم اور زوج کا ہونا ممکن نظر نہ آئے، ان کو حج کا بدل کروانا فرض ہے خود جا کر حج ادا کرنا فرض نہیں لہٰذا بنفسہ خود نہ جانے کا انہیں گناہ نہیں ہو گا مگر خود حج کر لیں تو ان کے ذمہ سے حج ساقط ہو جائے گا اور اگر ایسا شخص حج بدل بھی نہیں کروا سکا تو اس پر وصیت واجب ہے۔ ان شرطوں کا خلاصہ یہ ہے کہ وجوب کی شرطوں کے پائے جانے کے بعد حج ساقط نہیں ہوتا اگر آدمی صحت مند ہے اور راستہ پر امن ہے اور حکومت کی رکاوٹ نہیں ہے تو خود حج ادا کرنا فرض ہے حج بدل نہیں کروا سکتا اور اگر یہ شرطیں نہیں پائی گئیں تو اس پر حج بدل کروانا فرض ہے۔ اگر وجوب اور ادا دونوں کی شرائط پانے والا شخص حج نہیں کر سکا اور موت قریب ہو گئی اس پر وصیت کرنا واجب ہے اور اگر ادا کی شرطیں نہ پانے والا شخص حج بدل نہیں کروا سکا تو اس کے لئے بھی وصیت کرنا واجب ہے۔

• نوٹ: حج کے مسائل میں عموماً وجوب فرض کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، یہاں ایک وہم ہوتا ہے کہ اگر ادا کے واجب ہونے کی شرط یا شرطیں نہ پائی جائیں تو حج بدل کروانا یا وصیت کرنا فرض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ جب ادا واجب ہی نہیں تو بدل یا وصیت کیوں واجب ہے بلکہ حج ساقط ہو جانا چاہئے جیسا کہ نمازوں میں ہوتا ہے کہ نماز کا وجوب تو وقت کے دخول کے ساتھ لازم ہو جاتا ہے لیکن ادا کا فرض ہونا آخری وقت میں ہوتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص اول وقت میں نماز ادا

نہ کرے اور آخری وقت سے پہلے فوت ہو جائے یا غیر مکلف ہو جائے جیسے جنون
حیض اور نفاس میں ہونا ہے، اس آدمی سے نماز ساقط ہو جاتی ہے، وصیت کرنا بھی
فرض نہیں ہوتا، اسی طرح حج بھی ساقط ہونا چاہئے۔ اس وہم کا ازالہ یہ ہے کہ حج
کے ادا فرض ہونے اور نماز کے ادا کے فرض ہونے میں فرق ہے کہ حج میں اد
فرض ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ خود بنفسہ حج ادا کرنا فرض ہے اور اگر ادا کی شرط نہ
ہوں تو حج بدل کروانا فرض ہے اور نماز کی ادا فرض ہونے کا مفہوم ہے کہ نماز خو
ادا کرے اگر نہ کر سکے کہ فوت ہو جائے یا غیر مکلف ہو جائے تو اس کا بدل نہیں
ہے بلکہ معاف ہے کیونکہ ابھی آخری وقت نہیں آیا تھا، ادا واجب ہی نہیں ہوئی
تھی اور اس کا بدل واجب نہیں ہے اور حج میں بدل واجب ہوتا ہے۔

(محمد رفیق حسنی عفی عنہ

حج کے فرائض: حج کے بلاواسطہ صرف تین فرض ہیں:

احرام—وقوف عرفات—طواف زیارت

مگر بالواسطہ فرائض زیادہ ہیں۔ ان کا حکم یہ ہے کہ اگر یہ سب فرائض چھوٹ جائیں
یا ان میں سے کوئی ایک چھوٹ جائے تو حج ادا نہیں ہوگا۔

حج کے واجبات: حج کے بلاواسطہ صرف چھ واجب ہیں: وقوف مزدلفہ، صفا او
مروہ کے درمیان سعی، رمی جمار، قارن اور متمتع کے لئے قربانی، حلق یا قصر
طواف وداع، ان واجبات کا اور ضمنی واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف
سے لاحق عذر کی وجہ سے واجبات مثلاً بیماری، ضعف یا حادثہ وغیرہ کی وجہ سے اد
نہ کئے جائیں تو کوئی کفارہ واجب نہیں ہے (نہ دم واجب ہے نہ صدقہ) اگر بلا عذ
یا مخلوق کی جانب سے لاحق عارض جیسے احصار وغیرہ کی وجہ سے واجبات میں سے
کوئی ایک واجب چھوٹ جائے خواہ قصداً چھوٹے یا خطاءً یاد ہو یا بھولنے کی حالت

ں علم ہو یا نہ ہو، اختیار سے چھوٹے یا اکراہ کے ساتھ ان سب صورتوں میں دم
جب ہو گا۔(نوٹ) سنن حج اور مستحبات اور مباحات کا ذکر اپنی اپنی فصول میں
حظہ فرمائیں۔

ٹ: فسادِ حج کی صرف ایک صورت ہے کہ حاجی احرام کی حالت میں وقوف
فات سے پہلے جماع کرلے۔

رام کے محظورات اور جنایات کا بیان:

مور جو احرام کی حالت میں حرام ہیں اور انہیں جنایت کہا جاتا ہے:

وہ امور آٹھ ہیں: اول عورتوں اور مردوں کا خوشبو استعمال کرنا، دوم
دوں کو سلے ہوئے کپڑے پہننا یا مردوں کو سر اور چہرہ اور عورتوں کو چہرہ
ڈھانپنا، سوم جسم سے بال دور کرنا، چہارم تیل لگانا، پنجم ناخن کاٹنا، ششم مباشرت
اس کے لوازمات، ہفتم خشکی کے جانور کا شکار کرنا، ہشتم واجبات میں سے کسی
جب کا ترک کرنا۔

ممنوعات احرام کے ارتکاب کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے بعض کے ارتکاب
ے کفارہ میں بدنہ (اونٹ یا گائے کی قربانی) واجب ہوتی ہے اور بعض میں دو دم
یک دم (بکری، بھیڑ، دنبہ) کی قربانی واجب ہوتی ہے یا صدقہ دو کلو ایک سو
س گرام آٹا یا اس کی قیمت واجب ہوتی ہے یا اس مقدار سے بھی کم صدقہ کرنا
تا ہے یا روزے رکھنے ہوتے ہیں۔ اور دم اور بدنہ کی قربانی حدود حرم میں کرنا
وری ہوتا ہے جبکہ فقراء کو صدقہ کسی بھی جگہ دیا جاسکتا ہے اور بدنہ، دم اور
رقہ کے لئے وقت پوری زندگی ہے کبھی بھی ادا کئے جاسکتے ہیں۔ جنایت میں
جب کفارہ کے جانور کا گوشت خود نہیں کھایا جاسکتا اور نہ سید اور غنی کھا سکتے ہیں

بلکہ فقراء کو دینا ہوتا ہے۔

وہ امور ممنوعہ احرام میں جن کے ارتکاب سے اونٹ یا گائے (بدنہ) کی
قربانی واجب ہو جاتی ہے:

1. حلق اور طواف زیارت سے پہلے اور وقوف عرفات کے بعد بیوی وغیرہ کے
ساتھ جماع کرنے سے بدنہ کی قربانی واجب ہوتی ہے جبکہ حج ہو جاتا ہے۔

2. جنابت کی حالت میں طواف زیارت کے چار یا پورے سات چکر ادا کرنے
طہارت کے ساتھ طواف زیارت کا اعادہ واجب ہے اگر اعادہ نہیں کیا گیا تو بد
واجب ہوگا۔

3. حیض و نفاس کی حالت میں طواف زیارت کے چار یا پورے چکر ادا کرنے
طہارت کے ساتھ اعادہ واجب ہوتا ہے اگر اعادہ نہ کیا جائے تو بدنہ کی قربانی واجب
ہوتی ہے۔

جماع (جنسی عمل) کے احکام

- ❖ .... جنسی عمل اور جماع سے حج یا عمرہ فاسد ہونے کی پانچ شرطیں ہیں
- ❖ .... عرفات کے وقوف کے بعد جماع کا حکم
- ❖ .... جماع اور دواعی جماع کے احکام

جماع (جنسی عمل) کے احکام

جماع سب جنایات سے اشد اور گناہ کے لحاظ سے سب جنایات سے بڑی جنایت ہے اس لئے جماع سے حج اور عمرہ فاسد ہو سکتا ہے۔ جماع کسے کہتے ہیں؟ مرد کاآلۂ تناسل کا سریازائد عورت کی شرمگاہ میں یامرد اور عورت کی دبر میں غائب ہو جائے یہ جماع ہے اور شرعاًاس کو جنسی عمل کہتے ہیں انزال یا پورادخول شرط نہیں ہے۔

جنسی عمل اور جماع سے حج یا عمرہ فاسد ہونے کی پانچ شرطیں ہیں: پہلی شرط یہ کہ جماع شرمگاہ یادبر میں ہو تب حج یا عمرہ فاسد ہوگا اگر شرمگاہ یادبر کے علاوہ کسی مقام میں شہوت رانی کی گئی تو حج فاسد نہیں ہوگا مثلاً معانقہ یا ملامسۃ اور دونوں فرج کا ملاپ بغیر حائل کے شہوت کے ساتھ ہوا یا بوس وکنار سے انزال ہو گیا حج فاسد نہیں ہوگا۔

دوسری شرط یہ کہ جماع اور جنسی عمل آدمی میں ہو خواہ جنسی عمل حلال ہو یا حرام لہٰذا جانور اور میت کے ساتھ جماع سے حج یا عمرہ فاسد نہیں ہوگا انزال ہو یا نہ ہو نیز عورت اگر گدھے یا کتے کاآلہ اپنے فرج میں داخل کرلے حج فاسد نہیں ہوگا بعض علماء نے فساد کا قول کیا ہے۔ (حاشیہ)

تیسری شرط یہ کہ جماع حج میں وقوف عرفات سے پہلے ہو تب حج فاسد ہوگا اگر وقوف عرفات کے بعد ہوا تو حج فاسد نہیں ہوگا اسی طرح عمرہ میں جماع اگر طواف سے یا طواف کے چار چکروں سے پہلے ہو تو عمرہ فاسد ہو جائے گا اگر محرم عمرہ کے اکثر چکر ادا کر چکا تھا اس کے بعد جماع کیا اس سے عمرہ فاسد نہیں ہوگا۔

چوتھی شرط یہ کہ مرد کاآلۂ تناسل قبل یادبر میں کم از کم حشفہ کے برابر داخل ہو۔

نچویں شرط یہ کہ مرد کے آلۂ تناسل اور قبل یا دبر کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل
ہو جس سے حرارت محسوس نہ ہو مثلاً پلاسٹک یا کپڑا لپیٹ کر جماع کیا جائے اور
رارت محسوس نہ ہو تو حج یا عمرہ فاسد نہیں ہو گا۔

نابالغ نو سال اور پندرہ کے درمیان لڑکی اور بارہ اور پندرہ سال کے درمیان
رکا اگر احتلام یا حیض نہ آئے تو مراہق ہوتے ہیں اس عمر میں جماع سے بھی حج اور
مرہ فاسد ہو جاتے ہیں مگر اس عمر سے کم نابالغ لڑکا اور لڑکی کے جماع سے حج اور
مرہ فاسد نہیں ہوتے کیونکہ اس کو جماع نہیں کہتے۔ اسی طرح مجنون کے جماع
سے بھی حج اور عمرہ فاسد ہو جاتے ہیں یعنی نماز کے فساد کی طرح حج اور عمرہ کے فساد
ں مکلف ہونا شرط نہیں ہے مگر نابالغ اور مجنون پر نہ کفارہ ہے اور نہ قضا کیونکہ یہ
ر مکلف ہیں۔

جماع سے فساد ہر صورت میں ہو جاتا ہے اختیار کے ساتھ ہو یا اکراہ کے ساتھ
صداً ہو یا خطاءً بیداری میں ہو یا نیند میں ہو۔

حج فرض ہو یا نفلی یا عمرہ ہو مرد ہو یا عورت ہو حر ہو یا عبد ہو سب کا ایک حکم
ہے۔

اگر حج اور عمرہ فاسدہ کی قضا کے وقت دوبارہ عورت اور مرد کے جماع کا
وف ہو تو دونوں کو الگ الگ حج پر بھیجا جائے۔

وقوف عرفات سے پہلے جماع سے جس آدمی کا حج فاسد ہو جائے اس آدمی پر
م واجب ہے اور حج کے بقیہ اعمال رمی اور طواف اور سعی واجب ہیں وہ ہر وہ عمل
رے جو صحیح حج میں کیا جاتا ہے خواہ وہ عمل مستحب ہو یا واجب ہو یا فرض ہو اور
رام کے محظورات سے اجتناب کرے اگر کسی محظور کا ارتکاب کیا گیا اس کا وہی
فارہ لازم ہو گا جو صحیح حج میں لازم تھا اور آئندہ فاسد حج کی قضا لازم ہے اور حج افراد

کے فاسد کرنے والے شخص پر عمرہ کی قضا واجب نہیں ہو گی۔

• معلوم ہوا حج کے فساد سے احرام فاسد نہیں ہوتا اور افعال حج کے بعد حلق تک محرم احرام میں ہوتا ہے مگر حج یا عمرہ کے ترک کی صورتوں میں احرام بھی ختم ہو جاتا ہے جس طرح حج یا عمرہ ختم ہو جاتا ہے۔

• یہ بھی معلوم ہوا جس آدمی کا حج فوت ہو جائے اس پر لازم ہے کہ وہ عمرہ کے افعال طواف اور سعی کر کے حلق کروا کے حلال ہو اس پر حج کے اعمال واجب نہیں ہیں البتہ اگلے سال فوت شدہ حج کی قضا کرے۔

• اگر حج قران والے آدمی نے عمرہ کے طواف اور وقوف عرفات سے پہلے جماع کر لیا اس کا حج اور عمرہ فاسد ہو جائے گا اس آدمی پر دو احراموں میں جنایت کی وجہ سے دو دَم واجب ہیں اور عمرہ اور حج دونوں کے اعمال کرنا واجب ہیں چونکہ حج قران فاسد ہو گیا اس لئے قران کا دم تشکر ساقط ہے مگر آئندہ قضا واجب ہے۔

• اگر قارن نے عمرہ کے طواف کے کل یا اکثر چکر کے بعد جماع کر لیا اس کا حج فاسد ہے عمرہ فاسد نہیں ہے کیونکہ عمرہ کا رکن ایک ہے وہ طواف کے چار چکر ہیں اور وہ ادا ہو گئے ہیں لیکن اس آدمی سے قران کی قربانی ساقط ہے اس پر کفارہ کے دو دم واجب ہیں ایک حج کے فساد کی وجہ سے اور دوم عمرہ کے احرام پر جنایت کی وجہ سے کیونکہ عمرہ کا احرام باقی ہے آئندہ اس پر صرف حج کی قضا فرض ہے حج فاسد کے اعمال ادا کر کے حلال ہو جائے۔

• اگر قارن نے عمرہ کے طواف اور وقوف عرفات کے بعد طواف زیارت اور حلق سے پہلے جماع کر لیا اس کا حج اور عمرہ فاسد نہیں ہو گا بلکہ دونوں ادا ہو گئے اس پر قران کی قربانی واجب ہے مگر اس پر حج کی وجہ سے بدنہ اور عمرہ کی وجہ سے بکری ذبح کرنا واجب ہے اور کسی کی قضا واجب نہیں ہے۔

• اگر قارن نے عمرہ کا طواف نہیں کیا تھا اور وقوف عرفات کے بعد طواف زیارت سے پہلے جماع کر لیا چونکہ عرفات کا وقوف شروع ہوتے ہیں عمرہ مرتفع ہو گیا اس لئے اس پر رفض عمرہ کی وجہ سے دم اور عمرہ کی قضا لازم ہے اور حج کے احرام پر جنایت کی وجہ سے بدنہ واجب ہے۔

• اگر قارن نے طواف زیارت کر لیا تھا مگر ابھی حلق نہیں کروایا تھا اور جماع کر لیا اس پر دو دم واجب ہیں کیونکہ حلق سے پہلے عمرہ اور حج دونوں کے احرام باقی ہیں ایک حلق سے ختم ہوتا ہے اور دوسرا طواف زیارت سے ختم ہوتا ہے مگر طواف زیارت سے حلال ہونا حلق سے حلال ہونے پر موقوف ہوتا ہے اس لئے دو احراموں کی جنایت پر دو دم لازم ہوں گے۔

متعدد مرتبہ جماع کرنے کے احکام: وقوف عرفات سے پہلے اگر حج افراد کے محرم نے ایک مجلس میں ایک عورت یا متعدد عورتوں کے ساتھ متعدد مرتبہ جماع کیا اس پر ایک ہی دم واجب ہے اور حج فاسد ہو گیا اس کی قضا لازم ہے اور اگر متعدد مجالس میں بار بار جماع کیا تو ہر مجلس میں جماع کرنے پر دم واجب ہو گا۔

• اگر دوسری مجلس میں محرم نے دوبارہ جماع فاسد حج کو ترک کرنے کی نیت سے کیا اس پر ایک دم واجب ہو گا اور اگر پہلی مرتبہ جماع کے بعد متعدد مرتبہ جماع بھی حج فاسد کے ترک کی نیت سے کئے پھر بھی ایک دم واجب ہو گا۔

(ارشاد الساری۔ ص: ۳۷۶)

عرفات کے وقوف کے بعد جماع کا حکم: اگر محرم نے وقوف کے بعد طواف زیارت اور حلق سے پہلے جماع کر لیا اس کا حج فاسد نہیں ہو گا کیونکہ وقوف حج کا بڑا رکن ہے وہ ادا ہو گیا سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا "الحج عرفة" حج عرفہ کا وقوف ہی ہے۔ مگر حلق اور طواف زیارت سے پہلے جماع ہونے کی وجہ سے محرم

پر بدنہ (بڑے جانور کی قربانی) واجب ہوگی۔

- اور اگر طواف زیارت کے بعد اور حلق سے پہلے جماع کیا تو دم (بکری) واجب ہوگی۔
- اگر طواف زیارت اور حلق کے بعد سعی سے پہلے جماع کرلیا اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہے کیونکہ طواف زیارت اور حلق کے بعد محرم حج کے احرام سے مکمل طور پر خارج ہو چکا ہے۔ مگر امام شافعی کے نزدیک سعی حج کا رکن ہے اس لئے اس پر کفارہ لازم ہوگا۔
- اگر حلق کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے جماع کرلیا اس پر دم واجب ہے۔

فائدہ: جماع کی وجہ سے بدنہ کے وجوب کی چار شرطیں ہیں، پہلی شرط یہ کہ جماع عرفات کے وقوف کے بعد ہو، دوسری شرط جماع طواف زیارت اور حلق سے پہلے ہو، تیسری شرط عقل اور چوتھی شرط بلوغ ہے۔ (لباب المناسک)

جماع اور دواعی جماع کے احکام:

- احرام کی حالت میں بیوی یا اجنبیہ عورت یا خوبصورت لڑکے کا شہوت سے بوسہ لینے یا شہوت کے ساتھ بغیر حائل گلے لگانے یا فرج کے ماسواء کسی جگہ شہوت رانی کرنے یا شہوت سے کسی عورت یا بے ریش لڑکے کو حائل کے بغیر چھونے میں انزال ہو جائے یا انزال نہ ہو، دونوں صورتوں میں دم واجب ہے۔ عمرہ کا احرام ہو یا حج کا دونوں میں دواعی جماع (یعنی بوس وکنار وغیرہ) کا ایک ہی حکم ہے اور اپنے ہاتھ میں شہوت رانی کرنے میں اگر انزال ہو جائے تو محرم پر دم واجب ہے اور اگر انزال نہ ہو تو کوئی کفارہ نہیں ہے اور جانور کے ساتھ مباشرت کرنے میں انزال کی صورت میں محرم پر دم واجب ہے اگر انزال نہ ہو تو دم واجب نہیں ہے۔ (بدائع الصنائع)

• اور حالت احرام میں جماع یا جماع کے دواعی کے ارتکاب کرنے کی تین صورتیں ممکن ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ حلق اور وقوفِ عرفات سے پہلے دواعی جماع یا جماع کا ارتکاب کیا جائے اس صورت میں جماع سے حج فاسد ہو جائے گا مگر احرام سے خروج عمرہ یا حج کے افعال سے ہو گا۔ لیکن دواعی جماع کے ارتکاب سے دم واجب ہو گا حج فاسد نہیں ہو گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وقوف کے بعد اور حلق سے پہلے جماع یا دواعی جماع کا ارتکاب ہو تو اس صورت میں جماع سے بدنہ کی قربانی واجب ہو گی لیکن حج فاسد نہیں ہو گا اور دواعی جماع سے دم واجب ہو گا اور تیسری صورت یہ ہے کہ وقوف اور حلق کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے، جماع یا دواعی کا ارتکاب کیا جائے تو اس صورت میں جماع اور دواعی جماع دونوں سے دم واجب ہو گا کیونکہ طواف زیارت سے پہلے محرم عورتوں کے جماع اور دواعی جماع کے اعتبار سے احرام میں ہوتا ہے۔

• عمرہ کے احرام میں اگر طواف عمرہ سے پہلے جماع کا ارتکاب ہو تو عمرہ فاسد ہو جائے گا اور اگر طواف کے بعد اور حلق سے پہلے ہو تو دم واجب ہو گا اور جماع کے دواعی کا طواف عمرہ سے پہلے ارتکاب ہو یا بعد میں دونوں صورتوں میں دم واجب ہو گا۔

تنبیہ: جنایات میں جنایت کا ارتکاب قصداً ہو یا بغیر قصد کے، جبراً ہو یا اختیاراً ہو، ذاکراً ہو یا نسیاناً سب صورتوں میں کفارہ واجب ہو گا۔ جنایات میں کفارات ادا کرنے سے راجح قول پر گناہ معاف نہیں ہوتا گناہ کی معافی کے لیے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اگر زوجین میں سے کوئی ایک فریق حلال ہو اور دوسرا فریق محرم ہو تو کفارہ صرف محرم پر واجب ہو گا، حلال پر نہیں ہو گا۔ مثلاً شوہر عمرہ کر کے حلال ہو گیا اور بیوی مخصوص ایام کی وجہ سے عمرہ نہیں کر سکی اور احرام میں ہے اسی حالت میں

شوہر نے بیوی سے قصداً یا بغیر قصد کے جماع یاد واعی جماع کا ارتکاب کیا تو شوہر پر کفارہ واجب نہیں ہو گا لیکن بیوی پر کفارہ واجب ہو گا اور عمرہ میں طواف سے پہلے جماع کرنے کی وجہ سے عمرہ فاسد ہو جائے گا دوبارہ عمرہ کیا جائے اور عورت کے فرج داخل کی طرف دیکھنے یا بار بار جماع کے تصور سے انزال ہو جائے تو کوئی کفارہ نہیں ہے۔ (شامی) اگر ننگی تصاویر دیکھنے سے انزال ہو جائے تو کوئی کفارہ نہیں ہے۔

کفارات کا ضابطۂ شرعیہ: حج یا عمرہ میں کفارہ کے واجب ہونے کا باعث دو چیزیں ہوتی ہیں: ایک واجبات اور دوم محظورات۔ اسی طرح واجبات کے ترک کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں: ترک بلا عذر یا ترک بالعذر۔ واجبات کے ترک بلا عذر میں کفارہ واجب ہوتا ہے اور ترک بالعذر میں پھر عذر دو قسم کا ہوتا ہے: عذر من جانب اللہ اور عذر من جانب العباد۔ اگر عذر من جانب العباد ہو تو پھر بھی ترکِ واجب میں کفارہ واجب ہو گا اور اگر عذر من جانب اللہ ہو تو ترکِ واجب میں کفارہ نہیں ہو گا اور

- محظورات کے ارتکاب میں دو وجہ ہو سکتی ہیں محظورت احرام کا ارتکاب عذر کی وجہ سے ہو یا بلا عذر دونوں صورتوں میں کفارہ واجب ہو گا لیکن عذر نہ ہونے کی صورت میں کفارہ متعین ہو گا اگر دم ہے تو دم ہی ہو گا اور صدقہ ہے تو صدقہ ہی ہو گا لیکن عذر ہونے کی صورت میں کفارہ میں اختیار ہوتا ہے۔ مثلاً دم والی صورت میں دم اور بارہ کلو نو (۹) سو گرام آٹا یا اس کی قیمت صدقہ اور تین روزے، ان تینوں میں سے کسی ایک کے ادا کرنے سے کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر کفارہ میں صدقہ واجب تھا تو صدقہ کی صورت میں صدقہ یا ایک دن کے روزہ سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ مزید تفصیل آئندہ صفحات پر مذکور ہے۔

نوٹ: کفارہ کے باب میں واجبات اور محظورات میں فرق یہ ہے کہ محظورات کے ارتکاب میں قصد، خطا، نسیان، علم، جہل، اختیار، اکراہ، نیند، بیداری، بے ہوشی، نشہ، محظور کا خود ارتکاب کرنا یا کسی کے کہنے سے یا کسی کو محظور کے ارتکاب کا حکم دینا سب حالتوں میں جزاء واجب ہو گی اور مذکورہ امور کو کفارہ کے لیے عذر شمار نہیں کیا جائے گا مثلاً کوئی یہ کہے کہ مجھے علم نہیں تھا یا میں مجبور تھا وغیرہا اس کا اعتبار نہیں ہو گا۔ لیکن واجبات کے ترک میں آسمانی آفتیں عذر شمار ہوں گی اور غیر اختیاری آفتوں کے اعذار من جانب اللہ سے کفارہ ساقط ہو جائے گا مگر عذر من جانب العباد کی صورت میں ترکِ واجبات میں بھی کفارہ ساقط نہیں ہو گا۔

- فائدہ: خوشبو استعمال کرنے میں زمانہ شرط نہیں فوراً کفارہ واجب ہو جاتا ہے مگر لباس یا کسی کپڑے کے لبس (پہننے) میں زمانہ شرط ہے ایک گھنٹہ سے وقت کم لباس پہنا گیا ہو تو مٹھی کے برابر گندم کا صدقہ واجب ہے اور اگر ایک گھنٹہ سے زائد اور بارہ گھنٹے سے کم لبس (پہننا) ہو تو دو کلو ایک سو پچاس گرام صدقہ کرنا ہو گا اس سے زائد ہو تو دم واجب ہوتا ہے۔ مثلاً کسی محرم نے چہرہ کو گھنٹہ سے کم وقت کپڑے سے چھپایا تو مٹھی کے برابر صدقہ واجب ہے اور گھنٹہ سے زائد اور بارہ گھنٹہ سے کم وقت تک چھپایا تو دو کلو ایک سو پچاس گرام صدقہ واجب ہے اور اگر بارہ گھنٹے سے زائد چھپایا تو دم واجب ہے۔

- واجبات میں سے کسی ایک واجب کے بلا عذر ترک سے دم واجب ہو جاتا ہے اور اگر عذر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو واجب کے ترک سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی لہٰذا اگر بخار یا حادثہ یا ضعف جیسے امور کی وجہ سے کسی واجب کے ادا کرنے میں سخت دشواری اور مشقت ہو اور اس واجب کو چھوڑ دیا جائے تو کوئی کفارہ واجب نہیں ہو گا۔ مثلاً غروب آفتاب سے پہلے اگر شدید مرض کی وجہ سے حاجی

عرفات سے واپس آجائے تو کوئی کفارہ واجب نہیں ہوگا اور اگر بلا عذر یا بندوں کے جبر یا معلمین وغیرہ کی ٹرانسپورٹ کی مجبوریوں کی وجہ سے غروب سے پہلے حاجی عرفات کی حدود سے خارج ہوگیا تو اس پر دم ہو جائے گا اور اگر بعض محظورات کے بلا عذر ارتکاب سے دم واجب ہو رہا ہے مگر محظور کا ارتکاب بخار، سخت سردی، سر کا درد، سخت گرمی، زخم، جوؤں کی کثرت جیسے اعذار کی وجہ سے ہوا تو اس میں حاجی کو اختیار ہے دم ادا کرے یا بارہ کلو نو سو گرام آٹا یا گندم یا اس کی قیمت چھ مسکینوں کو ادا کرے۔ گندم سے دو کلو ایک سو پچاس گرام یا دو کلو ایک سو پچاس گرام کی قیمت چھ مسکینوں میں سے ہر ایک مسکین کو ادا کرے یا تین روزے رکھے اگرچہ روزے متفرق ہوں اور اگر کسی جنایت میں صدقہ واجب ہوتا تھا تو صدقہ اور ایک دن کے روزے میں اختیار ہے کسی ایک سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

جنایات کاذکر

- .... خوشبو کے احکام
- .... وہ امور جن کے ارتکاب سے کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا
- .... طواف عمرہ کی جنایات
- .... صفااور مروہ کے درمیان سعی میں جنایات کا حکم
- .... مزدلفہ میں وقوف کی جنایات
- .... ذبح میں جنایت کا حکم
- .... حلق کی جنایت کا حکم
- .... سلے ہوئے کپڑے استعمال کرنے کی جنایات
- .... بال اور ناخن اتارنے کی جنایات
- .... جوئیں مارنے کی جنایات
- .... طواف زیارت کی جنایات
- .... طواف وداع کی جنایات
- .... طواف قدوم کی جنایت
- .... جمرات کو کنکریاں مارنے کی جنایات

جنایات کاذکر

خوشبو کے احکام: خوشبو ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کو سونگھنے سے لذت حاصل ہو جیسے عنبر، عود، مشک، وغیرہا۔ خوشبو کے استعمال میں مرد اور عورت دونوں کا ایک حکم ہے۔ اور خوشبو کے استعمال سے مراد خوشبو کو بدن یا جسم کے لباس میں استعمال کرنا یا سونے کے لئے بیڈ کی چادر کو چپکانا اور لگانا ہوتا ہے۔

وہ خوشبو جس کے ارتکاب میں دم واجب ہوتا ہے:

• محرم اپنے بڑے اعضاء میں سے کسی عضو کو جیسے پنڈلی، ران، داڑھی مونچھیں، سینہ وغیرہ میں سے پورے عضو کو یا (ربع) چوتھے حصہ کو خوشبو لگائے مثلاً عطر، پرفیوم، پاؤڈر یا خوشبودار تیل لگائے یا بڑے عضو کے چوتھے حصہ سے کم حصہ کو یا چھوٹے عضو کو جیسے کان، ناک کو ایک وقت میں تین یا تین سے زیادہ مرتبہ خوشبو لگائے تو دم واجب ہوگا اور کپڑے کے ایک مربع فٹ سے زائد پر خوشبو لگا کر بارہ گھنٹے یا اس سے زائد پہنے رکھے اگرچہ متعدد دن گزر جائیں اس جنایت میں ایک دم واجب ہوگا۔ خوشبودار سرمہ آنکھوں میں سلائی سے ایک وقت میں تین یا تین سے زائد بار لگانے اور کان یا ناک میں خوشبودار تیل یا دوا تین یا تین سے زائد بار ڈالنے پر دم واجب ہوگا اور پورے سر پر خوشبودار تیل لگانے خوشبودار شیمپو یا خوشبودار صابن سے غسل کرنے اور پورے سر یا پوری داڑھی یا ہاتھوں پر مہندی لگانے میں دم واجب ہوگا مگر غیر خوشبودار پاؤڈر یا کریم سے داڑھی یا سر کے بالوں کو کلر کرنے میں کوئی کفارہ نہیں ہے کیونکہ کفارہ خوشبو کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور مہندی میں خوشبو ہوتی ہے اور بالوں کو کلر والے وسمہ میں خوشبو نہیں ہوتی (ارشاد الساری)۔ خوشبودار اشیاء اتنی مقدار میں کھانا کہ

ورے منہ میں خوشبودار چیز پھیل جائے جیسے خوشبودار پان، الائچی، سونف
پاری، چھالیہ، دار چینی، لونگ وغیرہ آئس کریم جس میں کچی الائچی ہو خوشبودار
ٹوتھ پیسٹ یا خوشبودار منجن، خوشبودار مشروبات جن میں خام خوشبو غالب ہو اور
ہ مشروبات پختہ نہ ہوں، ان سب چیزوں میں دم واجب ہو جاتا ہے۔ (ارشاد الساری)

ہ خوشبو جس کے ارتکاب میں صدقہ واجب ہوتا ہے:

بڑے اعضاء کے چوتھے حصے سے کم حصہ پر یا تین مرتبہ سے کم خوشبو لگانے
چھوٹے اعضاء پر تین مرتبہ سے کم قلیل خوشبو لگانے یا خوشبودار سلے ہوئے
ڑے کو بارہ گھنٹے سے کم پہننے یا ایک مربع فٹ سے کم خوشبو والے کپڑے کو بارہ
ھنٹے یا زائد پہننے یا خوشبودار چیز تھوڑی کھانے جو منہ میں نہ پھیلے یا خوشبودار سرمہ
ین سے کم بار استعمال کرنے میں صدقہ (دو کلو ایک سو پچاس گرام آٹا یا اس کی
یمت) واجب ہو گی۔

اگر خوشبو بغیر ڈبیہ یا بوتل پہنے ہوئے کپڑے میں بارہ گھنٹے یا زائد باندھے
کھی تو دم واجب ہو گا اور کم میں صدقہ واجب ہو گا اور پرس یا ہینڈ بیگ میں خوشبو
کھی تو کفارہ واجب نہیں ہو گا۔

ہ امور جن کے ارتکاب سے کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا: آگ پر پکی ہوئی
وشبو والی اشیاء کھانے، وہ اشیاء کھانا یا پینا جن میں خوشبو مغلوب ہو کر ختم ہو جائے،
اڑھی یا سر کو ایسا تیل لگانا جس میں خوشبو نہ ہو غیر خوشبودار پاؤڈر یا کریم جیسی
یزوں سے بالوں کو کلر کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ ہاں اگر کلر کرنے
الی کریم یا پاؤڈر خوشبودار ہوں یا غیر خوشبودار سے سر یا داڑھی کے بالوں کو لیپ
ں جس سے داڑھی یا سر کے بال لیپ کی سطح میں چھپ جائیں اور سر یا داڑھی کا
نطیہ اور ڈھانپنا اگر بارہ گھنٹے تک رہے تو دم واجب ہو گا اور بارہ گھنٹے سے کم میں

صدقہ واجب ہوگا۔ (ارشادالساری)

• خوشبو سونگھنے یا خوشبودار فروٹ سونگھنے یا پرفیوم سے کمرے میں اسپرے کرنے یا اگربتیوں سے خوشبودار کمرے وغیرہ کو استعمال کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہے کیونکہ خوشبو کے استعمال سے مراد خوشبو لگانا اور چپکانا ہوتا ہے۔

طواف زیارت جنابت اور طواف وداع طہارت میں کرنے کا حکم:

• اگر ایام نحر میں طہارت کے ساتھ اس شخص نے طواف وداع کر لیا جس نے طواف زیارت جنابت کی حالت میں کیا تھا اور اس کے بعد کوئی طواف نہیں کیا اس کا طواف وداع طواف زیارت کی طرف منتقل ہو جائے گا کیونکہ طواف زیارت اقوی ہے مگر طواف وداع کے ترک کی وجہ سے اس پر دم واجب ہوگا اور اگر طواف زیارت دوبارہ طہارت کے ساتھ ایام نحر میں کر لیا تو یہ طواف وداع ہو جائے گا اور آدمی پر کوئی شئی واجب نہیں ہوگی۔ (ارشاد)

• اگر جنابت کی حالت میں طواف زیارت کرنے والے شخص نے ایام نحر کے بعد طواف وداع ادا کیا طواف وداع طواف زیارت بن جائے گا مگر حاجی پر دو دم واجب ہوں گے ایک طواف وداع کے ترک کا اور دوسرا طواف زیارت کے ایام نحر سے مؤخر ہونے کا اور اگر اسی شخص نے طواف وداع دوبارہ کر لیا یا نفلی طواف کر لیا تو نفلی طواف، طواف وداع کے حکم میں ہوگا اور دم ساقط ہو جائے گا اور طواف زیارت بھی ادا ہو جائے گا۔

طواف زیارت بے وضو کرنے اور طواف وداع طہارت میں کرنے کا حکم: اگر بغیر وضو طواف زیارت کرنے والے شخص نے طواف وداع طہارت اور وضو کے ساتھ ایام نحر میں کر لیا تو طواف وداع طواف زیارت کی طرف منتقل ہو جائے گا پھر اگر اسی شخص نے طواف وداع دوبارہ کر لیا یا نفلی طواف کر لیا تو

واف، طواف وداع کی طرف منتقل ہو جائے گا اور اگر اسی شخص نے دوبارہ طواف
کیا تو اس پر طواف وداع کے ترک سے دم واجب ہو گا۔
اور اگر اسی شخص نے طواف وداع یا نفلی طواف ایام نحر کے بعد کیا تو یہ
واف وداع یا نفلی طواف، طواف زیارت کی طرف منتقل نہیں ہو گا اور اس شخص
طواف زیارت بے وضو کرنے پر دم واجب ہو گا۔ (لباب المناسک)

نابت اور بے وضو طواف زیارت کرنے میں فرق کی وجہ: جنابت میں
واف زیارت کرنے والے کا طواف وداع ایام نحر کے بعد ادا کردہ طواف زیارت
طرف اس لئے منتقل ہو جاتا ہے تاکہ بدنہ (بڑے جانور) کی قربانی ساقط
جائے اور طواف وداع کے ترک اور تاخیر کی وجہ سے دو (۲) دم واجب ہوں
ے اور بے وضو طواف زیارت والے کا ایام نحر کے بعد ادا کردہ طواف وداع
واف زیارت کی طرف منتقل نہیں ہو گا کیونکہ طواف زیارت بے وضو کرنے کی
جہ سے صرف دم واجب ہو گا اور طواف وداع اپنے وقت میں ہے۔

واف زیارت ترک کرنے اور طواف وداع ادا کرنے کا حکم: اگر کسی
ص نے طواف زیارت ادا نہیں کیا مگر طواف وداع یا نفلی طواف ادا کر لیا خواہ
واف وداع یا نفلی طواف ایام نحر میں کیا یا ایام نحر کے بعد کیا دونوں صورتوں میں
واف وداع یا نفلی طواف، طواف زیارت کی طرف منتقل ہو جائے گا اگر دوبارہ
واف کر لیا گیا تو وہ طواف وداع ہو گا اور طواف وداع کے ترک کا دم ساقط
جائے گا اگر طواف وداع یا نفلی طواف ایام نحر کے بعد کیا تو تاخیر کا دم واجب ہو گا
را اگر طواف وداع کے بعد کوئی طواف نہیں کیا گیا تو طواف وداع کے ترک پر دم
جب ہو گا۔

اگر طواف زیارت کے اکثر چکر چھوڑ دیئے گئے اور بعض ادا کئے گئے اور ایام

نحر کے بعد طواف وداع کر لیا تو طواف وداع کے چکروں سے طواف زیارت کے چکروں کو مکمل کیا جائے گا اور نفلی طواف کا بھی یہی حکم ہے کہ اقوی اضعف کو کھینچ لیتا ہے اور دو (۲) دم واجب ہوں گے ایک دم طواف زیارت کے اکثر چکر کے ایام نحر سے مؤخر ہونے کا اور دوسرا طواف وداع کے اکثر چکر کے ترک کا اگر طواف زیارت اور طواف وداع دونوں کے کم چکر ادا کئے گئے تو دونوں کے چکروں سے طواف زیارت کو مکمل کیا جائے گا اگر طواف زیارت کے اکثر چکر مکمل ہو گئے اور باقی کم رہ گئے اور ادا نہیں ہو سکے تو دم واجب ہو گا کیونکہ اقل کے ترک میں دم واجب ہوتا ہے اور اقل کی تاخیر میں صدقہ واجب ہوتا اور طواف وداع کے اکثر چکر چھوٹ جائیں تو دم واجب ہو گا اور کم چھوٹ جائیں تو ہر چکر میں صدقہ واجب ہے۔

طواف زیارت کے وجہ سے قابل توجہ اہم مسئلہ: اگر کسی شخص کا طواف زیارت رہ گیا ادا نہیں ہو سکا اور اس شخص نے طواف زیارت کے بعد کوئی طواف نہیں کیا اس پر فرض ہے کہ وہ شخص دوبارہ طواف زیارت کرے جیسا کہ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں ورنہ زوجین کے لئے ایک دوسرے سے جنسی نفع اُٹھانا حرام ہو گا جب تک طواف زیارت ادا نہیں ہو گا۔ اگرچہ زندگی گذر جائے چنانچہ ارشاد الساری میں ملا علی قاری کی عبارت متن کے ساتھ ملاحظہ ہو:

”وَلَوْ تَرَكَ الطَّوَافَ كُلَّهٗ اَوْ طَافَ اَقَلَّهٗ وَتَرَكَ اَكْثَرَهٗ اَیْ رَجَعَ اِلٰی اَهْلِهٖ فَعَلَيْهِ حَتْمًا اَیْ وُجُوْبًا اِتِّفَاقًا اَنْ يَّعُوْدَ بِذٰلِكَ الْاِحْرَامِ وَيَطُوْفَهٗ لِاَنَّهٗ مُحْرِمٌ فِیْ حَقِّ النِّسَاءِ وَلَا يَجُوْزُ اِحْرَامُ الْعمره عَلٰی بَعْضِ اَفْعَالِ الْحَجِّ مِنَ الطَّوَافِ وَالسَّعْیِ وَلَوْ بَعْدَ الْحَلْقِ مِنَ التَّحَلُّلِ الْاَوَّلِ وَلَا يَجْزِیْ عَنْهُ اَیْ عَنْ تَرْكِ الطَّوَافِ الَّذِیْ هُوَ رُكْنُ الْحَجِّ كُلِّهٖ اَوْ اَكْثَرِهِ الْبَدَلُ وَهُوَ الْبُدْنَةُ لِاَنَّهٗ تَرَكَ

کنًا وَلَا یَقُوْمُ مَقَامَهٗ غَیْرُهٗ بَلْ یَجِبُ الْاِتْیَانُ بِعَیْنِهٖ وَلَا یَجْزِیْ عَنْهُ
بَدَلٌ اَصْلًا سَوَاءٌ عَادَ اِلٰی اَهْلِهٖ اَوْلَمْ یَعُدْ۔" (ارشاد۔ ص: ۳۸۳)
جمہ: اگر کسی شخص نے طواف زیارت کے کل چکر چھوڑ دیئے یا اکثر چھوڑ دیئے
ر کم ادا کئے یعنی اپنے اہل کی طرف واپس آگیا پس اس پر فرض ہے کہ واپس جائے
ں احرام کے ساتھ اور بیت اللہ کا طواف کرے کیونکہ وہ بیویوں کے حق میں محرم
ہے اور اس کے لئے عمرہ کا احرام جائز بھی نہیں ہے کیونکہ عمرہ کا احرام بعض افعال
ی طواف اور سعی کے باقی رہنے پر جائز نہیں ہوتا اگرچہ پہلے تحلل کے بعد جو کہ
ق سے ہو چکا ہو اور طواف زیارت جو کہ حج کا رکن ہے کے کل یا اکثر چکروں کے
ک کا کوئی بدل نہیں یعنی اس طواف کا بدل بدنہ ہوتا ہے لیکن یہاں وہ بھی جائز
یں کیونکہ وہ شخص رکن کا تارک ہے اس پر لازم ہے کہ طواف زیارت ادا کرے
ر اس کا بدل بالکل جائز نہیں ہے خواہ وہ اپنے اہل اور وطن لوٹ آئے یا نہ لوٹے۔
س عبارت سے چند امور معلوم ہوئے، اول یہ کہ طواف زیارت کا ترک متصور
یں ہو سکتا مگر جب طواف وداع ترک کر دے۔

• دوم جب تک طواف زیارت کا تارک طواف زیارت خود ادا نہیں کرے گا وہ
وی کے حق میں احرام میں رہے گا خواہ بیس سال تک ادا نہ کر سکے اور جب بھی
واف زیارت ادا کرے گا اسے جدید احرام کی ضرورت نہیں ہو گی پہلا احرام باقی
ہے اور جب بھی طواف زیارت ادا کرے گا اسے قضا نہیں کہا جائے گا کیونکہ
طواف زیارت کا وقت ساری عمر ہے۔

• سوم اگر شوہر طواف زیارت ادا کرنے سے پہلے بیوی کے ساتھ جنسی عمل
کرے گا خواہ بیوی طواف کی تارک ہو یا شوہر تارک ہو، وہ تارک طواف حرام کا
مرتکب ہو گا اور مسئلہ معلوم ہو جانے کی وجہ سے ہر مرتبہ جماع کی وجہ سے اس پر

دم واجب ہوتا رہے گا۔ لباب المناسک میں ہے ''لَوْ جَامَعَ بَعْدَ الْحَلْقِ قَبْلَ
الطَّوَافِ فَعَلَيْهِ شاةٌ'' (ارشاد) اگر طواف زیارت سے پہلے حلق کے بعد جماع
کرے گا تو اس پر دم (بکری) واجب ہے۔ لہٰذا طواف زیارت کا تارک یا تو جماع
اور دواعی جماع سے اجتناب کرے گا یا پھر جنسی اعمال کی تعداد کے مطابق اس پر
دم واجب ہوں گے۔

• چہارم طواف زیارت ادا کرنے سے پہلے عمرہ کے احرام کا اعتبار نہیں ہوگا اور
وہ شخص عمرہ نہیں کر سکے گا کیونکہ عمرہ کے احرام کو حج کے احرام پر داخل کرنا جائز
نہیں ہوتا۔

مشکل صورت: پاکستان سے کچھ حضرات خصوصاً خواتین لاعلمی کی وجہ سے
طواف زیارت نہیں کرتے اور طواف زیارت کے بعد طواف وداع اور نفل بھی اد
نہیں کرتے اور پاکستان واپس آجاتے ہیں چنانچہ ایک خاتون کے متعلق پوچھا گیا کہ
اس نے ناپاکی کے ایام کی وجہ سے عرفات سے واپس آنے کے بعد کوئی طواف نہیں
کیا اور پاکستان واپس پہنچ گئی اسی طرح ایک مرد کے سلسلہ میں پوچھا گیا کہ اس نے
عرفات کے بعد کوئی طواف نہیں کیا اور پاکستان واپس آگیا ان کے لئے شرعاً کیا حکم
ہے۔ فقہ کی کتب دیکھنے سے یہی معلوم ہوا کہ وہ خاتون یا مرد جب تک دوبارہ
سعودیہ جا کر طواف زیارت ادا نہیں کریں گے وہ احرام میں رہیں گے موصوفہ
خاتون طواف زیارت کرنے تک شوہر کے ساتھ جنسی عمل نہیں کر سکتی اگر
غیر منکوحہ ہے تو وہ نکاح تو کر سکتی ہے مگر اس کی رخصتی بے کار ہے اسی طرح مرد
طواف زیارت کے تارک کے لئے طواف زیارت تک بیوی حرام ہو گی لہٰذا انہیں
ہر صورت میں واپس جا کر طواف زیارت کرنا ہے۔ مگر بیان کیا گیا مرد نہایت فقر
کی حالت میں ہے وہ دوبارہ سعودیہ جانے کی استطاعت نہیں رکھتا اور اُسے قرض

ی نہیں ملتا اسی طرح مثلاً عورت واپس جانے کی استطاعت نہیں رکھتی کیونکہ اس
ے لئے اپنے اخراجات کے علاوہ شوہر یا محرم کے اخراجات برداشت کرنے کی
تطاعت بھی ضروری ہے بشرطیکہ محرم اور شوہر خود اپنے خرچ پر جانے کے لئے
ر نہ ہوں اگر مرد اور عورت بیمار ہو گئے وہ سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے یا
ڑھے ہو گئے تو یہ لوگ کیا کریں کیونکہ طواف زیارت کا کوئی بدل نہیں اور بعض
تبہ ویزا نہیں لگایا جا سکتا تو کیا یہ بیچارے ساری زندگی ازدواجی تعلقات سے
روم رکھے جائیں؟

کوشش کے باوجود مجھے اس مسئلہ کا کوئی حل نظر نہیں آیا مگر میں نے یہ رائے
م کی کہ جب عدم نفقہ اور بیماری اِحصار کا باعث ہو سکتا ہے اور حج ادا کرنے سے
ر حرم میں دم ذبح کرا کے احرام سے خارج ہو سکتا ہے تو طواف زیارت کے
ک کے لئے بھی یہی حکم ہونا چاہئے کہ اگر واپس جا کر طواف زیارت کرنے کی
ت نہیں رکھتا تو وہ بھی محصر ہے حرم میں دم ذبح کرا کے عورتوں کے حق میں
ام سے خارج ہو جائے اور استطاعت کے امکان کا ایک سال تک انتظار کیا جائے
ترک طواف کی وجہ سے جنسی عمل کے حرام ہونے کا وقت ایک سال رکھا
ئے اس کے بعد حرم میں دم ذبح کروا کے حلال ہو جائے کیونکہ بعض صورتوں
شرعی احکام کے لئے ایک سال معیار ہوتا ہے جس طرح آفاقی مکہ میں اگر بغیر
م کے داخل ہو جائے اس پر اسی سال حج کرنا یا عمرہ کرنا لازم ہے اور میقات
بغیر احرام کے تجاوز کی وجہ سے دم بھی واجب ہے اور اگر وہ شخص میقات پر
سال واپس آگیا اور حج کا یا عمرہ کا احرام باندھ کر حج یا عمرہ ادا کر لیا اس آدمی سے وہ
عمرہ میں سے جو بھی واجب ہو گیا تھا ساقط ہو جائے گا اور دم بھی ساقط ہو جائے
رچہ اس سال اس حج یا عمرہ کی نیت نہ کرے جو اس پر دخول مکہ کی وجہ سے

واجب ہو گیا تھا بلکہ نفلی یا فرض حج کی نیت کرے تب بھی اسی سال کا واجب ہو گ
کیونکہ مقصد حرم کی تعظیم ہے وہ حاصل ہو گئی اور اگر دخول کے سال وہ شخص
میقات کی طرف واپس نہیں آیا مگر اس نے میقات کے بعد حل یا مکہ میں احرام
باندھ کر عمرہ کر لیا یا حج کر لیا تو دخول حرم کی وجہ سے واجب عمرہ یا حج تو ادا ہو گیا مگ
بغیر احرام کے میقات سے تجاوز کا دم واجب ہو گا اور اگر دخول کا سال گذر گیا اس
شخص نے دوسرے سال میقات پر جا کر حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو پہلے سال ک
واجب اس احرام سے اس وقت تک ادا نہیں ہو گا جب تک خصوصی طور پر اس کے
قضا کرنے کی نیت نہ کرے یعنی مطلق نیت یا دوسرے حج یا عمرہ کی نیت سے پہل
سال کا واجب ادا نہیں ہو گا یعنی دخول حرم کے سال حج یا عمرہ میقات سے دوبار
کر لیا جائے تو نیت کی ضرورت نہیں وہ حج یا عمرہ جو دخول کی وجہ سے واجب ہو گ
تھا ادا ہو گیا اور اسے اس نیت کی ضرورت نہیں کہ جو حج یا عمرہ حرم میں دخول ک
وجہ سے واجب ہوا وہ ادا کر رہا ہوں اور دوسرے سال خصوصی نیت کی ضرورت
ہے کہ پچھلے سال کا واجب ادا کر رہا ہوں یہ حج یا عمرہ خصوصی نیت کے بعد ادا ہو
یہ فرق اس لئے ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پہلا سال اس حج یا عمرہ کے لئے مع
ہے جو اس پر لازم ہوا تھا جس طرح رمضان کے روزوں کے لئے دن معیار ہو
ہے اور معیار میں خصوصی نیت کی ضرورت نہیں ہوتی مطلق نیت سے عبادت ا
ہو جاتی ہے (میں کہتا ہوں) جب حج یا عمرہ میں پچھلے سال کی ادا میں معیار ایک
سال کا عرصہ لکھا گیا ہے اور سال گذرنے پر حکم بدل گیا ہے تو طواف زیارت ک
تارک کے لئے ایک سال کا عرصہ مقرر کیا جائے کہ ایک سال تک تو وہ عورتو
کے حق میں محرم ہو اور جب ایک سال گذر جائے اور طواف زیارت کے ل
دوبارہ مکہ آنے کی استطاعت نہ ہو سکے تو وہ محصر کی طرح حرم میں دم ذبح کروا

حلال ہو جائے تو جائز ہونا چاہئے (محمد رفیق) البحر العمیق فی مناسک المعتمر والحاج الی بیت اللہ العتیق میں ہے ''قَالَ فِیْ خَزَانَةِ الْفِقْهِ اَرْبَعَةُ اَشْیَاءٍ یَحِلُّ بِهَا النِّسَاءُ لِلْمُحْرِمِ لِلْمُحْصِرِ تَحِلُّ بِالذَّبْحِ وَلِلْحَاجِّ بِطَوَافِ الزِّیَارَتِ وَلِلْمُعْتَمِرِ بِالْحَلْقِ اَوِ التَّقْصِیْرِ وَ لِفَائِتِ الْحَجِّ بِالْعمرہ''(ص:۱۱۳۳ جلد:۲) ترجمہ۔ خزانۃ الفقہ میں مصنف نے فرمایا چار چیزوں سے محرم کے لئے عورتیں حلال ہو جاتی ہیں محرم محصر کے لئے ذبح کے ساتھ اور حاجی کے لئے طواف زیارت کے بعد اور عمرہ والے کے لئے حلق یا قصر کے ساتھ اور فائت الحج کے لئے عمرہ کے افعال کے ساتھ۔ اس عبارت سے معلوم ہوا محصر کے لئے ذبح کے بعد بیوی حلال ہو جاتی ہے خواہ محصر پورے حج سے ہو یا صرف طواف زیارت سے محصر ہو۔

- حضرت ملا علی قاری لباب المناسک کی شرح میں نقل کرتے ہیں کہ صرف طواف نہ کر سکنے والا کیا محصر ہو گا یا نہ اس میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا اختلاف ہے امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں جب وقوف عرفات حاصل ہو جائے طواف زیارت سے رکاوٹ نہیں پائی جا سکتی کیونکہ وہ شخص حرم کے قریب ہے یا حرم میں ہے اُسے طواف زیارت سے روکا جائے تو وہ انتظار کرے مگر وہ محصر نہیں ہو گا تاکہ وہ دم ذبح کرنے سے حلال ہو سکے امام ابو یوسف نے عرض کیا ''اَلَمْ یُحْصَرِ النَّبِیُّ ﷺ وَ اَصْحَابُهٗ بِالْحُدَیْبِیَّةِ وَ هِیَ مِنَ الْحَرَمِ'' کیا نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ حدیبیہ میں محصر نہیں ہوئے تھے حالانکہ حدیبیہ بھی حرم کا حصہ ہے۔ امام اعظم نے جواب دیا ''نَعَمْ لٰکِنْ کَانَتْ حِیْنَئِذٍ دَارَ الْحَرْبِ وَ اَمَّا الْاٰنَ فَهِیَ دَارُ الْاِسْلَامِ وَ الْمَنْعُ فِیْهِ عَنْ جَمِیْعِ اَفْعَالِ الْحَجِّ نَادِرٌ فَلَا یَتَحَقَّقُ الْاِحْصَارُ''۔ ترجمہ: ہاں لیکن اس وقت مکہ دار الحرب تھا مگر اب وہ دار الاسلام ہے اور حرم میں موجود آدمی کو سارے افعال حج سے منع کرنا نادر ہے لہٰذا احصار

متحقق نہیں ہو گا امام ابو یوسف نے عرض کیا: ''اَمَّا عِنْدِیْ فَالْاِحْصَارُ بِالْحَرَمِ يَتَحَقَّقُ اِذَا غَلَبَ الْعَدُوُّ عَلٰى مَكَّةَ حَالَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْبَيْتِ'' یعنی میرے نزدیک حرم میں بھی احصار متحقق ہو سکتا ہے جب کافر مکہ پر غالب آجائیں اور وقوف عرفات اور کعبہ کے درمیان حائل ہو جائیں۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں ''وَ اَقُوْلُ لَا يَبْعُدُ مِنْ غَيْرِ الْعَدُوِّ'' یعنی میں کہتا ہوں طواف زیارت سے احصار غیر کافر مسلمانوں کی جانب سے بھی بعید نہیں ہے۔ (میں مفتی رفیق کہتا ہوں) اہل تاریخ پر واضح ہے کہ حضرت عبداللہ ابن الزبیرؓ کی حکومت کے وقت شامی مسلمان مکہ مکرمہ داخل نہیں ہو سکتے تھے اسی طرح ترکوں کی حکومت کے دور میں مکہ پر سات سال تک وہابیوں کا قبضہ ہو گیا تھا اس وقت مصری مسلمان مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے لہٰذا سیدنا امام ابو یوسف کا قول حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔ کافر ہو یا مسلمان جب مکہ پر غالب آجائیں تو اپنے دشمن کے لئے طواف زیارت سے مانع اور رکاوٹ ہو سکتے ہیں لہٰذا صرف طواف زیارت سے احصار بھی متحقق ہو سکتا ہے ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں امام محمد نے نوادر میں تفصیل ذکر فرمائی یہ کہ اگر وقوف اور طواف زیارت ممکن ہو تو احصار نہیں ہے اگر ممکن نہ ہو تو احصار ہے یعنی کسی ایک چیز سے عدم امکان بھی احصار ہے پھر فرماتے ہیں امام جصاص وغیرہ کے مطابق یہ تفصیل تینوں ائمہ امام اعظم اور صاحبین کا قول ہے قدوری اور صاحب ہدایہ اور کافی اور بدائع وغیرہا میں اس تفصیل کو ائمہ ثلاثہ کا قول قرار دیا گیا ہے فتح القدیر میں ابن ہمام نے فرمایا حرم میں احصار کی وجہ مکہ پر کافر کا تسلط کہا گیا ہے مگر ''اِنْ اُحْصِرَ فِيْهِ بِغَيْرِهٖ فَالظَّاهِرُ تَحَقُّقُهٗ عَلٰى قَوْلِ الْكُلِّ'' اگر کافر کے غیر کے ساتھ احصار ہو ظاہر ہے ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک احصار ہے یعنی اگر حرم میں احصار غیر کافر کسی مسلمان

ی جانب سے ہو تو ظاہر یہ ہے احصار ائمہ ثلاثہ کے نزدیک متحقق ہے۔

• معلوم ہوا مکہ مکرمہ یا عرفات میں پہنچ جانے والے کے لئے طواف زیارت
سے یا وقوف عرفات سے احصار متحقق ہو سکتا ہے صاحب اللباب احصار کے وجوہ
ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "اَلسَّابِعُ هَلَاكُ النَّفْقَةِ" (ص: ۴۵۴) یعنی
ساتواں مانع اور احصار کی وجہ نفقہ کا ہلاک ہونا اور ضائع ہونا ہے اور چوری ہو جانا
ہے اور ختم ہو جانا ہے۔ یعنی اگر زاد راہ اور سفری اخراجات کی رقم حج ادا کرنے تک
باقی نہ رہے ایسا شخص بھی محصر ہے۔ لہٰذا اس تحقیق کا حاصل یہ امر ہے کہ جو شخص
طواف زیارت ترک کر کے اپنے وطن واپس آگیا ہے اور وہ دوبارہ جانے سے عاجز
ہے کہ اس کے پاس سعودیہ عربیہ جانے کی استطاعت نہیں خواہ وہ عورت ہے یا
مرد ہے وہ محصر ہے حرم میں دم ذبح کروا کے حلال ہو سکتا ہے اس کے بعد زوجین
کے لئے جنسی عمل جائز ہو جائے گا اور جنسی عمل سے دم واجب نہیں ہو گا۔ جس
طرح عمرہ غیر موقت ہوتا ہے اسی طرح طواف زیارت بھی غیر موقت ہوتا ہے
کہ کسی وقت بھی ادا کیا جا سکتا ہے عمرہ کے احصار میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ
کے صحابہ حدیبیہ میں دم ذبح کروا کے احرام سے خارج ہو گئے تھے اسی طرح
طواف زیارت سے محصر خواہ اس کا احصار کافر دشمن کی وجہ سے ہو یا کسی ظالم
مسلمان حاکم کی وجہ سے ہو یا وطن واپس آکر مکہ مکرمہ واپس جانے کی استطاعت نہ
ہونے کی وجہ سے ہو یا وقوف عرفات کے بعد جیل میں حبس اور قید کی وجہ سے ہو
ان سب صورتوں میں طواف زیارت سے محصر حرم میں دم ذبح کروا کے حلال
ہو جائے تو یہ جائز ہے اس کے لئے بیوی حلال ہو جائے گی۔ یہی ہماری تحقیق ہے
مگر ایک سال تک استطاعت کا انتظار کیا جائے تو بہتر ہے۔ پھر جب زندگی میں
استطاعت ہو جائے اور احصار کے اسباب زائل ہو جائیں تو وہ شخص سعودیہ جا کر

طواف زیارت کر لے لیکن اب جدید احرام کے ساتھ اُسے پہلے عمرہ کا طواف اور پھر طواف زیارت کرنا ہوگا جس طرح جنایت والے شخص کے لئے تفصیل گذر چکی ہے۔ایام نحر سے طواف کی تاخیر کا دم بھی واجب ہوگا۔ ہماری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) طواف زیارت کا تارک جب وہ اپنے وطن واپس آجائے اور دوبارہ جلدی نہ جا سکے بہتر ہے ایک سال کے عرصہ کے بعد دم ذبح کرواکے حلال ہو جائے تو اس کے لئے جائز ہونا چاہئے۔(۲) اگر طواف زیارت کا تارک دوبارہ جانے سے عاجز ہے تو وہ محصر ہے فوراً عاجزی اور فقر کے ایام میں حرم میں دم ذبح کرواکے حلال ہو جائے تو یہ بھی جائز ہونا چاہئے۔

حیض کے عذر کی وجہ سے طواف زیارت کے ترک کا حکم: جیسا کہ اہلِ علم کو معلوم ہے طواف زیارت فرض عین ہے اور خود کرنا ہوتا ہے مگر طواف زیارت کا واجب ٹائم تین دن دس کی صبح صادق سے لے کر گیارہ اور بارہ ذی الحج کے دن غروب آفتاب تک ہے اگر بارہ ذی الحج کے دن غروب آفتاب تک طواف زیارت نہ کیا گیا تو دم واجب ہو جائے گا مگر طواف زیارت ساقط نہیں ہوگا بعد میں کرنا ضروری ہے چونکہ طواف زیارت کا اپنے وقت تین دن میں ادا کرنا واجب ہے اور اس ادا کرنے کا وقت بارہ ذی الحج تک تھا اس لئے تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذر کی وجہ سے تاخیر میں دم واجب نہیں ہوتا لہٰذا اگر عورت حیض کی وجہ سے تین دن میں طواف نہیں کر سکی تو دم واجب نہیں ہوگا مگر اس میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر عورت آخری دن غروب آفتاب سے پہلے حیض سے پاک ہوگئی اور وہ غسل کر کے مسجد حرام پہنچ کر طواف زیارت کے کل چکر یا چار چکر غروب آفتاب سے پہلے کر سکتی ہے اور وقت میں اتنی گنجائش ہے مگر اس عورت نے طواف نہیں کیا تو اس عورت پر تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہے اور اگر

وقت میں بالکل وسعت نہیں یا گنجائش ہے مگر غسل کے بعد تین یا تین سے کم چکر ادا کئے جا سکتے ہیں تو دم واجب نہیں ہو گا مگر تین چکر ادا کر لئے جائیں کیونکہ سب نہیں ہو سکتے تو بعض ادا کر لئے جائیں اور یہ ثابت ہوا کہ اکثر کا ترک عذر کی وجہ سے تھا۔

• خواتین عموماً لاعلمی کی وجہ سے آخری دن حیض سے پاک ہو جاتی ہیں مگر طواف زیارت نہیں کرتیں وہ سمجھتی ہیں کہ اب طواف کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بعض مرتبہ غسل کرنے میں طویل وقت لگا دیتی ہیں جس کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے اور دم واجب ہو جاتا ہے۔ مگر دم ادا نہیں کرتیں ان پر تاحیات دم واجب رہے گا۔

• اگر عورت آخری دن کے آخر میں حیض والی ہو گئی اور حیض آنے سے پہلے طواف زیارت کے کل چکر یا چار چکر ادا کر سکتی تھی مگر اس نے ادا نہیں کئے تو بھی عورت پر تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہو جائے گا مثلاً منیٰ سے واپس مکہ مکرمہ پہنچ گئی اور طواف زیارت کا وقت دس کی صبح صادق سے شروع تھا وقت شروع ہونے کے بعد عورت طواف زیارت کے کل چکر یا چار چکر ادا کر سکتی تھی لیکن وہ عورت اپنے مکان پر چلی گئی اور طواف زیارت نہیں کیا اور حیض آگیا تو اس عورت پر دم لازم ہو گا۔

• عورتوں کے لئے نماز اور حج میں فرق یہ ہے کہ اگر نماز پڑھنے میں تاخیر کر دی اور آخر میں حیض آگیا تو اس وقت کی نماز عورت پر واجب نہیں ہو گی اس لئے اس کی قضاء بھی لازم نہیں ہے مگر حج میں ایسا نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز کے وجوب کا سبب وقت کا ہر وہ جزء ہے جو ادا سے پہلے ہوتا ہے مگر حج کے وجوب کا سبب بیت اللہ ہے وقت نہیں ہے اس لئے ایام کے آخر میں حیض آجائے اور اس سے

پہلے طواف نہ کیا ہو پھر بھی دم واجب ہوگا۔ (حاشیہ ارشاد الساری)

• اور اگر عورت ایام نحر میں حیض آنے سے پہلے دس کی صبح صادق کے بعد طواف کے کل چکر یا چار ادا کر لینے کی قدرت نہیں رکھتی تھی پھر اسے حیض جاری ہو گیا اس پر تاخیر کی وجہ سے دم نہیں ہے فقہاء کی عبارتوں سے یہی مفہوم مراد ہے اسی طرح اگر ایام نحر دس کی صبح صادق سے بارہ کے دن غروب تک عورت حیض کے ساتھ رہی تو تاخیر کی وجہ سے دم نہیں ہے۔

• نفاس کا بھی یہی حکم ہے اگر ایام نحر کے دوران عورت سے بچہ کی ولادت ہوئی اور اس سے پہلے طواف کے کل یا چار چکر ادا کر سکتی تھی اس پر دم واجب ہے۔

• اگر ایام نحر سے پہلے عورت حیض یا نفاس والی ہو گئی تھی اور حیض یا نفاس کی مدت میں ایام نحر کے وقت تین دن سے کم دن رہ گئے تھے اور حیض یا نفاس والی عورت پاک ہو کر بارہ کے غروب سے پہلے طواف کر سکتی ہے مگر طے کردہ گاڑی والا کرایہ دار رکنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ اس کے ساتھ طے ہوا تھا کہ فلاں دن مکہ سے چلے جانا ہے تو وہ عورت سواری چھوڑ دے اور طواف زیارت کر کے جائے اور اگر سواری چھوڑنے میں قافلہ سے رہ جانے یا دوسری سواری نہ ملنے کا اندیشہ ہو اور اس میں مشقت ہو تو عورت حالت حیض اور نفاس میں طواف کر لے اور بدنہ ادا کر دے طواف ادا ہو جائے گا۔ (لباب المناسک)

• موجودہ دور میں حج اور عمرہ کا سفر ہوائی جہازوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے اور حج کے ایام میں خصوصاً حج سے واپسی پر سیٹیں کنفرم ہوتی ہیں اور پرائیویٹ ایجنسیوں کے ذریعہ جانے والے حجاج کرام گروپوں اور قافلوں کی صورت میں حج کرتے ہیں سیٹ کینسل کرانے اور متبادل حسب ضرورت سیٹ دلوانے میں تعاون نہیں کر سکتے اور سیٹ کینسل ہو جائے دوبارہ سیٹ ملنے میں کئی ہفتے لگ سکتے ہیں اور

تون کے لئے ہوٹلوں کے کرائے اور کھانے پینے کے اخراجات عام آدمی
رداشت نہیں کر سکتاان مشکلات میں اگر کسی خاتون کوایام نحر دس گیارہ بارہ میں
یض کا عارضہ لاحق ہو جائے اور وہ خاتون حیض کی حالت میں طواف کرلے اور
بدنہ) بڑے جانور کی قربانی ادا کردے احناف کے نزدیک یہ جائز ہے طواف
یارت اداہو جائے گااور وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی خواہ حرم
ں قربانی گھر آنے کے بعد ذبح کروائے یاانہی دنوں میں ذبح کروائے کیونکہ
ناف کے نزدیک طواف کے لئے حدث اور جنابت سے طہارت شرط نہیں ہے
لہ واجب ہے لہٰذا جنابت اور حدث میں کیا گیا طواف معتبر ہوگا۔الفقہ الاسلامی و
لتہ میں ہے "وَاِذَا اضْطَرَّتِ الْمَرْئَةُ اِضْطِرَارًا شَدِيْدًا لِمُغَادِرَةِ مَكَّةَ قَبْلَ
تِهَاءِ مُدَّةِ الْحَيْضِ اَوِ النِّفَاسِ وَ لَمْ تَكُنْ طَافَتْ طَوَافَ الْاِفَاضَةِ
تَغْتَسِلُ وَ تَسْتَدُّ الْحِفَاظَ الْمَوْضُوْعَ فِيْ اَسْفَلِ الْبَطْنِ شَدًّا مُحْكَمًا ثُمَّ
طُوْفُ بِالْبَيْتِ بَيْتًا طَوَافَ الْاِفَاضَةِ ثُمَّ تَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعًا
عَلَيْهَا ذَبْحُ بُدْنَةٍ (اِلٰى) ذَالِكَ تَقْلِيْدًا لِلْحَنَفِيَّةِ۔ الخ"(ص: ۲۲۲۲۔ جلد: ۳)
رجمہ۔اگر عورت مکہ مکرمہ چھوڑنے کے لئے شدید اضطرار میں ہو حیض اور نفاس
ی مدت ابھی ختم نہ ہو اور ابھی عورت نے طواف زیارت نہیں کیا ایسی عورت
سل کرلے اور پیٹ کے نیچے حفاظتی بیلٹ سخت باندھ لے تاکہ خون کا قطرہ نہ
رے پھر بیت اللہ کا سات چکروں کے ساتھ طواف کرلے اور پھر صفاء اور مروہ
کے سات چکروں کی سعی مکمل کرلے اس پر بدنہ واجب ہے احناف کی تقلید کرتے
وئے۔

ذکر کردہ عبارت میں اضطرار کی صورتوں میں سے ایک صورت ہوائی
ہازوں میں واپسی کی ٹکٹوں اور سیٹوں کے کنفرم ہونے کا ہے۔

• اگر اضطرار کی صورت نہ ہو مگر عورت طواف زیارت حیض یا نفاس کے ساتھ کرلے تب بھی اس کا طواف زیارت ادا ہو جائے گا اور عورت اپنے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔

طواف عمرہ کی جنایات: عمرہ میں طواف عمرہ کا رکن اور اہم فرض ہے اگر محرم عمرہ کا طواف چھوڑ دے اور اس کا اعادہ نہ کرے تو اس کا عمرہ ادا نہیں ہو گا جب تک طواف نہیں کرے گا محرم عمرہ کے احرام سے خارج نہیں ہو سکے گا مگر یہ کہ احصا کی صورت پیدا ہو جائے احصار کی صورتوں میں محرم حرم میں دم ذبح کروا کے عم کے احرام سے خارج ہو سکتا ہے یا پھر عمرہ کا ترک لازم ہو جائے یہ کہ عمرہ کے طواف سے پہلے یوم النحر دسویں ذی الحج کی صبح صادق سے پہلے حج کی وجہ سے جب عرفات کا وقوف شروع ہو جائے تو اب عمرہ کا طواف نہیں کیا جا سکتا لہٰذا عمرہ کا طواف ترک کر دیا جائے گا اور حرم کی حدود میں دم الرفض ذبح کروا دیا جائے گا او عمرہ قضا کیا جائے اور عمرہ میں احصار جس طرح کی دشمن یا مرض کی وجہ سے محر طواف نہ کر سکے۔

• اگر عمرہ کے طواف کے کل یا چار چکر یا کوئی ایک یا دو یا تین چکر جنابت او حیض اور نفاس کی حالت میں ادا کئے جائیں تو طواف ادا ہو جائے گا کیونکہ احناف کے نزدیک طواف کے لئے جنابت اور حیض اور نفاس سے طہارت شرط نہیں لیکن اکثر یا اقل دونوں صورتوں میں دم ادا کرنا واجب ہے اسی طرح عمرہ کے طواف میں بے وضو طواف کرنے میں اگرچہ ایک چکر بے وضو ادا کیا جائے دم واجب ہو گا۔ عمرہ کے طواف میں جنابت اور بے وضو ہونے اور کل یا اکثر چکر یا کم چکر وا کا ایک ہی حکم ہے کہ ہر صورت میں دم ادا کرنا ہو گا کیونکہ عمرہ کے طواف میں بد واجب نہیں ہو سکتا کیونکہ بدنہ کے وجوب کے لئے قرآن مجید یا حدیث شریف میں

حکم کا ہونا ضروری ہے اور حدیث میں صرف طواف زیارت کے لئے بدنہ کا حکم ہے۔ دوسرے کسی طواف کے لئے بدنہ کی قربانی کا حکم نہیں ہے اور عمرہ کے طواف میں صدقہ بھی نہیں ہے کیونکہ طواف عمرہ کا فرض ہے اور فرضیت کی وجہ سے صدقہ کا کفارہ مناسب نہیں لہٰذا ہر صورت میں دم واجب ہوگا۔ (لباب مناسک للامام السندھی رحمہ اللہ) مگر اعادہ کی صورت میں دم ساقط ہو جائے گا۔

مجبوری کی صورتوں کا حکم: مثلاً پاکستان سے خواتین عمرہ کے احرام میں داخل ہوتی ہیں کبھی حج تمتع کا حج کے مہینوں میں عمرہ کا احرام ہوتا ہے کبھی دوسرے مہینوں میں عمرہ کا احرام ہوتا ہے مگر عمرہ کے احرام سے پہلے یا احرام کے بعد لیکن طواف کرنے سے پہلے ان خواتین کو حیض یا نفاس کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور زائرین عمرہ کے لئے ٹریول ایجنسیوں کے شیڈول کی پابندی لازم ہوتی ہے اس لئے انہیں شیڈول کے مطابق مکہ مکرمہ پہنچ کر دوسرے یا تیسرے دن مدینہ منورہ جانا ہوتا ہے ایسی خواتین کے لئے بہتر یہ ہے کہ احرام میں داخل ہونے کے بعد اگر ممکن ہو تو مکہ مکرمہ ٹھہر جائیں اور حیض کے ختم ہونے کے بعد عمرہ کا طواف اور سعی کرلیں اور پورے کے برابر بال کٹا کے حلال ہو جائیں پھر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو جائیں اور اگر اس طرح کرنا مشکل ہو تو احرام کی حالت میں مدینہ منورہ چلی جائیں اور حیض ختم ہونے کے بعد سادہ پانی سے غسل کرلیں مسجد نبوی جا کر نمازیں شروع کر دیں لیکن احرام کی پابندیاں جاری رکھتے ہوئے اسی احرام کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ واپسی پر عمرہ ادا کر کے احرام سے خارج ہوں اس طرح احرام طویل ہو جائے گا اور یہ خواتین دوسرا عمرہ نہیں کر سکیں گی۔ تیسری صورت یہ ہے ایسی خواتین حالت حیض میں عمرہ کا طواف اور سعی کرلیں اور حلال ہو جائیں اور عمرہ کا طواف حالت حیض میں کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوگا بعد

میں جب چاہیں حرم میں دم ذبح کرادیں کیونکہ جنایت کا دم جنایت کے بعد ادا کیا جاسکتا ہے۔ عمرہ کر کے مدینہ منورہ چلی جائیں ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

• حج تمتع والے عازمین حج اگر ایام حج کے قریب مکہ مکرمہ پہنچیں اور عمرہ کے طواف کے دنوں میں خواتین حیض سے ہوں یا مدینہ منورہ جانے والے عازمین حج ذوالحلیفہ سے دوبارہ عمرہ کے احرام کے ساتھ حج کے قریب مکہ مکرمہ پہنچیں عرفات کے لئے روانگی سے پہلے حیض کی مدت ختم نہ ہوا گر خواتین وقوف عرفات شروع کرنے سے پہلے پاک ہو کر عمرہ کر سکتی ہیں تو عمرہ کر کے عرفات پہنچیں ورنہ ایسی خواتین عمرہ کا احرام ترک کردیں پورے کے برابر بال کٹا کے حلال ہو جائیں اور حج کا احرام باندھ لیں یہ کہ حج کے احرام کی نیت کر کے اور تلبیہ پڑھ کر حج کے احرام میں داخل ہو جائیں اور ترک عمرہ پر دم ادا کریں اور ایام تشریق کے بعد حل میں کسی جگہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ قضا کریں مسجد تنعیم جہاں سے سیدہ عائشہ نے عمرہ قضا کیا تھا افضل ہے۔ یا پھر عرفات کے لئے روانگی سے پہلے ایسی خواتین حالت حیض میں عمرہ ادا کرلیں اور دم ادا کریں اور حلال ہو جائیں دوبارہ حج کا احرام باندھ کر عرفات کے لئے روانہ ہو جائیں اور حج ادا کریں۔

• عمرہ کے احرام سے خروج عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے جس طرح احصار کی وجہ سے جائز ہے اسی طرح عمرہ کے طواف سے پہلے حج کے مناسک اور اعمال شروع ہو جانے کی وجہ سے بھی عمرہ کے احرام سے خروج جائز ہے اور حج کا پہلا عمل احرام کے بعد وقوف عرفات ہے اور صحیح یہ ہے کہ عرفات کی طرف روانگی بھی وقوف کے حکم میں ہے لہٰذا عرفات کی طرف روانگی کا آخری وقت نوذی الحج کی صبح تک ہے اگر حیض والی خاتون عرفات کی طرف روانہ ہونے کے وقت نوذی الحج کی صبح تک حیض ختم ہونے کے بعد عمرہ کا طواف کر سکتی ہے خواہ سعی نہ کر سکے

ں پر واجب ہے کہ عمرہ کا طواف کر کے عرفات کے لئے روانہ ہو اور اگر حیض کی
رت نو ذی الحج سے پہلے ختم نہیں ہوئی اس عورت کے لئے عمرہ کا احرام ترک کرنا
زم ہے حج کے عظیم رکن وقوف عرفات کے لئے روانہ ہونے کے بعد عمرہ کرنا
منوع ہو جاتا ہے بعض صورتوں میں عمرہ کے ترک کی نیت کرنی ہوتی ہے اور بعض
ورتوں میں نیت کے بغیر عمرہ یا حج کا احرام بلا نیت متروک ہو جاتا ہے۔ تفصیل
پنے اپنے ابواب میں ذکر کی گئی ہے۔ یہاں صورۃ مذکورہ میں وقوف شروع کرتے
ں عمرہ بغیر نیت مرتفع ہو جائے گا۔ دونوں صورتوں میں عمرہ کا ترک ارادہ سے ہو یا
مرہ خود ختم ہو جائے یعنی رفض اور ارتفاض دونوں صورتوں میں دم واجب ہو گا اور
مرہ کی قضا بھی واجب ہے۔

لط فہمی کا ازالہ: عمرہ کے احرام کا ترک بلا وجہ جائز نہیں بلکہ شرعی مجبوری کے
یر ترک ہوتا ہی نہیں ہے مثلاً احصار یا رفض اور ترک کی صورتوں کے علاوہ اگر
ئی شخص احرام کے کپڑے اتار دے سر کا حلق یا قصر کرالے یا عمرہ کے ترک کے
ادہ سے احرام کے ممنوعات کا ارتکاب شروع کر دے اس شخص کا احرام سے
روج نہیں ہو گا لہٰذا مدینہ منورہ جانے والی خواتین کے لئے حیض کی وجہ سے عمرہ کا
رک متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ مدینہ منورہ جانے کا عذر عمرہ کے رفض اور ترک
کے لئے معتبر نہیں ہے مگر عمرہ کے طواف سے پہلے وقوف عرفات کا شروع ہونا
مرہ کے ترک کا عذر شرعاً معتبر ہے اس لئے اس صورت میں عمرہ ترک کیا جائے۔

رفض اور ترک کی صورتوں میں دم جنایات کے دم کی طرح دم جبر اور کفارہ
زم ہوتا ہے ترک عمرہ کے بعد کسی وقت بھی دم دیا جا سکتا ہے اور حیض اور نفاس
ں مجبوریوں کا دم جنایت کے دم کی طرح مجبوری کے ارتکاب کے بعد کسی وقت
یا جا سکتا ہے لہٰذا حیض اور نفاس میں طواف کرنے کا دم یا حیض کی وجہ سے عمرہ کے

ترک کا دم ارتکاب کے بعد فوراً یا بعد میں دیا جا سکتا ہے۔

نجس کپڑوں یا نجس بدن کے ساتھ طواف کرنے کا حکم: احناف کے نزدیک طواف کے لئے کپڑوں اور بدن کی طہارت نہ شرط ہے اور نہ ہی واجب بلکہ مستحب ہے لہٰذا طواف فرض ہو جیسے طواف زیارت یا طواف عمرہ یا واجب ہو جیسے طواف وداع یا سنت ہو جیسے طواف قدوم یا نفل ہو جیسے طواف تحیہ سب طواف نجس کپڑوں کے ساتھ ادا ہو جائیں گے مگر نجاست غلیظہ درہم سے زائد کپڑوں یا بدن پر لگی ہو تو طواف مکروہ ہے مگر اس پر نہ دم واجب ہے اور نہ صدقہ۔(ارشادالساری)

بے لباس عریاں طواف کرنے کا حکم: اگر طواف زیارت یا وداع کرنے والے کا ستر اتنا ننگا ہے جس کے ساتھ نماز نہیں ہوتی یعنی عضو غلیظ کا چوتھا حصہ یا زائد ننگا ہے تو اس شخص کا طواف تو ادا ہو جائے گا مگر اس پر دم لازم ہے اور اگر ربع عضو سے کم ننگا ہے تو دم واجب نہیں ہے۔ اور نفلی طواف کشف عورت کے ساتھ کیا گیا تو نہ دم واجب ہے نہ صدقہ۔ (ارشادالساری)

- طواف فرض اور واجب اور نفل اگر ایسے طریقہ پر ادا کیا جائے کہ اس طواف میں نقصان ہو تو اس میں کفارہ ہے خواہ دم کفارہ ہو یا صدقہ اور اگر اس طواف کا اعادہ صحیح طریقہ پر کر لیا جائے تو کفارہ ساقط ہو جاتا ہے جب تک وہ شخص مکہ میں ہے اس کے لئے اعادہ افضل ہے اور اگر وہ شخص واپس گھر آگیا اور اس طواف کا اعادہ نہیں کیا اگر طواف زیارت جنابت یا حدث میں کیا گیا تھا تو دوبارہ جا کر اعادہ کرنا واجب ہے یا پھر اس کا کفارہ ادا کر دے اور دوسرے طوافوں میں دوبارہ جا کر اعادہ کرنا افضل ہے واجب نہیں ہے۔
- ہر وہ طواف جس کے کل چکروں میں دم ہے اس کے اکثر میں بھی دم ہے مگر اس کے اقل میں صدقہ ہے اور طواف عمرہ میں اس کے قلیل اور کثیر میں دم

اجب ہوتا ہے۔ (ارشاد الساری)

واف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا حکم: ہر طواف کے بعد دو رکعت پڑھنا اجب ہے دو رکعت واجب الطواف کے لئے حرم یا مطاف میں مخصوص جگہ شرط ہیں بلکہ یہ نوافل اگر حرم میں ادا نہ ہو سکیں یا حج کے ایام میں ادا نہ ہو سکیں تو کسی بلکہ اور کسی مقام پر پڑھی جا سکتی ہیں مگر تاخیر مکروہ ہے بہتر یہ ہے کہ یہ دو رکعت مطاف میں مقام ابراہیم کے قریب ادا کی جائیں اگر وہاں بھیڑ ہو تو مطاف کے کسی صہ میں پڑھ لی جائیں اگر مطاف طواف کرنے والوں سے بھرا ہوا ہے تو سقف سجد یا اس کے کسی فلور پر پڑھ لی جائیں یہ نوافل ساقط نہیں ہوتے مرنے سے پہلے ی جگہ بھی پڑھنا ضروری ہیں مگر ان کے ترک میں کوئی کفارہ واجب نہیں ہے اور ر دوسرا آدمی ترک کنندہ کی طرف سے یہ دو رکعت پڑھ سکتا ہے۔

فا اور مروہ کے درمیان سعی میں جنایات کا حکم: اگر کسی شخص نے سعی کے چار یا چار سے زیادہ چکر چھوڑ دیئے اس پر دم واجب ہے مگر اس کا حج تام ہے دم سے نقصان پورا ہو جائے گا اور اگر تین یا تین سے کم چکر ترک کر دیئے ہر چکر میں صدقہ ہے۔

● اگر عذر کی وجہ سے سعی ترک کر دی تو دم یا صدقہ واجب نہیں ہے سعی کے چکروں میں طواف کی طرح موالات اور تسلسل یہ کہ ایک چکر کے بعد فوراً دوسرا چکر ضروری نہیں ہے لہٰذا طواف یا سعی میں آدمی تھک جائے تو وقفہ کر سکتا ہے بلکہ گر سعی کا ایک چکر ایک دن اور دوسرا چکر دوسرے دن کرے اسی طرح سات نوں میں سات چکر مکمل کرے تو بھی سعی ادا ہو جائے گی اور ایک چکر کے دوران ھی تسلسل ضروری نہیں ہے درمیان میں وقفہ ہو سکتا ہے۔

● اگر سعی کے چار یا چار سے زیادہ چکر سواری یا چارپائی یا ویل چیئر پر بغیر عذر

کے کئے جائیں تو دم لازم ہے اور تین یا تین سے کم میں ہر چکر میں صدقہ واجب ہے اگر کوئی عذر ہے جیسے آدمی بیمار اور بوڑھا اور مفلوج ہو تو کوئی دم نہیں ہے۔

- آج کل بعض لوگ اچھے خاصے صحت مند ہلکی سی تکلیف کی وجہ سے بھی ویل چیئر کا استعمال کرتے نظر آتے ہیں ان پر دم واجب ہو جائے گا ویل چیئر پر سعی اس وقت جائز ہے جب انسان پیدل چلنے سے عاجز ہو۔ تھک جانا عذر نہیں ہے اگر تھکن ہو تو وقفہ وقفہ سے سعی کے چکر ادا کئے جائیں مگر ویل چیئر کا سہارا نہ لیا جائے نہایت کمزور بوڑھے اور مفلوج لوگ ویل چیئر کا استعمال کر سکتے ہیں۔ (مفتی رفیق)
- اگر طواف عمرہ سے پہلے سعی کی جائے اس سعی کا کوئی اعتبار نہیں ہے دوبارہ طواف کے بعد سعی کی جائے اگر اعادہ نہیں کیا گیا تو دم واجب ہے۔
- طواف زیارت کے بعد سعی میں احرام کا ہونا شرط نہیں ہے اس لئے طواف زیارت کی سعی میں احرام نہیں ہوتا بلکہ عدم احرام مسنون ہے اور عمرہ میں حلق سے پہلے سعی کرنے میں احرام واجب ہے اور احرام کے ترک میں دم واجب ہو گا مگر احرام شرط نہیں ہے کہ احرام کے نہ ہونے سے سعی معتبر نہ ہو بلکہ واجب ہے لہٰذا اگر کوئی شخص طواف کر کے حلق کروالے اور بغیر احرام کے عمرہ کی سعی کرلے تو سعی ادا ہو جائے گی اور دم واجب ہو گا اور اگر سعی ترک کر کے میقات سے خارج ہو جائے اپنے گھر یا راستہ سے واپس آکر اعادہ کرنا چاہتا ہے تو حرم کی حدود میں داخل ہونے کی وجہ سے دوبارہ احرام باندھے اور اگر مواقیت یا حرم سے خارج نہیں ہوا تو بغیر احرام کے سعی کا اعادہ کر سکتا ہے اگر اعادہ کر لیا تو دم ساقط ہو جائے گا مگر عمرہ کی سعی میں اگر حلق کروالیا تھا تو سعی سے پہلے حلق کروانے کی وجہ سے دم واجب ہو جائے گا۔
- معلوم ہوا اگر کوئی شخص طواف زیارت کے بعد سعی نہیں کر سکا اور اس نے

و بارہ دوسرے سال جانے پر سعی قضا کرلی تو دم ساقط ہو جائے گا مگر حلق کے بعد
نے کی وجہ سے دم واجب ہو گا۔● اگر حج کی سعی طواف قدوم یا نفلی طواف کے
بعد کرلی جائے تو سعی میں احرام واجب ہوتا ہے۔

مواقیت سے خارج آدمی جب حدود حرم میں دخول کی وجہ سے جدید احرام
کے ساتھ داخل ہو گا اگر عمرہ کے لئے احرام باندھا تو پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے
پھر سعی کی قضا کرے اور اگر جدید احرام حج کے لئے باندھا تھا تو پہلے طواف قدوم
ادا کرے اور اس کے بعد سعی کی قضا کرے۔

سعی کی تاخیر اگر کئی سالوں تک بھی ہو جائے تب بھی تاخیر کی وجہ سے دم
نہیں ہے عمرہ اور حج دونوں کی سعی کا ایک حکم ہے۔

طواف زیارت کے بعد سعی سے پہلے اگر کسی شخص نے بیوی کے ساتھ
مباشرت کرلی تو اس کے لئے کوئی کفارہ نہیں ہے کیونکہ حلق اور طواف زیارت
سے احرام ختم ہو چکا ہے۔

اگر عمرہ میں سعی سے پہلے حلق کروالیا گیا ہے اور سعی چھوڑ دی گئی ہے
مواقیت سے خارج نہ ہونے والے آدمی نے بغیر احرام جدید کے سعی کا اعادہ کرلیا تو
سعی کے ترک کا دم ساقط ہو جائے گا لیکن حلق کے بعد سعی ہونے کا دم واجب
ہو گا اعادہ اور عدم اعادہ دونوں صورتوں میں حلق کی وجہ سے دم لازم آئے گا سعی
کے اعادہ کے بعد ترک سعی کا دم ساقط ہو جائے گا پھر حلق کے اعادہ کی ضرورت
نہیں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے عمرہ کی سعی سے پہلے مسجد تنعیم سے دوسرے عمرہ
کا احرام باندھ لیا پہلے دوسرا عمرہ کرے پھر سابق عمرہ کی سعی قضا کرے اور
دوسرے عمرہ کی وجہ سے حلق کروائے مگر دو عمروں کو جمع کرنے پر دم واجب ہو گا
اور پہلے عمرہ کا حلق دوسرے عمرہ کے احرام سے پہلے نہ کرنے کا بھی دم واجب ہو گا

• اگر حج تمتع والا شخص طوافِ زیارت کی سعی طواف زیارت سے پہلے کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے مگر اس کے لئے پہلے حج کا احرام باندھے اضطباع اور رمل کے ساتھ نفلی طواف ادا کرے اس کے بعد سعی کر لے تو طواف زیارت کی سعی دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ حج میں ایک مرتبہ سعی واجب ہے طواف قدوم کے بعد ہو یا طواف زیارت کے بعد ہو جب حج تمتع والے شخص کے لئے طواف قدوم کرنا سنت نہیں ہے اس کے لئے طواف قدوم کی طرح کا نفلی طواف جس میں حج کا احرام اور اضطباع اور رمل ہو طواف قدوم کے قائم مقام ہو جائے گا اور اس کے بعد سعی شرعاً معتبر ہو گی اور طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی لہٰذا اگر کوئی شخص حج کے احرام کے بغیر نفلی طواف کرے اور اس کے بعد سعی کرے اس سعی کا شرعاً اعتبار نہیں ہو گا کیونکہ ایسا نفلی طواف طواف قدوم کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ لباب المناسک میں ہے "وَلَوْ اَرَادَ تَقْدِيْمَ السَّعْيِ تَنَفَّلَ بِطَوَافٍ وَاضْطَبَعَ وَرَمَلَ فِيْهِ ثُمَّ سَعٰى بَعْدَهٗ ثُمَّ رَاحَ اِلٰى عَرَفَاتٍ" (ارشادالساری۔ ص: ۳۳۰)

ترجمہ۔ اور اگر حج تمتع والا شخص سعی کی تقدیم کا ارادہ کرتا ہے نفلی طواف کرے اور اس میں اضطباع اور رمل کرے پھر اس کے بعد سعی کرے پھر عرفات کے لئے روانہ ہو جائے۔

• یاد رہے طواف تو نفلی اور واجب اور فرض ہوتا ہے مگر سعی صرف واجب ہوتی ہے نہ فرض ہے اور نفلی اگر کوئی شخص بغیر احرام نفلی طواف کے بعد سعی کرے گا اسے طواف کا ثواب ملے گا مگر سعی کا ثواب نہیں ملے گا صرف مشقت ہی مشقت ہے اور واجب سعی ہر حج میں صرف ایک دفعہ ہوتی ہے۔ افراد اور قران اور حج تمتع میں حج کی وجہ سے سعی ایک ہی ہوتی ہے حج قران میں ایک سعی عمرہ کی ہوتی

ے دوسری سعی حج کی ہوتی ہے اگر عمرہ ادا کرنے کے بعد قارن طواف قدوم کے
د سعی کر لے تو طواف زیارت کے بعد دوبارہ اسے سعی کرنے کی ضرورت نہیں
نکہ حج میں ایک سعی کا ہونا ضروری ہے اور حج میں دخول بغیر احرام کے نہیں ہوتا
ذا بغیر احرام کے نفلی طواف حج کا طواف نہیں کہلائے گا اور اس کے بعد سعی بھی
ج کی سعی نہیں کہلائے گی اور طواف زیارت چونکہ حج کے اعمال سے ایک فرض
ل ہے اگرچہ محرم حلق سے حلال ہو جاتا ہے مگر طواف زیارت کے ادا کرنے
ت عورتوں کے حق میں وہ محرم رہتا ہے لہٰذا طواف زیارت احرام کی حالت میں
وتا ہے اور حج کا عمل ہے اور اس کے بعد سعی اگرچہ بغیر احرام کے ہوتی ہے وہ حج
ی سعی کہلائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (محمد رفیق حسنی)

رفات میں وقوف کی جنایات کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

مزدلفہ میں وقوف کی جنایات: ہمارے نزدیک دس ذی الحج کی صبح صادق کے
عد مزدلفہ میں وقوف واجب ہے اور مزدلفہ میں جاکر مغرب اور عشاء کی نمازیں
مع کر کے پڑھنا بھی واجب ہے مگر مزدلفہ پہنچنے سے پہلے صبح صادق ہو جانے کا
وف ہو تو نمازیں راستہ میں پڑھ لی جائیں قضا کرنا جائز نہیں ہے۔

• اگر صبح صادق کے بعد مزدلفہ کا وقوف اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ عذر
ی وجہ سے نہ ہو سکے یہ کہ کوئی شخص مریض ہو جائے یا کوئی شخص نہایت کمزور یا
وڑھا ہو مزدلفہ جانے میں اُسے شدید مشقت کا اندیشہ ہو یا عورت اژدہام اور
وگوں کے رش سے خوف زدہ ہو ایسے عوارض کی وجہ سے مزدلفہ کے وقوف کے
رک میں نہ صدقہ واجب ہے اور نہ دم واجب ہے اور اگر بلا عذر مزدلفہ کا وقوف
چھوڑ دیا جائے تو دم واجب ہے۔

• مزدلفہ میں ساری رات یا اکثر رات رہنا سنت ہے اس کے ترک میں کوئی

کفارہ واجب نہیں ہے۔

• اگر دشمن کے خوف کی وجہ سے مزدلفہ کا وقوف نہ ہو تو دم واجب ہے کیونکہ احصار مخلوق کی جانب سے عذر ہے خالق کی جانب سے عذر نہیں اس لئے دم ساقط نہیں ہو گا بدائع الصنائع میں ہے اگر وقوف عرفات کے بعد دشمن کی وجہ سے رکاوٹ اور احصار پیدا ہو جائے حتّٰی کہ ایام نحر گذر جائیں پھر احصار ختم ہو تو محرم پر مزدلفہ کے وقوف کے ترک اور رمی کے ترک اور طواف زیارت کی ایام نحر سے تاخیر کی وجہ سے تین دم واجب ہوں گے کیونکہ احصار اکراہ کی طرح ہے اور اکراہ دم کے سقوط میں عذر نہیں ہے لہٰذا احصار بھی دم کے سقوط میں عذر نہیں ہو گا حتّٰی کہ اکراہ کی وجہ سے اگر احرام کے کسی محظور کا ارتکاب کیا جائے تو اس جنایت میں کفارہ کا عین واجب ہو گا جس کا وجوب ہوا ہے دم ہو یا صدقہ روزوں اور دم میں سے کسی ایک کا اختیار نہیں ہو گا کیونکہ یہ اختیار اس وقت ہوتا ہے جب عذر اللہ تعالٰی کی طرف سے ہو۔ (ارشاد الساری)

ذبح میں جنایت کا حکم: عمرہ اور حج قران اور تمتع میں جو دم محرم پر جنایت یا حج قران اور تمتع میں تشکر کی وجہ سے دم واجب ہوتے ہیں ان کا حرم کی حدود میں ذبح کرانا واجب ہے اگر حرم کی حدود سے خارج ذبح کئے گئے تو محرم کو دوسرا دم حرم کی حدود میں ذبح کرانا لازم ہے جب تک حج قران اور تمتع کا دمِ تشکر حرم میں ذبح نہیں ہو گا اس وقت تک حلق جائز نہیں ہو گا اور جب تک جنایت کا دم حرم میں ذبح نہیں ہو گا اس وقت تک کفارہ ادا نہیں ہو گا۔ (لباب المناسک)

• حج قران اور تمتع کا دم ذبح کرنے کا وقت ایام نحر ہے اگر محرم نے ایام نحر سے تمتع اور قران کا دم مؤخر کر دیا تو اُس پر دوسرا دم بھی واجب ہو جائے گا کیونکہ امام اعظم کے نزدیک ایام نحر میں ہی قربانی کرنا واجب ہے مگر صاحبین کے نزدیک حج

ی وجہ سے واجب قربانی ایام نحر میں سنت ہے تاخیر کی وجہ سے دم واجب نہیں
ہو گا۔اسی طرح قارن اور متمتع کے لئے امام اعظم کے نزدیک رمی اور ذبح اور حلق
یں ترتیب واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک سنت ہے اور مفرد بالحج کے لئے
رمی اور حلق میں ترتیب واجب ہے اور حج افراد میں قربانی واجب نہیں ہوتی۔

حلق کی جنایت کا حکم: حلق یا قصر حرم کی حدود کے اندر کرنا واجب ہے اگر حرم
کی حدود سے باہر حلق یا قصر کیا گیا تو دم واجب ہو گا اور حج کی وجہ سے حلق یا قصر کا
ایام نحر میں ہونا بھی واجب ہے اگر ایام نحر سے حلق یا قصر مؤخر کیا گیا تو امام اعظم
کے نزدیک دم واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک ایام نحر کا وقت سنت ہے لہٰذا
تاخیر میں کوئی کفارہ نہیں ہے۔

ترتیب کاذکر: حج افراد میں جمرہ عقبہ کی رمی اور حلق میں ترتیب واجب ہے کیونکہ
حج افراد میں قربانی واجب نہیں ہوتی اگر کسی شخص نے حلق رمی سے پہلے کر لیا تو دم
جنایت واجب ہو جائے گا اور حج تمتع اور قران میں دس ذی الحج کے دن پہلے جمرہ
عقبہ کی رمی پھر قربانی اور پھر حلق یا قصر ہے اور یہ ترتیب امام اعظم کے نزدیک
واجب ہے اور خلاف ترتیب عمل کرنے میں دم واجب ہو جاتا ہے اور صاحبین کے
نزدیک مذکورہ امور میں ترتیب سنت ہے خلاف ترتیب عمل کرنے میں کوئی کفارہ
نہیں ہے۔ طواف زیارت مذکورہ امور سے پہلے اور درمیان میں بھی ہو سکتا ہے اور
تین دن ایام نحر کے آخر تک ہو سکتا ہے طواف زیارت اور مذکورہ امور میں ترتیب
واجب نہیں ہے۔ تقدیم اور تاخیر کی متعدد صورتوں میں ایک ہی دم واجب ہو گا
ابن ہمام کی یہی تحقیق ہے کہ ایک دم واجب ہو گا۔

سلے ہوئے کپڑے استعمال کرنے کی جنایات: ہر لبس (پہننے) کی وہ کیفیت
جس کو پورے جسم یا جسم کے عضو کا لباس کہا جائے احرام کی حالت میں ممنوع ہے

خواہ سلے ہوئے کپڑوں سے ہو یا مشینوں سے بغیر سلائی کے کسی عضو یا بدن پر پہننے کے لئے کپڑا بنایا گیا ہو جیسے مردوں کے لئے جرابیں اور انڈر ویئر وغیرہ جن میں سلائی نہیں ہوتی مگر ان کے پہننے کو لبس کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے جرابیں پہنی ہوئی یا انڈر ویئر پہنا ہوا ہے۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ انڈر ویئر باندھا ہوا ہے۔ ہاں پلستر اور پٹی کو باندھا ہوا کہا جاتا ہے، پہنا ہوا نہیں کہا جاتا۔ احرام میں لباس ممنوع ہے خواہ جسم کا ہو یا کسی عضو کا، پٹی ممنوع نہیں مگر سر اور چہرہ پر جیسا کہ ذکر ہو گا۔ لہٰذا ان کا پہننا ممنوع ہے اور چہرہ اور سر کے علاوہ جسم پر پٹی باندھنا جائز ہے کیونکہ اس کو لبس نہیں کہا جاتا محرم کے لئے لباس بننے والی چیزیں عادت کے مطابق پہننا منع ہے۔ (ارشاد)

• لہٰذا مردوں کے لیے سلے ہوئے کپڑے قمیص، شرٹ، جیکٹ، جرسی بنیان، شلوار، پتلون، انڈر ویئر، نیکر، عمامہ، ٹوپی، دستانے، جرابیں، موزے، ایسے جوتے جن سے قدم کی پشت کی ہڈی چھپ جائے جیسے مکیشی یا بوٹ ہوتے ہیں جس سے پیر کی پشت چھپ جاتی ہے، پہننا منع ہیں اگر مذکورہ اشیاء میں سے محرم سب چیزیں پہن لے یا صرف کوئی ایک چیز استعمال کرے ایک دن یعنی بارہ گھنٹے پہنے یا کئی دن مسلسل پہنے یعنی بارہ گھنٹے یا اس سے زائد مسلسل پہنے، اس جنایت میں ایک دم واجب ہو جائے گا اگر سلا ہوا لباس استعمال کرنے میں عذر نہ ہو تو صرف دم متعین ہے اگر عذر ہو مثلاً سردی گرمی، بخار کی وجہ سے بارہ گھنٹے یا زائد وقت تک کسی علت اور سبب کی وجہ سے لباس پہنا تو دم یا چھ مسکینوں کو بارہ کلو نو سو گرام گندم میں سے ہر ایک مسکین کو دو کلو ایک سو پچاس گرام کا صدقہ یا تین روزے رکھنے کا اختیار ہے۔ اگر بارہ گھنٹے سے کم وقت میں مذکورہ اشیاء میں سے کوئی چیز پہن رکھی یا سلا ہوا لباس پہنا لیکن ایک گھنٹہ سے زائد پہنا عذر نہ ہونے کی صورت میں صرف دو کلو ایک سو پچاس گرام گندم کا صدقہ واجب ہے اگر عذر

ہے تو دو کلو ایک سو پچاس گرام گندم کے صدقہ کرنے یا ایک دن کے روزہ رکھنے
میں اختیار ہے اور مذکورہ اشیاء میں سے کوئی چیز ایک گھنٹہ سے کم پہننے میں ایک مٹھی
گندم کی مقدار صدقہ کرنا لازم ہے اگر سلے ہوئے کپڑے پہننے کے دو سبب ہوں
ایک کپڑا ضرورت کی وجہ سے پہنا اور دوسرا بلا ضرورت تو دو کفارے ادا کرنا ہوں
گے ایک اختیاری اور ایک لازم۔

• مرد نے سارے سر یا چہرے کو یا دونوں کو یا سر اور چہرے کے چوتھے حصہ یا
زائد کو یا عورت نے سارے چہرے کو یا چوتھے حصے یا زائد کو بارہ گھنٹے یا اس سے زائد
وقت کے لئے سلے ہوئے کپڑے یا بغیر سلے ہوئے کپڑے کے ساتھ چھپایا جیسے
سکارف یا پٹی وغیرہ سے بلا عذر چھپائے رکھا تو دم واجب ہوگا اور بارہ گھنٹے سے کم
چھپائے رکھا تو دو کلو ایک سو پچاس گرام گندم کا صدقہ واجب ہوگا۔ چونکہ عورت
کے لئے صرف چہرہ اور مرد کے لئے چہرہ اور سر کا کشف احرام کی حالت میں
ضروری ہے یہ کہ چہرہ اور سر کو کپڑا نہ چھوئے اور چہرہ اور سر کو متصل کپڑے
وغیرہ کے ساتھ چھپانا منع ہے لہٰذا سر اور چہرہ پر پٹی باندھنا یا پلستر کرنا یا سنی پلاسٹ
لگانا منع ہے جبکہ چہرہ اور سر کے علاوہ دوسرے بدن کو کپڑے سے چھپانا منع نہیں
ہے لہٰذا دوسرے بدن پر پٹی باندھنا جائز ہے اور چہرہ اور سر کو چھتری وغیرہ
سے سایہ دینا منع نہیں ہے کیونکہ چھتری وغیرہ سر کے ساتھ متصل نہیں ہوتے
اور پیروں پر پٹی باندھنے یا سنی پلاسٹ لگانے سے بھی کوئی جزاء واجب نہیں ہے۔

• اگر عذر کی وجہ سے سارے سر یا چہرے پر پٹی باندھی یا چھپایا یا چوتھے حصے یا
زائد پر بارہ گھنٹے یا زائد کے لئے پٹی باندھی یا چھپایا تو دم یا بارہ کلو نو سو گرام گندم کا
صدقہ یا تین روزوں میں سے کسی ایک کفارہ کا اختیار ہے اور اگر بارہ گھنٹے یا زائد
چوتھے حصے سے کم یا چوتھے حصے یا زائد پر مگر بارہ گھنٹے سے کم کے لئے پٹی باندھی تو

صدقہ یا ایک دن کے روزہ میں سے ایک واجب ہوگا اور بدن کے دیگر اعضاء پر عذر کی وجہ سے پٹی باندھنے میں کوئی چیز واجب نہیں ہوگی کیونکہ پٹی کسی عضو کا لباس نہیں کہلاتا لباس منع ہے اور دوسرے اعضاء کا غیر لباس سے چھپانا منع نہیں ہے لیکن بلا عذر پٹی باندھنے میں کراہت ہے کیونکہ لباس کے مشابہ ہے لیکن اس میں کفارہ نہیں ہے۔ (ارشاد الساری) اگر احرام میں مرد نے بارہ گھنٹہ یا زائد ایسا جوتا پہنا جس سے پیر کی پشت پر اٹھی ہوئی ہڈی چھپ جاتی ہے یا موزہ یا جرابیں پہنیں تو دم واجب ہوگا اور اس سے کم وقت کے لئے صدقہ واجب ہوگا اگر ہاتھوں پر دستانے بارہ گھنٹے یا زائد پہنے تو دم واجب ہوگا اور کم میں صدقہ واجب ہوگا کیونکہ جرابیں اور دستانے ہاتھوں اور پیروں کا لباس نہیں اگرچہ پیروں اور ہاتھوں کو کپڑے سے چھپانا جائز ہے مگر لباس منع ہے اور ہاتھوں اور پیروں پر پٹی باندھنے میں کفارہ واجب نہیں۔ پیشاب کے قطروں یا ہرنیوں کے مریض ضرورت کی جگہ بیلٹ یا پٹی باندھ لیں تو کوئی کفارہ نہیں ہے اور اگر انڈر ویئر پہن لیں تو ان کو معذور والا کفارہ دینا ہوگا کیونکہ انڈر ویئر عضو کا لباس ہے اور بیلٹ اور پٹی لباس نہیں ہے۔

• اگر مرد نے سر پر کپڑوں کی گٹھڑی اٹھائی جس سے اس کا ارادہ سر کو ڈھانپنے کا ہو اور عادۃً ایسا ہوتا بھی ہو تو ایک دن یا ایک رات یا زائد کے لئے دم واجب ہوگا اور کم وقت کے لئے صدقہ واجب ہوگا۔ دیگچہ، پتیلا، ٹوکری سر پر اٹھانے سے کوئی چیز واجب نہیں ہوتی۔

• اگرچہ ایک محرم کے لئے جائز نہیں ہے کہ دوسرے محرم کو خوشبو لگائے یا سلے ہوئے کپڑے پہنائے لیکن خلاف قیاس پہنانے والے پر کوئی چیز واجب نہیں ہے مگر جس محرم کو خوشبو لگائی گئی ہے یا سلے ہوئے کپڑے پہنائے گئے ہیں اس کو جزاء جس کی تفصیل قارئین پڑھ چکے ہیں، واجب ہوگی۔

ل اور ناخن اتارنے کی جنایات:

سارے سر یا چوتھے حصہ یا زائد سر کے بال حلق (مونڈنے) سے، جلانے
سے ،اکھیڑنے سے کاٹنے سے دور کئے جائیں اور عذر نہ ہو تو دم واجب ہو گا۔ اگر
ذر ہو تو دم یا بارہ کلو نو سو گرام گندم کا صدقہ یا اس کی قیمت چھ مسکینوں کو برابر
ابر دینی ہو گی یا چھ مسکینوں کو صبح اور شام کا کھانا دینا یا تین روزے رکھنا ہوں
گے۔ مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

اگر محرم کے سر کے چوتھے حصہ سے کم بال زائل کئے گئے بغیر عذر کی
ورت میں صدقہ اور عذر کی صورت میں صدقہ یا ایک دن کا روزہ واجب ہو گا۔

احرام میں پوری داڑھی یا داڑھی کا چوتھا حصہ یا زائد بلاعذر منڈوانے،
زوانے، جلانے میں دم واجب ہے اور اگر عذر کی وجہ سے ہوں تو ان میں مذکورہ
تین امور میں اختیار ہے۔

احرام میں دونوں بغل کے بال لینے میں یا ایک بغل کے پورے بال لینے میں
م واجب ہے ایک یا دونوں بغل سے بعض بعض حصہ سے بال لینے میں صرف
دقہ واجب ہے ساری مونچھیں یا بعض کے لینے میں صدقہ واجب ہے۔

احرام میں زیر ناف پورے بال لینے میں دم واجب ہے اور بعض حصہ کے
ل لینے میں صدقہ واجب ہے۔ بغل، مونچھیں اور زیر ناف بالوں میں کل اور
ض کا فرق ہے ان مواضع میں ربع کل کے حکم میں نہیں ہوتا۔

احرام میں پنڈلی، کلائی، سینہ اور دیگر اعضاء کے کل یا بعض بال لینے میں مختار
ل یہ ہے کہ صرف صدقہ واجب ہے۔

احرام میں بیماری کی وجہ سے یا محرم کے عمل کے بغیر بال گریں تو کوئی کفارہ
جب نہیں اگر کھجانے سے یا وضو کرنے کی وجہ سے بال گریں تو تین بال تک ہر

ایک بال میں مٹھی بھر آٹا یا گندم یا روٹی کا ٹکڑا یا کھجور کا ایک دانہ صدقہ کرنا واجب ہے اگر تین بالوں سے زائد گریں حتّٰی کہ سر یا داڑھی کے چوتھے حصہ سے کم تک بال گر جائیں تو ایک صدقہ واجب ہے اور اگر محرم کے اپنے عمل سے یا کسی دوسرے آدمی کے عمل سے سر یا داڑھی کے چوتھے حصے یا زائد یا کل بال گر جائیں تو دم واجب ہے۔

- ناک کے بالوں میں تین بالوں تک ہر بال میں مٹھی بھر گندم کا صدقہ ہے اور زیادہ میں پورا صدقہ ہے۔
- اگر ایک محرم حلق سے پہلے والے تمام افعال کر چکا ہے وہ اپنا اور دوسرے محرم کا حلق یا قصر اس وقت کر سکتا ہے جب دوسرے محرم نے بھی حلق یا قصر تک کے سارے افعال کر لئے ہوں لہٰذا عورت کا ایسا محرم یا شوہر عورت کے بال کاٹ سکتا ہے حلق کا وقت ہو جانے پر۔ (ارشاد)
- اگر محرم یا حلال نے دوسرے محرم کا حلق کا وقت ہو جانے سے پہلے چوتھے حصہ سے زائد حلق کر دیا تو محلوق پر دم واجب ہے مگر حالق پر صرف صدقہ واجب ہے۔ اگر حالق غیر محرم ہو تو بھی حالق پر صدقہ واجب ہے۔ اگر محلوق مکرہ یا نائم تھا پھر بھی محلوق پر دم واجب ہے مگر دم کا تاوان حالق پر واجب ہو گا۔ اگر ایک مجلس میں سر، داڑھی، مونچھیں، زیر ناف بال، بغلیں وغیرہ کے بال مونڈ لے جائیں یا کاٹے جائیں تو سب کے لئے محرم پر صرف ایک دم واجب ہے۔
- اگر دونوں پیروں یا دونوں ہاتھوں یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے کل ناخن لے جائیں یا ان اعضاء سے ایک مجلس میں سارے ناخن لئے جائیں تو ایک دم واجب ہے اگر ایک ہاتھ یا ایک پیر سے یا ہر پیر سے اور ہاتھ سے چار چار انگلیوں کے یا اس سے کم انگلیوں کے ناخن لئے جائیں تو ہر ایک ناخن کا دو کلو ایک سو پچاس گرام

جوئیں مارنے کی جنایت: [illegible]
کے ٹکڑے کا صدقہ کرنا واجب ہے دو میں مٹھی بھر گندم تین اور تین سے زائد میں دو کلو ایک سو پچاس گرام گندم کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ کپڑے کو دھونے یا دھوپ میں ڈالنے سے غرض جوئیں مارنا ہوں تو دو کلو ایک سو پچاس گرام صدقہ کر دیں۔ اور اگر یہ ارادہ نہ ہو تو کوئی کفارہ نہیں ہے۔

- اگر کسی جانور حلال ہو یا حرام نے محرم پر حملہ کر دیا اور محرم نے اسے قتل کر دیا اس میں کوئی کفارہ نہیں اسی طرح بھیڑیے اور کتے اور چیل اور کوّے کے قتل کرنے میں کوئی کفارہ نہیں۔ سانپ، بچھو، چوہا، بلی موذیہ، چیونٹی، مچھر، مکھی، بھڑ وغیرہا کے قتل میں محرم پر احرام اور حرم کی وجہ سے کوئی کفارہ نہیں ہے۔
- حرم کی حدود میں خود پیدا ہونے والی تر گھاس، پودے، درخت جن کو کاشت کر کے پیدا کرنے کی عادت نہ ہو جیسے ببول کا درخت وغیرہا کے توڑنے میں کفارہ واجب ہے یعنی اس پودے یا درخت کی قیمت حلال اور محرم دونوں پر واجب ہے اور اس کی قیمت سے ہر فقیر کو بقدر دو کلو ایک سو پچاس گرام گندم کی قیمت یا خود گندم دی جائے اور خشک ہو جانے والے پودے اور درختوں اور کاشت کردہ گھاس اور درختوں اور کھوی (اذخر) میں کوئی کفارہ نہیں ہے۔ (ارشاد۔ ص: ۴۲۰)

طواف زیارت کی جنایات: طواف زیارت کے چار یا زائد یا کل چکر جنابت کی حالت میں یا حیض و نفاس کی حالت میں کئے جائیں اور پاک ہونے پر اعادہ نہ کیا جائے تو بدنہ (اونٹ یا گائے) کی قربانی واجب ہے مگر بغیر طہارت کیا گیا طواف

یا قصر کر کے حلال ہو جائے۔ طہارت کے ساتھ اعادہ کر لینے سے بدنہ ساقط ہو جاتا ہے اگر ناپاکی میں طواف زیارت کرنے والا شخص اعادہ نہ کر سکے تو کفارہ میں بدنہ دے کر حلال ہو سکتا ہے۔ مگر ایسا مجبوری کی حالت میں کرنا جائز ہے مثلاً عورت حیض اور نفاس کے ایام میں ہے اور اُسے انہی ایام میں وطن واپس آنا ضروری ہے تو وہ عورت طواف کر لے تو اسے گناہ نہ ہو گا ورنہ گناہ ہو گا۔

- اگر جنبی مرد یا عورت نے طواف کا بارہ ذی الحج کے غروب سے پہلے طہارت کے ساتھ اعادہ کر لیا تو کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر بارہ کے بعد اعادہ کیا تو وقت سے تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہے۔ مگر عورت پر عذر کی وجہ سے تاخیر میں کوئی کفارہ نہیں ہے۔ اگر طواف زیارت کے تین یا اس سے کم چکر جنابت یا حیض و نفاس کی حالت میں ادا کئے گئے تو ایک دم واجب ہے۔ اگر اعادہ وقت میں کر لیا گیا تو دم ساقط ہے لیکن عورت اور مرد کے لئے تین چکروں کی بارہ ذی الحج کے بعد بلا عذر تاخیر سے ہر چکر کا ایک صدقہ واجب ہے اگر عذر ہے تو کوئی کفارہ واجب نہیں ہے۔

- اگر طواف زیارت کے اکثر یا کل چکر بے وضو ہونے کی حالت میں ادا کئے گئے تو دم واجب ہے اگر اعادہ کر لیا گیا تو دم ساقط ہے۔ اگرچہ ایام نحر کے بعد اعادہ کیا گیا ہو کیونکہ یہاں پہلا بلا طہارت طواف معتبر ہے اگر تین یا کم چکر بے وضو ہونے کی حالت میں کئے گئے تو ہر چکر پر دو کلو ایک سو پچاس گرام گندم کا صدقہ

واجب ہے اور اگر طواف زیارت کے چار یا کل چکر چھوڑ دیئے گئے اور اس کے بعد طواف وداع یا نفلی طواف بھی نہیں کیا گیا تو مرنے سے پہلے لوٹ کر طواف زیارت ادا کرنا ضروری ہے ورنہ زوجین کے لئے ہمیشہ کے لئے مباشرت حرام ہو جائے گی اور حج بھی ادا نہیں ہو گا اور تارک پر وصیت لازم ہو گی۔ طواف زیارت حج کا رکن ہے اس کا کوئی بدل نہیں ہے نہ بدنہ اور نہ صدقہ نہ روزے بلکہ ادا کرنا ضروری ہے جیسے وقوف عرفات کا کوئی بدل نہیں ہے اگر طوافِ زیارت کے لئے واپس لوٹنے سے وہ شخص عاجز ہے وہ محصر ہے دم ذبح کروا کے حلال ہو سکتا ہے۔ تفصیل پہلے گذر چکی ہے اور اگر طواف زیارت کے تین یا تین سے کم چکر چھوٹ گئے تو دم واجب ہے طواف ادا ہو گیا اس لئے بیوی کے ساتھ مباشرت جائز ہو جائے گی۔ اگر بغیر عذر طواف زیارت کو ایام نحر سے مؤخر کیا گیا تو تاخیر کی وجہ سے دم واجب ہے۔ اگر طواف زیارت بغیر عذر آدمیوں کی اٹھائی ہوئی چار پائی پر یا سواری پر یا ننگے جسم کے ساتھ یا الٹے چکر حجر اسود سے الٹی طرف رکن یمانی کی طرف یا الٹے پاؤں یا حطیم کے اندر سے ادا کیا گیا تو دم واجب ہو گا اور اگر اعادہ کر لیا گیا تو دم ساقط ہو جائے گا اگر وہ شخص مواقیت سے خارج ہو جائے وہ نئے احرام کے ساتھ اعادہ ضرور کرے پہلے عمرہ کا طواف کرے پھر طواف زیارت کا اعادہ کرے۔ اور اگر ذکر کردہ امور میں عذر ہو مثلاً بیماری کی وجہ سے چار پائی پر طواف کیا یا کپڑوں کے نہ ملنے کی وجہ سے برہنہ طواف کیا تو اس میں دم واجب نہیں ہے اور نہ اعادہ ہے۔

بلا عذر سواری پر طواف زیارت کرنے پر بھی دم واجب ہے۔ یہ حکم چار یا کل چکروں کا ہے اگر تین یا تین سے کم چکر سواری پر کئے تو ہر چکر کے لئے صدقہ واجب ہے۔

طواف وداع کی جنایات: اگر طواف وداع کے چار یا کل چکر بلا عذر چھوڑ دئے یا جنابت کی حالت میں ادا کئے تو دم واجب ہے۔ اگر تین یا تین سے کم چکر چھوڑ دئے یا جنابت کی حالت میں کئے تو ہر چکر پر دو کلو ایک سو پچاس گرام گندم صدقہ کرنا واجب ہے اعادہ کر لینے کی صورت میں جزا ساقط ہو جائے گی اگر طواف وداع بے وضو ہونے کی حالت میں کیا جتنے چکر بے وضو ادا کئے ہر چکر پر دو کلو ایک سو پچاس گرام گندم صدقہ یا اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہے۔

• مسئلہ طواف وداع کر لینے کے بعد مکہ مکرمہ چھوڑنے سے پہلے دوبارہ نماز مسجد حرام میں نماز یا نفلی طواف کے لئے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

طواف قدوم کی جنایت: طواف قدوم سنت ہے اگر اس طواف میں کل یا اکثر چکر جنابت کے ساتھ ادا کئے جائیں تو ہر چکر کے لئے دو کلو ایک سو پچاس گرام صدقہ ہے اور بعض علماء نے فرمایا اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے اگر حدث کی حالت میں طواف قدوم کے کل چکر یا اکثر ادا کئے گئے تو ہر چکر کے لئے صدقہ ہے ایک قول یہ ہے کہ کوئی چیز واجب نہیں ہے اور تین اور تین سے کم چکر جنابت یا حدث میں ادا کرنے میں کوئی چیز واجب نہیں اگر طواف قدوم دوبارہ کر لیا جائے تو صدقہ ساقط ہو جائے گا اگر طواف قدوم چھوڑ دیا جائے تو کوئی کفارہ واجب نہیں ہے۔ (ارشاد الساری بحوالہ غایۃ البیان) ہر نفلی طواف کا حکم طواف قدوم کی طرح ہے۔

جمرات کو کنکریاں مارنے کی جنایات:

• تین دنوں کی رمی کے ترک پر بھی ایک دم واجب ہے۔ اور کسی ایک دن کی پوری رمی کے ترک میں بھی ایک دم واجب ہے۔ اور کل دنوں کے اکثر کے ترک میں (پہلے دن سات سے چار کنکریاں اور دوسرے دنوں میں اکیس سے گیارہ کنکریاں اکثر ہیں) کے ترک میں بھی ایک دم واجب ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے

نزدیک کسی ایک دن کی کل کنکریاں یا اکثر کنکریاں ترک کر کے دوسرے دن تک
موٴخر کرنے کی صورت میں ایک دم واجب ہے۔

• کسی ایک دن یا ہر دن کی اقل کنکریوں کے ترک میں (پہلے دن میں تین اور
دوسرے دنوں میں دس دس کنکریاں اقل ہیں) یا ایک دن کی اقل کنکریاں
دوسرے دن تک موٴخر کرنے میں یا ہر دن کی اقل کے ترک میں ہر کنکری کے
لئے ایک صدقہ واجب ہوگا۔

• اگر کنکریاں مارنے کا ترک کرنا یا کنکریاں مارنا موٴخر کرنا کسی آسمانی عذر کی
وجہ سے ہے تو دیگر واجبات کے ترک کی طرح یہاں بھی نہ دم واجب ہوگا اور نہ
ہی صدقہ۔ امام اعظم کے نزدیک ایک دن کی کل کنکریاں دوسرے دن زوال سے
پہلے قضا کرنا لازم ہے اور تاخیر کی وجہ سے دم بھی واجب ہے مگر صاحبین کے
نزدیک صرف قضا واجب ہے اور ایام تشریق کے آخری دن کے غروب آفتاب
تک قضا کرنے کا وقت ہے قضا کر لینے کے بعد تاخیر کی وجہ سے دم واجب نہیں
ہوگا صرف ترک میں دم ہے (ارشاد الساری) صاحبین کا مذہب آسان ہے فقیر
لوگ اس پر عمل کریں اور امام اعظم کا مذہب احوط ہے امیر لوگ اس پر عمل
کریں۔ (محمد رفیق الحسنی عفی عنہ)

شکار کی جزئیات کی تفصیل دیگر کتب میں ملاحظہ فرمائیں یا کسی عالم سے دریافت
کریں کیونکہ ہمارے لوگ حرم اور حرم میں شکار کا شغل نہیں کرتے۔

مسئلہ: محرم اگر شکار کے جانور کو ذبح کرے اس کی ذبیحہ حرام ہوگی اور اس
جانور کا کھانا حرام ہوگا لیکن محرم گھریلو اور پالتو جانوروں کو ذبح کر سکتا ہے اور اس
کی ذبیحہ حلال ہوتی ہے۔ چونکہ محرم کے لئے شکار کرنا ممنوع ہے اس لئے شکار شدہ
اس کی ذبیحہ میت کی طرح حرام ہوگی اور اس محرم کی ذبح کا شرعاً اعتبار نہیں ہوگا۔

احصار کے مسائل

- ❖ .... محصر کی تعریف اور تقسیم
- ❖ .... احصار کے اقسام
- ❖ .... احصارِ حکمی بحق العبد
- ❖ .... اژدہام بھی سماوی عذر ہے
- ❖ .... احصار کا حکم
- ❖ .... محصر کس طرح احرام فسخ کرے
- ❖ .... احصار کے زوال کے مسائل
- ❖ .... محصر کے لئے عمرہ اور حج قضا کے مسائل

احصار کے مسائل

عازمین حج و عمرہ احرام کی چادریں باندھ لینے کے بعد دوگانہ نفل ادا کر کے حج عمرہ کی نیت اور تلبیہ پڑھنے سے احرام میں داخل ہو جاتے ہیں اور انہیں محرم کہا تا ہے اگر احرام عمرہ کی نیت سے ہو تو اس پر عمرہ کے اعمال واجب ہو جاتے ہیں اور راحرام حج کی نیت سے ہو تو اس پر حج کے اعمال واجب ہو جاتے ہیں۔ اگر حج اور رہ دونوں کی نیت سے احرام ہو تو دونوں کے اعمال اور احکام لازم ہو جاتے ہیں۔ ر محرم کے لئے حج اور عمرہ کے احرام کے بعد حج میں وقوفِ عرفات اور طواف ے اور عمرہ میں صرف طواف کرنے سے کوئی رکاوٹ نہ ہو تو اس کو غیر محصر کہتے ں اور اس کو غیر مامور بالرفض بھی کہتے ہیں کیونکہ مامور بالرفض یعنی ترک احرام جس کو حکم دیا گیا ہو وہ شخص ہے جو وقوف عرفات سے پہلے عمرہ کا طواف نہ سکے اسے عمرہ کا احرام ترک کرنا ضروری ہوتا ہے یا دو حجوں کے احرام والے کو ک کا احرام ترک کرنا ضروری ہوتا ہے اور اگر حج میں وقوف عرفات اور طواف ے اور عمرہ میں صرف طواف کرنے سے کوئی مانع ہو تو اس کو محصر کہتے ہیں۔ جس رح حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام عمرہ کا احرام باندھ کر حدیبیہ ے مقام پر روک دیئے گئے تھے اور مکہ کے مشرکین نے عمرہ ادا کرنے کی اجازت یں دی تھی آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قربانی کر کے ق یا قصر سے احرام سے حلال ہو کر واپس آ گئے تھے اور دوسرے سال عمرہ قضا یا تھا۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کرام اسلام میں پہلے محصرین تھے جن کا صیل کے ساتھ قرآن مجید میں ذکر ہے۔

محصر بکسر الصاد و محصر بفتح الصاد دونوں طرح ادا کرنا جائز ہے کیونکہ باب

افعال لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ احصار کا لغوی معنی حبس ہے یعنی کسی وجہ سے سفر نہ کر سکنا اور شرعی معنی یہ ہے کہ محرم حج (فرض ہو یا واجب جیسے نذر کا حج یا نفل ہو) میں وقوف عرفات اور طواف کسی مانع اور رکاوٹ کی وجہ سے ادا نہ کر سکے یا محرم عمرہ میں طواف کسی عذر کی وجہ سے نہ کر پائے۔

• سابقہ ادوار کے مطابق احصار میں موانع کی ''لباب المناسک'' میں بارہ وجوہ لکھی گئی ہیں۔ (۱) دشمن کافر ہو یا مسلم ہو حج یا عمرہ ادا کرنے سے مانع ہو۔ (۲) درندہ مانع ہو (مگر آج کل ایسا نہیں ہو سکتا)۔ (۳) حبس یعنی محرم حج یا عمرہ کے احرام کے بعد قیدی بنالیا جائے، یہ ہو سکتا ہے۔ (۴) کسر یعنی محرم کی ایکسیڈنٹ وغیرہ کی وجہ سے ہڈی ٹوٹ جائے اور چل نہ سکے مگر موجودہ دور میں ویل چیئر اور ایمبولینس نے اس رکاوٹ اور مانع کو ختم کر دیا ہے۔ (۵) مرض یعنی محرم مریض ہو جائے اور عرفات جانے اور طواف کرنے سے مرض کے بڑھ جانے کا قوی اندیشہ ہو مگر یہ عذر بھی آج کل ایمبولینس نے ختم کر دیا ہے۔ (۶) احرام کے بعد عورت کا محرم یا شوہر راستہ میں فوت ہو جائے بشرطیکہ مکہ مکرمہ سے احرام میں داخل عورت شرعی سفر کی مسافت سے دور ہو اس کی تفصیل شرائط وجوب میں ذکر کی گئی ہے۔

• مسئلہ: اگر عورت نے احرام کے ساتھ حج فرض یا نفل ادا کر لیا اس کے ساتھ محرم یا شوہر نہیں تھا یا راستہ میں فوت ہو گیا اس کا حج ادا ہو جائے گا جس کی تفصیل ابتداء میں ذکر کر دی گئی ہے۔ (۷) نفقہ اور زاد راہ کا راستہ میں ہلاک ہو جانا مانع ہے خواہ ہلاکت کی کوئی صورت ہو مال چوری ہو جائے یا گم ہو جائے یا ختم ہو جائے مگر حرم کی حدود میں پہنچ جانے والا محرم اگر چل کر عرفات جا سکتا ہے تو محصر نہیں ہے بشرطیکہ کھانے پینے کے اخراجات کا مال اس کے پاس موجود ہو۔

۸) سواری کا نہ ملنا۔ (۹) راستہ بھول جانا۔ (۱۰) چلنے سے عاجز ہو جانا۔ (۱۱) نفلی حج یا عمرہ میں شوہر کا بیوی کو منع کر دینا یا عورت کا شوہر نہ ہو مگر احرام باندھ لے اور محرم ساتھ نہ ہو وہ بھی محصرہ ہے بشرطیکہ مکہ تک شرعی سفر بنتا ہو اگر عورت نے شوہر کی اجازت سے احرام باندھا اور حج میں عورت کے ساتھ محرم ہے وہ عورت محصرہ نہیں ہے اگر عورت نے فرض حج کا احرام باندھا اور اس کا محرم حج پر جا رہا ہے اور شوہر نے منع کر دیا خواہ پہلے اس نے اذن دیا تھا یا نہیں دیا تھا وہ عورت محصرہ نہیں ہے اگر عورت نے احرام باندھ لیا مگر اس کے ساتھ نہ شوہر ہے اور نہ محرم وہ عورت حلال ہو جائے وہ محصرہ ہے۔ (۱۲) احرام کے بعد عورت پر عدت کا واجب ہو جانا اگر احرام کے بعد شوہر نے طلاق دے دی یا شوہر فوت ہو گیا تو عورت محصرہ ہے اگرچہ اس کے ساتھ محرم ہو کیونکہ عدت میں عورت کو سفر کرنا منع ہے اب عورت کیا کرے تفصیل شرائط میں ملاحظہ فرمائیں۔ اہلِ زمان کے علماء کے علم میں ہے کہ احصار کی مذکورہ کی وجوہ سے اکثر موجودہ دور میں احصار کی وجوہ نہیں رہیں۔ (رفیق الحسنیٰ)

• محصر کے لئے حرم میں ہدی (قربانی) ذبح کرانے کے بعد حلال ہو جانے کی اجازت ہے لہٰذا وہ حرم میں قربانی کے ذبح ہو جانے کے بعد حلال ہو کر احرام کی پابندیوں سے خارج ہو سکتا ہے اور وہ محرم جو محصر نہیں اور اسے احرام کے ترک کی اجازت بھی نہیں ہے اس کو کسی صورت میں ترک احرام اور حلال ہونے کی اجازت نہیں ہے اسے حلال ہونے کے لئے عمرہ یا حج کے افعال کرنا ضروری ہیں اگر محصر ہو جائے تو حرم میں قربانی ذبح کروا کے حلال ہو جائے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

• احرام میں داخل ہونے کے بعد بعض لوگ بغیر احصار کے احرام ترک کرنا

چاہتے ہیں احرام کی چادریں اتار لیتے ہیں احرام کی پابندیوں کا احترام نہیں کرتے اور احرام کی وجہ سے محظور اور ممنوع افعال و اعمال کا ارتکاب شروع کر دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں صرف ترکِ احرام کی نیت سے محظورات کا ارتکاب کرنے سے یا چادریں اتار دینے سے محرم حلال ہو جاتا ہے اور احرام سے خارج ہو جاتا ہے یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ محرم اگر محصر نہ ہو جائے بے شک ترک احرام کی نیت سے چادریں اتار دے اور سلا ہوا لباس پہن لے اور سر منڈوالے احرام سے خارج نہیں ہوتا احرام چادروں کا نام نہیں ہے بلکہ احرام عمرہ یا حج کی نیت کر کے تلبیہ پڑھنے کا نام ہے لہٰذا انسان اس وقت تک احرام میں رہتا ہے جب تک عمرہ یا حج کے افعال ادا کر کے حلق یا قصر سے حلال نہ ہو۔ ہاں! اگر محرم محصر ہے تو اس کو حرم میں قربانی ذبح کروانے کے بعد حلال ہونے کی اجازت ہے اور محرم اگر محصر نہیں ہے تو افعال عمرہ یا حج سے پہلے احرام میں ہی رہے گا لہٰذا اگر محرم غیر محصر نے چادریں اتار دیں اور سلے ہوئے کپڑے پہن لئے یا کسی دوسرے محظور کا ارتکاب کر لیا اور وہ سمجھتا ہے کہ میں محرم نہیں رہا اس کو محظورات کے ارتکاب میں کفارہ دینا ہوگا۔ لباب المناسک میں ہے ''اِعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا نَوٰی تَرْكَ الْاِحْرَامِ فَجَعَلَ يَصْنَعُ مَا يَصْنَعُ الْحَلَالُ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ (الٰى) لَا يَخْرُجُ مِنَ الْاِحْرَامِ اَیْ بِالْاِجْمَاعِ'' ص:۴۵۰ ترجمہ: ''محرم احرام کے ترک کی نیت کرے پھر شروع ہو جائے وہ کام کرے جو حلال کرتا ہے، لباس پہن لے (تا) وہ احرام سے بالاتفاق خارج نہیں ہوگا۔''

محرم غیر محصر کی جنایت کا بیان: آج کل کچھ لوگ احرام میں داخل ہونے کے بعد بغیر عذر اور ضرورت کے یا معمولی عذر کی وجہ سے اپنے ملک کے ایئرپورٹ سے یا جدہ سے واپس آ جاتے ہیں اور احرام کی چادریں اتار کر احرام کی وجہ سے امور

ممنوعہ کا ارتکاب شروع کردیتے ہیں۔ مثلاً: غسل کر کے سلے ہوئے کپڑے پہن لیتے ہیں، بال یا ناخن کٹوا لیتے ہیں، بیوی سے مباشرت شروع کردیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں چادریں اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لینے اور حلق یا قصر کرانے سے احرام ختم ہو جاتا ہے حالانکہ احرام چادروں کا نام نہیں بلکہ نیت اور تلبیہ پڑھ لینے کا نام ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر اس بات کا علم ہے کہ محرم اگر محصر نہ ہو تو وہ افعالِ عمرہ یا حج کے بعد ہی حلال ہو سکتا ہے لیکن پھر بھی ترک احرام کی نیت سے محظورات کا ارتکاب کرتے ہیں ان پر ہر محظور کے ارتکاب میں الگ الگ کفارہ واجب ہوتا جائے گا اور اگر انہیں اس مسئلہ کا علم نہیں ہے تو انہیں تو متعدد محظورات کے ارتکاب میں صرف ایک کفارہ (دم) دینا واجب ہوگا کیونکہ اس مسئلہ سے جاہل محرم نے تمام محظورات کا ارتکاب قصد واحد (تعجیل الاحلال) کی بنیاد پر کیا ہے اور اگر محرم مذکورہ مسئلہ سے پہلے واقف ہے تو اس نے ہر محظور کے ارتکاب میں الگ الگ حلال ہونے کا قصد کیا ہے لہٰذا مسئلہ سے واقف محرم کو ہر جنایت میں الگ الگ کفارہ دینا ہوگا لیکن دونوں محرم شخص مسئلہ سے واقف اور غیر واقف چونکہ محصر نہیں ہیں اس لئے افعال عمرہ یا حج کے افعال ادا کرنے تک احرام میں رہیں گے۔ ان دونوں میں فرق صرف کفارہ کے تعدد اور عدم تعدد میں ہوگا۔

- اور اگر اسی محرم غیر محصر جس کو احرام ترک کرنے کی اجازت بھی نہیں تھی نے بیوی سے مباشرت کرلی تو اس کا عمرہ یا حج جس کے لئے احرام باندھا تھا فاسد ہو جائے گا کیونکہ عمرہ میں اگر محرم عمرہ کا طواف کرنے سے پہلے مباشرت کرلے تو اس کا عمرہ فاسد ہو جاتا ہے اور حج میں اگر محرم وقوف عرفات سے پہلے جماع کرلے تو اس کا حج فاسد ہو جاتا ہے لہٰذا اس محرم غیر محصر کا عمرہ یا حج دونوں فاسد ہو جائیں گے لیکن فاسد العمرہ یا فاسد الحج بھی اگر محصر نہیں ہیں بغیر افعال عمرہ یا

افعال حج حلال نہیں ہو سکتے لہذا پھر بھی حرمین طیبین کے لئے ان کو سفر کرنا پڑے گا اور فساد عمرہ یا حج کے بعد بھی جنایات کے ارتکاب میں کفارہ دینا ہوگا کیونکہ احرام سے خروج افعالِ عمرہ یاافعالِ حج سے ہوتا ہے۔ اور اگر عمرہ یا حج فاسد کرنے والا شخص محصر ہوگیا تو اسے حرم میں دم ذبح کروانے کے بعد حلال ہونا پڑے گا مگر احصار کی وجوہ سے کسی وجہ کا ہونا ضروری ہے۔

- آج کل ایئرلائنوں کے ہوائی جہازوں میں بھیڑ یا رشوت وغیرہ کی وجہ سے محرم حجاج کی ہوائی جہازوں کی سیٹیں حج کے ایام قریب ہوتے وقت کینسل ہو جاتی ہیں اور اسی طرح عمرہ کے ارادہ سے سفر کرنے والوں کی احرام کے بعد رمضان میں سیٹیں کینسل کرادی جاتی ہیں احرام والے حضرات مطلوبہ ایام میں سعودیہ نہیں جاپاتے بلکہ رش کی وجہ سے عمرہ والوں کے لئے رمضان کے آخری عشرہ سے حج کے ایام تک ویزے بند کردیئے جاتے ہیں اور بعض مرتبہ سیٹیں نہ ملنے کی وجہ سے حج کے احرام والے عازمینِ حج کا حج فوت ہو جاتا ہے اس کے بعد حج یا عمرہ والے حضرات فوراً چادریں اتار کر سر منڈوا کر حلال ہو جاتے ہیں حالانکہ ان عازمین عمرہ یا حج کے لئے محصر کے احکام یا فائت الحج کے احکام پر عمل کرنا لازم ہوتا ہے یہ کہ رمضان میں عمرہ کرنے والے لوگ اگر ایامِ حج تک نہیں جاسکتے تو دم ذبح کرواکے حلال ہو سکتے ہیں اور حج فوت کرنے والے لوگوں کو اگر حج کے بعد سعودیہ جانے کی سہولت حاصل ہے تو وہ عمرہ کے افعال ادا کر کے حلال ہوں اور اگر دوبارہ جانے کی سہولت نہیں ہے یا زیادہ تاخیر کا امکان ہے وہ محصر کی طرح حرم میں دم ذبح کراکے حلال ہو سکتے ہیں۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)
- اگر محرم غیر محصر اسی سال نو ذی الحج کو وقوف عرفات نہیں کر سکا اور اس نے حج کا احرام باندھا تھا تو اب یہ محرم فائت الحج ہوگا اور فائت الحج کے لئے بھی

ضروری ہے کہ وہ محصر نہیں تو افعال عمرہ سے حلال ہو کیونکہ فائت الحج بھی افعالِ عمرہ ادا کرنے سے پہلے احرام میں ہوتا ہے اس لئے محظورات کے ارتکاب میں اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

• اگر محرم غیر محصر اسی سال حج اور عمرہ کے اعمال نہیں کر سکتا یا فاسد الحج یا فائت الحج ہونے کے بعد محرم حج یا عمرہ کے افعال سے حلال ہونے سے عاجز ہو گیا ہے تو یہ محرم محصر ہو جائے گا اور محصر کے لئے اجازت ہے کہ حرم میں قربانی ذبح کروانے کے بعد حلال ہو جائے لہٰذا یہ محرم اب قربانی کے ذبح کروانے کے بعد حلال ہو سکتا ہے لیکن محصر ہو جانے والا محرم حرم میں قربانی ذبح کروانے سے پہلے کسی صورت میں حلال نہیں ہو سکتا یعنی محرم غیر محصر صرف افعال عمرہ یا افعال حج سے حلال ہو سکتا ہے۔ حرم میں قربانی ذبح کروانے سے حلال نہیں ہو سکتا اور محصر حرم میں قربانی ذبح کروانے کے بعد احصار کے مقام پر یا واپس اپنے گھر آکر حلال ہو سکتا ہے۔

• جو لوگ احرام میں داخل ہونے کے بعد عمرہ یا حج کو بلاوجہ چھوڑ دیتے ہیں اور نہیں جاتے اگر ان کا ویزا ختم ہو جائے اور دوبارہ ویزا لگوانا ممکن نہ ہو یا ویزا لگوانا ممکن ہو مگر نفقہ اور استطاعت ختم ہو جائے یا حکومتوں میں جنگ چھڑ جانے کی وجہ سے راستہ پُر امن نہ رہے تو یہ لوگ محصر ہو جائیں گے حرم میں قربانی ذبح کروانے کے بعد حلال ہو سکتے ہیں۔ (کتب حج)

غیر محصر محرم کے احکام کا خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ ترکِ احرام چاہنے والا اگر یہ مسئلہ جانتا ہے کہ ترک احرام کی نیت سے احرام کی چادریں اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لینے یا حلق اور قصر سے محرم احرام سے خارج نہیں ہوتا اور پھر بھی محظورات کا ارتکاب کرتا ہے اس پر ہر محظور کے ارتکاب میں الگ الگ کفارہ ادا کرنا

واجب ہوگا اور ہر محظور کے ارتکاب کی نسبت مستقل قصد اور ارادہ کی طرف الگ الگ ہوگی۔

- اور اگر ترکِ احرام چاہنے والا یہ مسئلہ نہیں جانتا تو اس پر تمام محظورات کے ارتکاب میں صرف ایک کفارہ (دم) واجب ہوگا کیونکہ ایسے محرم کے لئے تمام جنایات کی نسبت ایک قصد (تعجیل الاحلال) کی طرف کی جائے گی۔(ارشاد الساری)
- اگر یہ دونوں مسئلہ سے واقف اور غیر واقف محرم جماع کا ارتکاب کریں گے تو ان کا عمرہ یا حج فاسد ہو جائے گا یعنی حج اور عمرہ کرنا فاسد کرنے میں علم اور عدم علم برابر ہے۔
- اور اگر محرم محصر نہیں تھا اور اسے نوذی الحج کا وقوف عرفات اسی سال نہیں ملا وہ محرم فائت الحج کہلائے گا اور اس کے لئے فائت الحج کے احکام لازم ہوں گے مگر عمرہ کے احرام والا محرم فائت العمرہ نہیں کہلائے گا کیونکہ عمرہ کا وقت پوری زندگی ہے دونوں محرم محصر نہیں کہلائیں گے۔(ارشاد الساری)
- اور اگر یہ دونوں عمرہ یا حج کے محرم حرمین طیبین کا سفر احرام کے سال عذر پیدا ہو جانے کی وجہ سے نہیں کر سکتے تو محصر ہو جائیں گے مگر جو بھی صورت ہو یعنی اگر محرم محصر نہ ہو فاسد الحج یا فاسد العمرہ ہو جائے یا فائت الحج ہو جائے ہر ایک کے لئے احرام سے خارج ہونے کے الگ الگ احکام ہیں اور اگر یہی حضرات محصر ہو جائیں تو دم ذبح کرا کے حلال ہو جائیں۔
- باقی سب صورتوں میں محرم افعال عمرہ یا افعال حج سے حلال ہو سکے گا لیکن محصر ہو جانے کی صورت میں حرم میں قربانی ذبح کروانے کے بعد احصار کی جگہ یا اپنے وطن میں حلال ہو سکے گا اور احرام میں بھی حلال ہونا صرف قربانی ذبح کرنے سے نہیں ہوگا بلکہ ذبح کے بعد کسی محظور کا ارتکاب ترکِ احرام کی نیت سے

کرنا ہوگا۔ مثلاً ناخن یا بال کاٹ لے اس کے لئے حلق یا قصر لازم نہیں ہے (ارشاد الساری۔ باب الاحصار) اور اگر محرم محصر نہیں ہے اور حرم میں موجود ہے تو اس کے لئے افعال عمرہ یا افعال حج کرنے کے بعد صرف حلق یا قصر سے احرام سے خارج ہونا لازم ہے، ناخن وغیرہ لینے سے خروج نہیں ہوگا۔

تنبیہ: بلاوجہ ترک احرام چاہنے والا اگر متعدد محظورات کا ارتکاب کرے گا مسئلہ جاننے والے پر ہر محظور کے ارتکاب میں الگ الگ جزاء واجب ہوگی اور نہ جاننے والے پر صرف ایک دم واجب ہوگا۔ اس میں عالم اور غیر عالم کا فرق اس لئے ہے کہ دنیاوی ضمانات اور جزاؤں سے تاویل فاسد بھی مانع اور رکاوٹ بن جاتی ہے جیسے تاویل فاسد سے باغی لوگ مسلمانوں کا مال اور جان تلف کردیں ان پر بغاوت سے رجوع کے بعد کوئی ضمان نہیں ہوتی اسی طرح غیر عالم پر تاویل فاسد (کہ ترک احرام کی نیت کے بعد ایک محظور کے ارتکاب کے بعد باقی محظورات کا ارتکاب جائز ہوجاتا ہے) کی وجہ سے محظورات کے ارتکاب میں ایک دم کے سوا دوسری جزاء واجب نہیں ہوگی لیکن عالم چونکہ احرام کے باقی ہونے کو سمجھ کر جان بوجھ کر محظورات کا ارتکاب کررہا ہے لہٰذا اس پر ہر ایک محظور کے ارتکاب میں الگ الگ جزاء واجب ہوگی۔ (بدائع الصنائع اور ردالمختار وغیرہ) (نوٹ: اس مسئلہ کو بار بار ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس مسئلہ کو سمجھیں کیونکہ آجکل یہ کثیر الوقوع ہے۔ محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

محصر کی تعریف اور تقسیم: محصر کی دو اقسام ہیں۔ حج سے محصر اور عمرہ سے محصر۔ حج سے محصر وہ محرم ہوتا ہے جو وقوف عرفات اور طواف زیارت دونوں یا کوئی ایک احصار کی وجوہ میں سے کسی شرعی وجہ سے حج نہ کرسکے خواہ حج فرض ہو یا واجب، نفل ہو یا قضا، اپنی طرف سے ہو یا غیر کی طرف سے وہ شخص محصر ہے۔

• حج میں احصار کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ عرفات میں وقوف اور طواف زیارت دونوں سے مانع پایا جائے یا صرف وقوف عرفات سے کوئی مانع موجود ہو یا صرف طواف زیارت سے کوئی مانع پایا جائے کیونکہ حج کے تین فرض ہیں احرام اور وقوف عرفات اور طواف زیارت احرام میں داخل ہونے کے بعد حج کے دو فرض باقی ہیں: وقوف عرفات اور طواف زیارت۔ اگر دونوں سے عازم حج کسی عذر کی وجہ سے عاجز ہو جائے تو وہ حج سے محصر ہے اور اگر وقوف عرفات ادا ہو جائے اور طواف زیارت سے کوئی مانع موجود ہو تو امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک محصر نہیں ہے کیونکہ طوافِ زیارت کے مؤخر ہو جانے سے حج فوت نہیں ہوتا۔ اور طواف زیارت کا وقت پوری زندگی ہے دراصل حج کا اصل رکن وقوف عرفات ہے۔ وقوفِ عرفات کا نام ہی حج ہے۔ طواف زیارت تو کسی وقت بھی ادا ہو سکتا ہے مگر ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام ابو یوسف کے نزدیک صرف طواف زیارت سے بھی مانع متصور ہو سکتا ہے اور وہ بھی محصر ہو سکتا ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ پر کافروں کی حکومت قائم ہو جائے اور عرفات پر قبضہ نہ ہو یا نفقہ اور استطاعت نہ رکھنے والا محرم جو کہ کسی وجہ سے بغیر طواف زیارت واپس اپنے وطن پہنچ گیا ہے اسے ساری زندگی بیوی کی مباشرت سے احرام کی وجہ سے محروم رکھنا اسلام کی روح کے خلاف ہے کہ جب تک وہ طواف زیارت نہ کرے وہ عورتوں کے حق میں محرم رہے یا عورت طواف زیارت نہ کر سکے اور وطن واپس آنے کے بعد اسے دوبارہ جانے کی قدرت نہیں ہے اور وہ شوہر کے لئے حرام ہو جائے یا غیر شادی شدہ عورت یا مرد طواف زیارت کے بغیر وطن واپس آجائے اور دوبارہ طواف زیارت کے لئے نہ جا سکے وہ ہمیشہ کے لئے شادی نہ کر سکے۔ اس طرح کے طوافِ زیارت کے تارک پر پابندی حرج عظیم ہے اور دین میں حرج نہیں ہے جیسا کہ

ہمارے پاس اسی قسم کا ایک مسئلہ پیش آیا کہ غلط فہمی سے طواف زیارت کا تارک واپس پاکستان آگیا مگر اب اس کے پاس اتنی استطاعت نہیں ہے کہ سعودیہ جاسکے اور اسی طرح حادثہ ایک عورت کو بھی پیش آیا۔ لہٰذا ہمارے خیال میں ایسا شخص بھی محصر ہے اور حرم میں قربانی کرواکے احرام سے خارج ہو سکتا ہے اور اگر محرم کے لئے صرف وقوف عرفات سے مانع ہو اور طواف زیارت سے کوئی مانع اور رکاوٹ نہ ہو ایسا شخص محصر نہیں ہے کیونکہ یہ محرم فائت الحج ہے۔ اس کا طوافِ زیارت عمرہ کے افعال کی صورت میں بدل جائے گا۔ طواف زیارت اس وقت معتبر ہوتا ہے جب وقوف عرفات کے بعد ہو۔ وقوف عرفات کے بغیر طواف زیارت عمرہ کے طواف کے حکم میں ہو جاتا ہے اور احرام سے خارج ہونے کے لئے ہوتا ہے اسی وجہ سے ایسے فائت الحج پر دم اور عمرہ کی قضا نہیں ہے مگر حج کی قضاء لازم ہے تفصیل عنقریب ملاحظہ فرمائیں۔

۲۔ عمرہ سے محصر وہ محرم ہوتا ہے جو احصار کی وجوہ میں سے کسی وجہ سے صرف عمرہ کا طواف نہ کر سکے کیونکہ عمرہ کا رکن صرف طواف ہے سعی نہیں ہے۔ لہٰذا محرم عمرہ کا طواف ادا کر لے اور سعی نہ کر پائے تو محصر نہیں ہوگا۔ سعی، حلق اور قصر مؤخر بھی ہو سکتے ہیں اور ان کا بدل دم بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔

احصار کے اقسام: ہمارے علم اور فقہ کی کتابوں کے مطالعہ کے مطابق احصار کے وقوع کے مختلف اسباب اور وجوہ کی بناء پر احصار کی دو قسمیں ہیں: احصار حقیقی اور احصار حکمی (شرعی) پھر احصار حقیقی کی دو اقسام ہیں: احصار حقیقی طبعی اور احصار حقیقی خارجی۔ احصار حکمی اور شرعی کی بھی دو قسمیں ہیں: احصار حق اللہ کی کی وجہ سے اور احصار حق العبد کی وجہ سے یعنی (احصار بحق اللہ اور احصار بحق العبد) احصار کی کل چار قسمیں ہوئیں:

1. احصار حقیقی طبعی جیسے کوئی شخص حج یا عمرہ کے احرام کی نیت کر کے اور تلبیہ پڑھ کر احرام میں داخل ہو گیا پھر اس کے بعد مریض ہو گیا یا کسی حادثہ کی وجہ سے جسم کے اعضاء میں سے کوئی عضو ٹوٹ گیا مرض یا ہڈی کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے حج یا عمرہ کا سفر نہیں کر سکتا یا سفر کرنے کی وجہ سے مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہے یا بیماری میں کمزوری کی وجہ سے احرام کے بعد سفر کی طاقت نہیں رکھتا ایسا محرم احصارِ حقیقی جسمانی (طبعی) کی وجہ سے محصر ہے۔ آج کل ایسی صورتیں اپنے وطن میں احصار کا باعث ہو سکتی ہیں مگر مکہ مکرمہ پہنچ جانے کے بعد ایمبولینس اور ویل چیئر کی وجہ سے یہ باعثِ احصار نہیں ہیں اس لئے جو لوگ احرام کے بعد پاکستان کے ایئرپورٹوں، بندرگاہوں میں مریض ہو جاتے ہیں یا کسی حادثہ میں اعضاء کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے معذور ہو جاتے ہیں ایسے لوگ محصر ہیں اور مکہ مکرمہ میں بیمار پڑ جانے یا کسی حادثہ میں اعضاء کے ٹوٹ جانے سے حج یا عمرہ کے لئے مزید ٹھہرنے یا سفر کرنے کی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ مرض بڑھ جائے گا یا مہلک ثابت ہو گا یا پھر کسی مسلم ڈاکٹر نے مکہ میں مزید ٹھہرنے اور سفر کرنے میں مرض بڑھ جانے یا ہلاک ہو جانے کا اندیشہ اور خطرہ ظاہر کیا ہو اور خود محرم کا ظن غالب بھی یہی ہو اور وطن واپس آ جانے میں تکلیف دور ہو جانے کا قوی ظن ہو ایسے لوگ اگر حرم میں قربانی ادا کر کے احرام سے خارج ہونا چاہیں تو خارج ہو سکتے ہیں اور اگر احرام ترک نہیں کیا اور عرفات بھی نہیں جا سکے اور حج فوت ہو گیا اور وہ عذر جس کی وجہ سے حج نہیں ہو سکا تھا وہ زائل ہو گیا اب جدہ یا مکہ پہنچ جانے والوں کے لئے ممکن ہو تو عمرہ کے اعمال طواف و سعی، حلق یا قصر سے احرام سے فارغ ہو کر اپنے وطن واپس ہو جائیں ان محصرین کے احکام فائت الحج والے ہوں گے افعال عمرہ ادا کر کے احرام سے خارج ہو جائیں اور صرف حج قضا کریں چونکہ یہ محصر نہیں

رہے اس لئے ان پر دم بھی واجب نہیں ہے۔ ارشاد الساری میں ہے "ان زال احصارہ بعد فوات الحج ولم یبعث الھدی صار حکمه حکم الفائت" ص: ۴۶۷۔ اگر محرم کا احصار حج کے فوت ہونے کے بعد زائل ہوا اس کا حکم حج کے فوت کرنے والے حاجی کا ہوگا، وہ حکم یہی ہے کہ وہ شخص چونکہ جدہ یا مکہ میں پہنچ کر افعال عمرہ سے حلال ہو سکتا ہے لہٰذا وہ افعال عمرہ سے حلال ہو یہ صورت میں عمرہ ہوگا حقیقی عمرہ نہیں ہوگا طواف اور سعی کے بعد حلق کروائے۔(ارشاد الساری)

● تنبیہ: آج کل مذکورہ وجوہ مکہ اور جدہ بلکہ سعودیہ پہنچ جانے والوں کے لئے احصار کی وجوہ نہیں رہے اور حج کے فوت ہو جانے کا امکان کم تر ہو گیا ہے کیونکہ ایمبولینس گاڑیوں اور ویل چیئرز کے ذریعہ حج کے اعمال ادا کئے جا سکتے ہیں اور اس کا سعودیہ حکومت کی طرف سے انتظام ہوتا ہے۔ صدیوں پہلے حجاز مقدس میں یہ امور احصار کا باعث ہوتے تھے اور ہمارے علماء نے اپنی کتابوں میں ذکر کر دیئے ہیں اور ہم نے اس لئے نقل کر دیئے ہو سکتا ہے دوبارہ وہ زمانہ واپس لوٹ آئے ورنہ آج یہ امور احصار کا باعث نہیں ہیں۔ (محمد رفیق حسنی) اگر حج فوت ہو جائے حج قران یا افراد یا تمتع کے احرام کی صورت میں آئندہ صرف حج کی قضا فرض ہوگی۔ عمرہ کی قضا نہیں ہوگی اور دم واجب نہیں ہوگا کیونکہ محرم کا حج باطل ہو گیا اگر حج افراد تھا تو صرف حج قضا کرنا ہوگا اور افعال عمرہ سے حلال ہونے کی وجہ سے دم جنایت بھی واجب نہیں ہوگا جیسے دم تشکر واجب نہیں ہوگا اور اگر حج قران فوت ہوا اگر عمرہ کے طواف کے کل یا اکثر چکر ادا کرنے کے بعد فوت ہوا تو وہ قارن صرف حج باطل ہونے کی وجہ سے مفرد بالحج کی طرح ہے لہٰذا اس پر صرف حج کی قضا ہے، نہ عمرہ ہے اور نہ ہی دم واجب ہے اور اگر طواف عمرہ کرنے سے پہلے حج قران فوت ہو گیا تو آئندہ صرف حج کی قضا واجب ہوگی کیونکہ اس شخص نے

لئے حکم ہے کہ پہلے اسی احرام میں عمرہ کا طواف اور سعی کرے پھر حلال ہونے کے لئے عمرہ کے افعال طواف اور سعی کرے اور حلق کروالے قران نہیں رہا لہذا دم تشکر نہیں اور عمرہ کے افعال سے حلال ہوا لہذا دم جنایت بھی نہیں اور یہی حکم متمتع کا ہے۔ ص: ۴۰۷۔ اور اگر حج کے فوت ہونے کے بعد احصار باقی ہے اور محصر قربانی ذبح کروا کر احرام سے خارج ہونا چاہتا ہے اس کے لئے جائز ہے کہ حرم میں جانور ذبح کرا کے احرام کی کسی ممنوع چیز کے ارتکاب سے احرام سے وہ خارج ہو جائے اگر محصرین حرم کی حدود میں رکے ہوئے ہیں تو قربانی ذبح کرنے کے بعد حلق اور قصر سے احرام سے خارج ہوں پھر وطن واپس آجائیں اور پاکستان اور سعودیہ سے خارج ملکوں میں محصر ہو جانے والے حضرات حرم میں قربانی ہو جانے کے بعد کسی محظور چیز کے احرام کے ارتکاب سے حلال ہو سکتے ہیں۔

2. احصار حقیقی خارجی: یہ کہ مانع محرم سے خارج امر ہو بیماری وغیرہ نہ ہو جیسے حج یا عمرہ سے دشمن مانع اور رکاوٹ ہو خواہ وہ دشمن مسلمان ہو یا کافر، ظالم بادشاہ ہو یا اس کا نائب یا کوئی ادارہ کہ احرام کے بعد عمرہ یا حج سے منع کر دے یا جیل میں ڈال دے یا کسی جنگ کی وجہ سے حج کے راستے بند کر دیئے جائیں یا راستوں پر درندوں کے حملہ کا اندیشہ ہو، (یہ پرانی باتیں ہیں) یا احرام کے بعد ویزا کینسل کر دیا جائے یا سیٹ کینسل کر دی جائے دوبارہ بحال نہ ہو سکے یا پاسپورٹ یا ٹکٹ گم ہو جائے یا چوری ہو جائے اور ان کے بغیر حج اور عمرہ کی اجازت نہ ہو اور متبادل پاسپورٹ یا ٹکٹ کا انتظام ممکن نہ ہو یا اخراجات کے لئے یا ٹرانسپورٹ کے لئے کرنسی (رقم) وغیرہ چوری ہو جائے یا ختم ہو جائے اور متبادل انتظام نہ ہو سکتا ہو۔ ان اعذار اور ان جیسے حسب زمانہ وجوہ کی وجہ سے محرمین احصارِ خارجی کی وجہ سے محصر ہوں گے اور ان لوگوں کے لئے احرام سے خارج ہونا جائز ہوگا۔ اور قربانی کا جانور حرم

میں یقیناً ذبح کروا کے ایسے محصرین کے لئے حلال ہونے کی اجازت ہے۔

• سابقہ پاکستانی حکومت کے دور میں ہزاروں عازمین حج کو احرام کے باوجود بلاوجہ کراچی ایئرپورٹ پر روک دیا گیا تھا اور سیٹیں کینسل کر کے انہیں گھروں میں واپس بھیج دیا گیا تھا لوگوں نے مسائل سے لاعلمی میں قربانی نہیں کرائی اور احرام کے ممنوعات کا ارتکاب شروع کر دیا تھا اسی طرح بعض مرتبہ سعودی حکومت احرام کے باوجود لوگوں کو منشیات فروشی یا متعدی بیماری یا کسی شبہ کی وجہ سے بلا تحقیق اپنے وطن واپس بھیج دیتی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جائز ہے کہ احرام کی طوالت سے بچنے کے لئے وکیل کے ذریعہ حرم پاک میں پہلے جانور ذبح کرائیں اور احرام میں کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کر کے حلال ہو جائیں صرف جانور کے ذبح ہونے سے محرم حلال نہیں ہوگا بلکہ احرام کے ممنوعات سے کسی چیز کا ارتکاب اور استعمال کرنا ہوگا جب تک جانور ذبح نہیں ہوگا ان کے لئے احرام کی تمام پابندیاں لازم ہوں گی۔ گھر میں لوٹ آنے کے باوجود جانور کے ذبح ہونے تک ایسے لوگ احرام میں ہوں گے ان کے لئے بیوی سے مباشرت حرام ہوگی۔ شکار حرام، خوشبو حرام، بال اور ناخن کاٹنا حرام، سلے ہوئے کپڑے پہننا حرام، پیر کی پشت ڈھانپنے والا جوتا پہننا حرام ہوگا اور اگر احرام کے محظورات کا ارتکاب کریں گے تو انہیں جزا دینا واجب ہوگی۔

• بعض مرتبہ سعودی حکومت بعض محرمین کو حج یا عمرہ سے پہلے جیل میں ڈال دیتی ہے۔ وہ ایک عرصہ تک جیل میں رہتے ہیں۔ ان کا کسی وکیل سے رابطہ نہیں ہو پاتا جو کہ ان کی طرف سے حرم شریف میں جانور ذبح کرائے پھر کبھی ان لوگوں کو حج کے ایام کے بعد یا پہلے رہائی دے کر جیل سے سیدھا پاکستان بجھوا دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ بھی قربانی کے جانور کے ذبح ہونے تک احرام میں ہوتے

ہیں۔ وطن سے فون کروا کے یا کسی ذریعے یا جانے والوں کے ذریعے مکہ مکرمہ میں کسی کو اپنا وکیل بنا کر حرم پاک میں قربانی کا جانور ذبح کروائیں اور پھر احرام ختم کر دیں جب تک ایسا نہیں کریں گے وہ احرام میں رہیں گے۔

3. احصار حکمی بحق اللہ: جیسے کسی عورت نے عمرہ یا حج یا دونوں کے احرام کی نیت کر لی۔ احرام کے بعد محرم یا شوہر راستہ میں فوت ہو گیا اب اگلے سفر کے لئے اس کے ساتھ محرم یا شوہر نہیں ہے شوہر کی وفات سے عدت بھی واجب ہو گئی ہے وہ عورت محصرہ ہے اگر عورت کے ساتھ محرم بھی سفر کر رہا ہو وہ محصرہ ہے کیونکہ عدت میں سفر حرام ہے اور اگر عورت کے ساتھ محرم تھا اور محرم کی وفات ہو گئی اگر مکہ مکرمہ اور وفات کی جگہ کے درمیان شرعی سفر کی مسافت ہے اس عورت کے لئے حکم ہے کہ محصر کی طرح حرم میں قربانی ذبح کروا کے حلال ہو جائے اور احرام ترک کر دے بغیر ادا حج یا عمرہ واپس لوٹ آئے اور اگر عورت کا محرم فوت ہو گیا اور اس کی وفات کی جگہ اور مکہ کے درمیان مسافت شرعی سفر نہیں بنتا تو وہ محصرہ نہیں ہے کیونکہ محرم یا شوہر شرعی سفر نہیں اس عورت پر احرام کی وجہ سے جو عبادت عمرہ یا حج یا دونوں اس پر واجب ہیں ادا کر لے اور واپس آجائے۔

- اگر احرام کے بعد عورت کا شوہر فوت ہو گیا یا شوہر نے اسے طلاق بائن دے دی اس پر عدت واجب ہو گئی ایسی عورت عدت کی وجہ سے محصرہ ہو گئی ہے اگر وفات کی جگہ مال اور عزت کے خوف کے بغیر عدت تک رہائش رکھ سکتی ہے تو اس جگہ رہائش رکھے عدت کے ختم ہونے کے بعد حرم میں قربانی ذبح کروا کے حلال ہو کر وطن واپس آجائے اگر وفات کی جگہ عدت گذارنا مشکل ہو تو گھر واپس آکر قربانی کروائے اور حلال ہو جائے اگر ابتداء سے ہی عورت کے ساتھ محرم تھا نہ ہی شوہر لیکن عورت نے احرام باندھ لیا تھا تو ایسی عورت بھی شرعاً محصرہ ہے، قربانی

کروانے سے حلال ہو سکتی ہے کیونکہ بغیر محرم یا شوہر کے عورتوں کے لئے سفر کرنا شرعاً ممنوع ہے۔(ارشاد الساری)

• ہمارے زمانہ میں سفر کے طور طریقے اور عمرہ و حج کے طریقے سابقہ ادوار سے بالکل مختلف ہو چکے ہیں۔ خوف و امن، عسر و یسر، مشکلات و آسانیوں کے انداز بدل چکے ہیں۔ آج سے ایک صدی قبل جو آسانیاں تھیں وہ مشکلات میں بدل چکی ہیں اور جو اس وقت مشکلات تھیں وہ اب آسانیاں ہو چکی ہیں۔ سفر ٹرانسپورٹ اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور دوسرے ملک کے ویزا کے بغیر دوسرے ملک میں رہنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ کئی کئی ایام کا سفر گھنٹوں میں ہو سکتا ہے۔ نقل و حمل اور مواصلات کے آسان ذرائع کی وجہ سے کسی دوسرے ملک میں یا کسی دوسرے شہر میں قیام کرنے سے وطن واپس آنا بہت آسان ہو گیا ہے اور آج کل بغیر محرم اور شوہر کے عام خواتین کا دیار غیر میں یا اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں قیام بہت مشکل ہے۔ اگر دیار غیر میں عدت واجب ہو جائے یعنی شوہر فوت ہو جائے یا شوہر طلاق بائن دے دے، محرم ساتھ ہو یا نہ ہو، ہمارے علماء نے تو فرمایا کہ ایسی عورت اگرچہ مکہ میں ہو عرفات کے لئے سفر نہ کرے اور حج کو ترک کر دے کیونکہ عدت میں اسی گھر یا مکان یا ہوٹل سے جس میں وفات ہوئی، باہر جانا منع ہے اگرچہ شرعی سفر نہ ہو عدت کے بعد اپنے وطن واپس آجائے اور اگلے سال حج قضا کرے۔ فائت الحج کی طرح عمرہ کے افعال سے احرام سے فارغ ہو جائے اور عدت کے گزرنے تک وہیں مقام عدت میں قیام کرے یا پھر جان و مال یا عزت کا خوف ہو تو وطن واپس آجائے پھر آئندہ سالوں میں حج قضا کرے۔ موجودہ دور سن ۱۴۳۲ھ میں ایسا کرنا اپنے آپ کو بے شمار مشکلات میں ڈالنا ہے۔ جو اہل خانہ کے لئے ظاہر ہے کہ ویزا اور اخراجات وغیرہ کی

مشکلات دوسرے ملک میں اکیلے رہنے والی خواتین کے لئے کتنی مشکل ہو سکتی ہیں۔

• ہمارے خیال میں عدت کی وجہ سے یا محرم کی وفات کی وجہ سے عورت کے لئے احصار واقع ہو جائے تو ایسی عورت اگر اپنے وطن میں ہے تو وہ قربانی ذبح کروا کے احرام سے فارغ ہو جائے یا محرم کی وفات کی صورت میں دوسرے محرم کے ساتھ سفر کر لے اور اگر سعودیہ پہنچ چکی ہے تو احرام کی وجہ سے حج یا عمرہ جس کے لئے احرام میں نیت کی تھی ادا کر لے اور افعال حج و عمرہ ادا کر کے واپس لوٹ آئے۔ حج یا عمرہ تو یقیناً ادا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے عفو و کرم سے امید ہے کہ ایسے حالات میں بغیر محرم یا شوہر کے سفر یا عدت کی خلاف ورزی کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ عورت کے لئے محرم کا نہ ہونا یا عدت کا ہونا حج کے ادا ہو جانے کے منافی نہیں ہے کیونکہ عدم عدت اور عدم محرم یا شوہر صحت حج کے لئے شرط نہیں ہیں۔ اگر قربانی ذبح کروا کے احصار شرعی کی وجہ سے خواتین سعودیہ سے وطن واپس آجائیں پھر آئندہ حج یا عمرہ کی قضا کریں یا حج بدل کروائیں تو اس میں کافی مشکلات ہیں لہٰذا متاثرہ خواتین کو عدت کی وجہ سے یا محرم کی موت کی وجہ سے سعودیہ پہنچنے کے بعد حج یا عمرہ سے احصارِ شرعی کی وجہ سے رکنا مناسب نہیں ہے ان کے لئے حج اور عمرہ ادا کر لینا جائز بلکہ بہتر ہے۔

احصارِ حکمی بحق العبد: حج نفلی یا عمرہ میں اگر عورت کو احرام کے بعد شوہر روک دے جب کہ بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر احرام باندھ لیا تھا تو بیوی محصرہ ہے اگرچہ اس کے ساتھ محرم سفر کرنا چاہتا ہے اور اگر شوہر نے اجازت دے دی تھی یا شوہر نہیں ہے اور وہ محرم کے ساتھ سفر کرنا چاہتی ہے تو وہ محصرہ نہیں ہے۔ اگر عورت کے ساتھ شوہر اور محرم دونوں نہیں ہیں یا ساتھ نہیں جا رہے یا محرم ساتھ

ہے مگر شوہر کی اجازت نہیں ہے عورت نے احرام باندھ لیا حج نفلی اور عمرہ میں وہ محصرہ ہے بشرطیکہ مکہ مکرمہ اور اس کے درمیان سفر کی مسافت ہو۔ شوہر کے لئے ایسی محرمہ بیوی کو قربانی کے ذبح کروا کے احرام سے خارج ہونے سے پہلے فوراً خارج کرنا بھی جائز ہے کیونکہ شوہر کا حق وطی مقدم اور معجل ہے یہ کہ شوہر بیوی سے جنسی فوائد حاصل کرے لہٰذا حرم میں دم ذبح کروانے کی تاخیر اور انتظار ضروری نہیں ہے دم بعد میں ذبح ہو سکتا ہے شوہر بیوی سے احرام کے کسی ادنیٰ محظور اور ممنوع امر کا ارتکاب کروا کے اس کو حلال کرا دے اور بعد میں وہ عورت حرم شریف میں قربانی کا جانور ذبح کروائے اور آئندہ سال حج یا عمرہ قضا کرے۔

- اگر بیوی نے شوہر کے اذن کے بغیر فرض حج یا منذور حج کے لئے احرام باندھ لیا، احرام کے بعد شوہر نے منع کر دیا اور اس عورت کے ساتھ سفر میں محرم ہے تو وہ محصرہ نہیں ہے وہ حج کے لئے چلی جائے اور اگر محرم عورت کے ساتھ نہیں ہے لیکن شوہر ساتھ ہے تو بھی محصرہ نہیں ہے کیونکہ فرض یا واجب حج کے لئے شوہر کے اذن کی ضرورت نہیں ہوتی اور محرم یا شوہر ساتھ ہونے کی وجہ سے اس عورت کو شرعاً نہیں روکا جا سکتا۔ اگر محرم ساتھ نہیں ہے اور شوہر بھی ساتھ نہیں جارہا یا شوہر ابھی نہیں کیا تو وہ عورت فرض حج میں بھی محصرہ ہے کیونکہ شرعاً بغیر محرم اور شوہر کے عورت سفر نہیں کر سکتی۔ اور حج فرض یا واجب کے احرام میں حرم میں قربانی ذبح کروانے سے پہلے عورت حلال نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا جانور ذبح کروانے سے پہلے بیوی کے ساتھ اگر شوہر اسے حلال کروانے کے لئے احرام کے کسی محظور کا ارتکاب کروائے گا تو وہ احرام سے خارج نہیں ہو گی شوہر فرض حج کے احرام میں جانور ذبح کروانے سے پہلے جنسی عمل یا لوازم کا ارتکاب کرے گا یہ عمل جنایت میں شمار ہو گا بخلاف نفلی حج یا عمرہ والی عورت کے کہ شوہر قربانی ذبح

کروانے سے پہلے بھی عورت کو حلال کرواسکتا ہے خواہ بعد میں قربانی کا جانور حرم شریف میں ذبح کیا جائے گا کیونکہ شوہر کے مباشرت کے حقوق نفلی حج اور عمرہ سے مقدم ہیں اوران حقوق میں تاخیر نہیں ہوسکتی۔

• نفلی حج یا عمرہ میں اگر والدین نے اولاد کو احرام کے بعد حج کرنے سے منع کیا وہ اولاد محصر ہو جائے گی کیونکہ والدین کی اطاعت واجب ہے اور حج یا عمرہ نفل ہے خصوصاً جب بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے والدین اولاد کی خدمت کے محتاج ہوں اور نفلی حج یا عمرہ سے منع کریں لہٰذا ایسی اولاد قربانی ذبح کرواکے حلال ہو جائے اور حج یا عمرہ کی قضا کرے کیونکہ محصرین کے لئے یہی حکم ہے۔

تنبیہ: حج میں احرام کے بعد اگر کوئی مانع اور حابس وقوفِ عرفہ سے پہلے کسی آدمی کو عارض اور لاحق ہو جائے تو وہ محصر ہو گا اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد بقیہ افعال سے مانع لاحق ہو تو وہ شرعاً محصر نہیں ہو گا۔ اگر وقوف عرفات کے بعد بقیہ اعمال سے محصر نے حلق یا قصر کی صحت کے وقت حلق یا قصر نہیں کروایا تو اس کے حق میں ہر وہ چیز حرام ہو گی جو احرام کی وجہ سے حرام تھی۔ اگر اس نے حلق یا قصر صحیح وقت میں کرالیا ہے تو طواف زیارت کی وجہ سے بیوی کی مباشرت کے سوا سب محظورات اس کے لئے مباح ہو جائیں گے اور اگر کسی محرم کو وقوف عرفہ کے بعد بقیہ افعال سے روک دیا جائے مثلاً حکومت نے محرم کو جیل میں ڈال دیا یا محرم بیمار ہو گیا اور ہسپتال میں داخل ہو گیا اور قربانی کے دن گزر گئے تو رہائی یا صحت کے بعد وہ شخص طواف زیارت کر کے حرم میں حلق یا قصر سے حلال ہو جائے اور آخر میں ممکن ہو تو طواف وداع کرلے۔

• بیماری یا کسی سماوی آفت کی وجہ سے وقوف عرفات کے بعد وقوفِ مزدلفہ کے ترک اور رمی جمار کے ترک اور ایام نحر سے طواف زیارت کی تاخیر اور حلق یا

قصر کی ایام نحر سے تاخیر کی وجہ سے کوئی دم واجب نہیں ہو گا کیونکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر حج کا کوئی واجب سماوی عذر کی وجہ سے ترک کر دیا جائے اس کے ترک میں دم واجب نہیں ہوتا اور اگر عذر بندوں کی طرف سے ہو جیسے کوئی کافر یا ظالم بادشاہ یا ڈاکو کی دھمکی رکاوٹ بن جائے تو دم واجب ہو گا۔

اژدہام بھی سماوی عذر ہے: علامہ شامی نے فرمایا اژدہام کے خوف کی وجہ سے اگر مزدلفہ کا وقوف متروک ہو جائے تو دم واجب نہیں ہو گا کیونکہ یہ بھی سماوی عذر ہے علامہ شامی کے دور میں اور اس سے پہلے بھی صبح صادق کے بعد مزدلفہ سے منیٰ کی طرف یکدم نکلنے سے راستہ میں اور پھر جمرہ عقبہ کی رمی کے وقت اژدہام ہو جاتا تھا۔ علامہ شامی نے فرمایا اژدہام کے خوف کی وجہ سے خصوصاً عورتوں اور ضعیف اور بیمار لوگوں کے لئے مزدلفہ کا وقوف ترک کرنا جائز ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے اگر وقوف عرفات کے بعد سارے واجبات چھوٹ جائیں تو محرم پر چھ دم واجب ہوں گے ایک دم وقوف مزدلفہ کے ترک کا اور دوسرا ترکِ رمی کی وجہ سے اور تیسرا طوافِ زیارت کو ایامِ نحر سے مؤخر کرنے کا اور چوتھا دم حلق یا قصر کو ایامِ نحر سے مؤخر کرنے کا اور پانچواں دم حل میں حلق یا قصر کروانے کا اور حج تمتع اور قران میں رمی اور قربانی اور حلق اور قصر میں ترتیب ترک کرنے کا۔ کل چھ دم ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ فقہاء نے اژدہام کی وجہ سے مزدلفہ کے وقوف کے ترک پر دم کے واجب ہونے کا قول کیوں لیا ہے حالانکہ اژدہام بھی عذر ہے۔ فقہاء کی طرف سے جواب دیا گیا کیونکہ اژدہام کا عذر مخلوق کی جانب سے ہوتا ہے، خالق کی جانب سے نہیں ہوتا اور مخلوق کی جانب سے ترکِ واجب میں دم ساقط نہیں ہوتا۔ فقہاء پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ پھر مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانگی کے وقت راستہ اور رمی پر

اژدہام کے خوف سے مزدلفہ کا وقوف نہ کرنے پر دم واجب کیوں نہیں ہوتا۔اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اژدہام سماوی عذر ہے من جانب العباد نہیں لہٰذا اگر مزدلفہ کے وقوف کا ترک اژدہام کی وجہ سے ہو تو دم لازم نہیں آئے گا اور وقوفِ عرفات کے بعد سارے واجبات بلا عذر ترک میں پانچ دم لازم ہوں گے چھ نہیں ہوں گے چنانچہ علامہ شامی اس کا جواب دیتے ہیں ''قُلْتُ لَا تَرِدُ مَسْئَلَةُ الْوُقُوْفِ بِخَوْفِ الزِّحَامِ لِمَا مَرَّ فِي التَّيَمُّمِ اَنَّ الْخَوْفَ لَمْ يُنْشَأْ بِسَبَبِ وَعِيْدِ الْعَبْدِ فَهُوَ سَمَاوِيٌّ''ص:۲۵۵۔ جلد:۲۔ مکتبہ ماجدیہ ، باب الاحصار۔ ترجمہ: میں کہتا ہوں اژدہام کے خوف کی وجہ سے ترک وقوفِ مزدلفہ میں دم کے واجب نہ ہونے کا مسئلہ سے اعتراض وارد نہیں ہوگا جیسا کہ تیمم میں گذرا ہے کہ خوف اگر بندوں کی وعید کی وجہ سے پیدا نہ ہو وہ خوف ساوی عذر ہوتا ہے۔ معلوم ہوا اژدہام کا خوف بھی سماوی عذر ہے کیونکہ اژدہام میں کسی آدمی کی وعید نہیں ہوتی بلکہ اژدہام خود خوف کا باعث ہوتا ہے جب راستہ میں یا جمرہ عقبہ پر اژدہام ہو جانے کی وجہ سے صبح صادق کے بعد یا مطلق مزدلفہ کا وقوف نہ کیا جائے تو دم واجب نہیں ہوگا اسی طرح رمی جمرات میں کسی دن یا سارے دنوں میں اژدہام کا خوف ہو اور رمی ترک کردی جائے تو دم واجب نہیں ہونا چاہئے اور اسی طرح اگر محرم راستہ بھول جائے یا گاڑی کا ڈرائیور راستہ بھول جائے یا مزدلفہ کا وقوف بسوں اور گاڑیوں کے رش کی وجہ سے نہ ہوسکے تو دم واجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ بھی سماوی اعذار میں شمار کئے جائیں گے چنانچہ سن ۲۰۰۵ء کے حج میں عرفات سے واپسی پر بعض بسیں مزدلفہ نہیں پہنچ سکی تھیں اور یوم نحر کا سورج مزدلفہ پہنچنے سے پہلے طلوع ہو گیا تھا کچھ لوگ جو چل سکتے تھے جن میں صوفی رحمت علی اور منور صاحب اور خواجہ اشرف اور بندہ چل کر مزدلفہ پہنچے تھے مگر

ہزاروں لوگ طلوع آفتاب تک مزدلفہ نہیں پہنچے تھے ان کے لئے اژدہام کا عذر سماوی ہونے کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوگا پھر سن ٢٠٠٦ء میں ہم بھائی شریف اور صوفی رحمت علی کے ساتھ بس میں بیٹھے بیٹھے مشکل سے طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ سے گذرے الحمد للہ وقوف پالیا مگر صبح کی نماز کے لئے اترنے کی ڈرائیور نے اجازت نہیں دی اور ہماری نماز قضا ہوگئی اور مکہ مکرمہ جا پہنچے مگر ہم نے دس ذی الحج کو سب سے پہلے طواف زیارت کر لیا پھر دوپہر کے بعد منٰی واپس آکر جمرہ عقبہ کی رمی اور قربانی اور حلق کروایا آج سن ٢٠١٠ء تک یہی صورت چل رہی ہے اللہ تعالٰی آسانی فرمائے۔

● سعودیہ میں عام طور پر ایسا ہوتا رہتا ہے کہ عرفات میں بارش کی وجہ سے یا خیموں میں آگ لگ جانے کی وجہ سے لوگ وقوفِ عرفہ کے بعد بقیہ اعمال حج ادا نہیں کر سکتے اور ایام تشریق گذر جاتے ہیں۔ان لوگوں کو یہ مسئلہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ آگ، بارش اور حادثاتِ سماوی عذر ہیں اس لئے ان حادثات کی وجہ سے واجبات کے ترک میں دم واجب نہیں ہوگا۔جو عام فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسے لوگوں پر (١) ترکِ وقوفِ مزدلفہ میں ایک دم اور (٢) ترک رمی میں ایک دم اور (٣) تاخیر طواف زیارت میں ایک دم اور (۴) تاخیر حلق یا قصر میں ایک دم اور (۵) اگر اس نے حل میں حلق یا قصر کروایا تو اس میں ایک دم اور (٦) تمتع اور قارن کے لئے ترک ترتیب کی وجہ سے ایک دم، تو کل چھ دم واجب ہوں گے یہ اس وقت واجب ہوں گے جب ایسا دشمن قادر ہو اور دھمکی دے اور اس کی دھمکی کے خوف سے ان واجبات کا ترک ہو جائے۔اس روایت کی بنیاد یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ مخلوق کی جانب سے مذکورہ امور سے مانع پایا جائے تو چھ دم واجب ہو جائیں گے اور اگر آسمانی عذر کی وجہ سے مذکورہ امور ادا نہ ہو سکیں تو کوئی دم واجب نہیں ہوگا

کیونکہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حق کے لئے مسقط نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ اپنے حق کے لئے مسقط ہوتا ہے اس لئے بندوں کی جانب سے رکاوٹ میں ترکِ واجب پر دم کے لزوم کا اور آسمانی عذر کی وجہ سے ترکِ واجب پر عدم لزوم کا حکم ہے۔

(باب الاحصار۔ شرح ملا علی قاری۔ ص:۴۵۷۔ مکتبہ العلمیہ، بیروت)۔

- اگر عمرہ یا حج کے واجبات کا ترک اللہ تعالیٰ کی جانب سے سماوی عذر کی وجہ سے ہو تو دم واجب نہیں ہوتا اور اگر واجبات کا ترک عباد کی طرف سے رکاوٹ کی وجہ سے ہو یا بلا عذر ترک ہو تو واجبات کے ترک میں دم واجب ہوتا ہے۔
- دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ حج یا عمرہ میں احرام کے محظورات کے ارتکاب میں ہر صورت میں کفارہ واجب ہوتا ہے عذر ہو یا نہ ہو اور عذر من جانب اللہ ہو یا من جانب العباد ہو اور اگر کسی شخص نے احصار کے بعد قربانی کرنے سے پہلے جماع کرنے سے حج کو یا عمرہ کو فاسد کر دیا اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جب اس کا احصار زائل ہو جائے تو وہ غیر مفسد الحج کی طرح بقیہ اعمال ادا کرے اور احرام کے محظورات سے اجتناب کرتا رہے پھر سر منڈوا کر حلال ہو جائے یعنی اس آدمی کا حج یا عمرہ تو فاسد ہو گیا ہے مگر احرام فاسد نہیں ہوا، لہٰذا ایسے شخص پر فسادِ حج یا عمرہ کے بعد بھی محظورات کے ارتکاب کی وجہ اور حج یا عمرہ فاسد کرنے کی وجہ سے کفارہ واجب ہو گا اور اگر اس کا احصار زائل نہیں ہوا اس آدمی پر دو دم واجب ہوں گے ایک احصار کی وجہ سے احرام سے خارج ہونے کے لئے اور دوسرا حج یا عمرہ کو فاسد کرنے کی وجہ سے اور اس پر آئندہ قضا بھی واجب ہو گی۔ (ارشاد۔ ص: ۴۵۷)

احصار کا حکم: اصل میں احصار کے دو حکم ہیں:

۱۔ اول احرام سے خروج کا جواز۔

۲۔ دوم حلال ہونے کے بعد حج یا عمرہ میں سے جس کا احرام باندھا تھا اس کی قضا

اور احصار کے بعد تحلل اور خروج کا شرعی طریقہ کے مطابق ہونا احرام کے فسخ کرنے کا نام ہے۔

محصر کے لئے احرام کا فسخ کرنا جائز ہے۔ سورۃ بقرہ، آیت نمبر ۱۹۴ میں ہے:

"پس اگر تمہیں حج اور عمرہ کے پورا کرنے سے روک دیا جائے اور تم حلال ہونا چاہتے ہو تو ہدی جو میسر ہو، کو ذبح کرو۔"

معلوم ہوا محصر کو احرام کے فسخ کرنے اور باقی رکھنے کی اجازت ہے۔ اگر محصر حلال نہیں ہونا چاہتا اور احرام کو باقی رکھنا چاہتا ہے یہ بھی جائز ہے۔

محصر کس طرح احرام فسخ کرے:

محصر کے دو نوع ہیں: اول وہ محصر جس کو حج یا عمرہ سے حقیقتاً روکا گیا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ کے حق کی وجہ سے شرعاً رکنا ہے ایسا محصر صرف ہدی (قربانی) کے ذبح کروانے سے حلال ہو سکتا ہے۔ ہدی کے ذبح ہونے تک وہ احرام میں رہے گا اگرچہ محظورات احرام کا ارتکاب کرتا رہے۔ دوم: وہ محصر ہے جس کو حق عبد کی وجہ سے روک دیا جائے۔ جیسے عورت کو نفلی حج یا عمرہ سے شوہر کے حق کی وجہ سے رکنا ہے یا عبد کو مولیٰ کے حق کی وجہ سے رکنا ہے۔ یہ محصر بغیر ہدی کے احرام کو منسوخ کر سکتا ہے۔ بیوی اور عبد نفلی حج یا عمرہ میں احصار شرعی کے بعد شوہر یا مولیٰ کے حکم سے کسی محظور کے ارتکاب سے حج یا عمرہ کو فسخ کر دیں اور بعد میں قربانی کا جانور حرم میں بھیج کر ذبح کروالیں اور آئندہ قضا کر لیں۔ ان کے لئے قربانی سے پہلے حلال ہونا جائز ہے۔

- ہدی (قربانی) سے حلال ہونے والے محصر پر لازم ہے کہ کسی کو وکیل بنا کر حرم شریف میں قربانی ذبح کروائے یہ کہ وکیل کو پیسے بھیج دے یا بذریعہ ٹیلی فون اس سے بطور قرض پیسے طلب کر کے جانور ذبح کروائے جب تک قربانی ذبح نہیں

ہو گی اس وقت تک وہ حلال نہیں ہوگا۔ ذبح سے پہلے حلق یا قصر نہیں کر سکتا اور نہ کسی محظور کا ارتکاب کر سکتا ہے ورنہ دم لازم ہو جائے گا۔

• اگر غلطی سے گمان کیا کہ حسب وعدہ وکیل نے فلاں وقت جانور ذبح کر دیا ہوگا یا گمان کیا کہ اس نے حرم میں جانور ذبح کر دیا ہوگا، حلق یا قصر کروالیا یا کسی محظور کا ارتکاب کر لیا پھر معلوم ہوا مقررہ وقت میں جانور ذبح نہیں کیا گیا تھا یا حرم میں جانور ذبح نہیں کیا گیا تھا بلکہ حل میں کیا گیا تھا تو دوبارہ حرم میں جانور ذبح کروائے اس دوران جتنے محظورات کا ارتکاب کیا گیا تھا ان کا کفارہ دینا ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ جب تک قربانی اپنے محل میں (حرم میں) نہ پہنچے اپنے سروں کا حلق نہ کرو۔ (البقرہ:۱۹۴)

قربانی اور ہدی بھیجنے کے احکام: قربانی (ہدی) کا جانور کم از کم بکری ہے اگر محرم صرف حج یا صرف عمرہ کے احرام کے ساتھ ہے یعنی مفرد بالحج یا مفرد بالعمرہ ہے تو احصار کے بعد ایک قربانی حرم میں ذبح کروائے اور اگر قارن ہے یعنی محصر حج اور عمرہ دونوں کے احرام کے ساتھ ہے تو وہ دو دم ذبح کرائے۔ قارن صرف ایک قربانی کے ذبح کروانے سے حلال نہیں ہوگا۔ اگر قارن نے وکیل کو دو قربانیوں کے پیسے (رقم) بھیجے لیکن وہاں (مکہ مکرمہ میں) ان پیسوں سے صرف ایک قربانی حاصل ہوتی ہے، جب تک اس کی طرف سے دوسری قربانی ذبح نہیں ہو گی وہ حلال نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح صرف حج یا صرف عمرہ والے محصر نے اگر ایک قربانی کے ثمن بھیجے لیکن ان پیسوں سے قربانی نہیں ملتی تو جب تک اس کی طرف سے قربانی ذبح نہیں کی جائے گی اس وقت تک وہ حلال نہیں ہوگا۔ لہٰذا محصر کے لئے ضروری ہے کہ قربانی کے ثمن بھیجنے یا وکیل بنانے کے بعد معلومات حاصل کرے کہ حسب وعدہ وقتِ مقررہ میں قربانی ذبح کر لی گئی ہے اس کے بعد

حلال ہو جائے۔ آج کل ٹیلی فون اور فیکس وغیرہ کے ذریعے معلومات ہو سکتی ہیں۔

• ہمارے پاکستان میں جہالت عام ہے لوگ احصار کی وجہ سے احرام میں ایئر پورٹوں سے گھر لوٹتے ہی ممنوعات احرام کا ارتکاب شروع کر دیتے ہیں۔ فوراً احرام کی چادریں اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ واپس لوٹ کر احرام کی چادریں اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہننے سے یا حلق اور قصر سے احرام ختم ہو جاتا ہے۔ ان کو چاہئے علماء سے پوچھیں۔ مسئلہ یہ ہے محصرین کی طرف سے جب تک حرم شریف میں قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جائے وہ محصر احرام میں رہیں گے اور ان پر احرام کی پابندیاں لازم ہوں گی اور ان پر محظورات کے ارتکاب میں کفارہ واجب ہو گا۔

• اور اگر بیوی نے شوہر کے اذن کے بغیر حج نفلی یا عمرہ کا احرام باندھ لیا اور شوہر نے منع کر دیا وہ محصرہ ہے اسی وقت شوہر کے حکم سے احرام کے کسی محظور کا ارتکاب کر کے حلال ہو جائے احصار کی وجہ سے حلال ہونے کے لئے حلق یا قصر ضروری نہیں ہوتا بعد میں اس عورت پر حرم میں قربانی ذبح کروانا واجب ہے۔ یعنی احصار شرعی حق العبد کی وجہ سے ہو تو اس کا حلال ہونا قربانی کے ذبح ہو جانے پر موقوف نہیں اور اگر احرام کے بعد بیوی کا محرم یا شوہر فوت ہو گیا تو وہ محصرہ ہے مگر قربانی کے جانور کے ذبح ہونے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کا احصار شرعی حق اللہ کی وجہ سے ہے۔

• اگر محصر قربانی کرنے سے عاجز ہے کہ اس کے پاس پیسے نہیں ہیں اور جانور بھی نہیں ہے جس کو حرم میں پہنچائے یا کوئی وکیل میسر نہیں جیسے عام دیہاتیوں کے لئے ہو سکتا ہے ایسا محصر ہمیشہ احرام میں رہے گا اس بیچارے کے لئے امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک احرام سے خارج ہونے کی کوئی صورت نہیں بس اس کے

حلال ہونے کے دو ہی طریقے ہیں یا تو قربانی کا جانور حرم میں ذبح کروائے یا مکہ مکرمہ جاکر افعالِ عمرہ سے فائت الحج کی طرح حلال ہو۔ جب کہ وہ بیچارہ ان دونوں امور سے عاجز ہے احناف کے نزدیک (جنایت کی قربانی) کا بدل روزے اور صدقہ بھی نہیں ہوسکتا جس طرح حج تمتع یا قران میں دم اور قربانی تشکر کا عجز کے وقت روزے بدل ہیں تاکہ روزے رکھ کر یا صدقہ دے کر حلال ہو جائے۔ سیدنا امام اعظم اور امام محمد اور امام ابو یوسف کا یہی قول ہے اور امام ابو یوسف کا دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اگر محصر ہدی کا جانور ذبح کروانے سے عاجز ہو تو قربانی کے لئے جانور (بکری) کی گندم سے قیمت لگائی جائے اور وہ گندم آدھا آدھا صاع ہر ایک فقیر پر صدقہ کر دیا جائے اور اگر محصر کے لئے گندم کا حصول بھی ممکن نہ ہو تو ہر آدھے صاع کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لے جب روزے پورے ہو جائیں حلال ہو جائے۔ ملا علی قاریؒ اور دیگر بعض علماء نے محصر فقیر کو حرجِ عظیم سے بچانے کے لئے سیدنا ابو یوسف کے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

- اپنی رائے بھی یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دین میں حرج نہیں ہے لہٰذا محرم کو حرج سے بچانے کے لئے امام ابو یوسف کا قول اختیار کیا جائے ہدی سے عاجز محصر یقیناً فقیر ہوگا جو ہدی سے عاجز ہے اور مکہ مکرمہ جاکر طواف اور اعمال عمرہ سے حلال ہونے پر بھی قادر نہیں ہے۔ اگر وہ قربانی کے جانور کے ملنے تک احرام میں رہے تو اس کے لئے حرجِ عظیم ہے لہٰذا سیدنا امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرلیا جائے اللہ تعالیٰ غنی ہے۔ اسے ایسے محصرین کے اخلاص نیت کی ضرورت ہے جانوروں کی ضرورت نہیں اس کے نزدیک تقویٰ اہم ہے لحوم اضاحی اہم نہیں ہیں لہٰذا امام ابو یوسف کے قول پر عمل کرلیا جائے۔ (محمد رفیق حسنی)

احصار کے زوال کے مسائل: موجودہ دور میں عموماً احصار مرض کی وجہ سے یا

حکومتوں کی طرف سے حج یا عمرہ میں رکاوٹوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور خواتین کے لئے احصار عدت کے واجب ہونے یا محرم یا شوہر کے سفر میں ساتھ نہ ہونے کی وجہ سے ہو سکتا ہے جو بھی صورت ہو جب وہ رکاوٹ زائل ہو گی احصار زائل ہو گا احصار کے زوال کے بعد درج ذیل صورتیں واقع ہو سکتی ہیں۔

صرف حج کے لئے احرام باندھنے والے شخص کا احصار زائل ہو جائے تو اس زوال کی متعدد صورتیں ہیں۔ اول: یہ کہ محصر نے احصار کے زوال کے وقت قربانی کا جانور خرید کر ذبح کرنے کے لئے ابھی کسی کو وکیل نہیں بنایا تھا اور اس نے خود بھی جانور نہیں خریدا تھا اس صورت میں محرم کے لئے حلال ہونا جائز نہیں ہے۔ اس پر لازم ہے کہ حج کے لئے روانہ ہو جائے بشرطیکہ حج کے پالینے کا یقین ہو۔ دوم: یہ کہ احصار کے زوال کے وقت یا اس سے پہلے قربانی کا جانور خرید لیا گیا تھا اور حج کو پالینے کا وقت بھی باقی ہے لیکن جانور ابھی ذبح نہیں کیا گیا۔ ذبح سے وکیل کو منع بھی کیا جا سکتا ہے اس صورت میں بھی محرم کو قربانی کرا کے حلال ہونا جائز نہیں ہے۔ حج کے لئے فوراً روانہ ہو جائے۔ سوم: یہ کہ زوال ایسے وقت میں ہوا کہ حج نہیں ملے گا اور قربانی کا جانور بھی حج پر پہنچنے سے پہلے یا منع کرنے سے پہلے ذبح کر دیا جائے گا اس صورت میں قربانی کے ذبح ہونے پر حلال ہونا جائز ہے۔ اس کے لئے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہونا لازم نہیں۔ چہارم یہ کہ زوال ایسے وقت میں ہوا کہ قربانی کے جانور کو ذبح کر دیئے جانے سے روکا جا سکتا ہے مگر حج نہیں ملے گا، اس صورت میں بھی قربانی کے ذبح ہونے سے حلال ہونا جائز ہے۔ پنجم یہ کہ زوال ایسے وقت میں ہوا کہ حج مل سکتا ہے مگر قربانی کے جانور کو ذبح سے بچانا ناممکن ہے تو ایسی صورت میں بھی قربانی کے ذبح ہونے سے حلال ہونا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس صورت میں حلال نہ ہو اور حج کرنے کے لئے چلا جائے

مذکورہ آخری تین صورتوں میں احصار کے زوال کے بعد اگر عمرہ کے افعال سے حلال ہونا چاہے تو ایسا بھی کر سکتا ہے۔ اگلے سالوں میں عمرہ کی قضا واجب نہیں ہوگی۔

• عمرہ سے احصار کے زائل ہونے کی دو صورتیں ہیں: اول یہ کہ احصار کا زوال ایسے وقت میں ہو کہ قربانی کے جانور کو ذبح ہونے سے روکا جاسکتا ہے محرم پر لازم ہے عمرہ ادا کرے اس کے لئے حلال ہونا جائز نہیں۔ دوم یہ کہ زوال ایسے وقت میں ہو کہ قربانی کے جانور کو ذبح ہونے سے نہیں بچایا جاسکتا تو اس صورت میں قربانی کے ذبح کرنے سے احرام سے خارج ہونا جائز ہے اور آئندہ عمرہ قضا کرے۔

محصر کے لئے عمرہ اور حج قضا کے مسائل:

جب محصر حرم میں قربانی کے ذبح ہو جانے سے حلال ہو جائے اس پر قضا لازم ہے۔ اگر محصر مفرد بالحج تھا یعنی اس کا احرام صرف حج کے لئے تھا تو اس پر حج اور عمرہ دونوں کی قضا فرض ہے۔ حج اس لئے کہ اس کے لئے احرام باندھا تھا اور عمرہ اس لئے کہ حج نہ کر سکنے والے پر لازم ہوتا ہے کہ عمرہ کے افعال سے حلال ہو لیکن یہاں ممکن نہیں تھا اس لئے افعال عمرہ کے بدل قربانی سے حلال ہو گیا تھا لہٰذا قضا کے وقت اصل لوٹ آئے گا۔ یعنی عمرہ بھی قضا کرنا ہوگا۔ اگر محصر قارن تھا یعنی اس کا احرام عمرہ اور حج دونوں کے لئے تھا تو اس پر حج اور دو عمروں کی قضا لازم ہے۔ ایک عمرہ اور حج کی قضا تو اس لئے کہ ان کے لئے احرام باندھا تھا دوسرا عمرہ اس لئے کہ محصر قربانی کے ذبح سے حلال ہوا تھا اور اگر محصر متمتع تھا حج تمتع میں احصار کا وقوع عمرہ سے ہوگا یا حج سے اس لئے اس کے لئے صرف معتمر یا صرف حج سے احصار کے احکام ہوں گے اور اگر محصر معتمر تھا یعنی اس کا احرام صرف عمرہ کے

لئے تھا تو اس پر صرف عمرہ کی قضا واجب ہے محصر اگر اسی سال نفلی حج قضا کرے جس سال احصار واقع ہوا تو قضا کی نیت کی ضرورت نہیں۔ تحول سال کے بعد قضا کی نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور حج فرض اسی سال ادا کرے یا تحویل سال کے بعد قضا کرے نیت کی ضرورت نہیں جب بھی فرض حج ادا کرے گا ادا ہو گا۔ قضا نہیں ہو گا کیونکہ ساری عمر فرض حج کے لئے ادا کا وقت ہے اور حج کے ساتھ عمرہ کی قضا کا وجوب اس وقت ہے جب دوسرے سال حج قضا کرے اور احصار کی وجہ سے قربانی کے ذبح ہونے سے حلال ہوا اگر اسی سال جدید احرام کے ساتھ حج قضا کرے تو عمرہ واجب نہیں ہو گا اسی طرح اگر حج سے محصر احصار کے زوال کے بعد افعالِ عمرہ سے حلال ہو تو دوبارہ عمرہ واجب نہیں ہو گا۔ اس کو صرف حج کی قضا لازم ہو گی۔

فوات کے مسائل: حج کے احرام کے بعد یا تو اللہ تعالی کے فضل و کرم سے محرم حج ادا کرلے گا الحمد للہ علیٰ ذالک یا حج نہیں کرسکے گا۔ اگر حج نہیں کرسکا تو وہ محرم محصر ہو گا یا مفسد الحج ہو گا یا فائت الحج ہو گا یا رافض الحج ہو گا۔

- اگر حج کے احرام والا محرم نو ذی الحج کو سورج کے زوال سے لے کر دس کی صبح صادق تک عرفات کی حدود میں اگرچہ ایک آن کے لئے وقوف پالے الحمد للہ اس کا حج ادا ہو گیا اس کے احکام تفصیلاً گزر چکے ہیں۔

2. اگر محرم کو احصار کی وجہ سے عرفات میں وقوف نہیں ملا اور حج نہیں کرسکا تو وہ محصر ہے اس کے مسائل بھی گزر چکے ہیں۔ قربانی کے ذبح کروانے سے حلال ہو یا افعالِ عمرہ سے۔

3. اگر محرم نے وقوف عرفہ سے پہلے جماع کرلیا اس کا حج فاسد ہو گیا مفسد الحج کے لئے لازم ہے کہ حج کے بقیہ اعمال سے احرام سے خارج ہو۔ فساد کی وجہ سے

اس پر دم واجب ہے اور آئندہ قضا بھی واجب ہے۔ افعال عمرہ کے ساتھ حلال ہونے کی وجہ سے آئندہ عمرہ کی قضا نہیں ہے بقیہ احکام گزر چکے ہیں۔

4. اگر محرم دو حجوں کا ایک سال میں احرام باندھ لے اسے ایک حج کو چھوڑنا واجب ہے اور اس متروک حج کی آئندہ قضا لازم ہے۔ اس کو رافض الحج کہتے ہیں اس پر ایک حج کے ترک کی وجہ سے دم واجب ہوگا۔

5. اگر آفاقی مکہ مکرمہ میں بغیر احرام داخل ہو پھر گھر واپس آجائے تو یہ رافض العمرہ ہے اس پر دم اور قضا لازم ہے۔ کچھ لوگ مدینہ منورہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے بعد مکہ مکرمہ بغیر احرام کے چلے جاتے ہیں، عمرہ کی نیت نہیں کرتے پھر مکہ مکرمہ سے بغیر عمرہ کئے وطن لوٹ آتے ہیں وہ سمجھتے ہیں شاید عمرہ ضروری نہیں تھا اس لئے کہ عمرہ کا احرام نہیں باندھا تھا انہوں نے دو غلطیاں کیں۔ ذوالحلیفہ (بیئر علی) جو مدینہ منورہ والوں کے لئے میقات ہے اس سے عمرہ کے احرام کے بغیر گزر گئے اس غلطی کی وجہ سے ان پر دم واجب ہے اور پھر عمرہ ادا نہیں کیا تو ان پر عمرہ کی قضا بھی واجب ہے۔ احناف کے نزدیک آفاقی کے لئے ضروری ہے کسی ارادہ سے مکہ مکرمہ جائے، میقات سے حج یا عمرہ کے احرام کی نیت کر کے عمرہ ادا کرے یا حج ادا کرے۔ مدینہ منورہ سے جانے والے لوگ آفاقی ہیں کیونکہ مدینہ منورہ میقات سے خارج ہے اس کے بقیہ احکام اپنی جگہ ذکر کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ (ارشاد الساری)

- اگر محرم نے عمرہ کا احرام حج کے ساتھ یا بغیر حج کے باندھا اس کے چار قسم ہیں:

اول: حج یا عمرہ ادا کر لینے والا۔

دوم: محصر جس کے احکام گزر چکے ہیں۔

سوم: مفسد العمرہ کہ طواف سے پہلے جماع کرلے اس پر دم اور قضا واجب ہے۔
چہارم: رافض العمرہ کہ اگر کسی نے ایام نحر میں عمرہ کا احرام باندھ لیا یا دو عمروں کے لئے احرام باندھ لیا اس پر لازم ہے کہ عمرہ کے افعال ترک کردے آئندہ قضا کرے۔ اس کے احکام ذکر کردیئے گئے ہیں۔
فائت العمرہ یعنی صرف عمرہ کے احرام والے کا عمرہ فوت ہو جائے یہ قسم نہیں ہو سکتی کیونکہ ساری عمر عمرہ کے ادا کا وقت ہے۔ عمرہ فوت نہیں ہو سکتا اس کے لئے کوئی معین وقت نہیں ہے۔

فوات کے مسائل

❖ .... حج کے فوات کے احکام

❖ .... موت کی وجہ سے فوات حج کے مسائل

❖ .... حج بدل کے شرائط

❖ .... حج بدل کے احکام

❖ .... فرض حج بدل کے احکام

❖ .... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے حج بدل کرنے کا ذکر

❖ .... ایصالِ ثواب کے مسائل

حج کے فوات کے احکام

چونکہ حج کا وقت معین ہے لہٰذا فائت الحج وہ شخص ہے جو حج کے لئے احرام کی نیت اور تلبیہ سے احرام میں داخل ہو لیکن وقوف عرفہ اسے حاصل نہ ہو سکے یعنی اسے نو ذی الحج کو عرفات میں سورج کے زوال سے آنے والی رات کی صبح صادق تک ایک ساعت بھی نہیں ملی ایسا شخص فائت الحج ہے۔ یا فائت الحج وہ شخص ہے جو حج فرض ہو جانے کے بعد حج نہیں کر سکا اور فوت ہو گیا۔ ایسا آدمی بھی فائت الحج کہلائے گا اس کے احکام کا ذکر آئندہ کیا جائے گا۔

- احرام کے بعد وقوف عرفات نہ پانے والے فائت الحج کے احکام یہ ہیں کہ اگر وہ حج افراد کے احرام میں تھا آئندہ اس پر حج کی قضا فرض ہے۔ موجودہ احرام سے افعال عمرہ ادا کر کے حلال ہو جائے وقوف مزدلفہ، رمی، قربانی، یعنی بقیہ افعال حج اس سے ساقط ہیں اسی طرح طواف وداع بھی ساقط ہے اس فائت الحج پر نہ دم واجب ہے نہ عمرہ اگر فائت الحج قارن ہے، اگر وہ عمرہ کا طواف فوات حج سے پہلے کر چکا ہے تو وہ مفرد بالحج کی طرح ہے۔ عمرہ کا رکن طواف ادا کرنے سے عمرہ کی ذمہ داری سے فارغ ہو چکا ہے۔ آئندہ صرف حج کی قضا کرے گا اور اب افعال عمرہ سے حلال ہو جائے اگر قارن فائت الحج، حج کے فوت ہونے سے پہلے عمرہ کا طواف نہیں کر سکا تھا اب فوات حج کے بعد پہلے عمرہ کے لئے طواف اور سعی کرے پھر احرام سے خارج ہونے کے لئے طواف اور سعی کر کے حلق یا قصر سے خارج ہو اس قارن سے دم قران ساقط ہو جائے گا کیونکہ وہ دم شکر ہے۔ حج قران کر لینے پر واجب ہوتا ہے اور یہ حج، حج قران نہیں ہو سکا لہٰذا دم قران بھی واجب نہیں ہے۔ آئندہ صرف حج کی قضا ہے عمرہ تو ادا کر لیا عمرہ کی قضا نہیں ہے۔ اگر فائت الحج، حج

تمتع والا ہے تو اس کا حج تمتع باطل ہو گیا۔ لہٰذا اس پر دم واجب نہیں ہے کیونکہ یہ تمتع ادا کرنے کا شکریہ ہوتا ہے۔ آئندہ اس پر صرف حج کی قضا واجب ہے اس احرام سے افعال عمرہ سے فارغ ہو جائے۔

فائدہ: فائت الحج کے حلال ہونے کے لئے افعال عمرہ طواف اور سعی وغیرہ حقیقی عمرہ نہیں ہوتے اسی لئے اگر اس طواف سے پہلے فائت الحج جماع کر لے اس پر عمرہ کی قضا واجب نہیں ہے۔ اگر حج کے احرام والے حاجی نے وقوفِ عرفات سے پہلے جماع کرنے سے حج فاسد کر دیا پھر وقوف عرفات کے نہ پانے کی وجہ سے فائت الحج بھی ہو گیا تو اس پر جماع کی وجہ سے دم واجب ہے۔ آئندہ صرف حج کی قضا کرے۔ اگر دوسرے سال والے حج کو بھی وقوف عرفات سے پہلے جماع کی وجہ سے فاسد کر ڈالے تو آئندہ اس کے لئے صرف ایک حج کی قضا واجب ہو گی۔ افعالِ عمرہ سے حلال ہو کر آئندہ صرف حج کی قضا کرے۔ فائت الحج محصر کی طرح قربانی کے ذبح کروانے سے حلال نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لئے افعال عمرہ سے حلال ہونا لازم ہے۔

- معلوم ہوا قضاء حج کے لئے اسباب موجبہ چار ہیں:

اول: وقوف عرفہ کا فوت ہونا۔ دوم: احصار۔ سوم: افساد۔ چہارم: رفض۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ سقوطِ قضا کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ عمرہ یا حج کی قضا کے لئے اسی میقات سے احرام باندھے جہاں سے ادا کے لئے باندھا تھا بلکہ مطلقاً کسی میقات سے احرام باندھنے کے بعد افعال عمرہ یا حج ادا کرنے سے قضا صحیح ہو جائے گی۔ مگر افضل یہ ہے کہ اسی میقات سے احرام باندھے جس میقات سے ادا کے لئے احرام باندھا تھا (ارشاد الساری) اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عمرہ کی قضا کے لئے اسباب موجب تین ہیں: احصار، افساد اور رفض۔ فوات کا موجب ہونا عمرہ میں

متصور نہیں ہو سکتا کیونکہ عمرہ غیر مؤقت ہوتا ہے۔

موت کی وجہ سے فوات حج کے مسائل:

• وہ شخص جس پر حج فرض تھا بغیر ادا کئے یا زندگی میں حج بدل کرائے بغیر فوت ہو گیا تو اس کی تین صورتیں ہیں:

1. اول یہ کہ مرنے والے نے اپنے وارثوں کو یا کسی وصی کو اپنی طرف سے حج کروانے کی وصیت کی تھی اور انہوں نے وصیت کے مطابق حج کروالیا تو اس سے حج ساقط ہو جائے گا اور اسے حج فرض ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔

2. دوم یہ کہ اس نے وصیت نہیں کی تھی یا غلط وصیت کی تھی اور اس کی طرف سے کسی نے حج نہیں کیا وہ ترک حج کی وجہ سے گنہگار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت پر قادر ہے۔

3. سوم یہ کہ اس نے وصیت نہیں کی تھی لیکن کسی وارث نے اپنے مال سے یا میت کے مال سے جبکہ سب وارث عاقل بالغ راضی ہوں یا کسی اجنبی دوست نے اس کی طرف سے بغیر وصیت حج کرلیا یا کروالیا تو امید ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ (ارشاد الساری)

حج بدل کے شرائط: فرض حجِ بدل کے لئے بیس شرطیں ہیں:

پہلی شرط: آمر جو حجِ بدل کرانا چاہتا ہے وہ اتنا مال دار ہو کہ اس پر حج فرض ہو اگر وہ فقیر ہے اس کی طرف سے اگر کسی شخص نے اس کے کہنے سے یا بغیر کہے حج بدل فرض ادا کیا آمر کا حج فرض ادا نہیں ہو گا بعد میں اگر یہ شخص مال دار ہو گیا اُسے اپنا فرض ادا کرنا ہو گا۔ کیونکہ سابقہ نیت بعد میں فرض ہونے والی عبادت کے لئے کافی نہیں ہوتی اور سابقہ عبادت بعد میں فرض ہونے والی عبادت کے قائم مقام نہیں ہوتی ایسا حج نفلی ہو گا۔ آمر اور مامور کا نفلی حج ہو گا۔

دوسری شرط: آمر کا خود حج سے عاجز ہونا حج کروانے سے لے کر موت تک دائم رہے اگر معذور یا مریض نے کسی سے حج بدل فرض اپنی جانب سے کروایا اگر آمر موت تک معذور رہا تو حج فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا اور اگر عذر زائل ہو گیا تو کروایا گیا حجِ بدل نفلی ہو جائے گا آمر کو خود حج کرنا فرض ہو گا۔

- اگر عورت پر حج کا ادا کرنا فرض ہے مگر محرم یا شوہر اس کے ساتھ جانے کو تیار نہیں یا محرم یا شوہر موجود ہی نہیں ایسی عورت خود حج کے لئے اس وقت تک نہ جائے جب تک وہ خود حج پر جانے سے عاجز نہ ہو جائے عجز کے بعد حج بدل کروالے اگر اس عورت نے حج فرض کسی سے کروالیا بعد میں محرم یا شوہر سفر میں میسر ہو گیا تو پہلا حج نفلی ہو جائے گا اسے دوبارہ حج کرنا ہو گا اور اگر عورت کی موت تک محرم یا شوہر میسر نہیں ہوا عورت نے کسی سے حج بدل کروالیا تھا تو اس عورت کا حج بدل جائز ہے اس کے ذمہ فرض حج ساقط ہو جائے گا۔ (ارشاد الساری)

تیسری شرط: آمر جس پر حج فرض ہے وہ دوسرے شخص کو اپنے مال سے حج کروانے کا حکم دے یا وصیت کرے اگر کسی شخص نے حج کے لئے وصیت کی تھی مگر وارث یا دوست نے اُس کی وصیت پر عمل نہیں کیا بلکہ اپنی طرف سے مرحوم کا بطور احسان حج بدل کیا یا کروایا تو مرحوم کے ذمہ سے حج ساقط نہیں ہو گا۔

- اور اگر مرحوم نے وصیت نہیں کی تھی اور اس پر حج فرض تھا وارث یا کوئی دوست اس کی جانب سے بطور احسان حج بدل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ مرحوم کے ذمہ واجب حج ساقط ہو جائے۔ پہلی صورت میں نیابت شرط تھی اور دوسری صورت میں نیابت شرط نہیں ہے اور مشیّت پر منحصر ہے یعنی انشاءاللہ۔ منسک السروجی سے ارشاد الساری میں منقول ہے "لَوْ مَاتَ رَجُلٌ بَعْدَ وُجُوْبِ الْحَجِّ وَلَمْ يُوْصِ بِهٖ. الخ" ص: ۴۷۹، اگر ایک آدمی وجوب حج کے بعد

فوت ہو گیا اور اس نے وصیت نہیں کی تھی کسی دوسرے آدمی نے اس کی جانب سے حج کر لیا یا اس شخص نے اپنے باپ یا ماں کی جانب سے حج فرض ادا کیا مگر ان کی وصیت نہیں تھی ''قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ یُجْزِیْهِ اِنْشَاءَ اللّٰهُ وَ بَعْدَ الْوَصِیَّةِ یُجْزِیْهِ مِنْ غَیْرِ مَشِیَّةٍ. الخ'' امام ابو حنیفہ نے فرمایا انشاء اللہ یہ حج بدل کفایت کرے گا اور وصیت کرنے کے بعد اس کے لئے بغیر انشاء اللہ کی قید کے کفایت کرے گا۔

چوتھی شرط: حج بدل کروانے سے پہلے آمر معذور ہو اگر کسی شخص نے حالت صحت میں حج بدل کروایا اور پھر معذور ہو گیا تو پہلا حج، حج بدل نہیں ہو گا دوبارہ حج کروانا ہو گا۔

پانچویں شرط: آمر مامور کو بطور اجرت حج نہ کروائے اگر آمر مامور کو کہے کہ تم میرے اجیر اور مزدور ہو یہ رقم تجھے بطور اجرت دوں گا تم میری جانب سے حج بدل کرو تو آمر کا حج ادا نہیں ہو گا بلکہ مامور کا اپنا حج ہو گا اور اگر آمر مامور کو کہے میں آپ کو حکم اور امر کرتا ہوں کہ تو میری جانب سے حج کرے تو یہ جائز ہے اور آمر کا حج ادا ہو جائے گا کیونکہ اب آمر کی جانب سے دی گئی رقم مامور کی اجرت نہیں ہو گی بلکہ مباح التصرف ہو گی۔

چھٹی شرط: مامور آمر کے مال سے حج ادا کرے اگر کسی نے اپنے مال سے مامور کے لئے حج فرض ادا کیا تو میت کا حج ادا نہیں ہو گا یعنی شرعاً اس کے ذمہ سے حج ساقط نہیں ہو گا۔

- میت کی وصیت کے بعد کہ میرے مال سے حج بدل کیا جائے اگر میت کے بیٹے نے اپنے مال سے حج کیا مگر میت کے ترکہ سے حج کے اخراجات واپس لینے کے ارادہ سے حج کیا تو یہ جائز ہے میت کا ذمہ بری ہو جائے گا اور اگر میت کے بیٹے نے اس ارادہ سے باپ کی طرف سے حج کیا کہ پیسے واپس نہیں لوں گا اور والد کے ترکہ

سے اخراجات نہیں لوں گا تو یہ حج نفلی حج ہوگا والد کے ذمہ سے حج فرض ساقط نہیں ہوگا البتہ وصیت نہ ہونے کی صورت میں ادا ہو جانے کی امید ہے۔

ساتویں شرط: یہ کہ مامور سواری پر سفر میت کے ترکہ کے تیسرے حصہ سے ادا کرے اگر ترکہ کا تیسرا حصہ حج کے سفر کے لئے کافی ہو اور اگر مامور نے پیدل حج کیا اور رقم اپنے پاس رکھ لی مامور خرچ شدہ رقم کا ضامن ہوگا۔ رقم میت کے لئے وارثوں کو واپس کرنا ہوگی کیونکہ میت پر فرض حج سواری پر جاکر حج کرنے کا تھا لہٰذا اس وکیل کو بھی سواری پر حج کرنا ہے اگر مامور پیدل حج کرے تو مخالفت کی وجہ سے ضامن ہوگا۔

- بعض لوگ آمر کی جانب سے دی گئی رقم کا کچھ حصہ بچا لینے کے لئے بعض مقامات پر پیدل سفر کرتے ہیں ان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ میت کا مفروض حج سواری پر ادا کرنا تھا یہ بھی سواری پر حج کرے مخالفت نہ کرے اور اگر رقم پھر بھی بچ جائے تو آمر کے وارثوں کو واپس کردے کیونکہ رقم مامور کو تملیکاً نہیں دی گئی بلکہ اباحۃً دی گئی تھی۔

آٹھویں شرط: میت کی وصیت کے بعد اگر میت کے ترکہ کے تیسرے حصہ سے حج ادا کیا جا سکتا ہے تو میت کے وطن سے حج بدل کیا جائے اور اگر ترکہ کا تیسرا حصہ وطن سے حج کروانے کے لئے کافی نہیں ہے تو جہاں سے تیسرے حصہ میں کفایت ہو وہاں سے حج بدل کروالیا جائے حتیٰ کہ مکہ سے بھی حج بدل کروایا جائے تو میت کے ذمہ سے حج ساقط ہو جائے گا۔ (ارشاد الساری) باقی رہا کہ حج بدل کے لئے شرط کہ وہ میت کے میقات سے ہو یہ اس وقت ہے جب ترکہ کے ثلث میں گنجائش ہو۔ ورنہ کسی جگہ سے بھی حج کروایا جائے تو جائز ہے اگر میت خود وصیت کرے کہ حج بدل فلاں شہر سے کروانا ہے۔ اور وہ شہر مکہ مکرمہ ہے یا کوئی دوسرا

شہر ہے میت کے قول پر عمل کیا جائے۔

نویں شرط: کہ مامور آمر اور اس آدمی کے حج کی نیت کرے جس کے لئے حج بدل کر رہا ہے مثلاً اس طرح کہے میں فلاں ابن فلاں کی جانب سے حج کرتا ہوں اور لبیک من فلاں ابن فلاں۔ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں لہٰذا دل میں ارادہ بھی کافی ہے مگر افضل یہ ہے کہ زبان سے بھی الفاظ ادا کر لئے جائیں۔

- احرام میں داخل ہونے کے بعد حج کے ہر عمل شروع کرنے سے پہلے بھی دوسرے آدمی کی طرف سے حج بدل کی نیت کرنا چاہئے۔
- اگر حج بدل کرنے والا مبہم نیت کر کے حج کے احرام میں داخل ہو گیا کسی معین شخص کے لئے نیت نہیں کی اُسے حج کے اعمال طوافِ قدوم یا طوافِ عرفات شروع کرنے سے پہلے کسی شخص کو معین کر لینا بالاتفاق جائز ہے اپنے لئے یا کسی دوسرے کے لئے حج کا تعین کر سکتا ہے مگر یہ اجماع اور اتفاق اس وقت ہے کہ حج کرنے والے پر اپنا حج فرض نہ ہو ورنہ امام شافعی کے نزدیک ہر صورت میں اسی کا حج اپنا حج واقع ہو گا۔

دسویں شرط: مامور آمر کے میقات سے احرام باندھے اگر فوت ہونے والا اور وصیت کرنے والا آمر مکی ہے تو مکہ سے اور اگر آمر مدنی ہے تو ذوالحلیفہ سے اگر آمر آفاقی پاکستانی ہے تو پاکستان سے ورنہ آمر کا حج بدل ادا نہیں ہو گا اور مامور کو خرچ شدہ رقم واپس کرنا ہو گی۔ مثلاً میت پاکستانی ہے اور اس کا حج بدل مکہ مکرمہ سے کروایا جائے تو مامور پر فرض حج مامور کے ذمہ سے ساقط نہیں ہو گا کیونکہ میت کی مخالفت لازم آئے گی اگرچہ میت نے وصیت میں صراحت کے ساتھ نہیں کہا تھا کہ میرا حج میرے میقات سے کروایا جائے مگر دلالۃً میت کا یہی حکم تھا۔ مگر یہ مجبوری کہ میت کے ترکہ کے ثلث سے میت کے میقات سے حج نہیں کروایا

جاسکتا یا وارث یا اجنبی اس میت کی جانب سے حج کرنا چاہتا ہے جس نے اپنے اوپر فرض حج کے لئے وصیت نہیں کی تھی یا وصیت تو کی تھی مگر اس کے ترکے کا ثلث مکہ مکرمہ سے حج کروانے کے لئے بھی کافی نہیں تھا اور اس کی وصیت باطل تھی اور مامور اس کے لئے اپنے مال سے حج کروانا چاہتا ہے تو اس کے لئے مکہ مکرمہ سے حج کروانا بھی جائز ہے یا پھر نفلی حج میں بھی کہیں سے حج بدل کروایا جاسکتا ہے یا پھر آمر زندہ ہو اور وہ کہے میری طرف سے فلاں شہر سے حج بدل کروایا جائے تو مطلوبہ شہر کے میقات سے حج کروانے سے آمر کے ذمہ سے حج ساقط ہو جائے گا۔(ارشاد الساری)

گیارہویں شرط: آمر کی جانب سے مامور خود حج کرے اگر مامور کسی عذر بیماری وغیرہ کی وجہ سے حج بدل پر خود نہیں جاسکتا اس نے میت کے مال سے دوسرے آدمی کو بھیج دیا تو مامور خرچ شدہ رقم آمر سے نہیں لے سکتا اُسے رقم واپس کرنا لازم ہے اور آمر اور میت کا حج ساقط نہیں ہوگا۔ یا پھر آمر کی جانب سے مطلق وکالت اور اجازت ہو یہ کہ میت وصیت میں یا عاجز مامور کو کہے کہ میرے مال سے آپ خود حج کریں یا کسی کو کروائیں تو میت کا حج ساقط ہو جائے گا۔ ارشاد الساری میں ہے "اِلَّا اِذَا قَالَ الْاٰمِرُ اِصْنَعْ مَا شِئْتَ" مگر یہ کہ آمر کہے جو چاہو کرو۔

بارہویں شرط: کہ مامور اپنا حج وقوف عرفات سے پہلے بیوی کے ساتھ مباشرت کرکے فاسد نہ کردے اگر مامور نے حج بدل فاسد کر دیا تو آمر کا حج ادا نہیں ہوگا اگرچہ مامور دوسرے سال حج قضا بھی کرے لہٰذا مامور کی خرچ شدہ رقم مرحوم کے وارثوں کو یا عاجز کو واپس کرنا ہوگی۔ لیکن زندہ آمر حج کرنے سے عاجز معاف بھی کرسکتا ہے مگر اسے دوبارہ حج کروانا ہوگا۔ اور قضاء حج خود مامور کا حج واقع ہوگا۔

تیرہویں شرط: مامور آمر کی مخالفت نہ کرے مثلاً آمر عاجز نے کہا یا میت نے وصیت میں کہا کہ میری طرف سے میری جانب سے حج افراد کروایا جائے مگر مامور

نے حج قران یا حج تمتع کر لیا تو مرحوم یا آمر کا حج ادا نہیں ہوگا دوبارہ کروانا ہوگا اور مامور کو رقم واپس کرنا ہوگی اسی طرح اگر میت کی وصیت ہو یا آمر کا حج تمتع یا قران کے لئے امر ہو اور مامور حج افراد کر لے مامور کے لئے جائز نہیں ہوگا کیونکہ آمر موکل ہوتا ہے جس قسم کے حج کا امر کرے گا وکیل اور مامور کو اسی قسم کا حج ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر میت وصیت میں یا آمر مامور کو مطلق حج کرنے کا امر کرے اور آمر کی جانب سے صراحت کے ساتھ کسی حج کا ذکر نہ کیا گیا ہو مگر عرف کی وجہ سے یا دیگر قرائن کی وجہ سے حج متعین ہو تو اسی حج کا اذن ہوگا جس کا عرف و رواج ہے مثلاً پاکستان سے اکثر بلکہ پچانوے فیصد لوگ حج تمتع کرتے ہیں اگر کوئی شخص وصیت کرتا ہے یا حج سے عاجز کسی شخص کو امر کرتا ہے کہ میرے مال سے حج کیا جائے تو حج تمتع مراد ہوگا اور اگر صراحت کے ساتھ یا قرائن کے ساتھ آمر کی جانب سے کسی بھی حج کرنے کی اجازت ہو تو مامور تین حجوں میں سے کوئی حج بھی کر سکتا ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ: چونکہ مامور پر حج ہی فرض تھا عمرہ فرض نہیں تھا اور حج قران اور تمتع میں عمرہ بھی ہوتا ہے اس لئے فقہ کی کتابوں میں لکھ دیا گیا کہ حج بدل پر جانے والا شخص صرف حج افراد کر سکتا ہے یہ اس وقت ہے جب حج افراد کا عرف ہو یا دوسرے حج تمتع یا قران سے آمر نے منع کیا ہو ورنہ مامور کو اگر آمر کی جانب سے حج تمتع یا قران کا اذن ہو یا عرف ہو تو مامور حج تمتع اور قران بھی کر سکتا ہے در مختار میں ہے "دَمُ الْقِرَانِ وَ التَّمَتُّعِ وَالْجِنَايَةِ عَلَى الْحَاجِّ اِنْ اَذِنَ لَهُ الْاٰمِرُ بِالْقِرَانِ وَ التَّمَتُّعِ وَاِلَّا فَيُصِيْرُ مُخَالِفًا فَيَضْمِنُهُ" ص: ۲۶۲۔ جلد: ۲ ماجدیہ۔ قران اور تمتع اور جنایت کا دم حج کرنے والے پر ہے اگر آمر نے حاجی کو قران اور تمتع کی اجازت دی ہے اگر اجازت نہیں دی تو قران اور تمتع کرنے کی وجہ سے مامور آمر کا مخالف ہوگا پس وہ ضامن ہوگا۔ اس عبارت سے بعض علماء کو غلط فہمی

ہوئی کہ شاید مامور حج تمتع اور حج قران مطلق نہیں کر سکتا حالانکہ ایسا نہیں ہے اگر صراحۃً یا دلالۃً یا عرفاً مطلق اذن ہو یا تمتع اور قران کے لئے اذن ہو تو حج بدل قران اور تمتع ہو سکتا ہے اور بالفرض آمر صرف حج افراد کا اذن دے اور مامور قران یا تمتع کرلے یہ حج مامور کا ہوگا سارے اخراجات مامور کو اپنے مال سے ادا کرنا ہوں گے اور آمر کا حج ادا نہیں ہوگا اور اس کی رقم واپس کرنا ہوگی۔ اگر آمر کا اذن ہو تو مامور حج تمتع اور قران کر سکتا ہے مگر قران اور تمتع کی قربانی اور جنایات کا کفارہ مامور کو دینا ہوگا۔ قربانی کا مامور پر واجب کرنا اور آمر پر واجب نہ ہونا اس لئے ہے کہ حج قران یا تمتع کے اعمال حقیقت میں مامور ادا کر رہا ہے اور آمر کے لئے اعمال کا معتبر ہونا شریعتِ مطہرہ کا حکم ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں قربانی جو کہ حج تمتع اور قران میں بطور تشکر واجب ہوتی ہے کہ اسے عمرہ اور حج دو عبادتوں کو جمع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، اس میں فصل کی حقیقت مامور کی جانب سے ہے اس لئے قربانی مامور پر واجب ہے اگرچہ قران یا تمتع آمر کی جانب سے واقع ہے کیونکہ یہ شرعی وقوع ہے۔ (ص: ۴\۳۲ مکتبہ دار الباز مکہ مکرمہ) مگر آجکل آمر کی رقم سے تمتع یا قران کی قربانی کا رواج ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ مامور کے لئے قربانی کی رقم آمر کی طرف سے ہبہ اور گفٹ ہوتی ہے اگرچہ آمر پر قربانی واجب نہیں تھی مگر اسے اپنی رقم سے مامور کو قربانی کرنے کی اجازت دینا بھی جائز ہے، منع نہیں ہے تاکہ مامور کا واجب ادا ہو جائے اور اسی طرح حج کے سفر کے علاوہ زیارات کے لئے سفر خصوصاً مدینہ منورہ کے سفر اور وہاں دس دن قیام کے لئے کھانے پینے اور کرایہ کے اخراجات اگرچہ آمر پر ادا کرنا واجب نہیں مگر آمر کی طرف سے آمر کی رقم سے تمام اخراجات ادا کرنے کی اجازت ہوتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

- اگر دو شخصوں میں سے ایک نے مامور کو کہا میری طرف سے حج کرلو اور

دوسرے نے کہامیری طرف سے عمرہ کرلواور دونوں نے عمرہ اور حج جمع کرلینے کی اجازت دے دی تو مامور عمرہ اور حج دونوں کو جمع کرسکتا ہے اور اسی طرح اگر آمر نے حج کے لئے کسی کو بھیجا مامور نے آمر کے کہنے کے مطابق حج افراد یا تمتع یا قران ادا کیا مگر حج سے پہلے یا بعد مکہ میں قیام کے دوران اپنے لئے عمرہ کرنا چاہتا ہے تو ایسا کرسکتا ہے کیونکہ موجودہ دور میں اسی طرح کا عرف ہے اور عرف اور رواج کا حکم زبان کی تصریح کے برابر ہوتا ہے گویا آمر کی جانب سے اجازت ہے۔

- موجودہ دور میں حج بدل کرنے والے حضرات حج سے پہلے یا حج کے بعد مدینہ منورہ بھی حاضری دیتے ہیں اور مقامات مقدسہ کی زیارت بھی کرتے ہیں مگر سابقہ ادوار کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حج کے سفر اور کھانے پینے کے ماسوٰی تمام اخراجات مامور اپنی جیب سے ادا کرے گا آمر کے مال سے ادا نہیں کرے گا مگر یہ اس لئے تھا کہ سابقہ ادوار میں حج کروانے والے آمر صرف حج کرنے کی اجازت دیتے تھے یا یہی عرف تھا اس لئے دیگر اخراجات مامور کو اپنی جیب سے دینے ہوتے تھے اُس وقت یہی عرف تھا مگر آج ہوائی جہازوں اور بسوں اور کاروں کے دور میں عرف یکدم مختلف ہوگیا ہے مثلاً پاکستان سے حج کروانے والے آمرین کی جانب سے حج بدل کرنے والے افراد کو مطلق اذن ہوتا ہے کہ رواج کے مطابق مقامات مقدسہ اور مدینہ منورہ کی حاضری بھی انہی کے پیسے سے ادا ہوگی یہی وجہ ہے کبھی ہمارے سامنے یہ تنازع نہیں آیا کہ حج کروانے والے اور کرنے والے باہم جھگڑا کریں کہ مدینہ منورہ کے اخراجات کس کو دینا ہے بلکہ دونوں فریق سمجھتے ہیں کہ حج بدل پر جانے والا شخص مدینہ منورہ بھی جائے گا اور زیارتیں بھی کرے گا اور جملہ اخراجات آمر کی طرف سے کرے گا لہٰذا مامور کے لئے آمر کے مال سے تمام اخراجات اٹھانا جائز ہے مگر آمر پر حج کے ماسوٰی سفر کے لئے اخراجات برداشت

کرنا واجب نہیں ہیں۔

• بالفرض کوئی آمر یہ کنڈیشن اور شرط لگائے کہ مامور صرف حج کے لئے سفر کر سکتا ہے ایسی صورت میں مامور اگر حج کے علاوہ مقامات مقدسہ کی زیارات اور مدینہ منورہ کی حاضری کے لئے سفر کرتا ہے تو اس کو اپنے مال سے اخراجات اٹھانے ہوں گے۔

• اس قسم کے مسائل میں بنیادی بات یہ ہے کہ آمر خواہ حج کرنے سے عاجز ہو جانے والا شخص ہو یا وصیت کرنے والا میت ہو اس کی حیثیت مؤکل کی ہوتی ہے اور حج بدل پر جانے والے کی حیثیت وکیل کی ہوتی ہے حکم یہ ہے کہ وکیل مؤکل کی مخالفت نہیں کر سکتا وکیل پر لازم ہے وہی کام کرے جس کا اُسے مؤکل نے حکم دیا ہے اگر مخالفت کرے گا اور آمر کا پیسہ لگائے گا اسے تاوان ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر مامور عرفاً اور عادۃً آمر کا مخالف نہیں ہے تو آمر کے مال سے عرف کے مطابق مامور خرچ کر سکتا ہے میرے سامنے لباب المناسک اور رد مختار بمع در المختار رکھی ہے ان کتابوں میں مختلف جزئیات کا ذکر اور علماء کے اختلاف کا ذکر ہے مگر یہ کتابیں تین چار سو سال پہلے لکھی گئیں تھیں علماء نے اپنے اپنے دور میں موجود رواج اور عرف کے مطابق احکام تحریر کر دیئے تھے ہمارے دور کے بعض علماء جو لکیر کے فقیر ہوتے ہیں انہوں نے سمجھا وہ احکام جن کی مدار اس وقت کے عرف اور رواج پر تھی وہی احکام آج بھی نافذ ہوں گے حالانکہ عرف بدل چکا ہے ایسے لوگ کہتے پھرتے ہوتے ہیں کہ مامور بالحج حج تمتع نہیں کر سکتا حج قران نہیں کر سکتا اگر اس نے حج تمتع کیا یا قران کیا تو اسے تاوان دینا ہوگا مامور مدینہ منورہ کے لئے آمر کے مال سے حاضری نہیں دے سکتا وغیرہ وغیرہ مگر ہر صاحب علم و عقل سمجھتا ہے جب آمر اور مؤکل کی صراحتًا یا عرفاً مامور کو اجازت ہے تو پھر مامور آمر کے مال سے

مذکورہ اخراجات کیوں نہیں ادا کر سکتا۔ کیا مدینہ منورہ اور مقامات مقدسہ کی حاضری معصیت ہے کہ آمر کی اجازت سے بھی آمر کے مال سے مدینہ منورہ جانا جائز نہیں؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ البتہ حج قران یا تمتع کی صورت میں قربانی مامور پر واجب ہو گی جس طرح در مختار سے گذرا ہے کیونکہ حقیقت میں حج کے افعال مامور کی جانب سے واقع ہیں اگر آمر کا حج ادا ہو گیا ہے تو یہ شرعی حکم ہے حقیقی حکم نہیں ہے حقیقت یہ ہے بالفعل حج مامور نے کیا ہے مگر قربانی کی رقم اگر آمر مامور کو ہدیہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس رقم سے قربانی خرید کر ذبح کرنا تو اس کے جواز میں کوئی شرعی مانع نہیں ہے کہ مامور کا واجب ادا ہو جائے اور اس کی رقم آمر کی جانب سے ہدیہ ہو۔ (محمد رفیق حسنی)

چودھویں شرط: یہ کہ مامور ایک حج کے لئے احرام باندھے اگر دو حجوں کا احرام باندھ لیا ایک اپنی طرف سے اور دوسرا آمر کی طرف سے تو یہ آمر کی مخالفت کی وجہ سے جائز نہیں ہو گا اور اگر دو حجوں کے احرام میں داخل ہونے والے شخص نے اپنا حج چھوڑ دیا تو مخالفت ختم ہو جانے کی وجہ سے ایسا کرنا جائز ہو گا اور آمر کا حج ادا ہو جائے گا۔ اور اگر دونوں کو ترک نہیں کیا وقوف عرفات حج کا پہلا عمل شروع کرتے ہی ایک حج خود بخود ختم ہو جائے گا اور ایک احرام باقی ہو گا جو ختم ہوا وہ مامور کا اپنا حج ہو گا اور جو باقی ہے وہ آمر کی طرف سے ادا ہو گا اور مامور کو متروک حج قضا کرنا واجب ہو گا اور مامور پر دو حجوں کے ملانے پر دم بھی واجب ہو گا۔

دو حجوں یا دو عمروں کے احرام کے مسائل ان کے اپنے ابواب میں ملاحظہ فرمائیں۔

پندرہویں شرط: کہ مامور ایک شخص کے حج کا احرام باندھے اگر دو آدمیوں نے مامور کو حج بدل کروانے کی رقم دی اور اس نے دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھا تو مخالفت کی وجہ سے مامور کو دونوں کی رقم واپس کرنا واجب ہے اور یہ حج

ماموركا اپنی طرف سے واقع ہوگا۔

• اگر مامور نے دو شخصوں میں سے ایک کے لئے احرام باندھا اور ایک کے حج کو معین کر دیا تو اس کا حج ادا ہو جائے گا دوسرے کو رقم واپس کرنا ہوگی اور اگر احرام تو ایک شخص کی جانب سے باندھا مگر کسی ایک کو معین نہیں کیا کہ زید کے لئے یا عمرو کے لئے تو وہ شخص حج کے اعمال شروع کرنے سے پہلے ایک آدمی کو معین کر سکتا ہے اور اگر حج کے اعمال طواف قدوم یا وقوف عرفہ کو شروع کر دیا اب کسی کے لئے معین کرنا چاہتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے دونوں کو تاوان دینا ہوگا۔

• یہی حکم والدین میں سے کسی ایک ماں یا باپ کے لئے فرض حج بدل کا ہے کہ تعین ضروری ہے کہ یہ حج والد کی طرف سے ہے یا والدہ کی طرف سے ہے جب ان میں سے دونوں نے امر کیا یا دونوں نے امر نہیں کیا مگر بیٹا ان میں سے ایک کا حج فرض بطور بدل ادا کرنا چاہتا ہے اسے ایک کا تعین کرنا ضروری ہے ورنہ والد یا والدہ کا حج ساقط نہیں ہوگا۔

• اگر نفلی حج بدل ہے تو بیٹا دونوں ماں باپ کے لئے حج بدل کر سکتا ہے کیونکہ نفلی حج میں ثواب کا ہدیہ کرنا ہوتا ہے اور ثواب متعدد لوگوں کو کیا جا سکتا ہے۔

سولہویں شرط: آمر اور مامور دونوں مسلمان ہوں کافر مسلمان کا حج بدل ادا نہیں کر سکتا۔

سترہویں شرط: آمر اور مامور عاقل ہوں یہ کہ میت پر حج جب فرض ہوا اور پھر اس نے وصیت کی دونوں وقت عقل ہونا شرط ہے کیونکہ مجنون پر حج یا وصیت کرنا فرض نہیں ہوتا مجنون غیر مکلف ہوتا ہے۔ اور مامور اگر مجنون ہو اس کی نیت صحیح نہیں ہوتی نہ اپنی طرف سے اور نہ غیر کی جانب سے لہٰذا دونوں کا عاقل ہونا حج بدل کے لئے شرط ہے۔

اٹھارویں شرط: مامور اصحاب تمیز سے ہو کہ حج کے ساتھ متعلق اعمال کو جانتا ہو یعنی حج بدل کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے مراہق غیر بالغ حج بدل کر سکتا ہے چونکہ مامور کا حج اپنے حق میں نفلی ہوتا ہے خواہ بالغ ہو اس لئے غیر بالغ لڑکے کا حج آمر کے حق میں بدل صحیح واقع ہوگا اور محققین علماء نے فرمایا ہے کہ نابالغ بچہ حاصل کردہ ثواب کا ہدیہ کر سکتا ہے اس لئے نابالغ سمجھدار بچے کا حج بدل جائز ہے اور اس کے حج کرنے سے آمر کا فرض حج ادا ہو جائے گا در مختار میں ہے "وَ قِيْلَ عَنِ الْمَأْمُوْرِ نَفْلًا وَ لِلْآمِرِ ثَوَابُ النَّفَقَةِ كَالنَّفْلِ" ص:۲۶۱۔ جلد:۲۔ ماجدیہ۔ متاخرین فقہاء نے کہا حج بدل مامور کی جانب سے نفل واقع ہوگا اور آمر کے لئے نفقہ کا ثواب ہوگا جیسے نفلی حج میں ہوتا ہے علامہ شامی فرماتے ہیں حج آمر کی جانب سے واقع ہو یا مامور کی جانب سے اس اختلاف کا کوئی ثمرہ نہیں ہے "لِاَنَّهُمْ اِتَّفَقُوْا اَنَّ الْفَرْضَ يَسْقُطُ عَنِ الْاٰمِرِ لَا عَنِ الْمَأْمُوْرِ وَ اَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يَنْوِيَهٗ عَنِ الْاٰمِرِ وَ تَمَامُهٗ فِي الْبَحْرِ" ص:۲۶۱۔ جلد:۲۔ اس لئے متقدمین اور متاخرین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آمر کا فرض ساقط ہو جاتا ہے مامور کا ساقط نہیں ہوتا اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ مامور کا حج آمر کے حج کے قائم مقام ہو۔

ہماری اس تحقیق سے حضرت ملا علی قاری کے اعتراض کا جواب حاصل ہو گیا، فَانْظُرْ فِيْهِ۔

انیسویں شرط: کہ مامور سے حج بدل فوت نہ ہوا گر مامور کا حج مامور کی تقصیر کی وجہ سے فوت ہوا یہ کہ وہ اپنے مشاغل میں مصروف رہا اور حج کا وقت نکل گیا تو اس میں مامور پر ضمان اور تاوان واجب ہوگا اگر مامور دوسرے سال آمر کے مال سے حج کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ آمر کا حج ساقط ہو جائے گا اگر مامور کا حج آفت سماوی مثلاً بیماری یا قیدی ہونا یا سواری دستیاب نہیں ہوئی فوت ہو گیا تو مامور پر خرچ شدہ رقم

کا تاوان نہیں ہے لیکن میت کی جانب سے میت کے مال سے یا آمر حج سے عاجز کے مال سے دوبارہ حج کروایا جائے۔ (ارشاد)

● مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا سال ۱۴۳۱ھ / ۲۰۱۰ء جو حادثہ ہوا کہ حکومت پاکستان کی جانب سے بدانتظامی کی وجہ سے لوگوں کا حج فوت ہو گیا سارے عرفات نہیں پہنچ سکے اور بعض مرتبہ جعلی ٹور آپریٹروں کی وجہ سے بھی عازمین حج سعودیہ پہنچا دیئے جاتے ہیں مگر آگے ٹور آپریٹروں کا وجود نہیں ہوتا انہیں جدہ روک لیا جاتا ہے اور ان کا حج فوت ہو جاتا ہے ایسی صورت میں حکومت یا ٹور آپریٹروں کے ذمہ داروں پر حج کے لئے صرف کی گئی رقم واپس کرنا واجب ہے عازمین حج جن کا حج کسی دوسرے آدمی کی وجہ سے فوت ہوا اس آدمی پر تاوان لازم ہے۔

بیسویں شرط: کہ اگر حج بدل کے لئے آمر نے کسی آدمی کو معین کر دیا تو اسی سے حج بدل کروانا لازم ہے مثلاً کسی شخص نے کہا یا وصیت کی کہ میری طرف سے حج زید کرے گا اور کوئی دوسرا نہ کرے اور زید فوت ہو گیا تو دوسرے آدمی کو حج پر بھیجنا جائز نہیں ہے مگر یہ اس وقت ہے جب آمر زید کے علاوہ دوسرے آدمی سے حج کروانے سے منع کر دے اور اگر منع نہ کرے اور کسی طرح زید کا نام ذکر کرے دوسرے آدمی کو بھیجنا جائز ہے۔

فائدہ: یہ بیس شرطیں فرض حج کے لئے حج بدل کروانے کی تھیں مگر نفلی حج بدل کے لئے ان شرائط سے اکثر مسائل میں کوئی شرط نہیں ہے اسلام اور عقل اور تمیز اور نیت شرط ہے۔

فائدہ: حج بدل کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ مامور جس کو حج پر بھیجا جا رہا ہے اس نے پہلے اپنا حج کر لیا ہو لہٰذا وہ شخص جس نے پہلے اپنا حج نہیں کیا اس پر اپنا حج فرض ہو یا نہ ہو اور وہ فقیر ہو اس کو حج پر بھیجا جا سکتا ہے فقیر اگر حج بدل کرنے کی وجہ سے مکہ

مکرمہ پہنچ جائے تو اس پر آئندہ کے لئے اپنا حج فرض نہیں ہوگا کیونکہ آمر کی قدرت سے مامور کو قدرت حاصل نہیں ہوتی اور اگر فقیر بغیر حج بدل کے خود مکہ مکرمہ یا حل پہنچ جائے اور راستہ کا امن ہو اور حکومت کی طرف سے اجازت ہو اس پر اپنا حج فرض ہو جائے گا وہ اپنے حج فرض کی نیت کر کے حج ادا کرے یعنی فقیر مامور جس نے پہلے حج نہیں کیا اور حج بدل کے لئے مامور ہے اور فقیر غیر مامور میں فرق ہے مگر افضل یہ ہے ایسے آدمی کو حج بدل پر بھیجا جائے جس نے پہلے اپنا حج کر لیا ہو بلکہ اس سے بھی افضل یہ ہے کہ حج بدل کے لئے کسی ایسے عالم کو جسے مناسک حج کی معرفت حاصل ہو حج پر بھیجا جائے۔ (لباب المناسک)

● اگر موصی یا آمر نے کہا اس سال حج بدل کیا جائے مامور نے اس سال حج نہیں کیا دوسرے سال کیا یہ جائز ہے۔

● اگر موصی نے وصی کو کہا میرے مال سے کسی دوسرے آدمی کو حج کروانا ایسی وصیت میں خود وصی حج بدل نہیں کر سکتا دوسرے آدمی کو بھیجے۔

● اگر میت نے وصیت نہیں کی مگر وارث میت کی جائیداد سے حج بدل کروانا چاہتے ہیں ان کے لئے شرط ہے کہ سب وارث بالغ اور عاقل ہوں اور سب کی اجازت ہو اگر وارثوں میں سے کوئی وارث بالغ نہیں یا مجنوں ہے یا کسی عاقل بالغ وارث کی اجازت نہیں ان سب صورتوں میں مشترکہ جائیداد سے حج بدل کروانا جائز نہیں ہے اگر بڑے بھائی نے مشترکہ جائیداد سے باپ یا ماں کا حج بدل کروا دیا تو اسے دوسرے غیر بالغ غیر عاقل وارث یا جس وارث نے اجازت نہیں دی ان کے حصوں سے حج کے اخراجات کاٹنا جائز نہیں ہوگا۔

حج بدل کے احکام: حج بدل کا مفہوم یہ ہے کہ حج کرنے والا آدمی کسی دوسرے آدمی کی طرف سے حج کرے۔ حج پر جانے والا اپنے لئے حج نہ کرے بلکہ دوسرے

آدمی کے لئے حج کرے۔

• یہاں تین امر قابل ذکر ہیں: انہیں یاد رکھا جائے۔

اول: حج بدل کروانے والا (اس کو آمر کہتے ہیں)۔ دوم: حج بدل کرنے والا اور حج پر جانے والا (اس کو مامور کہتے ہیں)۔ سوم: حج بدل۔

وضاحت: حج بدل کی دو قسمیں ہیں: نفلی اور فرض۔

حج بدل نفل کا مفہوم یہ ہے کہ حج پر جانے والا (مامور) آمر کے لئے حج نفلی کی نیت کرے اور اس کی طرف سے حج کے افعال اور اعمال ادا کرے۔ حج نفلی کی متعدد صورتیں ہیں:

• ایک صورت یہ ہے کہ آمر مامور کے حج کے جملہ اخراجات برداشت کرے اور مامور کو حکم دے کہ میری طرف سے حج نفلی ادا کرو۔

• دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے مال سے دوسرے آدمی کے لئے حج نفلی ادا کرے۔ مامور کو آمر حج کرنے کا حکم دے یا نہ دے مثلاً باپ بیٹے کو کہے میرے لئے اپنے مال سے حج نفلی کرلو یا یہ کہے بیٹا میری طرف سے حج نفلی کرالو یا بیٹا خود اپنے والد کے لئے بغیر حکم کے حج نفلی کرے یا کسی سے کروائے۔

• عمرہ اور حج بدل نفلی میں احرام کے وقت متعدد آدمیوں کی طرف سے نیت کرنا بھی جائز ہے جس طرح حج یا عمرہ کرکے اس کا ثواب متعدد آدمیوں کو ہدیہ کرنا جائز ہے اور قاعدہ شرعیہ کے مطابق ایصال ثواب میں ہدیہ کرنے والے کے ثواب میں کمی نہیں آتی اس کو عبادت کا پورا ثواب ملتا ہے اور اگر ایک سے زائد آدمیوں کے لئے ایصالِ ثواب کرے گا تو ایصالِ ثواب والے آدمی کو ثواب ان لوگوں کی تعداد کے مطابق ملے گا۔ جتنے لوگوں کو اس نے ایصال ثواب کیا ہے اگر ایک لاکھ آدمیوں کو حج کا ثواب ہدیہ کیا ہے تو ہدیہ کرنے والے کو ایک لاکھ حج کا ثواب ملے

گا، اسی لئے ہمارے علماء فرماتے ہیں ایصال ثواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری امت زندہ اور فوت شدہ سب کو ثواب ہدیہ کیا جائے۔ (شامی)

فرض حج بدل کے احکام: احکام و شرائط کے ذکر سے پہلے پھر یہ ذہن نشین کرلیں وہ شخص جو حج بدل کروانا چاہتا ہے وہ آمر اور مؤکل ہوتا ہے اور جو حج بدل کے لئے جارہا ہے وہ مامور اور وکیل ہوتا ہے اور حج بدل کروانے والے کی رقم وکیل کے پاس بطور امانت مباح التصرف ہوتی ہے۔ اس رقم کا مالک آمر ہوتا ہے اور آمر اور مؤکل کی اجازت سے اس آمر کے ملک میں مامور کو حج کے لئے آمر کی شرائط کے مطابق رقم صرف کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ مامور آمر کا وکیل اور نائب ہوتا ہے لہٰذا وکیل کی طرح مامور کو حج کروانے والے مؤکل کی تمام شرائط پر عمل کرنا ہوگا اور مخالفت کی صورت میں وکیل پر تاوان واجب ہوگا۔

● یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ آمر کے ذمہ جو حج فرض تھا ادا ہو یا قضا حج بدل کروانے سے اس کے ذمہ سے شرعاً حج ساقط ہو جائے گا اور وہ بری الذمہ ہو جائے گا اور حج کے جملہ اخراجات جو اس نے برداشت کئے اس کا ثواب بھی ملے گا مگر حج کے اعمال کس کی طرف سے واقع ہوں گے۔ آمر کی طرف سے یا مامور کی طرف سے۔ اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ راجح قول یہ ہے کہ اعمالِ حج مامور کی طرف سے واقع ہوں گے اور اس کو حج کے اعمال ادا کرنے کا ثواب ملے گا لیکن مامور اور وکیل کا حج نفلی حج کی طرح ہوگا۔ لہٰذا اگر مامور کے ذمہ اپنا حج فرض ہے تو اس کے ذمہ سے حج فرض ساقط نہ ہوگا بلکہ آمر کا حج ساقط ہوگا۔ گویا آمر کو تین فائدے حاصل ہوئے۔ حج فرض ساقط ہوگیا، نفقہ کا ثواب ملا اور مامور کو حج کروانے کا ثواب بھی حاصل ہوا اور مامور کو صرف افعالِ حج کا ثواب ملے گا اور مامور کا حج، حج نفلی ادا ہوگا۔ (محمد رفیق حسنی عفی عنہ)

• یہ بھی واضح ہو کہ اگر کسی مکلّف مرد یا عورت پر حج فرض ہو جائے کہ حج کے وجوب اور ادا کے وجوب کی شرائط پائی گئی تھیں اگر وہ زندہ ہے کسی وجہ سے اب خود حج پر نہیں جا سکتا یہ کہ خود حج پر جانے سے عاجز ہو گیا یا فوت ہو گیا یا تاحیات قیدی ہو گیا یا محصر ہو گیا اور زوال کی امید نہیں یا ایسی مرض میں مبتلا ہو گیا جس کے زوال کی امید نہیں ہے جیسے فالج یا کینسر یا اپاہج ہوتا یا آنکھیں چلی گئیں یا شدید بڑھاپا آگیا یا عورت کے لئے محرم یا شوہر کا تاحیات نہ ہونا یا راستہ میں دائمی بدامنی جب یہ موانع موت تک باقی رہیں تو وہ انسان عاجز ہوتا ہے اور اسے حج بدل کروانا واجب ہوتا ہے یا پھر وصیت کرنا واجب ہوتا ہے مگر وہ شخص جس پر حج فرض ہوا مگر حج کا ادا کرنا فرض نہیں اور ادا کی شرطیں نہیں پائی گئیں اس پر حج بدل کروانا یا وصیت کرنا فرض ہے اس کو کسی دوسرے سے حج کروانا فرض ہے۔ اگر حج بدل نہیں کروا سکا اور فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے تو اس کو وصیت کرنا فرض ہے۔ دونوں قسم کی شرائط نفسِ وجوب اور وجوبِ ادا کی شرائط پائی جائیں یا صرف نفسِ وجوب کی شرائط پائی جائیں اور ادا کے وجوب کی شرطیں نہ پائی جائیں دونوں صورتوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ دونوں قسم کی شرائط والا شخص حج بدل نہیں کروا سکتا جب تک عاجز نہ ہو جائے اور صرف وجوب کی شرائط والا حج بدل کروا سکتا ہے اور وصیت دونوں کر سکتے ہیں۔ سیدنا امام ابو حنیفہ اور صاحبین کے درمیان ان لوگوں پر حج فرض ہونے میں اختلاف ہے جن کو حج پر قدرت اس وقت حاصل ہوئی جب وجوب کی شرطیں نہیں پائی گئی تھیں۔ مثلاً مفلوج اور دائمی مریض اور دشمن سے خائف وغیرہا جب معذور تھے اور انہیں وجوب کی شرطیں مالی استطاعت وغیرہ حاصل ہوئیں۔ صاحبین فرماتے ہیں ان پر حج فرض ہے اور امام صاحب فرماتے ہیں ان پر حج فرض نہیں۔ امام اعظم کے نزدیک ان کو حج بدل کروانا اور موت کے

وقت وصیت کرنا لازم نہیں اور صاحبین کے نزدیک انہیں حج بدل کروانا واجب ہے اگر حج نہیں کرا سکیں انہیں وصیت کرنا لازم ہے۔ اس اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک وجوبِ ادا کی شرطیں بھی نفسِ وجوب کی شرطیں ہیں لہٰذا مفلوج اور دائمی مریض اور راستہ کے امن کے نہ ہونے کے وقت اور عورت کے لئے عدت ہونے کے وقت اور محرم یا شوہر کے نہ ہونے کے وقت اگر وجوب کی شرطیں مثلاً مالی استطاعت اور دیگر شرطیں پائی جائیں تو حج فرض نہیں ہوگا اور صاحبین فرماتے ہیں حج فرض ہو جائے گا کیونکہ یہ شرطیں وجوبِ ادا کے لئے ہیں، ان پر خود حج کے لئے سفر کرنا فرض نہیں ہے مگر حج بدل یا وصیت فرض ہے۔ فتوی صاحبین کے مذہب پر ہے اور اگر ان لوگوں کے معذور ہونے سے پہلے یعنی وجوبِ ادا کی شرطوں کے پائے جانے کے وقت وجوب کی شرطیں مالی استطاعت وغیرہ موجود تھیں تو ائمہ ثلاثہ کا اتفاق ہے ایسے لوگوں پر حج فرض ہے لہٰذا انہیں معذور ہونے کے بعد حج بدل یا وصیت کرنا فرض ہے۔ یہاں دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ معذور ہونے کے وقت آدمی مالدار ہو جائے اس پر حج فرض ہونے میں اختلاف ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ معذور ہونے سے پہلے آدمی مالدار تھا یعنی وجوب اور ادا کی شرطیں موجود تھیں، اس پر حج فرض ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اگر ایسا شخص غنی نہ رہے یعنی نفس وجوب کی سات شرطوں میں سے کوئی شرط باقی نہ رہے تو اس سے حج ساقط نہیں ہوگا اگر حج کے فرض ہو جانے سے پہلے وجوب کی شرطوں سے کوئی شرط نہ ہو تو حج واجب نہیں ہوگا مگر جب واجب ہو جائے پھر ساقط نہیں ہوگا۔ مثلاً غنی فقیر ہو گیا یا عاقل مجنوں ہو گیا حج ساقط نہیں ہوگا۔

- حج بدل کروانے کے لئے ضروری نہیں ہے کہ مامور اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو۔ وہ شخص جس پر استطاعت کی وجہ سے اپنا حج فرض تھا اس نے ابھی حج ادا نہیں

کیا تھا، وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ ماموراور حج بدل کرنے والا ایسا شخص ہو جو اپنا حج کر چکا ہو۔ اکثر پوچھا جاتا ہے کہ اگر حج بدل ایسا شخص کرلے جس نے اپنا حج نہیں کیا تھا مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد اپنے حج پر قدرت کی وجہ سے اس پر اپنا حج بھی فرض ہو جائے گا۔ جواب یہ ہے کہ یہ سمجھنا کہ کسی طرح بھی مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے اپنا حج فرض ہو جاتا ہے یہ بات غلط ہے کیونکہ اگر حج بدل کرنے والا فقیر ہو اور اس پر اپنا حج فرض ہو جائے اس کو اگلے سال حج کے لئے آنا ہوگا یا مکہ میں ٹھہرنا ہوگا، اس فقیر پر واپس آنا یا اگلے سال تک مکہ میں ٹھہرنا کیسے فرض کیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس فقیر پر اس سال حج فرض ہو گیا تھا لہٰذا اگلے سال وطن سے واپس آکر دوبارہ حج ادا کرے یہ بھی حرج عظیم ہے اور تکلیف مالا یطاق ہے۔ وہ فقیر اگلے سال حج کے اخراجات کہاں سے پورے کرے گا۔ لہٰذا فقیر مامور جو کسی کی طرف سے حج کر رہا ہے، پر اپنا حج مکہ مکرمہ پہنچ جانے سے فرض نہیں ہوگا۔ ہاں وہ فقیر جو کسی کا مامور نہیں ہے مگر وہ کسی طرح حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ پہنچ گیا ہے اور اُسے حکومت کی طرف سے حج کرلینے کی اجازت ہے اور عرفات جانے اور واپس آنے کے اخراجات پر قادر ہے یا چل کر جاسکتا ہے ایسے فقیر پر اپنا حج فرض ہو جائے گا لہٰذا وہ فقیر حج نفلی ادا کرنے کی نیت نہ کرے بلکہ حج فرض ادا کرے اور اگر اس نے حج نفلی ادا کیا تو اس پر فرض ہے آئندہ حج فرض ادا کرے کیونکہ وہ اپنی قدرت سے حج ادا کرنے پر قادر ہو گیا ہے۔ (ارشاد الساری/شامی)

- خلاصہ یہ ہے کہ حج بدل کروانے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ مامور غنی ہو اور اپنا حج ادا کر چکا ہو۔ اپنا حج واجب ادا نہ کرنے والا ذی استطاعت اور فقیر حج بدل کے لئے بھیجے جاسکتے ہیں۔ (ردالمحتار/ ملا علی قاری)

• حج بدل کے لئے یہ شرط بھی نہیں ہے کہ مامور مرد کے لئے مرد ہو اور عورت کے لئے عورت ہو بلکہ عورت کی طرف سے مرد، مرد کی طرف سے عورت حج بدل پر جاسکتی ہے لیکن عورت کا زوج کے ساتھ یا محرم کے ساتھ زوج کی اجازت سے جانا شرط ہے۔ نابالغ لڑکا یا لڑکی مگر سمجھدار ہوں کہ حج کے افعال ادا کرنا جانتے ہوں، بالغ کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں۔ مامور کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے جیسے ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

• اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ حج بدل کرنے والا شخص اگر غنی، صاحب استطاعت اور صحیح ہے تو اس پر مکہ مکرمہ جانے سے پہلے اپنے وطن میں بھی حج فرض تھا چونکہ اب اس نے آمر کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے لہٰذا حج کروانے والے کا حج ادا ہوگا اور اسی آمر کا حج ساقط ہو جائے گا۔ مامور کا حج ساقط نہیں ہوگا اس کو دوبارہ اپنا حج فرض ادا کرنا ہوگا چونکہ حج کے لئے ساری عمر وقت ہے اس لئے وہ غنی شخص جس طرح پہلی دفعہ حج میں نفلی حج کی نیت کر سکتا ہے اسی طرح دوسرے کی طرف سے بھی حج کی نیت کر سکتا ہے اور اگر مامور ایسا شخص ہے جس نے اپنا حج نہیں کیا تھا اور فقیر ہونے کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں تھا وہ جب آمر کی طرف سے حج بدل کی نیت سے مکہ مکرمہ داخل ہوگا تو اس کو اگرچہ اپنا حج کرنے کی قدرت حاصل ہو جائے گی مگر یہ قدرت اور استطاعت غیر کی وجہ سے ہوئی ہے اس لئے ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ فقیر مکہ مکرمہ داخل ہونے کے باوجود اپنے حج کی استطاعت نہیں رکھتا لہٰذا اس پر اپنا حج فرض نہیں ہوگا کیونکہ اس سال وہ مامور ہونے کی وجہ سے آمر کے حج کی نیت کرے گا۔ اپنا حج ادا نہیں کر سکتا اس سال اس کی قدرت غیر کی قدرت کی وجہ سے ہے۔ خود قادر نہیں ہے لہٰذا اس پر حج فرض نہیں ہوگا اور اگر یہ کہا جائے کہ اسی قدرت کی وجہ سے اس پر

آئندہ سال حج کرنا فرض ہے تو یہ حرج عظیم ہے کیونکہ فقیر پر اگلے سال تک ٹھہرنے کا حکم تاکہ حج کرکے جائے، اس کو حرج عظیم میں ڈالنا ہے۔ وہ نفقہ کہاں سے پورا کرے گا، حالانکہ خود مکہ مکرمہ کے شہری پر اس وقت حج فرض نہیں ہوتا جب اس کے پاس منٰی اور عرفات جانے کے اخراجات کی طاقت نہ ہو تو آفاقی فقیر پر حج کیسے فرض ہو جائے گا۔

● اگر مکلّف شخص حج کے لئے وطن سے نکلا اور وقوفِ عرفات سے پہلے راستہ میں فوت ہو گیا اس پر وصیت کرنا تب فرض ہے کہ اگر استطاعت اور قدرت کے سال سے حج کو بلا وجہ مؤخر کیا تھا اور اگر استطاعت کے سال حج کے لئے نکلا تھا اور راستہ میں فوت ہو گیا اس پر وصیت کرنا واجب نہیں ہے۔ اس آدمی سے حج ساقط ہے کیونکہ اس نے تاخیر نہیں کی اگر حج فرض ہو جانے کے بعد سستی کی اور استطاعت کے سال حج کے لئے سفر نہیں کیا اور فوت ہونے لگا تو اس پر وصیت کرنا فرض ہے۔ اگر وصیت میں مال یا مکان جس سے حج بدل کروانا مقصود ہے خود متعین کر دیا اور وہ مال یا مکان ثلث سے زائد نہیں تو اسی طرح کیا جائے گا جس طرح اس مرحوم نے وصیت میں کہا ہے ورنہ اس کے مال کے ثلث سے مطلقاً اس کے وطن سے حج بدل کروانا واجب ہے۔ اگر ثلث کی رقم کم ہے تو جہاں سے پوری ہو سکتی ہے وہاں سے حج کروالیا جائے۔ مثلاً جدہ سے حج بدل کروالیا جائے اگر جدہ سے حج بدل نہیں کروایا جا سکتا تو مکہ مکرمہ سے حج بدل کروایا جائے اگر مکہ مکرمہ سے بھی مرحوم کے مال کے ثلث سے حج نہیں کروایا جا سکتا تو وصیت باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کی جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے حج بدل کرنے کا ذکر:

حضور نبی کریم ﷺ جملہ عالمین کے لئے عموماً اور اپنی امت کے لئے

خصوصاً محسن اعظم ہیں۔ آپ کے احسانات کا ہمارے لئے شکریہ ادا کرنا تو مشکل ہے لیکن احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آپ ﷺ کی خدمت میں ہر عبادت بدنی اور مالی کے ثواب کا نذرانہ پیش کرتے رہیں۔ کبھی ان کے لئے نوافل پڑھیں، کبھی ان کے لئے تلاوت کریں، کبھی صدقہ کریں اور کبھی قربانی کریں۔ جیسے حضرت علیؓ ہمیشہ ایک قربانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے بھی کرتے تھے اسی طرح کبھی ان کے لئے عمرہ کریں اور کبھی ان کے لئے حج کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ اس عمل سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

• امام غزالی نے احیاء العلوم میں حضرت علی بن موفق کے متعلق لکھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد حج نبی کریم ﷺ کی طرف سے ادا کئے اور ان کا ثواب آپ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ ایک رات حج کے موقع پر آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابن موفق تو نے میری طرف سے حج کیا ہے۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں یارسول اللہ! پھر آپ نے فرمایا: میری طرف سے تو نے تلبیہ پڑھا ہے۔ میں نے عرض کی: جی ہاں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں اس کا بدلہ اس طرح دوں گا کہ محشر میں جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق حساب وکتاب کے غم میں پریشان ہوگی میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں پہنچادوں گا۔ (احیاء العلوم)

• حضرت علی بن موفق وہ شخص ہیں جنہوں نے چوہتر (۷۴) حج ادا کئے تھے جن میں سے ستر حج حضور علی الصلوٰۃ والسلام کے لئے ادا کئے۔ ایک حج کے موقع پر اپنے دل میں کہنے لگے میں بار بار حج کے لئے حرمین طیبین حاضری دیتا رہا مگر پتہ نہیں میری مشقت اور وقت کی کوئی قیمت بھی ہے یا نہیں اور معلوم نہیں کوئی حاضری مقبول بھی ہوئی یا نہ۔ خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور آواز آئی:

"اے موفق کے بیٹے! کیا تو اس آدمی کو اپنے گھر بلائے گا جسے تو نہ چاہتا ہو یعنی اگر میں نہ چاہتا تو تجھے یہاں نہ بلاتا اور نہ ہی یہاں پہنچاتا یعنی تمہارے وقت اور اخلاص کی بہت قدر ہے۔" (نفحات الانس)

• یہی ابن موفق فرماتے ہیں: ایک سال جب میں حج کر چکا تو میں ان لوگوں کے متعلق متفکر ہوا جن بیچاروں کا حج مقبول نہیں ہوتا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا: یا اللہ! میں نے اپنے حج کا ثواب ان لوگوں کے لئے ہبہ کر دیا جن کا تو نے حج قبول نہیں کیا۔ خواب میں رب العزت جل جلالہ کی زیارت ہوئی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے علی تو مجھ سے زیادہ سخی بننا چاہتا ہے حالانکہ میں نے سخاوت اور سخیوں کو پیدا کیا ہے، میں اجود الاجودین ہوں، اکرم الاکرمین ہوں، مجھے جود و کرم کرنے کا زیادہ حق ہے۔ میں نے ان حاجیوں کی وجہ سے جن کا میں نے حج قبول کر لیا تھا، سب حاجیوں کا حج قبول کر لیا ہے۔

• یہی علی بن موفق ذکر کرتے ہیں کہ میں نے جب ایک سال حج ادا کیا تو ذی الحج عرفہ کی رات میں منیٰ کی مسجدِ خیف میں سویا ہوا تھا، میں نے خواب میں دیکھا دو فرشتے سبز کپڑوں میں آسمان سے نازل ہوئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اے عبداللہ۔ دوسرے نے کہا: لبیک۔ پہلے نے کہا کہ اس سال کتنے لوگوں نے حج کرنا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ مجھے علم نہیں۔ پہلے نے بتایا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے اس سال حج کرنا ہے۔ پھر پہلے نے پوچھا: تجھے پتہ ہے کتنے لوگوں کا حج مقبول ہوگا۔ دوسرے نے کہا کہ مجھے کچھ علم نہیں۔ پہلے نے کہا: صرف چھ آدمیوں کا حج مقبول ہوگا۔ حضرت علی بن موفق کہتے ہیں کہ اس مکالمہ کے بعد دونوں فرشتے چلے گئے میں بیدار ہوا تو نہایت پریشان ہوا کہ میرے حج کا کیا ہوگا۔ میں نے خیال کیا کہ جب چھ لاکھ سے صرف چھ آدمیوں کا حج مقبول ہوگا میں ان چھ آدمیوں میں

سے کیسے ہو سکتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں عرفات میں وقوف کے بعد مزدلفہ واپس آیا اور بہت فکر مند تھا تو مزدلفہ میں دسویں ذی الحج کی رات خواب میں وہی دو فرشتے دیکھے انہوں نے پہلے والی باتیں دہرائیں۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو جانتا ہے کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ دوسرے نے کہا: معلوم نہیں۔ پھر اس نے کہا کہ آج رات فیصلہ یہ ہوا ہے کہ ان چھ حاجیوں کو ایک ایک لاکھ آدمی دے دیا جائے یعنی ہر ایک کے طفیل ایک ایک لاکھ آدمی کا حج قبول کر لیا گیا ہے۔ حضرت علی ابن موفق فرماتے ہیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے سب کا حج قبول کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ صالحین کے طفیل گنہگاروں کے حج بھی قبول فرمالیتا ہے۔ (احیاء العلوم)

لہٰذا جب نبی کریم ﷺ کی طرف سے حج یا عمرہ ادا کیا جائے تو اس کی رحمت پر قوی امید ہے کہ وہ حج یا عمرہ ضرور قبول ہوگا۔

- حضرت ملا علی قاری حضور علیہ السلام کی طرف سے ہر وہ حج جس میں جمعہ کا دن عرفہ کا دن ہوتا تھا، ادا کیا کرتے تھے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کے حج میں بھی عرفہ کا دن جمعہ کا دن ہی تھا۔
- حضرت عبداللہ بن عمر نے متعدد عمرے بغیر وصیت کے حضور علیہ السلام کی طرف سے ادا کئے تھے۔
- حضرت ابن سراج نے دس ہزار سے زائد کلام مجید کے ختم آپ ﷺ کے لئے کئے تھے اور دس ہزار سے زائد قربانیاں آپ کے لئے کی تھیں۔ (شامی)
- مذکورہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے حج یا عمرہ کرنا جائز ہے۔ اس کے دونوں طریقے صحیح ہیں۔ احرام کے وقت آپ ﷺ کی طرف سے نیت کی جائے یا حج اور عمرہ ادا کرکے آپ کی بارگاہ میں بطور نذرانہ حج یا

عمرہ کا ثواب پیش کر دیا جائے۔

• معلوم ہوا کہ ایک انسان کے عمل سے دوسرے انسان کو نفع پہنچتا ہے یہی اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔

• بعض علماء نے فرمایا کہ غیر کے عمل سے انسان کو کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ لہٰذا ایصالِ ثواب ناجائز ہے اور نہ ہی کسی کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کے لئے عمرہ یا تلاوت قرآن پاک جائز ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کی آیت مبارکہ "لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى" سے استدلال کیا ہے یعنی انسان کے لئے صرف وہی عمل ہے جو اس نے خود کیا ہے۔ ہمارے علماء کرام نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں:

اول: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں یہ آیت منسوخ ہے اس کے لئے آیت "وَالَّذِيْنَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ" ناسخ ہے کیونکہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اولاد کو والدین کے صالح ہونے کی وجہ سے جنت میں داخل کیا جائے گا اگرچہ اولاد غیر صالح ہو۔ معلوم ہوا غیر کا عمل انسان کو نفع دیتا ہے اور پہلی آیت منسوخ ہے۔

دوم: یہ آیت حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کی قوم کے ساتھ خاص ہے کیونکہ ان کے صحف اور کتب سے بطور حکایت اس آیت کو قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔

سوم: اس آیت میں الانسان پر الف ولام عہد خارجی کا ہے اور کافر مراد ہیں۔

چہارم: یہ کہ عدل کے طور پر تو صرف انسان کو اپنے اعمال نفع دیں گے لیکن بطور فضل غیر کے اعمال بھی انسان کو نفع دیں گے۔

پنجم: الانسان میں لام علیٰ کے معنی میں ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول "وَاِنْ اَسَأْتُمْ

فَلَهَا" اور "وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ" والی آیت میں ہے۔
ششم: یہ بھی انسان کا اپنا عمل ہے کہ اس نے ایمان حاصل کر کے اپنے لئے سب مومنوں کو بھائی بنالیا اور وہ اس کو ثواب کے ہدیے بھیجتے ہیں لہذا ثواب بھی گویا اس کا اپنا عمل ہے۔
ہفتم: یہ کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی دوسرے کے عمل میں کسی کا حصہ نہیں ہے لیکن اگر دوسرا اپنے عمل کا ہبہ کر دے تو اس میں اس کا حصہ ہو جاتا ہے اور اس کو نفع بھی پہنچتا ہے۔ (کتب فقہ)
ہشتم: قرآن مجید میں ہے "اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا" (سورۃ نساء، آیت) اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آباء و اجداد اور ابناء میں سے کچھ لوگ قیامت کے روز دوسرں کو نفع دیں گے۔ (تفسیر قرطبی \ روح المعانی)

ایصالِ ثواب کے مسائل: غیر کے لئے کسی کے حج کرنے کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ کوئی بھی انسان اپنے نیک عمل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والا ثواب دوسرے کو ہبہ اور بخشش کر سکتا ہے خواہ وہ دوسرا موہوب لہ شخص زندہ ہو یا فوت شدہ۔ وہ نیک عمل حج ہو یا نماز، روزہ ہو یا صدقہ، تلاوت قرآن مجید ہو یا ذکر، اللہ تعالیٰ کی ثنا ہو یا نبی پر درود شریف، اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کا ثواب ہو یا حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا ثواب، عبادت بدنی ہو یا مالی۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک عبادت بدنی اور مالی کا ثواب جب کسی مردہ یا زندہ کو ہبہ اور بخشش کیا جائے وہ جائز ہے اور وہ ثواب مردہ یا زندہ تک پہنچتا ہے۔ اگرچہ امام مالک و امام شافعی کا بدنی عبادات میں اختلاف ہے لیکن دیگر مالی عبادات میں ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ مالی عبادت کا ثواب دوسروں کو پہنچتا ہے۔

- دار قطنی نے روایت کیا کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ

میرے والدین جب زندہ تھے تو میں ان کی خدمت کرتا تھا، ان کی اطاعت کرتا تھا اب وہ فوت ہو چکے ہیں ان کے مرنے کے بعد کس طرح ان کی مدد کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ نیکی کے بعد نیکی یعنی ان کے مرنے کے بعد خدمت یہ ہے اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے نماز پڑھ، روزوں کے ساتھ ان کے لئے روزے رکھ یعنی بدنی عبادت کا ثواب ان کو ہبہ کرنا ہی فوت شدہ والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

- دار قطنی نے حضرت علی سے روایت کیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص (قل ہو اللہ احد) پڑھ کر مردوں کو اس کا ثواب بخش دے تو اللہ تعالی مردوں کی تعداد کے برابر اس بخشنے والے کو ثواب عطا فرمائے گا۔ (در مختار) یعنی گیارہ دفعہ سورہ اخلاص کا ثواب اگر دس مردوں کو بخشے گا تو گویا اس کو دس دفعہ گیارہ گیارہ دفعہ سورت اخلاص کے پڑھنے کا ثواب ملے گا اور ایک سو آدمی کو ایصالِ ثواب کرے گا تو ایصالِ ثواب والے کو ایک سو مرتبہ گیارہ گیارہ دفعہ سورہ اخلاص پڑھنے کا ثواب ملے گا۔
- ابو حفص کبیر نے حضرت انس سے روایت کیا کہ انہوں نے خود حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ ہم اپنے مردوں کے لئے صدقہ کرتے ہیں حج کرتے ہیں ان کے لئے دعا کرتے ہیں آیا ان اعمال کے ثواب ان کو پہنچتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں پہنچتے ہیں اور وہ مردے اس کے پہنچنے سے اتنے خوش ہوتے ہیں جس قدر تم کو طبق میں ہدیہ دیا جائے اور تم خوش ہوتے ہو۔
- حضرت انس سے بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو چھترے قربانی فرمائے ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے۔
- ابوداؤد میں حضرت انس سے روایت کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:

اپنے مردوں پر سورہ یٰسین پڑھو۔ (یعنی مردوں کے لئے سورت یٰسین کا ثواب پہنچاؤ۔)

• دار قطنی نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کی طرف سے حج کیا تو اس کے لئے دو حجوں کا ثواب ہو گا۔

• حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: جس شخص نے والدین کی طرف سے حج کیا یا ان کا قرضہ ادا کیا قیامت کے دن وہ ابرار کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (دار قطنی)

• حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے اس سے اور اس کے والدین سے قبول کیا جائے گا۔ یعنی دونوں کو حج مقبول کا ثواب ملے گا اور والدین کی روح خوش ہو جائے گی اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک برّ یعنی ماں باپ کا فرمانبردار لکھا جائے گا (یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے والا)۔

• سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کا کتنا احسان ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا حج ادا کرے سو اس کے قبول ہونے کی کوئی ضمانت (گارنٹی) نہیں ہے مگر کوئی شخص والدین کی طرف سے حج کرے تو اس کے حج کی مقبولیت کی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے گارنٹی عطا فرمادی ہے اور تینوں اولاد اور والدین سب کے حج مقبول ہونے کی بشارت دی ہے۔ لہٰذا والدین کے لئے حج ضرور کرنا چاہئے۔

• ہمارے علماء اس جگہ ان احادیث کی روشنی میں ایک تو یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ اعمال کا ثواب غیروں کو ہبہ کرنا جائز ہے اور غیروں کو پہنچتا ہے، یہ تواتر سے ثابت ہے یعنی اس مسئلہ پر احادیث مبارکہ کثرت سے موجود ہیں اور متواتر المعنی ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ بیان کرتے ہیں جس طرح والدین اور دیگر

مخلصین کے لئے حج بدل کرنا جائز ہے تو محسن عظیم حبیب مکرم سید الانبیاء ﷺ کے لئے بھی حج یا عمرہ کرنا جائز ہے بلکہ اخلاقی واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

• علامہ شامی اپنی مشہور کتاب رد المحتار میں لکھتے ہیں کہ کتابوں میں ایصال ثواب کے لئے عبادت بدنی اور مالی کے متعلق عبادتوں کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے جس طرح نفلی عبادات میں ایصالِ ثواب جائز ہے اسی طرح فرض عبادتوں کا ثواب ہدیہ کرنا بھی جائز ہے اور فرض کے ایصالِ ثواب سے یہ لازم نہیں آتا کہ فرض ادا کرنے والے کا فرض ختم ہو جاتا ہو، کیونکہ اس نے اپنے فرائض کا ثواب دوسرے کو دے دیا ہے بلکہ اس کے اداشدہ فرض کا ثواب اس کے حق میں قائم اور باقی رہتا ہے۔ لہٰذا دوبارہ قضا کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایصالِ ثواب کرنے والے کے ثواب میں کمی نہیں آتی اور فرائض کی ادائیگی متاثر نہیں ہوتی۔ معلوم ہوا ایصالِ ثواب فرائض کا ہو یا نوافل کا، مالی عبادات کا ہو یا بدنی عبادات کا سب جائز ہے اور اچھا بزنس (کاروبار) ہے۔ اس سے ثواب میں کمی نہیں آتی بلکہ اس کو جتنا بڑھاؤ اتنا بڑھتا ہے۔ اگر جمیع مؤمنین اور مؤمنات احیاء اور اموات کو ثواب ہبہ (گفٹ) کیا جائے تو اللہ تعالیٰ جمیع مؤمنین و مؤمنات کی تعداد کے برابر ثواب بخشنے والے کو اجر عطا فرمائے گا اور ہر مؤمن کو بھی پوری ایصال شدہ عبادات کا ثواب منتقل ہو جائے گا۔ اسی لئے حدیث شریف میں ہے اگر کوئی شخص روزانہ حضور علیہ السلام کی ساری امت کے لئے ان کلمات سے دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ابدالوں سے اٹھائے گا۔ وہ کلمات درج ذیل ہیں: اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ. اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ. اَللّٰھُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ

اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (احیاء العلوم)

نوٹ: مدینہ منورہ حاضری کے آداب مستقل رسالہ "رفیق الحرم المدنی" میں لکھ دیے ہیں اس کا مطالعہ فرمائیں۔

خاک پائے اہل ایمان

محمد رفیق الحسنی عفی عنہ

رفيق
العروسين

رفيق
الزوجين

رفيق
العلماء

رفيق
القراء

رفيق
الصائمين

رفيق
المعتكفين

رفيق
المذنبين

رفيق
المرحومين

رفيق
الغافلين

رفيق
اليل والنهار

رفيق
الناسكين

رفيق